کتاب النکاح

حضرت مؤلف علیہ الرحمہ نے اس سے پہلے عبادات کتب اور معاملات کتب کا ذکر فرمایا تھا اب یہاں سے نکاح کو ذکر فرمایا

ہے جو من وجہ معاملہ اور من وجہ عبادت ہے گویا دونوں سے مرکب ہے اور ایک برزخ ہوتا ہے اور [illegible] ہوتا ہے

نکاح کے لغوی معنی کے اندر اختلاف ہے بعض نے کہا کہ اس کے معنی ضم کے ہیں بعض نے وطی اور بعض نے عقد کے معنی

بیان کئے ہیں مشہور یہ ہے کہ ضم کے معنی میں ہے پھر اس کی حقیقت کے اندر اختلاف ہے حنفیہ کے نزدیک نکاح

حقیقت ہے وطی کے اندر اور مجاز ہے عقد کے اندر شوافع کے یہاں حقیقت ہے عقد کے اندر اور مجاز ہے وطی کے

اندر اور بعض کے نزدیک دونوں کے اندر مشترک ہے اس کی [illegible] کے اندر متعدد اقوال ہیں (۱) واجب ہوتا ہے

اور اس کی وجہ سے [illegible] ہوتا ہے (۲) [illegible] الاشتغال بالنوافل [illegible] ہے [illegible]

کیونکہ اس کی بناء پر اشتغال بالنوافل میں [illegible] ہوتا ہے اس کے حکم کے اندر بھی اختلاف ہے [illegible] کے نزدیک

عند التوقان (شہوۃ) واجب ہے اور شوافع کے نزدیک اس صورت کے اندر بھی واجب نہیں ہے [illegible]

ہو [illegible] فرمایا کہ اختلاف توقان کی صورت میں نکاح واجب ہے اعتدال کی حالت میں

مالکیہ حنابلہ کے یہاں سنت ہے حنفیہ کے یہاں روایات مختلف ہیں (۱) فرض ہے کفایۃً (۲) واجب

علی العین ہے (۳) واجب علی الکفایہ ہے (۴) سنت مؤکدہ ہے [illegible] کے نزدیک جائز ہے

امام شافعی وغیرہ کا استدلال قرآن کی آیت سے ہے جس کے اندر ایک آیت ہے کہ حضرت یحییٰ کی حصور کہہ کر تعریف

کی گئی ہے وسیدًا وحصورًا ونبیًا من الصالحین اور حصور کے یہی معنی ہیں جو عورتوں سے دور رہے تو معلوم ہوا کہ تجرد افضل ہے کہ

[illegible] ہے جمہور کا استدلال ابن مسعود کی اسی باب کی حدیث ہے اور اسی باب کی اکثر احادیث اس کی دلیل ہیں

ایک حدیث کے اندر ہے کہ [illegible] لا رہبانیۃ فی الاسلام اور [illegible] نکاح فرمایا اور ایک دوسرے [illegible] رہبانیت

[illegible] کے اندر [illegible] مسئلہ یہ ہے کہ تخلی بالنوافل اولیٰ ہے یا نکاح اولیٰ ہے؟

امام احمد امام [illegible] بعض مالکیہ بعض شوافع کے یہاں نکاح اولیٰ ہے امام شافعی کے نزدیک تخلی بالنوافل [illegible]

3080 **الفصل الاول عن عبد اللہ** [illegible] حدیث کے اندر من استطاع منکم الباءۃ کی تفسیر میں [illegible] ٣

[illegible] ہیں (۱) جماع کی طاقت رکھے (۲) مؤن نکاح کی طاقت رکھے [illegible] [illegible] ہے

86 [illegible] فرمایا کہ [illegible] بالصوم [illegible] معلوم ہوتا ہے کہ [illegible] **عن ابی سعید** ١٠

اور فتنہ بنی اسرائیل [illegible] یہ ہے کہ ایک شخص نے بنی اسرائیل میں سے [illegible] اپنے چچا زاد بھائی کو [illegible]

اپنے چچا کو قتل کر دیا تھا [illegible] فرماتے ہیں کہ علامہ [illegible] ایک شخص کا [illegible] قتل

کر دیا تھا [illegible] ایک تیسرے قبیلے کی طرف [illegible] کر دیا [illegible] ایک شخص [illegible] بن باعوراء [illegible] کے اندر [illegible]

[illegible] تھا اس نے بنی اسرائیل کے خلاف [illegible] اس نے نبی کے خلاف

دعا کرنے سے انکار کیا لیکن [illegible] اس نے دعا کر دی جس کی سزا [illegible] اس کی

87 زبان [illegible] **عن ابن عمر** [illegible] حدیث کے اندر آپ نے فرمایا کہ [illegible] المرأۃ والدار والفرس ان ١٢

تینوں کے اندر شوم اور نحوست ہو سکتی ہے اور ایک حدیث کے اندر ہے کہ لا عدوی ولا طیرۃ [illegible]

غیرہ

3087 اور کسی کی طرف منسوب کرنا صحیح نہیں ہے اب ان دونوں حدیثوں کے اندر تعارض ہو گیا جواب ١ یہ ہے کہ اس حدیث کے اندر ٢٦٧/١٢
ان تینوں کا ذکر قضیہ شرطیہ کے طور پر ہے جس کے لئے وقوع کی ضرورت نہیں ہے جواب ٢ یہ ہے لا عدوی ولا طیرۃ کی
حدیث سے تینوں چیزیں مستثنیٰ ہیں۔ اب یہ عورت کی شومی کیا ہے؟ عورت کی شومی یہ ہے کہ وہ بد خو
اخلاق اچھے نہوں۔ دین کے اندر بہت سستی کرتی ہو۔ دار کی شومی یہ ہے کہ پڑوسی اچھے نہوں۔ گھر
88 تنگ ہو۔ دابہ کے اندر شومی یہ ہے کہ قبضہ کے اندر نہ آتا ہو۔ عن جابر ص ٢٦٧/١٣ اس حدیث کے اندر آپ نے فرمایا ١٣
امھلوا حتی تدخلوا لیلاً اس حدیث سے معلوم ہوا کہ رات کے اندر جانے کا آپ نے حکم دیا اور صفحہ ٣٣٩ پر ایک
حدیث آ رہی ہے جس کے اندر ہے کہ رات کو گھر نہ آؤ تو ان دونوں کے اندر تعارض ہے۔ دونوں کے اندر جمع کی صورت
یہ ہے کہ اجازت اور عدم اجازت پر موقوف ہے کہ اگر اجازت ہو تو شام کو داخل ہو جائے اور اگر اجازت
نہ ہو تو پھر نہ جائے دوسرا جمع لوگوں نے یہ کیا کہ شام کے اندر اگر جائے تو درست ہے اور وسط لیل کے اندر ممنوع ہے

ص ٢٦٩ باب النظر الی المخطوبۃ وبیان العورات ٢٦٨/٩

اس مسئلہ کے اندر اختلاف ہے کہ عورت کی طرف دیکھنا جائز ہے یا نہیں شادی کرنے کے لئے اسماعیل بن
علیہ یونس بن عبید فرماتے ہیں کہ دیکھنا جائز نہیں ہے جمہور کے نزدیک دیکھنا جائز ہے جو لوگ عدم جواز
کے قائل ہیں وہ استدلال کرتے ہیں کہ آپ نے نظر فجاءۃ سے منع فرمایا ہے تو نظر بالقصد بطریق اولیٰ ممنوع
ہوگی اور یہ باب کی چند احادیث سے استدلال ہے دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ اجازت کی ضرورت ہے یا نہیں امام
مالک کے نزدیک اجازت ضروری ہے اور ثلاثہ کے نزدیک اجازت لینے کی ضرورت نہیں ہے بلا بغیر اجازت کے
اس کو دیکھ لے۔ اب یہ کہ کس کس عضو پر نظر جائز ہے جمہور کے نزدیک وجہ اور کفین کو دیکھ سکتا ہے اس کے
علاوہ کی اجازت نہیں ہے امام اوزاعی فرماتے ہیں کہ گوشت کی جگہ کو دیکھ سکتا ہے الا العورۃ۔
ابن حزم ظاہری کے نزدیک فرج کو بھی دیکھ سکتا ہے۔ داؤد ظاہری کے نزدیک تمام اعضاء کو دیکھ سکتا ہے
امام احمد سے تین روایات ہیں (١) وجہ کفین فقط (٢) جو حصہ بدن اکثر کھلا رہتا ہے (٣) اگر وہ منکشف
98 ہو تو نظر کر سکتا ہے الفصل الاول عن ابی ھریرۃ ص ٢٦٨/١١ جاء رجل ... بتلاتے ہیں کہ اس کا نام مغیرہ بن ١٥
شعبہ ہے دوسرے فرمایا کہ فی اعین الانصار شیئا اس شیئا کے مصداق میں علماء کا اختلاف ہے (١)
بعض نے کہا کہ اس سے صفرۃ مراد ہے (٢) اس سے زرقۃ مراد ہے (٣) حافظ فرماتے ہیں کہ اس سے صغر مراد ہے
3408 (٤) جو نہ ہو ... مراد ہے الفصل الثانی عن ابن مسعود ص ٢٦٩/٣ اس حدیث پر اشکال ہے کہ حضور تو معصوم ٢٦٩/٣
شیطان سے پاک ہیں پھر آپ کو اجنبی عورت کیسے اچھی لگی اور طبیعت کے اندر تقاضہ کیسے ہوا؟ جواب
دیکھنے کے اندر کوئی حرج نہیں ... بشریۃ کی اس دنیا سے ہوگی۔ اول کی بنا پر یہ تقاضا ہو اندر یہ تو
کمال کے خلاف نہیں ہے جواب ٢ آپ کی تعلیم قولی و فعلی دونوں امت کی تعلیم کے لئے ہے آپ نے بھی فعلی تعلیم دلائی اور پھر
میں قولی تعلیم سے بتلا دیا کہ ... عن بریدۃ ص ٢٦٩ اس کے اندر آپ نے فرمایا فان لک
15 لک الاولیٰ یہ سمجھا ... کہ نظر اول پر گرفت نہیں ہے ... الآخرۃ کا مطلب ہے کہ اس پر گرفت ہوگی ٧
11 حضرت مولانا گنگوہی فرماتے ہیں کہ ارادۃ النظر نظر ثانی کے حکم میں ہے عن عمرو بن شعیب عن ابیہ ص ٢٦٩/٩ ٩

۲۶۹/۹ ماقبل کے اندر بالتفصیل گذر گئی ہے روایات کا حاصل و ارادہ کا ستر کتنا ہے شوافع کی پانچ وجوہ ہیں 3411
(۱) دونوں ستر میں ~~[illegible]~~ سرہ اور رکبہ دونوں داخل ہیں (۲) دونوں ستر سے خارج ہیں (۳) رکبہ ستر ہے
سرہ ستر نہیں ہے (۴) سرہ ستر ہے رکبہ ستر نہیں ہے (۵) صرف سوأتین ستر ہیں یعنی قبل و دبر مالکیہ کا
مذہب ہے تیسری وجہ حنفیہ کا مسلک ہے پانچویں وجہ ابن حزم کا مذہب ہے ظاہریہ کا ستر کے متعلق
یہ قول نقل کئے ہیں کہ ما بین السرۃ والرکبۃ ستر ہے امام صاحب کے نزدیک بطن و ظہر کے علاوہ کا ستر ہے
ص۲۶۹/۱۳
عن محمد بن جحش ۔ فان الفخذ من العورۃ الخ اس مسئلہ کے اندر اختلاف ہے کہ فخذ ستر ہے یا نہیں
۱۴ ابن ابی ذئب، اسماعیل بن علیہ، ابن جریر طبری کے نزدیک ستر نہیں ہے ابو سعید اصطخری نے اسی کو اختیار 3414
کیا ہے۔ امام مالک کا بھی قول اول اور امام صاحب کے نزدیک فخذ عورۃ ہے یہی امام شافعی اور امام احمد
کی ایک روایت ہے دوسری روایت یہ ہے کہ ستر نہیں ہے۔ امام اوزاعی فرماتے ہیں کہ حمام کے اندر
فخذ ستر نہیں ہے اور غیر حمام کے اندر ستر ہے جو لوگ عدم ستر کے قائل ہیں وہ استدلال کرتے ہیں کہ حضور اکرم
صلی اللہ علیہ وسلم فخذ کھولے بیٹھے تشریف فرما تھے حضرت ابوبکر آئے اسی طرح حضرت عمر آئے اسی طرح بیٹھے رہے حضرت
عثمان تشریف لائے تو آپ نے اپنی فخذ مبارک کو چھپا لیا حضرت عائشہ نے اس کی وجہ پوچھی تو آپ نے
فرمایا کہ حضرت عثمان نہایت حیادار شخص ہیں اس لئے میں نے ڈھانک لیا ہے ہم کہتے ہیں کہ یہ روایت
مشکل ہے نیز صحاح کی روایات محرم ہیں جو مبیح ہیں ان پر راجح ہوں گی اس کے علاوہ حضرت جرہد اور اس کی حدیث
قریب کی حدیث گذر رہی ہے یہ سب صحاح مستدل ہیں امام بخاری فرماتے ہیں کہ حدیث جرہد احوط ہے
ص۲۶۹/۱۸
۱۸ **عن ام سلمۃ** ۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عورت کو غیر محرم کی طرف نظر کرنا جائز نہیں ہے لیکن بخاری شریف ۲۸ 16
پر ایک حدیث آرہی ہے جس کے اندر ہے کہ حضرت عائشہ جب حبشہ کی طرف دیکھ رہی تھیں اس سے جواز معلوم ہوا
اس مسئلہ کے اندر اتفاق ہے کہ مرد عورت کی طرف نظر نہیں کر سکتا لیکن اس کے اندر اختلاف ہے کہ عورت
بھی مرد کی طرف دیکھ سکتی ہے یا نہیں حنفیہ کے نزدیک اگر عورت بلا شہوت دیکھے تو جائز ہے اور اگر شہوت
کے ساتھ دیکھے تو جائز نہیں ہے۔ شوافع کے نزدیک مطلقاً جائز ہے دونوں قسم کی چونکہ احادیث ہیں تو بعض نے
کہا کہ جس سے جواز معلوم ہوتا ہے وہ نزول آیت حجاب سے پہلے کا واقعہ ہے لیکن یہ صحیح نہیں ہے کیونکہ یہ واقعہ ۶ھ ۷ھ
کا ہے پیش آیا تھا اور نزول حجاب بعد کا واقعہ ہے اب طریق یہ ہے دونوں طرح کی احادیث کے درمیان امام ابوداؤد
فرماتے ہیں کہ ازواج مطہرات کے ساتھ خاص ہیں بعض نے کہا کہ بیان جواز پر اور عدم جواز والی احادیث محمول ہیں
۲۶ **عن انس** ۔ اتی فاطمۃ بعبد الخ اس عبد کا نام خدیج حبشی ہے حضرت فاطمہ نے اس کو آزاد کر دیا تھا 20
اور یہ حضرت معاویہ کے لشکر میں شریک ہو گئے اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی مخالفت میں رہے اس
حدیث سے امام شافعی نے استدلال کیا کہ عبد عورت کا محرم ہے اور اس کا پردہ کی ضرورت نہیں ہے امام صاحب
امام احمد کے نزدیک عورت کو اس کا پردہ کرنا پڑے گا چنانچہ اس حدیث کی تاویل خود شوافع بھی کرتے
ص۲۷۰/۲
۲۷۰/۲ اور جواب یہ دیتے ہیں کہ یہ غلام نابالغ تھا **الفصل الثالث عن ام سلمۃ** ۔ وفی البیت مخنث 21
مخنث اس کے اندر ہوتا ہے اس کا نام ھیت تھا علماء نے بیان کیا کہ حضور کے زمانہ میں چار مخنث تھے

۲۷۰/۳ اوّل حدیث دوم ما لطبہ سوم صوم چہارم انّہ لیدیہ چار دن رات تشبہ بالنساء کرتے تھے اتیان [illegible]

۴ دیرہ بالکل نہیں کرتے تھے آگے چلکر حدیث شریف کے اندر وارد ہوا کہ تقبل باربع و تدبر بثمان یعنی وہ عورت اتنی موٹی ہے کہ جسکی وجہ سے اسکا پیٹ نہایت آگے کو نکلا ہوا ہے اور اسکے اندر شکن خوب پڑے ہوئے ہیں اور یہ بات انہوں نے اسلئے کہی کہ عرب کا ذوق تھا کہ وہ موٹی عورتوں کو پسند کرتے تھے۔ اب یہ کہ حضور نے اس مخنث کے داخل ہونے سے منع کیوں فرمایا؟ اسکا جواب ہے کہ حضور یہ سمجھے کہ اس کو عورتوں سے کچھ رغبت نہیں ہوگی اسلئے گھر کے اندر کی اجازت دی جب بعد میں معلوم ہوا کہ یہ خوب سمجھتے

23 ۸ ہیں کہ کونسی عورت موٹی ہے اسکو [illegible] تو آپ نے فرمایا ص ۲۷۰/۸ عن عائشۃ ۔ اس حدیث کے اندر حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ میں نے کبھی آپ کی شرمگاہ کی طرف نہیں دیکھا علامہ سیوطی فرماتے ہیں کہ یہ روایت نہیں ہے کیونکہ بعض روایات سے دیکھنا ثابت ہے چنانچہ جمہور کے نزدیک زوج اور زوجہ ایک دوسرے کی شرمگاہ کو دیکھ سکتے ہیں

۱۳ باب الولی فی النکاح الخ (الفصل الاول)

26 ۱۴ ص ۲۷۰/۱۲ عن ابی ہریرۃ ۔ ایّم وہ عورت جو خاوند والی ہو خواہ شادی شدہ ہو یا غیر شادی شدہ ہو اور یہاں ثیب مراد ہے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اسکی اجازت کے بغیر ولی اسکا نکاح نہ کرے یہاں چار صورتیں ہیں (۱) بکر بالغہ (۲) بکر صغیرہ (۳) ثیبہ صغیرہ (۴) ثیبہ بالغہ ۔ ائمہ اربعہ اور جمہور کا اجماع ہے اس بات پر کہ بکر صغیرہ پر ولی کو اجبار کا حق ہے اور جس جگہ چاہے اسکا نکاح کر دے امام طحاوی نے ابن شبرمہ سے نقل کیا ہے کہ جو عورت قابل وطی نہ ہو اس کا نکاح جائز نہیں ہے اور بالغ ہونے کے بعد اجازت کی ضرورت ہے دوسری قسم بکر بالغہ کی ہے حنفیہ کے نزدیک اس پر اجبار کا حق حاصل نہیں امام مالک کا یہی مذہب ہے امام شافعی کے نزدیک حق اجبار ہے امام احمد سے دونوں روایتیں ہیں تیسری قسم ثیبہ صغیرہ ہے امام صاحب کے یہاں حق اجبار ہے امام شافعی کے یہاں حق اجبار نہیں ہے امام احمد کی دونوں روایتیں ہیں چوتھی قسم ثیبہ بالغہ ہے اسکے اندر علماء کا اجماع ہے کہ اجبار کا حق ولی کو حاصل نہیں ہے بلکہ وہ خود اپنا نکاح کر سکتی ہے ۔ البتہ حسن بصری کے نزدیک اس صورت میں بھی حق اجبار ہے امام نخعی فرماتے ہیں کہ اگر وہ ولی کی زیر داری کے اندر ہے تو حق اجبار ہے ورنہ نہیں اور اس مذکورہ اختلاف کا مبنی علت الاجبار کے اندر اختلاف کا ہونا ہے امام شافعی کے یہاں علت الاجبار بکر ہے امام صاحب کے یہاں صغر ہے امام مالک کے یہاں ان دونوں میں سے ایک لا علی التعیین

31 ۲۵ الفصل الثانی ص ۲۷۰/۲۵ عن عائشۃ ۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عورت اگر اپنا نکاح خود کر لے تو وہ نکاح باطل ہے اس مسئلہ کے اندر اختلاف ہے امام شافعی امام مالک امام احمد کے نزدیک عورت کا نکاح باطل ہے جیسا کہ اس حدیث پاک سے معلوم ہوا ۔ حضرت امام صاحب امام ابو یوسف فرماتے ہیں کہ وہ خود اپنا نکاح کر سکتی ہے اور اس کا نکاح صحیح ہے امام محمد فرماتے ہیں کہ اجازت ولی پر موقوف ہے ۔ ائمہ ثلثہ کا استدلال اس حدیث سے اور اس سے پہلے والی حدیث (ابو موسیٰ کی حدیث) سے ہے کہ جس میں نفی کر دی گئی اور بطلان کی تصریح کر دی گئی ہے ۔ حنفیہ حضرات کا استدلال قرآن پاک کی آیت فلا تعضلوھن ان

3131 ینکحن ازواجھن الخ ۔ دونوں آیتوں میں اللہ تعالیٰ نے نکاح کی نسبت عورت کی طرف فرمائی ہے جس سے معلوم ہوا کہ ینکحن ۲۷۰/۲۵
عورت کے اندر فاعل ہونے کی صلاحیت اور حیثیت ہے ایسے ہی دوسری جگہ ارشاد ہے فلا تحل لہ من
بعد حتی تنکح زوجا غیرہ ۔ یہاں بھی عورت کی طرف نکاح کی نسبت ہے نیز حرمت مغلظہ کی انتہا نکاح
صحیح ہونے پر ہے اور اس آیت شریفہ کے اندر حرمت مغلظہ کی انتہاء عورت کے نکاح کرنے کو بیان کیا
جس سے معلوم ہوا کہ عورت کا نکاح کر لینا خود بخود صحیح ہے ۔ حضور کا ارشاد ہے الایم احق بنفسہا
دوسری جگہ ہے الثیب احق بنفسہا ایسے ہی اس حدیث کے بعد ابن عباس کی حدیث آرہی ہے جس کے
اندر ہے البغایا اللاتی ینکحن انفسھن الخ اس سے بھی معلوم ہوا کہ جو عورت بینہ کے بغیر نکاح کرے
تو صحیح ہے کیونکہ [illegible] بغیر شہادت کے بغایا کا اطلاق ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان
لوگوں کے مستدلات کا جواب یہ ہے کہ لا نکاح الا بولی کے اندر لا نفی کمال کیلئے ہے جو کہ اس
حدیث کا محل غیر کفو ہے جو عورت صغیرہ ہو اس کا اس حدیث کا محل ہے ، اور اس متن والی حدیث عائشہ
32 کی حدیث کا جواب یہ ہے کہ اس کے اندر سلیمان بن موسیٰ ایک راوی ضعیف ہے **عن ابن عباس** ۲۷۱/۱
اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بغیر گواہوں کے نکاح صحیح نہیں ہے ۔ اس مسئلہ کے اندر اختلاف ہے امام صاحب
اور امام شافعی امام احمد کے نزدیک شہود نکاح کیلئے شرط صحت ہے یہی امام احمد کا مذہب ہے اس کے خلاف
امام مالک ہیں ابو ثور ابن المنذر کے نزدیک بغیر شہود کے نکاح صحیح ہے لیکن اعلان کافی ہے
لیکن مالکیہ میں ابن رشد مالکی فرماتے ہیں کہ امام مالک کے نزدیک بھی صحیح یہی ہے کہ شہود شرط ہیں
[illegible] اور اس مسئلہ کے اندر اختلاف ہے کہ یہ شرط صحت ہے یا شرط لزوم ہے امام مالک
کے یہاں شرط لزوم ہے یعنی خواہ عند العقد ہو یا عند البناء ہو ، امام شافعی امام احمد کے نزدیک شرط
صحت ہے اور یہ حدیث ان لوگوں کا مستدل ہے جو بینہ کی شرط لگاتے ہیں نکاح کے اندر نیز حضرت
جابر سے ایک روایت دارقطنی کے اندر منقول ہے کہ لا نکاح الا بشہود اور یہ [illegible] احادیث کے
مستدلات ہے امام مالک [illegible] جو شخص اعلان نکاح کو کافی سمجھتے ہیں وہ
۲۷۲ ص پر حضرت عائشہ کی حدیث اعلنوا ہذا النکاح الخ سے استدلال کرتے ہیں ہماری طرف سے جواب یہ ہے
کہ اعلنوا کا مطلب یہ ہے کہ اعلنوا بالشہود ۔ دوسرا استدلال مالکیہ کا یہ ہے کہ حضور نے جب حضرت صفیہ سے
نکاح فرمایا تو آپس میں صحابہ نے کہا کہ اگر آپ نے ان سے نکاح کیا ہوگا تو ان کو پردہ کے اندر رکھیں گے
اور اگر باندی بنایا ہوگا تو پردہ کے اندر نہیں رکھا جائیگا تو [illegible] معلوم ہوا کہ نکاح کا
علم نہ تھا جس سے معلوم ہوا کہ شہود کی ضرورت نہیں ہے لیکن اسکا یہ جواب دیا جا سکتا ہے کہ حضور
33 کی خصوصیت کے تحت نکاح کے متعلق فرمایا [illegible] ص ۲۷۱ **عن ابی ھریرۃ** اس حدیث سے معلوم ہوا ۳
یتیمہ کا نکاح بغیر اس کی اجازت اور رضامندی کے نہیں جائز ہے اس اجازت کی ضرورت ہوگی اس مسئلہ
کے اندر کچھ اختلاف ہے ۔ یتیمہ اگر صغیرہ ہے تو نکاح کا حق ولی کو ہوگا اور اگر کبیرہ بالغہ ہے تو
دو حال سے خالی نہیں یا تو اسکا نکاح باپ دادا ہی نے کیا ہے یا ان کے علاوہ نے اگر اول ہے تو

[illegible]

نمبر ۲

۲۸/۳ فسخ کا حق نہیں ہے اور اگر کسی اور نے کیا تو فسخ کا حق ہے یہ حنفیہ کا مذہب ہے اور ائمہ ثلاثہ کے نزدیک 3133
اس طرح کا نکاح بالغ ہونے کے بعد ہوگا۔ امام احمد کی ایک روایت اور اسحاق بن راہویہ کے نزدیک اگر نو سال
۵ کی عمر میں نکاح ہو گیا تو بڑی ہونے کے بعد نکاح کو فسخ کرنے کا حق نہیں ہے ص ۳۴۱/۵ **عن جابر**: اس مسئلہ کے اندر 35
اختلاف ہے کہ غلام اپنا نکاح بغیر اذن مولیٰ کے کر سکتا ہے یا نہیں امام شافعی امام احمد اسحاق بن راہویہ کے نزدیک
نکاح صحیح نہیں ہے امام ابو حنیفہ امام مالک کے نزدیک نکاح صحیح ہو جائیگا اگر بعد میں اجازت دیدے۔ داؤد
ظاہری کے نزدیک بغیر اجازت مولیٰ کے بھی نکاح صحیح ہے بعد میں بھی اجازت کی ضرورت نہیں ہے

۱۳ باب اعلان النکاح والخطبة والشرط (الفصل الاول) ص ۳۴۱/۱۵ 40

عن الربیع بنت معوذ: مجلس میں یہ خطاب حضرت ربیع بنت معوذ ایک شاگرد خالد بن ذکوان
کو کر رہی ہیں اور عرض ہوگا کہ حضور ان کے پاس کیسے بیٹھے جبکہ اجنبی تھیں اس کے علماء نے مختلف
جواب دیئے ہیں (۱) علامہ کرمانی فرماتے ہیں کہ پردہ کے پیچھے بیٹھے ہوں گے (۲) قبل نزول الحجاب کا واقعہ ہے
(۳) یہ خصائص میں سے ہے علامہ زرقانی مالکی نے فرمایا کہ بغیر دلیل کے خصوصیت ثابت کرنا محل نظر ہے
۲۰ (۴) بعض نے کہا کہ رشتے سے تو کوئی دوسرا شخص بھی ہوگا ص ۳۴۲/۳ **وعنها قالت**: حضرت عائشہؓ نے ماہ شوال 42
کی تصریح کی کیونکہ اہل جاہلیت اس کے اندر نکاح نہیں کرتے تھے اور اس ماہ سے بدفالی لیتے تھے بعض نے
کہا کہ اس ماہ کے اندر کسی ماضی کے زمانہ کے اندر طاعون پھیلا تھا جس کی وجہ سے بدشگونی لیتے تھے۔ اس ماہ
۲۲ کے اندر نکاح کرنا مسنون ہے ص ۳۴۲/۲۲ **عن عقبة بن عامر**: حضور نے شرطوں کو نکاح کے وقت عورت نے لگائی
ہے اس کا ایفاء ضروری ہے علامہ نووی نے جمہور علماء سے نقل فرمایا کہ شرط اگر مقتضائے عقد اور مطلب
عقد کے موافق ہے تو پورا کرنا ضروری ہے اور اگر مطلب عقد کے خلاف ہے مثلاً یہ شرط لگائے
۲۳ کہ کسی دوسری عورت سے شادی نہ کرنا وغیرہ وغیرہ تو اسکو پورا کرنا حرام ہے ص ۳۴۳ **عن ابی ہریرة**: 44
اس حدیث پاک کے اندر خطبہ اخی پر دوسرے کے منگنی پیش کرنے سے منع فرمایا یہ اس وقت ہے جبکہ دوسرا
شخص اسکی طرف مائل ہو۔ اور اگر دوسرے کا میلان اور رکون نہ ہو تو پھر خطبہ پیش کرنا جائز ہے
اب رہی اندر اختلاف ہے کہ نہی تنزیہی ہے یا تحریمی علامہ خطابی کے نزدیک نہی تنزیہی ہے
جمہور کے نزدیک نہی تحریمی ہے اب یہ کہ اگر دوسرے کے خطبہ پر اپنا خطبہ پیش کرکے نکاح کر لیا تو اسکا
کیا حکم ہے جمہور کے نزدیک نکاح صحیح ہے۔ داؤد ظاہری کے نزدیک فسخ ضروری ہے خواہ قبل الدخول
ہو یا بعد الدخول ہو۔ امام مالک کے تین قول ہیں (۱) مثل جمہور (۲) مثل داؤد ظاہری (۳) قبل الدخول
۲۸ فسخ ضروری ہے بعد الدخول فسخ ضروری نہیں ہے ص ۳۴۱/۴ **وعن ابن عمر**: حافظ ابن عبد البر نے اجماع نقل 46
کیا ہے کہ نکاح شغار جائز نہیں ہے جمہور کے نزدیک اگر نکاح شغار کر لیا تو باطل ہے امام مالک کے نزدیک
قبل الدخول فسخ ضروری ہے اور بعد الدخول فسخ نہ ہوگا حنفیہ کے نزدیک یہ نکاح صحیح ہے اور مہر واجب
۳۷۲/۲ ہوگی امام احمد امام شافعی ابو ثور زہری وغیرہ کی یہی رائے ہے ص ۳۴۳/۲ **عن علی**: اس حدیث سے 47
معلوم ہوا کہ متعہ جائز نہیں ہے جس کی صورت یہ ہوا کرتی تھی کہ ایک آدمی کسی عورت سے کہے کہ میں ایک معین

3114-7 مدة کیلئے ایک مال پر عورت سے نکاح کرتا ہوں۔ اس مسئلہ کے اندر اختلاف ہے کہ متعہ جائز ہے یا نہیں۔ ابن عباس ٢٧٢/٢
عطاء، طاؤس، ابن کیسان کے نزدیک یہ نکاح جائز ہے ایسے ہی حضرت جابر، ابو سعید وغیرہ سے جواز منقول ہے
جمہور کے نزدیک پہلے جائز تھا اب منسوخ ہے۔ امام احمد سے ایک قول کراہت کا ہے لیکن اب تو اجماع ہے
کہ متعہ منسوخ ہے۔ ابن عباس نے ایک وقت جواز کا فتویٰ دیا۔ سعید بن جبیر ابن عباس کے پاس تشریف لائے
اور کہا کہ آپ نے کیا فتویٰ دیدیا کہ رکبان اس فتویٰ کو لیکر اپنے اپنے علاقوں پر چلے گئے الخ رکبان میں کا
ایک شعر یہ کہا ہوا جارہا ہے: قد قلت للشیخ لما طال مجلسه یا صاح هل لك في فتوى
ابن عباس هل لك في رخصة الاطراف آنسة تكون مثواك حتى مصدر الناس
اس کے بعد حضرت ابن عباسؓ رجوع کر لیا۔ اب یہ کہ متعہ کب منسوخ ہوا؟ صحیحین کی روایت (اس سے معلوم ہوا) کہ خیبر کے
اندر منسوخ ہوا۔ مسلم شریف کے اندر ہے کہ غزوہ اوطاس کے اندر منسوخ ہوا اور یہ غزوہ چونکہ غزوہ فتح مکہ
کا بالکل قریب تھا اسلئے بعض نے کہا کہ غزوۃ الفتح کے اندر منسوخ ہوا۔ جمع کرنے والوں نے یہ جمع کیا کہ دو بار حرام
عام خیبر کے اندر نسخ ہوا لیکن لوگوں کو عمومی علم فتح کے اندر ہوا۔ امام شافعی فرماتے ہیں کہ دو مرتبہ منسوخ
ہوا اول فتح خیبر کے اندر اور پھر غزوہ اوطاس کے اندر تین دن کیلئے ضرورت کی وجہ سے حلال ہوا پھر ابداً
منسوخ ہوگیا تھا۔ علماء نے لکھا ہے کہ چند چیزیں ایسی ہیں جو چند مرتبہ منسوخ ہوئی ہیں (۱) قبلہ دو مرتبہ منسوخ
ہوا (۲) لحوم حمر اہلیہ ان کا نسخ بھی دو مرتبہ ہوا (۳) [illegible] کا بھی نسخ دو مرتبہ ہوا (۴) وضوء مما مست النار
کا بھی نسخ دو مرتبہ ہوا (۵) کلام فی الصلوٰۃ دو مرتبہ منسوخ ہوا (۶) متعہ بھی دو مرتبہ منسوخ ہوا اور بعض علماء
49 نے کہا ہے کہ تین مرتبہ منسوخ ہوا۔ ص٢٧٣ **الفصل ~~الاول~~ الثانی عن عبد اللہ بن مسعود** اس مسئلہ کے اندر ٣٠
اختلاف ہے کہ نکاح کے اندر خطبہ کا کیا حکم ہے۔ بعض علماء تو فرضیت کے قائل ہیں۔ جمہور امت کے نزدیک
مسنون ہے۔ ابن قدامہ نے ظاہریہ اور داود ظاہری کی طرف فرضیت کو منسوب کیا ہے اور ان کا استدلال
55 کل امر ذی بال لم یبدأ الخ سے ہے۔ ص٢٧٢ **عن ابن عباس** جمعہ کے روز عورت کا نکاح کرنا مسنون ہے اس ٢٢
علماء نے لکھا ہے کہ وہ دف بجانا چاہئے جیسے ایک صاف چمڑا لگا ہوا ہو اور دف کی طرف کھلا ہوا ہو
56 ص٢٧٢ **عن سمرة** زوجها ولیان۔ اگر ایک عورت سے دو ولیوں نے نکاح کیا تو جو دو حال سے خالی نہیں یا تو ٢٧
ایک ساتھ نکاح ہوا یا تقدیم تاخیر سے اول صورت کے اندر نکاح باطل ہے اور ثانی صورت کے اندر جو نکاح
کے اندر مقدم ہے اسی کی بیوی شمار ہوگی۔ عطاء ابن ابی رباح فرماتے ہیں کہ جس نے ان دونوں میں سے پہلے دخول
کیا ہوگا وہی اس کا مستحق ہے چاہے نکاح اس کا بعد میں ہوا ہو یا شروع میں ہوا ہو

60 باب المحرمات (الفصل الاول) ٢٧٣/١١

ص٢٧٣/١١ **عن ابی هریرة** ایک شخص لڑکی اور اس کی پھوپھی سے نکاح نہیں کر سکتا یہی ائمہ اربعہ کا مذہب ہے عثمان البتی
فرماتے ہیں کہ نکاح جائز ہے یہی شیعہ اور خوارج کی ایک جماعت کی رائے ہے اب ایک اشکال وارد ہوتا ہے
کہ قرآن پاک کے اندر وارد ہوا واحل لکم ما وراء ذلکم۔ اندر اس کے پہلے جتنی محرمات کا ذکر ہے ان میں عمہ
اور بھتیجی کا ذکر نہیں ہے لہٰذا یہ حدیث اس آیت کے خلاف ہے۔ جواب: اس کی پہلی جو آیت ہے وہ

3160 علاوہ محصور نہیں اس بعض سے قطعی کے حکم میں ہوتی ہے لہذا اس حدیث سے اس پر زیادتی جائز ہے جو حدیث ۲
یہ حدیث خبر مشہور ہے اس لئے کتاب اللہ پر زیادتی جائز ہے اس حدیث سے فقہاء نے قاعدہ مستنبط فرمایا کہ
اگر دو عورتوں میں ایک کو مذکر فرض کیا جائے تو وہ دوسری کی عورت پر حرام ہو تو ایسی دو عورتوں کا نکاح میں جمع کرنا حرام
ہے اور یہ دو جانب سے فرض کیا جاتا ہے اور اگر ایک جانب سے فرض کرنے کی صورت میں تو حرام ہوتی ہو
لیکن دوسری ~~صورت~~ جانب سے اگر مذکر فرض کریں تو پہلا نکاح حرام نہیں ہے تو ان دونوں کو جمع کرنا جائز ہے
62 صورت میں اس عورت کا رشتہ بھی جائز ہے **عنہا قالت**:- اس حدیث کے اندر حضرت عائشہ نے ۱۴
جو اپنے رضاعی چچا کا قصہ بیان کیا وہ بعینہ حضرت حفصہ کے بارے میں بھی پیش آیا اب یہ سوال
ہے کہ اگر حضرت حفصہ کا واقعہ پہلے تھا تو حضرت عائشہ نے اس واقعہ کے پیش آنے کی صورت میں حضور سے
سوال کیوں کیا اس واقعہ سے خود جواز معلوم ہو گیا تھا۔ اور اگر حضرت عائشہ کا واقعہ پہلے پیش آیا تو
حضرت ~~سیدہ~~ حفصہ کے واقعہ کے اندر اس سوال و جواب کی کیا ضرورت تھی؟ جواب علماء نے بیان کیا کہ
1 چچا کی چند صورتیں ہیں ایک یہ کہ رضاعی باپ کا حقیقی بھائی ہو ایک یہ کہ حقیقی باپ کا رضاعی بھائی
ہو اور ایک یہ کہ رضاعی باپ کا رضاعی بھائی ہو تو ممکن ہے کہ حضرت حفصہ کے رضاعی چچا اور ہوں اور
حضرت عائشہ کے رضاعی چچا کی صورت دوسری ہو اس لئے ہر ایک کو اس سوال کی ضرورت پیش آئی ہو جواب ۲
چچا کی تین قسمیں ہیں اخیافی، علاتی، عینی اب یہ معلوم کہ کون بھائی کونسا چچا آتے ہوں جواب ۳ ممکن
کہ واقعہ یاد نہ رہا ہو جواب ۴ حضرت عائشہ کا واقعہ بعد میں پیش آیا تھا اور وہ یہ سمجھیں کہ پہلے واقعہ سے
جو جواز معلوم ہوا وہ منسوخ ہے آگے حضرت عائشہ نے فرمایا کہ انما ارضعتنی المرأۃ الخ یعنی رضاع
کا تعلق تو عورت سے ہے لہذا مرد کا درمیان میں کیا واسطہ تو آپ نے جواب دیا کہ لبن فحل کا اعتبار ہے
یعنی آدمی جب بیوی سے وطی کرتا ہے تو اس کی وجہ سے دودھ اترتا ہے لہذا مرد سے بھی اس دودھ کا
تعلق ہو گیا ہے۔ اب اس مسئلہ کے اندر بھی اختلاف ہے کہ فحل کے لبن کا اعتبار ہے یا نہیں جمہور کے
نزدیک اعتبار ہے جیسا کہ اس حدیث پاک سے صاف معلوم ہوا۔ ربیعۃ الرائے۔ قاسم۔ داؤد ظاہری
63 سالم وغیرہ کے نزدیک لبن فحل کا اعتبار نہیں ہے **عن علی**:- حضرت حمزہ کی لڑکی کے نام میں مختلف ۱۷
قول ہیں (۱) امامہ (۲) عمارہ (۳) سلمی (۴) عائشہ (۵) فاطمہ (۶) امۃ اللہ (۷) یعلی (۸) حافظ
مزی فرماتے ہیں کہ ان کا نام ام الفضل تھا ابن بشکوال فرماتے ہیں کہ یہ نام نہیں بلکہ ان کی کنیت ہے
64 **عن ام الفضل**:- لا تحرم الرضعۃ ولا الرضعتان الخ رضعہ یہ رضع سے ماخوذ ہے اور رضعہ کہتے ہیں ایک دفعہ ۲۰
کرنا ہے چھاتی سے بچہ کا دودھ چوسنا۔ اور ملاجہ [illegible] کہتے ہیں کہ ایک معین مدت کے اندر
دودھ چوسنا۔ اس مسئلہ کے اندر اختلاف ہے کہ کتنا رضاع حرمت کے اندر موثر ہے جمہور کے نزدیک
قلیل و کثیر تمام کا موثر ہے ابن مسعود۔ ابن عباس۔ ابن عمر۔ عطاء۔ طاؤس۔ لیث بن سعد۔ امام
مالک۔ امام احمد کا مشہور قول اور امام صاحب کا بھی مذہب ہے۔ اسحاق بن راہویہ۔ ابو ثور۔ ابو عبید
امام احمد کا دوسرا قول اور ابن المنذر کہتے ہیں کہ تین مرتبہ چوسنا موثر ہے اس سے کم کے اندر رضاع

3164 سے حرمت نہ ہوگی ۔ زید بن ثابت فرماتے ہیں کہ چار رضعے چوسنے سے ہوگی ۔ امام شافعی ابن حزم کا مذہب ٢٧٣/٢٠
امام احمد اور حضرت عائشہ کی ایک روایت کہ پانچ رضعات سے حرمت ہوگی اس سے کم کا اثر نہیں ۔ حضرت عائشہ
سے اس کے علاوہ اور مختلف روایات ہیں (۱) سات رضعات (۲) سات یا پانچ رضعات تین دو کے سوا کم
(۳) دس رضعات سے حرمت ثابت ہوگی اس سے کم کا اثر نہیں ۔ امام شافعی کا استدلال حضرت عائشہ کی روایت
ہے کہ قرآن پاک جب نازل ہوا تو اس کے اندر عشر رضعات کی آیت تھی اس کے بعد یہ پانچ سے منسوخ ہوگئیں
اور پانچ حضور کے زمانہ تک باقی رہ گئیں ۔ اور ایک روایت کا واقعہ ہے کہ بکری اس کو چر گئی جو ورق میں لکھی
ہوا تھا آیت کا وہ ٹکڑا جس میں پانچ رضعات کا ذکر تھی وہ کھا گئی تو چونکہ حضور کی وفات تک باقی
باقی رہی اور حضور کے بعد کسی آیت کا نسخ ہوا نہیں ہے لہذا یہ حکم اب بھی باقی ہے اور جو لوگ کہتے ہیں کہ
تین سے کم نہیں ہوگا وہ اس متن والی حضرت ام الفضل کی حدیث سے استدلال کرتے ہیں کہ آپ نے دو چوسنے
سے حرمت کی نفی کردی جس سے معلوم ہوا کہ تین سے کم سے حرمت ثابت ہوتی ہے اگر اس کی حرمت ثابت ہوتی تو
آپ اس کو بیان فرماتے ۔ جمہور فرماتے ہیں کہ وامهاتكم اللاتي ارضعنكم اور ارضاع مطلق وارد ہوا
ہے اس میں کسی عدد کا ذکر قرآن کے اندر نہیں ہے اسی طرح حدیث شریف کے اندر ہے کہ یحرم من الرضاع ما یحرم
من النسب یہ بھی مطلق ہے نیز خبر واحد روایات سے قرآن پاک کی تقیید لازم آتی ہے ۔ محمد بن حسن فرماتے
فرماتے ہیں کہ ہمارا استدلال تو بکری والی روایت سے ہی ہے کہ قرآن پاک کیسا ہے انا نحن نزلنا الذکر وانا له لحافظون

69 ٣٤٣ ص ٢٧ **عن عقبة بن الحارث** ۔ اس مسئلہ کے اندر اختلاف ہے کہ ایک عورت کی شہادت سے رضاعت ثابت ٢٦
ہوتا ہے یا نہیں امام احمد امام اوزاعی اسحاق بن راہویہ ابو عبید کے نزدیک ثابت ہو جائیگا یہی امام
مالک کی ایک روایت ہے دوسری روایت ہے کہ دو عورت کا ہونا ضروری ہے امام شافعی کے یہاں
چار عورتوں کا ہونا ضروری ہے امام صاحب کے یہاں دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتوں کا ہونا ضروری ہے

71 ٣٤٤ ص **الفصل الثاني عن ابي هريرة** ۔ نهى ان تنكح المرأة على عمتها حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کو ٢٧٤/٧
کیسا جائز نہیں ہے کہ ایک عورت سے نکاح کرے پھر اس کی پھوپی سے نکاح کرے یعنی اپنے نکاح کے اندر ایک پھوپی اور ایک
بھتیجی رکھنے سے منع فرمایا آگے فرماتے ہیں اور نہ ہی بنت اختہا سے اسی طرح منع ہوا کہ اس کا قاعدہ کلیہ
وہ یہ ہے کہ قاعدہ یہ ہے کہ لہذا اگر اس کو عورت ہے دو سے کا عقل نہ جواب دیا کہ پھوپی اور شرف ہوتی
اور بھتیجی دونوں ہوتی ہے تو اب پھوپی اور بھتیجی کے نکاح سے منع فرمایا اس کے حکم میں کہ جو ایک
رشتہ ہے لہذا اسی طرح دونوں سے نکاح جائز ہے اگر رشتہ علی ہو تو شاید جائز ہو جیسے اگر پھوپی سے
کسی کا کفیل میں حرمت ہو تو اسی طرح صدی بھی نکاح جائز نہیں ہے کیونکہ یا نہیں دونوں ہے اس حرمت اشتراک
ہے اسے ہی یہاں ہوگا تو اس وجہ کو دور فرمانے کیلئے آگے چل کر دونوں پر اشتراک کے نکاح حرام ہونا
کو بتلا دیا ۔ ایسے ہی اس وجہ کو بھی منع فرمایا کہ اگر پھوپی کسی کی چھوٹی ہو تو بھی اس پر نکاح جائز نہیں ہے

[illegible]

72 چنانچہ فرماتے ہیں کہ ولا الصغرى على الكبرى الخ ٣٤٥ ص **عن البراء بن عازب** ۔ الی رجل تزوج امرأة ابيه کا ١٠
کا نام منظور ابن لیسار فزاری ہے ایک مسئلہ یہ ہے کہ ذوات محارم سے نکاح کیا حکم ہے امام ثوری سفیان

3172 ہوگی۔ امام صاحب کے نزدیک نکاح کرنے سے حد جاری نہ ہوگی خواہ اسکو پہلے سے معلوم ہو کہ یہ محرم ہے اور اقرار بھی حرمت کا کرے یا نہ کرے البتہ اسکو تعزیر شدید دی جائیگی۔ امام شافعی و امام احمد امام مالک فرماتے ہیں کہ ایسا نکاح کرنا زنا کے حکم میں ہے اور اسپر رجم لگائی جائیگی اگر محصن ہے ورنہ جلد لگائی جائیگی۔ امام احمد کی ایک روایت اسحاق بن راہویہ اور اہل حدیث کہتے ہیں کہ اسکو قتل کر دیا جائیگا۔ ابن حزم فرماتے ہیں کہ اگر کسی نے اپنے باپ کی بیوی سے نکاح کر لیا تو وہ قتل کیا جائیگا یعنی صرف اس صورت کے اندر قتل ہے اسکے علاوہ میں نہیں ہے اور یہ اس حدیث کے ظاہر پر عمل کرتے ہیں۔ امام ابو حنیفہ اس حدیث کے فاعل سے تعزیراً قتل مراد لیا کہ جو ذی رحم محرم سے نکاح کا ایسی شکل ہے جو اس حدیث کے اندر وارد ہوا ہے۔ امام صاحب فرماتے ہیں کہ نکاح سبب حل ہے یعنی اسکا اقتضاء ہے کہ محل حلال ہو جائے اور اس محل کا اقتضاء ہے کہ وہ حرام ہے تو دونوں کے اندر تعارض کی وجہ سے شبہ پیدا ہو گیا جو سقوط حد کے اندر کافی ہو گا البتہ تعزیر شدید کیا جائیگا اور اس حدیث سے جن لوگوں نے استدلال کیا ہے اسکا جواب یہ ہے کہ آپ نے ایسا تعزیراً کیا تھا جواب ۲ اس شخص نے اس فعل کو حلال سمجھا تو مستحل ہونے کی وجہ سے اسکو قتل کیا گیا کیونکہ وہ کافر ہو چکا تھا

صفحہ ۲۴۴

73 ۱۱۳ **عن ام سلمة**: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ارضاع کے اندر کسی مدۃ کا اعتبار ہے یہ مسئلہ مختلف فیہ ہے حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ جوانی بڑھاپا وغیرہ سب برابر ہے جب بھی دودھ پلایا جائیگا اسکی حرمت ثابت ہو جائیگی۔ امام مالک امام شافعی امام احمد اسحاق بن راہویہ ابن المنذر کے نزدیک حولین کاملین کا ~~[illegible]~~ اسکی مدۃ ہے اسکے اندر ارضاع سے حرمت ثابت ہوگی۔ امام صاحب کے یہاں ڈھائی سال کی مدۃ ہوتی ہے۔ امام زفر کے نزدیک تین سال کی ~~مدت~~ ہے اسکے اندر دودھ پلانے سے حرمت ثابت ہوگی۔ جمہور کا مستدل الاحادیث المختلفہ ہے جو سابق اندر آئی گی امام صاحب کا مستدل قرآن کی آیت شریفہ وحملہ وفصالہ ثلثون شہراً ہے اندر مجموعہ ہر ایک کا علیحدہ مدۃ ہے اور حمل کا مدۃ کے اندر چھ ماہ عائشہ کی حدیث کی وجہ سے کم کر دیئے گئے امام زفر فرماتے ہیں کہ ~~مدت~~ ڈھائی سال تو قرآن کے اندر ہے اور چھ ماہ دودھ چھڑانے کے اندر لگتے ہیں۔ امام مالک فرماتے ہیں کہ دودھ کی مدۃ تو دو سال ہے لیکن غذا کے عادی ہونے تک اسکو دودھ پلا سکتی ہے اسلئے کہ وہ مدۃ کتنی ہے اسکے اندر روایات مختلف ہیں

صفحہ ۲۴۳/۲۴۲

77 ۱۲۳ (۱) نصف سال (۲) ایک ماہ (۳) دو ماہ **عن نوفل بن معاوية**: اس مسئلہ کے اندر اختلاف ہے کہ چار ~~بیویاں~~ سے زیادہ جائز ہے یا نہیں۔ جمہور امت کے نزدیک چار سے زیادہ سے نکاح جائز نہیں ہے اور بعض روافض کے نزدیک نو سے نکاح جائز ہے نخعی سے بھی یہی نقل کیا گیا ہے۔ خوارج کے نزدیک اٹھارہ سے نکاح جائز ہے بعض نے کہا کہ جتنی چاہے جائز ہے جیسے اقوال غیر معتبر اور لائق التفات نہ نہیں ہے۔ روافض کا استدلال اس آیت سے ہے فانکحوا ما طاب لکم من النساء مثنی وثلث ورباع ہے کہ اس کے اعداد کو جمع کر لیا جائے کل عدد نو ہوتا ہے اور خوارج کہتے ہیں کہ مثنی کے معنی دو دو کے ہیں لہذا مثنی سے مراد چار ہے اور ثلث سے مراد چھ اور رباع سے مراد آٹھ ہے لہذا کل اٹھارہ ہو گئے ہم کہتے ہیں کہ قرآن کی تفسیر تمہاری لغت دانی پر موقوف نہیں ہے بلکہ اس کے

۲۷۴/۲۳ 3177 معنی کے اندر تکرار اس وقت آتا ہے جبکہ ان کے الفاظ کے اندر بھی تکرار ہو۔ نیز اس آیت سے انتہائی عدد
کو بیان کرنا مقصود ہے کہ ان کے درمیان میں کوئی ایک سے نکاح جائز ہے۔ جمہور کے مستدلات بہت کثیر ہوا کہ
ہیں جو اس باب کے اندر وارد ہیں نیز تواتر عمل کو اگر ہم دیکھیں تو معلوم ہوا کہ کسی صحابی نے بھی چار سے
زیادہ سے نکاح نہیں کیا۔ ایک مسئلہ یہ ہے کہ اگر کسی کافر کے تحت چار سے زیادہ بیویاں ہیں
اور وہ مسلمان ہو گیا تو کیا حکم ہے ائمہ ثلاثہ کہتے ہیں کہ ان میں سے چار رکھ لے گا اور باقی کو چھوڑ دے
ص ۴۲۵/۱
۲۷۵/۱ 79 امام صاحب کے نزدیک جو اقدم ہیں ان میں سے چار رکھے گا عن ابن عباس ؓ۔ اس حدیث سے مقصود
کا مقصود یہ ہے کہ تباین دارین کی وجہ سے نکاح فسخ نہیں ہوتا۔ اس مسئلہ کے اندر اختلاف ہے کہ نکاح
تباین دارین کی وجہ سے فسخ ہو جاتا ہے یا نہیں۔ امام صاحب فرماتے ہیں کہ تباین دارین سے نکاح فسخ ہو جاتا
امام شافعی امام احمد کے نزدیک تباین سے فسخ نہیں ہوگا بلکہ سبی (قید ہونے) کی وجہ سے نکاح فسخ ہوگا
لہذا اب اس اختلاف کی بناء پر چار صورتیں نکلیں گی (۱) دونوں شوہر بیوی دار الاسلام چلے آئیں
تو نکاح فسخ کسی کے نزدیک نہیں ہوگا کیونکہ ہمارے یہاں تباین علت ہے اور ان کے یہاں سبی علت اور
ان دونوں میں سے کوئی نہیں پائی گئی (۲) اگر الزوجین کو ایک ساتھ قید کر کے لائے تو اس صورت میں نکاح
فسخ ہو جائیگا ہمارے یہاں بھی اور امام شافعی اور امام احمد کے یہاں بھی ہمارے یہاں علت تباین کی وجہ
سے اور ان دونوں کے یہاں سبی کے پائے جانے کی وجہ سے (۳) شوہر یا بیوی کو قید کر کے لایا جائے
اس صورت میں امام شافعی امام احمد کے نزدیک نکاح فسخ ہوگا کیونکہ علت سبی پائی گئی اور علت تباین کی
بناء ہمارے یہاں فسخ نکاح نہیں ہوگا (۴) اگر حربی اپنی خوشی سے دار الاسلام میں چلا آیا تو
ہمارے نزدیک نکاح فسخ ہو گا کیونکہ دونوں کے اندر تباین ہو گیا امام شافعی کے یہاں چونکہ سبی نہیں
پائی گئی اس لئے ان کے نزدیک نکاح فسخ نہ ہوگا۔ امام شافعی کا استدلال اس حدیث سے ہے کہ یہاں
تباین پایا گیا اور اس کے باوجود نکاح فسخ نہیں ہوا۔ محققین حضرات حنفیہ کی طرف سے جواب دیتے ہیں کہ
جن کا ذکر اس حدیث کے اندر ہے ان میں تباین ہی نہیں ہوا کیونکہ وہ لوگ ساحل کی طرف گئے تھے
اور ساحل دار الاسلام کے اندر داخل ہے۔ دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ فسخ نکاح کے بعد تجدید نکاح
کی ضرورت ہوگی یا نہیں۔ شوافع کے یہاں تجدید ہوگی اور وہ ابو العاص بن وائل کے قصہ سے استدلال
کرتے ہیں ہماری طرف سے جواب یہ ہے کہ ان کے قصہ سے استدلال صحیح نہیں ہے کیونکہ ان کے بارے میں
روایات مختلف ہیں بعض میں جدید نکاح کا ذکر ہے اور بعض کے اندر ہے کہ نکاح نہیں ہوا۔ اور ان
دونوں نوع کی احادیث کے اندر جمع ایسے ہوگا کہ جن میں ہے کہ نکاح جدید ہوا اس کا مطلب ہے کہ پہلے
ہی جیسا نکاح ہوا تھا یعنی جو مہر پہلے تھی وہی اب بھی باقی رہی اور جن کے اندر ہے کہ بغیر نکاح کے رد
ہو گیا تھا اس کا مطلب ہے کہ مہر نیا مقرر نہیں ہوا اور اس حدیث کے اندر ردھن بالنکاح الاول کا جواب
حضرت گنگوہی نے یہ دیا کہ ان کے اندر حقیقۃً تباین نہیں ہوا تھا اس لئے نکاح فسخ ہی نہیں ہوا کیونکہ
وارد ہوا تسییر اربعۃ اشہر یعنی آپ نے ان کو فرمایا کہ چار مہینے تک خوب سیر و تفریح کرو جس کی وجہ سے ان کا اسلام واضح ہو گئے

باب المباشرۃ ص ۲۷۵ (الفصل الاول)

3186 ص ۲۷۵/۲۲ **عن ابی سعید** اس حدیث سے عزل کا جواز معلوم ہوا اس کے اندر اختلاف ہے کہ عزل جائز ہے یا نہیں۔ حضرت ابوبکر حضرت عمر حضرت عثمان حضرت علی اور بعض صحابہ کرام سے کراہت تحریمی ثابت ہے۔ جمہور کے نزدیک جائز ہے خواہ باندی ہو یا حرہ ہو البتہ حرہ کے اندر ائمہ ثلاثہ کے نزدیک اجازت کی ضرورت ہے اور حضرت امام شافعی کے متبعین کے اندر اختلاف ہے بعض کہتے ہیں کہ اجازت کی ضرورت ہے اور بعض کہتے ہیں کہ بغیر اجازت کے بھی عزل کر سکتا ہے عزل کہتے ہیں بیوی سے جماع کرے اور جب انزال قریب ہو تو ذکر کو باہر نکال کر انزال کرے۔ آگے فرمایا کہ فی غزوۃ بنی المصطلق اس پر اشکال ہوا کہ ان مشرک باندیوں کے جو قید کی گئی تھیں نکاح صحابہ کرام نے کیسے کیا طاؤس کے نزدیک ان سے نکاح جائز ہے اور وہ اسی حدیث سے استدلال کرتے ہیں لیکن جمہور کے نزدیک چونکہ یہ جائز نہیں ہے لہذا وہ اس حدیث کو منسوخ مانتے ہیں آگے فرمایا فاصبنا سبیا الخ اس سے معلوم ہوا کہ ان لوگوں نے عرب کو قید کیا اس مسئلہ کے اندر اختلاف ہے کہ استرقاق عرب جائز ہے یا نہیں امام مالک امام شافعی کے نزدیک استرقاق عرب جائز ہے امام شافعی کا قول قدیم ہے کہ جائز نہیں ہے امام صاحب کے نزدیک عورتوں کا استرقاق جائز ہے اور مردوں کا استرقاق جائز نہیں بلکہ اما الاسلام واما السیف ص ۲۷۶/۲ **عن جدامۃ**:- 89

۲۷۹/۲ غیلہ اس کی علماء نے دو تفسیریں کی ہیں (۱) بحالت حمل اپنی بیوی سے جماع کرنا (۲) بحالت ارضاع جماع کرنا آپ نے پہلے یہ سمجھا کہ اس کو بچوں کو ضرر پہنچتا ہے اس لئے منع فرمادیا تھا لیکن جب بعد میں تحقیق آپ نے روم اور فارس کی عورتوں کو دیکھا کہ وہ غیلہ کرتی ہیں تو آپ نے بھی اجازت دیدی۔ آپ نے عزل کے متعلق فرمایا کہ یہ وأد خفی ہے۔ وأد کی دو قسمیں ہیں وأد جلی وأد خفی اول کا مطلب ہے کہ حقیقۃً زندہ درگور کر دیا جائے اور ثانی کا مطلب ہے کہ عزل کیا جائے کیونکہ جیسے پہلے کے اندر افناء ہوتا ہے ایسے ہی ثانی کے اندر افناء ہوتا ہے وہی اذا الموءدۃ سئلت ہی غیر الجمع ہے اس قول شنیع کی طرف جو اس کلام کے بیچ میں آتا ہے ای الفعلۃ الشنیعۃ۔ اب اس حدیث پر اشکال وارد ہوگا کہ اس سے تو معلوم ہوا کہ عزل وأد ہے اور ایک روایت کے اندر ہے حضرت ابو سعید خدری سے کہ الیہود نے حضور سے کہا کہ یہود کہتے ہیں کہ عزل موؤدۃ صغریٰ ہے اس پر آپ نے فرمایا کہ کذبت یہود یعنی یہود جھوٹ بولتے ہیں اب دونوں کے اندر تعارض ہو گیا بعض نے کہا کہ ابو سعید والی روایت راجح ہے۔ بعض نے کہا کہ چونکہ وہ سنن کی روایت ہے اور یہ حضرت جدامہ کی روایت صحیح کی روایت ہے لہذا یہ راجح ہوگی۔ بعض نے یہ جمع کیا کہ جب آپ اہل کتاب کی موافقت کرتے تھے تب کا واقعہ ہے اور ابو سعید والی روایت اس وقت پر محمول ہے جبکہ آپ نے ان کی موافقت چھوڑ دی

96 ص ۲۷۶/۱۶ **الفصل الثالث عن اسماء** اس حدیث سے غیل کی نہی معلوم ہوتی ہے حالانکہ اس سے پہلے جو روایت گذری اس میں اس کا جواز معلوم ہوتا ہے لہذا دونوں کے اندر جمع ہے کہ یہاں نہی شفقت کے طور پر ہے شرعی ممانعت نہیں ہے ۱۶

ص ۲۷۶ باب الفصل الاول ۱۹

99 ص ۲۷۶/۲۱ **عن ابن عباس** اس مسئلہ کے اندر اتفاق ہے کہ اگر کسی آقا نے اپنی باندی کو آزاد کیا اور اس کا شوہر غلام ہے تو اس باندی کو اختیار ہے کہ وہ اس شوہر کے تحت رہے یا نہ رہے لیکن اگر اس باندی کا شوہر آزاد ہے تو باندی کو اختیار ہے یا نہیں ائمہ ثلاثہ کے نزدیک اختیار نہیں ہے ۲۱

۱۷۹/۲۱ امام صاحب، سفیان ثوری، نخعی، شعبی وغیرہ کے نزدیک اسکو اختیار ہے ائمہ ثلاثہ کا استدلال حضرت 3199
عروہ کی حدیث سے ہے جو اس حدیث کے بعد والی حدیث ہے جو کہتے ہیں کہ حضرت بریرہ کے شوہر غلام تھے و اقوی
استدلال صحیح نہیں ہے کیونکہ اسناد کے بارے میں روایات مختلف ہیں بعض کے اندر ہے کہ ان کے زوج
حر تھے اور بعض کے اندر ہے کہ ان کے غلام تھے جب دونوں کے اندر تعارض ہوگیا تو اب ترجیح کی ضرورت ہے
احتیاط کیا کہ ہماری روایات راجح ہیں کیونکہ اسکے اندر صراحت وارد ہوا ہے کہ ولو کان حرا لم یخیرھا
ہماری طرف سے اسکا جواب ہے کہ یہ مقولہ حضرت عروہ کا ہے مرفوع نہیں ہے خود شافعیہ کے حافظ نے اس کے
مدرج ہونے کو اختیار کیا ہے اور جن روایات کے اندر علیہ کی تصریح ہے وہ ما کان کے اعتبار سے ہے

۲۶ اور ولو کان حرا لم یخیرھا کا مطلب یہ ہے **الفصل الثانی عن عائشۃ** ۲۷۶/۲۶ اس حدیث کے اندر فرمایا کہ 3200
ان تبدأ بالرجل یعنی عتق کے اندر رجل سے ابتدا ہونی چاہیے حنفیہ کے نزدیک اسکی وجہ یہ ہے کہ رجل
اشرف ہوا کرتا ہے لہذا ابتدا بالاشرف کا آپ نے حکم دیا۔ شافعیہ کہتے ہیں کہ ابتداء بالرجل کا
حکم اسلئے دیا کہ اگر عورت سے ابتدا ہوتی تو اسکو اختیار رہتا اسکے نیچے ہونے کی وجہ اور جب
رجل پہلے آزاد ہوجائیگا بعد میں وہ آزاد ہوگی تو اختیار نہیں ہوگا اسلئے آپ نے ایسے فرمایا
لیکن یہ ہمارے مذہب پر صحیح نہیں ہے کیونکہ ہمارے اس صورت کے اندر بھی اختیار ہے

باب الصداق

۲۷۷/۲ (الفصل الاول)

مہر واجبات نکاح میں سے ہے بغیر مہر کے نکاح باطل ہے اب اگر اسکا تسمیہ نکاح کے اندر ہوگیا تو مسمی واجب
۳ ہوگا اور اگر تسمیہ نہ ہوا تو مہر مثل واجب ہوگا **عن سہل بن سعد** ۲۷۷/۳ اس حدیث سے ایک بات معلوم ہوئی 52
کہ لوہے کی انگوٹھی کو مہر کے اندر دینا جائز ہے اور دوسری بات یہ معلوم ہوئی کہ اسکا پہننا بھی جائز ہے
شوافع کا یہی مسلک ہے کہ اسکا پہننا جائز ہے لیکن حنفیہ کے نزدیک جائز نہیں ہے اور اس حدیث کا جواب
یہ ہے کہ وہ انگوٹھی مفضض تھی یعنی اسپر چاندی کا ملمع ہوا تھا۔ تیسری بات یہ معلوم ہوئی کہ مہر
کی کوئی مقدار معین نہیں ہے اس مسئلہ کے اندر اختلاف ہے کہ کتنی مہر دینی پڑیگی امام مالک کے نزدیک
ربع دینار یا تین درہم واجب ہیں۔ امام شافعی کے نزدیک ہر وہ شئ جو عوض بن سکے ابن حزم ظاہری
کہتے ہیں کہ مالیت بھی اس شئ کے اندر شرط نہیں ہے۔ ابن شبرمہ کے نزدیک پانچ درہم واجب ہیں
امام نخعی کے نزدیک ایک اوقیہ مہر کی مقدار ہے سعید بن مسیب کے نزدیک پچاس درہم ہیں
حضرت امام صاحب کے نزدیک عشرۃ دراہم ہونا چاہیے یہ تمام مذکورہ اقوال مہر کی اقل مقدار کے
اندر ہیں۔ امام شافعی کا استدلال اول یہ حدیث ہے استدلال ثانی حضرت جابر کی حدیث ملأ کفیہ والی
استدلال ثالث عامر بن ربیعہ کی نعلین والی حدیث اور اسکے علاوہ اور بہت سے استدلالات ہیں
امام مالک کا استدلال باب الولیمہ کی پہلی حدیث جو حضرت انس سے مروی ہے جسکے اندر ہے انی تزوجت علی
وزن نواۃ الخ تو یہاں نواۃ من ذہب کا وزن ربع دینار کے بقدر اور تین درہم کے بقدر ہوتا ہے
احناف کا استدلال یہ ہے فقال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا مہر اقل من عشرۃ دراہم رواہ البیہقی

3202 ۲۹۵۹

۲۲۷/۳

والدارقطنی۔ اس حدیث پر اعتراض ہوا کہ اس کی سند میں مبشر بن عبید ایک راوی ہے جو متروک ہے نیز اس حدیث کی سند دوسری سند میں ایک راوی حجاج بن ارطاۃ ہے جو ضعیف ہے لہذا قابل استدلال نہیں ہے علامہ عینی فرماتے ہیں کہ اس حدیث کے طرق متعدد ہیں اور قاعدہ ہے کہ اگر کسی حدیث کے افراد ضعیف ہوں اور طرق کثیر ہوں تو قوت کے درجہ میں آجاتی ہے لہذا قابل استدلال ہے اب اس کا جواب مسئلہ پر مولانا عبدالحی صاحب لکھنوی نے دو اعتراض فرمائے اول فرماتے ہیں کہ اگرچہ آپ کا قاعدہ صحیح ہے کہ طرق کی کثرت سے قوت آجاتی ہے لیکن یہ وہاں ہے جہاں ضعف شدید نہ ہو اور اس حدیث کے اندر ضعف شدید ہے۔ دوم۔ اگر یہ حدیث کو ثابت مان لیں تو یہ کتاب اللہ کے اندر ما فرضتم مطلق ہے لہذا اس حدیث سے کتاب اللہ پر تقیید لازم آئیگی اور یہ جائز نہیں ہے الا دونوں اعتراض کے بعد مولانا فرماتے ہیں کہ وھذان الایرادان مما لا مدفع لہما۔ تم کلامہ۔ اب پہلے ضعیف کی سنئے۔ اول اعتراض کا جواب یہ ہے کہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مولانا فتح القدیر کے باب المہر دیکھا ہے حالانکہ دوسری جگہ ایک دوسرے باب میں یہی حدیث آئی ہے جس کی سند محقق ابن ہمام نے پوری بیان کرنے کے بعد فرمایا کہ میں اس حدیث پر مطلع تھا لیکن مجھکو اس کی سند نہیں ملی تھی لیکن بعد میں مجھکو یہ ایک دوست نے اس کی سند مجھ کو بتلائی جو حافظ عسقلانی کی طرف سے تھی اور اس سند کے متعلق حافظ نے فرمایا کہ حسن ہے۔ لہذا جب شیخ الاسلام حافظ عسقلانی نے اس حدیث کو حسن کہدیا تو اب اس پر ضعف کا دعوی صحیح نہیں ہے لہذا جب یہ حدیث ثابت ہوگئی ہے تو مولانا کے دوسرے اعتراض کا جواب یہ ہے کہ ما فرضتم بیان مقدار کے اندر مجمل ہے لہذا اس کیلئے بیان کی ضرورت واقع ہوگی اور مجمل کے لئے یہ ضروری نہیں ہے کہ اس کا بیان اسی کے حکم میں ہو اور اس کے برابر ہو یعنی اگر وہ قطعی ہے تو اس کا جو بیان واقع ہو وہ بھی قطعی ہو لہذا حدیث کا بیان واقع ہونا کچھ مشکل نہیں ہے اس کے متعلق علامہ کشمیری فرماتے ہیں کہ زیادۃ علی الکتاب اخبار ظنی کے اندر جائز ہے جو [illegible] قاطع کے اندر جائز نہیں ہے

ایک اعتراض مولانا نے یہ کیا کہ لا مہر اقل من عشرۃ دراھم ایسا ہے جیسے لا وضوء لمن لم یذکر اسم اللہ اور جیسے وہاں آپ نے نہ ایک لا نفی کمال کیلئے ہے ایسے ہی یہاں پر نفی کمال کیلئے کیوں نہیں مانتے اس کا جواب سمجھ میں نہیں آتا سوائے اس کے کہ یوں کہا جائے کہ اللہ تعالیٰ نے حدود الٰہی مقرر کی ہیں اللہ کے لئے کچھ ہدایات ہیں اور کچھ غایات ہیں تاکہ ان پر عمل کی ابتداء اور انتہا کی جاسکے لیکن انسان کی ذہنیت جس کے بارے میں ما فرضنا علیھم کی نہ ابتداء ہے اور نہ غایت ہے لہذا جب کچھ بھی معلوم نہیں ہے تو مہر پر عمل نہیں کر سکتے لہذا محتاج ہیں اس شی کی طرف جس سے اس کی ابتداء وغیرہ معلوم ہو اور وہ حضور کا کلام ہے لہذا اس کے ذریعہ ہم اس آیت شریفہ پر عمل کرینگے یہ غایۃ کا مسئلہ حل ہوگیا۔ اب رہا مسئلہ علاوہ اس کے جو دوسرے لوگوں کی سند ہدایت میں ان کا جواب یہ ہے کہ وہ مہر مجمل پر محمول ہیں حدیث شریف کے اندر آگے [illegible] فعل سورۃ کذا و سورۃ کذا

نقل فتویٰ
[illegible]
۲/۱۳۹۵

3202 اسکے مصداق کے اندر مختلف قول ہیں (۱) ~~[illegible]~~ اس سے سورۃ بقرۃ والتی تلیہا یعنی سورۃ ۲۷۷/۳
آل عمران مراد ہے (۲) دارقطنی کے اندر ہے کہ اس سے سورۃ مفصل مراد ہیں (۳) بعض روایات کے
اندر انا اعطینا وغیرہ اس سے مراد ہیں۔ آگے وارد ہوا قد زوجتکہا بما معک من القرآن اس سے شافعیہ نے
استدلال کیا کہ اجرت تعلیم قرآن جائز ہے کیونکہ یہاں حرف با عوض کے اندر مستعمل ہے اور احناف کہتے ہیں کہ اجرت تعلیم
03 قرآن جائز نہیں ہے اور یہاں حرف با سببیہ کیلئے ہے عوض کیلئے نہیں ہے ۲۷۷ عن ابی سلمۃ: اس
حدیث سے معلوم ہوا کہ آپ کی ازواج کا مہر پانچ سو درہم ہوتا تھا حالانکہ یہ کہنا صحیح نہیں ہے کیونکہ ام المؤمنین ۸
حضرت ام حبیبہ کا مہر چار ہزار درہم تھا لہذا اسکا جواب یہ ہوگا کہ جو آپ نے بنفس نفیس ادا کیا وہ تو
04 پانچ سو درہم ہوتا تھا اور یہ آپ نے مہر ادا نہیں کیا بلکہ یہ نجاشی نے ادا کیا تھا ۲۷۷ **الفصل الثانی عن عمر** ۱۱
بن الخطاب: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضرت عمر نے بارہ اوقیہ مہر کے اندر دیئے حالانکہ اس سے
اوپر کی حدیث میں بارہ پر ایک نش کی زیادتی کا بھی ذکر ہے تو دونوں کے اندر تعارض ہوگیا لہذا اب
جواب یہ ہوگا کہ نش کسر ہے اور اہل عرب کا دستور تھا کہ وہ کسر کو حذف کر دیتے تھے اسلئے حضرت عمر نے
07 حذف فرمایا ۲۷۷ **عن علقمۃ**: اس مسئلہ کے اندر اختلاف ہے کہ اگر مہر کا تسمیہ نہ ہو تو کیا حکم ہے ۱۸
جمہور کے نزدیک مہر مثل واجب ہوتا ہے حضرت علی سے مروی ہے کہ کچھ واجب نہیں ہوگا امام شافعی سے بھی دونوں قول مروی ہیں

باب الولیمۃ ۲۷۷

ولیمہ اَلوَلْمُ سے ماخوذ ہے جسکے معنی جمع کے ہیں چونکہ اسکے اندر زوجین کا جمع ہوتا ہے یا سرور کا
جمع ہوتا ہے لوگوں کا اجتماع ہوتا ہے اسلئے اسکو ولیمہ کہتے ہیں اسکے حکم میں اختلاف ہے
شافعیہ کی ایک وجہ، مالکیہ کا ایک قول اور ابن حزم ظاہری کے نزدیک واجب ہے۔ ابن بطال نے جمہور کے
اسکے سنت ہونے پر اجماع نقل کیا ہے اور فرماتے ہیں کہ میں نہیں جانتا کہ کسی نے اسکے وجوب کا قول کیا ہو
دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ دعوت ولیمہ کو قبول کرنے کا کیا حکم ہے۔ حنابلہ، شافعیہ اور امام مالک کا قول ہے
کہ فرض عین ہے بعض حنابلہ شافعیہ کے یہاں مستحب ہے اور بعض شافعیہ حنابلہ نے فرض کفایہ کا قول کیا ہے
حافظ ابن حجر فرماتے ہیں کہ صاحب ہدایہ کے کلام سے ~~[illegible]~~ معلوم ہوتا ہے کہ واجب ہو لیکن انہوں نے سنت کی
تصریح کی ہے حنفیہ کے اندر چند قول ہیں (۱) سنت موکدہ (۲) قریب بالواجب (۳) ینابیع
15 کے اندر لکھا ہے کہ واجب ہے ۲۷۷ **الفصل الاول عن انس**: اثر صفرۃ اس خلوق کا اثر ہے جو کہ ۲۷۷
ایک زعفرانی خوشبو ہوتی ہے اسکا کپڑے کے اندر لگانا مالکیہ کے یہاں جائز ہے اور احناف کے یہاں
نہ کپڑے کے اندر جائز ہے اور نہ بدن کے اندر جائز ہے مالکیہ نے اس حدیث سے استدلال کیا ہے اور
احناف کی طرف سے جواب یہ ہے کہ انکی شادی ہوئی تھی تو بیوی کے بچھونے سے لگ گیا تھا اسلئے اثر ان کو لگا۔
جواب ۲: چونکہ رات کو بیوی کے پاس جانا تھا تو اسلئے لگایا تھا جواب ۳: یہ نسخ سے پہلے کا واقعہ ہے
13 علی وزن نواۃ: یہ پانچ درہم خاص وزن کا نام ہے یا اسکی گٹھلی مراد ہے ۲۷۸ **وعنہ قال**: ۲۷۸/۴
اس حدیث کے اندر عتق کو مہر قرار دیا گیا امام ترمذی نے امام شافعی امام احمد اسحاق بن راہویہ سے نقل کیا ہے

3213 اختیار مطلق صحیح ہے حافظ فرماتے ہیں کہ امام شافعی کا صحیح مذہب جمہور کے مذہب کے موافق ہے اور وہ یہ کہ
جائز نہیں ہے اور اس حدیث کا جواب یہ ہے کہ یہ وقتی طور پر تھا یا آپ کی خصوصیت تھی **الفصل**
24 **الثانی عن ابن مسعود** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ پہلے دن کی دعوت حق ہے اور دوسرے دن کی دعوت سنت ہے ٢٤
امام شافعی سے یوم ثانی کے بارے میں وجوب اور عدم وجوب دونوں روایت منقول ہیں۔ حنابلہ کے یہاں
سنت ہے۔ تیسرے دن شافعیہ کے یہاں مکروہ ہے ایسے ہی حنابلہ کے یہاں بھی مکروہ ہے۔ حنفیہ اور مالکیہ
فرماتے ہیں کہ تیسرے دن کا کھانا جب مکروہ ہے جبکہ اس دن کے کھانے والے وہی ہوں اگر کھانے والے بدل جائیں
[illegible] امام مالک کے یہاں ولیمہ والے کو سات دن تک کھانا کھلانا سنت ہے اسی سے امام
بخاری کا رجحان اسی طرف ہے اپنی صحیح میں ایک باب نقل کرتے ہیں کہ الولیمۃ سبعۃ ایام [illegible]
ولیمہ کا کھانا کھلایا تھا اور حضرت ابی بن کعب کی بھی دعوت کی تھی [illegible]
27 نوبت ہے **الفصل الثالث عن عمران بن حصین** اس حدیث کا [illegible] فساق کے کھانے سے منع فرمایا ٢٩/٦
یہ کہ فاعل کا ذکر نہیں ہے اس لیے [illegible] ہے لیکن [illegible] سے معلوم ہوتا ہے کہ
فاسق کی بھی دعوت قبول کرنی چاہیے اس کا جواب یہ ہے کہ اس حدیث کا اشارہ [illegible] سے غیر فاسق مراد ہے

باب القسم ٩

قسم بفتح قاف [illegible] تقسیم کرنا [illegible] اصطلاح میں [illegible] بیویوں کی نوبت مقرر کرنا اور
ان کے درمیان عدل کرنا ہے اس مسئلہ پر تو اجماع ہے کہ [illegible] بیویوں کے درمیان عدل کرنا واجب ہے
اب یہ کہ اس قسم کا معیار کیا ہے کس طرح نوبت ہوگی۔ حنابلہ کے نزدیک ایک دن ایک رات ہو
ایک ایک نوبت ہوگی۔ صاحب ہدایہ کا مختار ہے کہ زوج کی رائے پر موقوف ہے ابن [illegible]
اس پر اعتراض کیا کہ اس کی [illegible] ہوتا ہے کہ چاہے [illegible] سال [illegible] کر دے اس اشکال پر [illegible]
بحر نے [illegible] اشکال ہے [illegible] اختلاف کیا [illegible]
شافعیہ کا بھی یہی [illegible] معلوم ہوتا ہے کہ زوج کو اختیار ہے ابن المنذر کی رائے ایک دن
[illegible]
صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی نوبت [illegible] واجب تھی یا [illegible] حنفیہ کے نزدیک واجب [illegible] جیسا کہ محقق
ابن ہمام علامہ عینی صاحب بحر علامہ شامی شیخ عبد الحق محدث دہلوی ملا علی قاری وغیرہ [illegible]
[illegible] ابو سعید [illegible] علامہ سیوطی اور شافعیہ [illegible]
29 شافعیہ [illegible] واجب [illegible] دونوں قول ہیں **الفصل الاول عن ابن عباس** ١٠
[illegible] سودہ بنت زمعہ [illegible]
ایک روایت [illegible] طلاق [illegible] روایت کی بنا پر طلاق دینے کا ارادہ فرمایا
تو انہوں نے فرمایا کہ حضور میں چاہتی ہوں کہ [illegible] آپ کی ازواج میں [illegible]
[illegible] اور میری باری حضرت عائشہ کو دے دیجئے آپ نے منظور فرما لیا [illegible]

323 کہ عورت اگر اپنی باری کسی دوسری بیوی کو اجازت دیدے تو کیا پھر اپنی اس اجازت سے رجوع کر سکتی ہے ۲۷۹/۱۴
یا نہیں جمہور امت کے نزدیک رجوع کر سکتی ہے اور یہ اس کیلئے جائز ہے صفحہ ۲۷۹/۲۰ **وعنها**: [illegible]
جو لوگ آیت کے متعلق وجوب کے قائل ہیں وہ اس کا مطلب بیان کرتے ہیں کہ چونکہ آپ پر نوبت
واجب تھی تو بیک وقت حضرت عائشہ کے پاس نہیں جا سکتے تھے اس لئے فرمایا ہے تاکہ ازواج
آپ کو اجازت خوشی سے دیدیں ۔ دوسرے فریق کے لوگ اس کا مطلب یہ بیان کرتے ہیں کہ چونکہ
32 آپ نہایت رقیق القلب و وسیع الطبیعت تھے تو تسکین ازواج کی رضا کے طالب
تھے اس لئے بار بار یہ جملہ استعمال فرمایا ہے صفحہ ۲۷۹/۱۵ **وعنها**: یہ قرعہ اندازی کا کیا حکم ہے امام احمد اور ۱۵
امام شافعی کے نزدیک سفر کے اندر جانے کیلئے شوہر کو قرعہ اندازی ضروری ہے مالکیہ و حنفیہ کے
یہاں قرعہ اندازی ضروری نہیں ہے بلکہ مستحب ہے ۔ اور اس حدیث کا جواب یہ ہے کہ یہ آپ تطییب خاطر
کیلئے فرماتے تھے ۔ نیز سفر کے اندر خاص کسی عورت کی ضرورت ہوتی ہے جو اس سفر کے اندر مشقت وغیرہ
میں کام آئے اگر قرعہ اندازی ہوگی تو پھر یہ فائدہ حاصل ہونا مشکل ہے اب یہ مسئلہ کہ سفر کے بعد
جب واپس آئیگا تو سفر کے ایام کا حساب لگاکر باری شروع کریگا یا دوبارہ سفر والی باری کے
مستثنیٰ ہیں حنفیہ امام مالک اور ظاہریہ کے نزدیک ان ایام کا حساب نہیں ہوگا امام احمد امام
شافعی کے نزدیک اگر وہ قرعہ اندازی کے بعد بیوی کو سفر کے اندر لے گیا تو پھر ان ایام کا حساب نہیں ہے
اور یہ باری سے مستثنیٰ ہونگے اور اگر بغیر قرعہ اندازی کے لے گیا تھا تو حساب ہوگا کیونکہ قرعہ واجب
33 ہے بغیر شرط کے واجب ادا کیا تو حساب ہوگا ۔ ہمارے یہاں قرعہ واجب نہیں ہے اور ایام سفر مستثنیٰ ہیں
صفحہ ۲۷۹/۱۶ **عن ابی قلابة**: اس مسئلہ کے اندر کہ زوج قدیمہ و جدیدہ میں کس کو فضیلت ہے یا نہیں تو اقوال ۱۶
ہیں ائمہ ثلاثہ کے نزدیک جدیدہ کو فضیلت ہوگی اور امام صاحب اور حنفی علماء کے نزدیک دونوں کے
اندر کوئی تفریق نہیں ہے سب برابر ہیں ۔ پھر یہی ایک مسئلہ تفریق بین البکر والثیب کا ہے اس کے
اندر ائمہ ثلاثہ کے یہاں تفریق ہوگی وہ یہ کہ بکر کیلئے سات دن اور ثیب کیلئے تین دن تک اجازت
ہے اس کے بعد باری شروع کرے ۔ امام صاحب کے نزدیک اس صورت میں بھی سب برابر ہیں
ائمہ ثلاثہ کا مستدل یہ ابو قلابہ والی حدیث ہے جس کے اندر اوپر مسئلہ معلوم ہوگیا ۔ ہمارا مستدل
اسکے بعد والی حدیث حضرت ابوبکر بن عبدالرحمن کی ہے کہ حضور نے ام سلمہ سے فرمایا کہ ان شئت سبعت
عندک و سبعت عندهن الخ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر تسبیع ان کے پاس فرمائیں گے تو دوسری
تسبیع دوسروں کے پاس بھی ہوگا اس لئے کوئی فرق نہیں ہے سب برابر ہیں ۔ علامہ عینی کے نزدیک اس
حدیث سے استدلال کرنے میں کلام ہے وہ یہ کہ ائمہ ثلاثہ کا مذہب یہ ہے کہ اگر کوئی زوجہ باکرہ ہے
تو اس کے پاس سات دن گذارے اور اگر ثیب ہے تو اس کے پاس تین دن گذارے اور اس کے
بعد اگر وہ تسبیع پر اصرار کرے تو تسبیع کرے لیکن اس صورت میں اسکے تین دن جو خصوصیت
کے تھے وہ ختم ہو جائیں گے اور سات دن پورا کرے گا اور پھر دوسری ازواج کے بھی سات دن

3233 کا دور کر لے گا اور یہی مسئلہ بعینہ اس طرح ہے۔ مستدل حضرت ابوبکر بن عبد الرحمن سے معلوم ہوتا ہے

نیز اس حدیث سے عدم اعادہ ثابت نہیں ہوا بلکہ ثلث کا بطور حصہ ثابت ہو رہا ہے۔ لیکن بات

یہ ہے کہ یہ حدیث ضعیف کی بحث قاسم بن قطلوبغا کے بقول کے تحت داخل ہے جس کی وجوہ بیان شیخ

محقق ابن ہمام کی نسبت الکانت کے سلسلہ کہہ چکے ہیں کہ "اجابة شیخنا اذا خالفت المنقول لا تعتبر"

رہ گیا ابوبکر بن عبد الرحمن کی حدیث میں وارد ہوا وہی روایت قال لہا ان شئت سبعت و ان شئت ثلثت الخ

شافعیہ اور حنابلہ بھی اس کو ثلث کے اعادہ کی طرف لے گئے ہیں تو اعادہ کا عدم نہیں۔ لیکن حنفیہ کے مسلک کے

شریف ہے لہذا حدیث کا مطلب یہ بیان کرتے ہیں کہ باکرہ کے لیے سات دن کی اجازت ہے لیکن ثیبہ کو بار

ثلث رہے گی یعنی سات دن کی جگہ اب یہی للثیب ثلث کا اندازہ ایک کے لیے تثلیث ہوگی۔

رہ گیا ثیبہ اور باکرہ کے اندر فرق کیوں ہے اسکا جواب یہ ہے کہ ثیبہ چونکہ دوسرے خاوند کے پاس رہ کر

آئی ہے تو اسکو زیادہ وحشت اور گھبراہٹ نہیں ہوتی بخلاف باکرہ کے جو اپنے ماں باپ بہن بھائیوں

کو چھوڑ کر آئی ہے تو اسکو وحشت و گھبراہٹ زیادہ ہوتی ہے اسلئے زیادہ دنوں کی ضرورت ہے

36 **الفصل الثانی عن ابی ہریرۃ** ۲۷۹/۳۳ وشقہ ساقط اور مطلب یہ ہے کہ شق سے جو مراد ہے وہ بعض جب ۲۷۹/۲۳

قیامت کے دن عدل نہ کرنے کی شکایت وہ زوجہ الٹے گی یعنی اگر ہوگی تو اس زوجہ کے پاس کم دن

برا تی ہوگی۔ اور ممکن ہے کہ حقیقی معنی مراد ہوں ایک کندھا جلتے ہوئے اور سب کو وہ دیکھ

قسم اور عدل ایسی ہے اور اس کی انہوں نے وطی کرنا ہے اتنی ہے ظاہر ہے کہ خاوند کی نشاط

پر وطی کرنا موقوف ہے یعنی قسم اور عدل تو واجب ہے لیکن اس قسم کے اندر وطی کا کرنا واجب نہیں ہے۔

47 باب عشرة النساء وما لكل واحدة الخ (الفصل الاول) ۲۸۰/۵

۲۸۱/۱ **عن اسماء:** ۲۸۱/۵ اس حدیث کے اندر وارد ہوا کلابس ثوبی زور اس کا ایک مطلب یہ زمانہ جاہلیت کے اندر

ایک شخص ہوا کرتا تھا جو نیک لوگوں جیسے کپڑے پہنتا تھا اور ڈاکو اور چوروں کا کام وہ کرتا تھا غرضیکہ یہ کام چوری وغیرہ

اسکا کاروبار تھا اور کپڑے بہت شریف جیسے لوگوں کے پہنتا تھا تاکہ کسی کو حقیقت پر اطلاع نہ ہو پائے

اس جملے سے اسکی طرف اشارہ ہے دوسرا مطلب یہ ہے کہ ادنیٰ دو کپڑے استعمال کرتا ہے ایک

ازار اور ایک رداء جس کی وجہ سے سر سے قدم تک ڈھک جاتا ہے تو ~~اس طرح وہ~~ اس کا

مطلب ہے کہ سر سے پیر تک وہ جھوٹ بولتا ہے تیسرا مطلب یہ ہے کہ اہل عرب کے اندر جو لوگ

خوب رئیس ہوتے تھے وہ دو کرتے پہنا کرتے تھے لیکن جو لوگ غریب ہوتے تھے وہ آستین کے

اندر ایک کپڑا اس طور پر لگا لیتے تھے اور اسی پہنتے تھے تاکہ یہ معلوم ہو کہ اس نے بھی دو کپڑے پہن

رکھے ہیں حالانکہ وہ دھوکہ ہوتا تھا تو اس دھوکہ کی طرف اس جملے سے اشارہ ہے غرضیکہ یہ

جملہ ایسے موقع پر استعمال ہوتا ہے جہاں کسی چیز کا جھوٹ، دھوکہ، بطلان وغیرہ بیان کرنا

48 مقصود ہو ۲۸۱/۲ **عن انس:** آلی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من نسائہ شہرا الخ اس ایلاء کے ۲

سبب کے اندر اختلاف ہے کہ کس وجہ سے آپ نے ایلاء کیا اور ایلاء کے یہاں لغوی معنی قسم کھانا اور یہی

3248 اس ایلاء کا اول سبب یہ بیان کیا گیا کہ آپ ایک شب حضرت حفصہ کے یہاں تشریف لے گئے اور ان کو کسی کام ۲۸۱/۲
بھیجا اور حضرت ماریہ قبطیہ کو حضرت حفصہ کے بستر پر لٹا کر وطی فرمائی حضرت ~~زینب~~ حفصہ جب واپس
لوٹیں اور کواڑ بند پائے تو سمجھ گئیں جب دروازہ کھولا تو حضور کے جسم اطہر سے پانی کا قطرہ ٹپکتا
دیکھا تو سمجھ گئیں اور سخت ناراض ہوئیں حضور نے ان کو راضی کرنے کیلئے حضرت ماریہ قبطیہ کو اپنے
اوپر حرام کر لیا اور حضرت حفصہ سے فرما گئے کہ کسی سے کہنا نہیں ان کے قریب حضرت عائشہ کا مکان تھا
انہوں نے حضرت عائشہ سے جا کر یہ کہہ دیا غرض کہ یہ واقعہ آپ کے ایلاء یعنی قسم کھانے کا سبب بنا
دوسرا سبب یہ بیان کیا گیا کہ آپ حضرت زینب کے یہاں جا کر عسل نوش فرماتے تھے اور یہ دوسری (اخرجہ مسلم ص۴۷۹)
ازواج کو جب معلوم ہوتا تھا تو سب نے یہ طے کیا کہ جب حضور نوش فرما کر آئیں گے تو سب الگ الگ یہ
کہنا کہ آپ تو آج مغافیر (گوند) کھا آئے ہیں اور اسکو بو آ رہی ہے چنانچہ آپ جب وہاں سے فارغ ہو کر
آئے تو ہر ایک کے یہاں جب گئے تو اس نے یہی کہا کہ حضور نے تو آج ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مغافیر کھا لیا ہے
آپ نے جب ہر ایک سے یہ سنا تو اپنے اوپر شہد کو حرام کر لیا۔ تیسرا سبب یہ بیان کیا گیا کہ ایک دفعہ آپ کی
ازواج نے آپ سے نفقہ طلب کیا تو اس پر آپ نے قسم کھالی۔ چوتھا سبب یہ بیان کیا گیا ہے کہ ایک دفعہ آپ نے
حضرت زینب کے یہاں گوشت بھیجا انہوں نے انکار فرما دیا دوسری دفعہ بھیجا اس وقت بھی انکار کیا اور تیسری
دفعہ بھی ایسے ہی ہوا تو آپ نے قسم کھالی۔ یہ چار اسباب بیان کئے گئے ہیں آپ کے قسم کھانے اور ماہ
مشربہ کے اندر قیام کرنے کے لیکن حافظ فرماتے ہیں کہ ان تمام چاروں کا سبب ایک دم پائے گئے ہوں یہ
بھی ممکن ہے بلکہ آپ کی عالی ظرفی کا تقاضہ یہی ہے کہ کسی ایک واقعہ کی بناء پر ناراض ہو کر آپ نے ایلاء
اور مشربہ کے اندر قیام نہیں کیا بلکہ یہ چاروں واقعے ہی سبب بنے ہوں گے دوسری بات اس حدیث کے اندر یہ ہے
کہ اس میں مصنف علیہ الرحمہ نے انفکاک رجل اور ایلاء کا واقعہ ایک ہی جگہ ذکر کر دیا حالانکہ یہ دونوں واقعہ
الگ الگ ہیں چنانچہ انفکاک کا واقعہ ۵ھ میں اور ایلاء کا واقعہ ۹ھ کے اندر پیش آیا۔ ابن حبان نے
اپنی تاریخ میں اور ابن سعد نے اپنی تاریخ کے اندر ایسے ہی علامہ سمہودی نے لکھا ہے کہ یہ واقعہ ایلاء ۹ھ میں
اور انفکاک رجل کا واقعہ ۵ھ میں پیش آیا ہے لیکن زہری نے ان دونوں کے اندر خلط واقع کر دیا ہے
اور ہمارے بعض مشائخ و اساتذہ کا یہ خیال ہے کہ حافظ کو بھی اس واقعہ کے اندر خلط ہوا ہے لیکن یہ صحیح نہیں ہے
بلکہ حافظ نے ان کو الگ الگ بیان کیا ہے ان الشہر یکون تسعا وعشرین کا ایک مطلب تو یہ ہے کہ مہینہ
3265 کبھی انتیس روز کا ہوتا ہے اور یہ مہینہ بھی ایسا ہی ہے دوسرا مطلب یہ ہے کہ خاص یہ مہینہ انتیس کا تھا

رواہ الماوردی الجعری باسنادہ فی المغالط عن الزہری عن عائشۃ فقال صلی اللہ علیہ وسلم ان الشہر تسع وعشرون

الفصل الثانی عن عائشۃ (ص۲۸۲) اس حدیث کے اندر جن بنات کا ذکر ہے یہ بچوں کی عادت پر موقوف ہے ۲۸۲/۱۰
3249 جو کہ مکمل صورت بنا نہ ہو تو مضر نہیں ہے۔ **الفصل الثالث عن ابی سعید** (ص۲۸۳) اس حدیث سے ایک یہ معلوم ہوا کہ ۲۸۲/۲۰
حضرت صفوان کی اہلیہ ایک رکعت کے اندر دو سورتیں پڑھتی تھیں آپ نے منع کیا تو گویا آپ
منشاء معلوم ہوتا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ جیسے اللہ تعالیٰ کے حقوق ہیں ایسے ہی زوج کے بھی حقوق
ہیں لہذا زوج کے حقوق کی رعایت بھی ضروری ہے اور اللہ تعالیٰ کے حقوق کی ادائیگی ایک سورۃ کے پڑھنے

3269 میں بھی پیش کی ہے۔ اس حدیث کے اندر ایک جملہ وارد ہوا وانا رجل شاب لا اصبر الخ اسپر ایک بڑا زوردار اشکال ہے وہ یہ کہ جب قصہ افک پیش آیا اور حضرت صفوان پر اور حضرت ام المومنین حبیبۃ الرسول پر تہمت کا الزام لگا تو انہوں نے اسوقت یہ فرمایا کہ میں قسم ~~کھاتا~~ کھاکر کہتا ہوں کہ میں نے کبھی کسی عورت کا پاجامہ نہیں کھولا تو اس جملہ سے تو معلوم ہوا کہ نہایت عالی اور عفیف و کامل ستر ہوتے ہیں اور اس جملہ سے معلوم ہوتا ہے کہ نہایت زودرس ہیں اور خود واقعہ ظاہر ہونیکو بیان فرمادیا۔ اب دونوں کے تعارض کو دفع کرنے کیلئے حافظ بزار نے ~~[illegible]~~ فرمایا کہ وہ حدیث صحیح ہے جس کے اندر ہے کہ میں نے کبھی پاجامہ نہیں کھولا اور یہ حدیث جو حضرت ابو سعید سے مروی ہے صحیح نہیں ہے بلکہ ضعیف ہے لیکن دوسرے علماء نے اس حدیث کی سند کو حسن قرار دیا اور تعارض کا جواب بعض نے یہ دیا کہ ماکشفت کنف انثی کا مطلب یہ ہے کہ ای فی الحرام یعنی حرام کام کیلئے کبھی میں نے اجنبیہ کا پاجامہ نہیں کھولا اور یہاں اس حدیث کے اندر حلال کی بحث ہے اس جواب کو حضرت مولانا گنگوہی کا اور ان سے پہلے علامہ قرطبی نے بیان کیا لیکن اس جواب پر حافظ نے اعتراض کیا کہ ایک روایت کے اندر ہے لا فی الحلال ولا فی الحرام لہذا اب کا جواب ختم ہوگیا لہذا اب حافظ نے اپنا جواب دیا کہ لا اصبر کا مطلب ہے کہ الآن یعنی اب مجھ سے صبر نہ ہوگا یہی جواب علامہ ابن قیم نے بھی دیا ہے

۲۸۳/۱۱

باب الخلع والطلاق (الفصل الاول)

مصنف علیہ الرحمہ نے اس سے قبل لعان کا باب باندھا تھا کیونکہ اسکے ذریعہ زوجین کے اندر انفصال ہوتا ہے اور انفصال کے موجبات کے اندر انفصال آتا ہے لہذا اب خلع کو اور طلاق کو ذکر کرتے ہیں جو کہ انفصال کا سبب ہیں۔ خلع ماخوذ ہے خلع یخلع فتح یفتح سے جس کے معنی ہیں اتار دینے کے ہیں خلع اصطلاح شرع کے اندر کہتے ہیں کہ عورت کچھ مال دیکر اپنے آپ کو شوہر کے دام سے نکالے خلع کا استعمال حسیات اور معنویات دونوں کے اندر ہوتا ہے لیکن جب حسیات کے اندر ہو تو بفتح الخاء استعمال ہوتا ہے اور جب معنویات کے اندر استعمال کریں تو بضم الخاء مستعمل ہوتا ہے۔ ابوبکر بن درید نے لکھا ہے کہ دنیا میں سب سے پہلے خلع عامر بن الظرب کی لڑکی نے کیا اور اسلام کے اندر سب سے پہلے خلع ثابت بن قیس بن شماس کی بیوی نے کیا جیسا کہ باب کی پہلی حدیث کے اندر آئیگا ان کی بیوی کے نام میں اختلاف ہے بعض نے حبیبہ بنت سہل اور بعض نے جمیلہ بنت ابی ابن سلول بیان کیا اکثر روایات کے اندر جمیلہ وارد ہوا ہے لیکن بعض روایت میں جمیلہ کے بجائے زینب بنت عبد اللہ بن ابی بن سلول وارد ہوا ہے ممکن ہے کہ ایک لقب ہو اور ایک نام ہو۔ اب خلع کی شرعی حیثیت کے اندر علماء ~~[illegible]~~ کا اتفاق ہے کہ یہ جائز ہے البتہ بکر بن عبد اللہ مزنی کہتے تھے کہ خلع جائز نہیں ہے ان سے پوچھا گیا کہ آپ ایسا کیوں کہتے ہیں انہوں نے فرمایا کہ قرآن پاک کہتا ہے کہ فلا تاخذوا منہ شیئا۔ ان کے اوپر حضرات نے [illegible] ان سے معارضہ کیا اور کہا کہ ایک آیت کے اندر ہے فلا جناح علیہما فیما افتدت بہ اس کا کیا جواب ہے انہوں نے کہا کہ یہ منسوخ ہے اور ناسخ فلا تاخذوا منہ شیئا ہے۔ لیکن یہ صحیح نہیں ہے کیونکہ قرآن کے اندر سورۂ نساء کی ایک اور ~~[illegible]~~ آیت کے اندر ~~[illegible]~~ ہے کہ فان طبن لکم عن شیء منہ الخ اور ایسے ہی احادیث سے بھی خلع ثابت ہے

۲۸۳/۱۱ ملا علی قاری نے ابن ہمام سے نقل کرتے ہوئے لکھا ہے کہ مزنی کے نزدیک جائز نہیں ہے حالانکہ ایسا لکھنا صحیح نہیں ہے کیونکہ جب مطلق مزنی لکھا جاتا ہے تو اس سے مراد ابراہیم اسماعیل بن یحییٰ المزنی مراد ہوتے ہیں حالانکہ یہ بکر کے بیٹے تو ہیں۔ ابو شعلبہ کہتے ہیں کہ خلع اس وقت جائز ہے کہ عورت کے پاس اس کا شوہر جو کچھ کو آتے ہوئے دیکھے اور اس کو فاحشہ کرتے ہوئے دیکھے ورنہ جائز نہیں ہے ابن عبد البر نے اس کو رد کر دیا۔

3274 ۱۱ ص ۲۸۳/۱۱ عن ابن عباس ؓ۔ اس حدیث کے اندر آپ ﷺ نے فرمایا کہ ما اعتب علیہ فی خلق ولا دین لیکن آگے خلع کی عورت کی وجہ کو بیان نہیں کیا ابن ماجہ کے اندر اس کی وجہ بیان کی گئی ہے کہ کان رجلا دمیما یعنی نہایت بد صورت تھے آگے فرماتی ہیں کہ اکرہ الکفر فی الاسلام اس کا مطلب یہ ہے کہ میں اسلام کی حالت کے اندر ہوں کہیں ایسے اسباب نہ پیش آجائیں جس کی وجہ سے علامات کفر ہونے لگیں لہٰذا میں الگ ہونا چاہتی ہوں بعض علماء نے یہ ... کہ اگرچہ ان کی عادت اور ان کا دین سب کچھ صحیح ہے لیکن ان کا میں کفران شوہر کرنا نہیں چاہتی خلع کرنا چاہتی ہوں تو گویا الکفر سے مراد کفران نعمت ہے وطلقہا تطلیقۃ خلع کا حکم امام وغیرہ کے نزدیک طلاق بائن ہے یہی ایک روایت امام احمد کی اور امام شافعی کا صحیح قول ہے۔ امام شافعی اور امام احمد کا دوسرا قول یہ ہے کہ فسخ ہے ایک روایت امام شافعی کی یہ ہے کہ یہ طلاق رجعی ہے۔ ایک روایت یہ ہے اگر اس نے طلاق کی نیت کی تو طلاق ہے ورنہ کچھ نہیں ہے

75 ۱۵ ص ۲۸۳/۱۵ عن عبد اللہ بن عمر ؓ انہ طلق امراتہ ان امراۃ کا نام آمنہ اور بعض سے نوار معلوم ہوتا ہے ممکن ہے کہ ایک نام ہو اور ایک لقب ہو۔ یا دونوں ہی نام ہوں۔ اس سے معلوم ہوا کہ طلاق حالت حیض کے اندر دینا جائز نہیں ہے یہی ائمہ اربعہ کا مذہب ہے طلاق کی تین قسمیں ہیں طلاق حسن۔ طلاق احسن۔ طلاق بدعی۔ طلاق حسن یہ ہے کہ آدمی اپنی بیوی کو طلاق دے طہر میں اور دوسری طلاق دوسرے طہر میں اور تیسری طلاق تیسرے طہر کے اندر دے یعنی کہ ایک ثلاثہ کے بعد طلاق مسنونہ ہوتی ہیں۔ طلاق احسن یہ ہے کہ طلاق دے ایسے طہر کے اندر جس میں جماع نہ کیا ہو اور پھر اس کو چھوڑے رکھے حتی کہ اس کی عدت پوری ہو جائے حنفیہ کے یہاں ان دونوں کا نام طلاق سنت ہے۔ طلاق بدعی یہ ہے کہ ایک طہر کے اندر تینوں طلاق دے۔ یا ایسے طہر کے اندر طلاق دے جس کے اندر جماع کیا ہے۔

اس حدیث کے اندر وارد ہوا ہے ثم قال لیراجعہا اس کے اندر اختلاف ہے کہ مراجعت کا حکم کیا ہے؟ امام مالک اور حنفیہ میں سے صاحب ہدایہ اور محقق ابن ہمام کے نزدیک واجب ہے۔ امام شافعی امام احمد اور حنفیہ میں سے امام قدوری کے نزدیک مستحب ہے دوسری بات اس حدیث سے معلوم ہوئی کہ حالت حیض کے اندر طلاق دینا اگرچہ ممنوع ہے لیکن اگر دیدی تو واقع ہو جائے گی کیونکہ آپ ﷺ نے فرمایا فلیراجعہا اور رجوع تو جب ہوگا جبکہ پہلے طلاق کا وقوع ہوا ہو یہی ائمہ اربعہ اور جمہور علماء کا مذہب ہے اور یہی حدیث مستدل ہے اس کے برخلاف ابن حزم نے فرمایا ہے۔ روافض کے یہاں جائز نہیں ہے اور طلاق واقع نہ ہوگی ابراہیم بن اسماعیل بن علیہ کا بھی یہی مذہب ہے شیخ الاسلام ابن تیمیہ اور ان کے شاگرد رشید حافظ ابن قیم کا بھی یہی مختار ہے۔ تیسری بات حدیث پاک سے یہ معلوم ہوئی کہ اگر حالت حیض کے اندر طلاق دیدی تو اس کو حالت حیض کے اندر رجوع کرنا واجب ہے کیونکہ اگر اس نے حالت حیض میں ایک ممنوع اور حرام کام کیا ہے اس کا دفع کرنا واجب ہے جو کہ رجوع

3275 ۲۸۳/۱۵ کے ذریعہ ہوگا یعنی ارجعت واجب ہے اور پھر اس حیض کے بعد جو طہر متصل ہے اس کے اندر طلاق نہ دے بلکہ اس طہر کے بعد جو دوسرا طہر آئیگا اس کے اندر طلاق دے لیکن اس کے اندر روایات مختلف ہیں ایک حدیث سے تو یہی ثابت ہوا جو اوپر مذکور ہوا اور بعض روایات کے اندر ہے کہ اس حیض کے بعد جو طہر متصل ہے اس کے اندر طلاق دیدے۔ جمہور کے نزدیک طہر متصل میں طلاق جائز ہے لیکن طہر ثانی کے اندر طلاق دینا اولیٰ اور مستحب ہے شافعیہ کی ایک وجہ یہ ہے کہ اس طہر متصل کے اندر طلاق دینا ممنوع ہے اور دوسرا قول ہے کہ جائز ہے۔ محقق ابن ہمام نے امام محمد کی ظاہر الروایۃ میں ممنوع نقل کی ہے اسلئے کہ آپ نے فرمایا تھا لیطلقہا طاہرًا او حاملاً اس سے شافعیہ نے استدلال کیا کہ حمل اور حیض دونوں جمع ہوسکتے ہیں حنفیہ کے نزدیک حالت حمل میں جو خون آتا ہے وہ حیض نہیں ہوتا بلکہ استحاضہ ہوتا ہے

76 ۱۸ **عن عائشۃ** ص ۲۸۳/۱۸ :۔ اگر کوئی اپنی زوجہ کو اختیار دیدے تو وہ اسکے جواب میں اگر اخترت نفسی کہے تو حنفیہ کے یہاں طلاق واقع ہوجائیگی اور اگر اختیار ترک کرے یا اخترت نفسک کہے تو کچھ واقع نہیں ہوگا۔ حسن بصری فرماتے ہیں کہ اختیار ترک کی صورت میں طلاق واقع ہوجائیگی

66 ۲۰ **عن ابن عباس** ص ۲۸۳/۲۰ :۔ اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ اگر کسی نے اپنے اوپر کسی کو حرام کرلیا خواہ وہ زوجہ ہو یا غیر زوجہ تو وہ فی نفسہ وہ شئ حلال ہے تو اس پر کفارہ واجب ہے اور وہ شئ حرام نہ ہوگی اب ایک مسئلہ سنئے:۔ اگر کوئی شخص اپنی بیوی کو انت علی حرام کہدے تو اسکا کیا حکم ہے۔ [illegible] مالکیہ کے نزدیک یہ کلام لغو ہے امام مالک فرماتے ہیں کہ اگر زوجہ مدخول بہا ہے تو تین طلاق واقع ہوجائیگی اور اگر غیر مدخول بہا ہے تو بائنہ واقع ہوگا۔ امام شافعی کے نزدیک اگر نیت کی ہے تو بائنہ واقع ہوگا ورنہ یہ کلام لغو ہوجائیگا۔ حنفیہ کے نزدیک اگر وہ اس کے کذب کا ارادہ کیا ہے تو دیانۃً معتبر ہے قضاءً معتبر نہیں ہے۔ اور اگر اس نے ایک طلاق کی نیت کی تو ایک واقع ہوگی اور اگر تین کی نیت کی تو تین واقع ہوجائیں گی۔ ایسے ہی اگر اس نے ظہار کی نیت کرے تو معتبر ہے۔ امام احمد بن حنبل کے نزدیک بغیر نیت کی صورت میں اس کو ظہار مراد ہوگا اور طلاق کی نیت کی صورت میں بعض نے کہا کہ طلاق اور بعض نے کہا کہ ظہار مراد ہوگا

69 ۲۵ **الفصل الثانی عن ثوبان** ص ۲۸۳/۲۵ :۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ بلا ضرورت شدیدہ خلع جائز نہیں ہے۔ داؤد ظاہری ابن المنذر۔ ابن عباس کی یہی رائے ہے ابن قدامہ نے المغنی کے اندر امام احمد سے یہ روایت نقل کیا ہے لیکن جمہور کے نزدیک بلا ضرورت بھی خلع جائز ہے کیونکہ قرآن پاک کے اندر ہے فان طبن لکم عن شیء منہ الخ

82 ۲۸۴/۲ **عن عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ** ص ۲۸۴/۲ :۔ طلاق دو حال سے خالی نہیں یا تو ملک کے اندر ہے یا غیر ملک کے اندر اول صورت میں واقع ہوجائیگی اور اگر ملک کے اندر نہیں تو پھر دو حال سے خالی نہیں یا تو تعلیقاً ہے یا تنجیزاً اگر تنجیزاً ہے تو واقع نہیں ہوگی اور اگر تعلیقاً ہے تو دو حال سے خالی نہیں یا ملک کی طرف نسبت کریگا یا سبب ملک کی طرف اگر ملک کی طرف نسبت کی تو واقع ہی ہوگی اور اگر سبب ملک کی طرف تو اس کے اندر اختلاف ہے حنفیہ کے یہاں واقع ہوجائیگی۔ شافعیہ کے یہاں واقع نہ ہوگی امام احمد کے دونوں قول ہیں تیسرا قول یہ ہے کہ اگر طلاق کو معلق کیا تو واقع نہ ہوگی اور اگر عتاق کو معلق کیا تو واقع ہوجائیگا۔ امام مالک کے یہاں ایک روایت یہ ہے کہ توقف ہوگا اور دوسری روایت ہے کہ تعیین کے اندر طلاق

فتح الباری ۹/ [illegible]
[illegible]

3282 واقع ہوگی غیر شیعہ کے اندر واقع ہوگی یعنی اگر کہا کہ کل امرأة نکحتها فهي طالق تو واقع ہوگی اور اگر اس طرح معلق ۲۸۳/۲
کیا کہ ان نکحت زینب فہو طالق تو اس صورت کے اندر واقع ہو جائیگی۔ تیسری روایت شافعیہ کے موافق ہے
ص ۲۹۲
83 مگر یہ ضعیف ہے۔ اور اس حدیث کا جواب ہے کہ یہ طلاق تنجیز آ پر محمول ہے تعلیقا پر محمول نہیں ہے **عن رکانة** ۲۸۳/۴
بن عبد یزید اس مسئلہ کے اندر اختلاف ہے کہ اگر کسی نے اپنی بیوی کو طلاق بتہ یا بائن دی تو کیا واقع
ہوگی امام شافعی کے یہاں ایک طلاق رجعی واقع ہوگی یہی امام احمد کی ایک روایت ہے بشرطیکہ ایک کی نیت کرے
اور اگر دو یا تین کی نیت کی تو دو یا تین واقع ہونگی۔ امام مالک امام احمد کے نزدیک تین طلاق واقع ہوں گی
امام صاحب کے نزدیک اگر ایک یا دو کی نیت کی تو ایک طلاق بائن اور اگر تین کی نیت کی ہے تو طلاق بائن مغلظہ
واقع ہوگی۔ امام شافعی کا استدلال اس حدیث سے ہے کہ آپ نے ان کے رد کا حکم دیا ملا علی قاری علیہ الرحمۃ
ص ۲۹۳
84 نے فرمایا الیہ کا جواب دیا ہے یا الکلام الجدید **عن ابی هریرة** ثلث جدهن جد جہاں پر الفاظ اور معانی دونوں ارادہ ہوں ۸
اور ہزل کہتے ہیں کہ جہاں صرف الفاظ مراد ہوں معانی مقصود نہ ہوں اب یہ کہ اس حدیث کے اندر تین اشیاء
کی خصوصیت اس لئے کی کہ امر فروج کے اندر احتیاط کی ضرورت ہے۔ امام مالک کے علاوہ [illegible] نے نقل
ص ۲۹۴
85 کیا کہ ہازل کی طلاق واقع نہ ہوگی لیکن یہ وہم ہے ملا علی قاری نے [illegible] پر اس کا جو نقل کیا ہے **عن عائشة** ۹
لفظ اغلاق کی تفسیر میں علماء کا اختلاف ہے ابو عبید۔ ابن السید بطلیوسی نے اس کی تفسیر اکراہ
سے کی ہے دوسری تفسیر غضب سے کی ہے امام شافعی امام احمد۔ امام ابو داؤد۔ اسماعیل [illegible]
مسروق بن الاجدع نے یہی تفسیر بیان کی ابن قیم نے اسکو حسن قرار دیا ہے تیسری تفسیر جنون کیساتھ اور
چوتھی تفسیر یہ کی گئی ہے کہ بیک وقت تین طلاق دینا۔ اکثر کے نزدیک اکراہ مراد ہے اب اس کی
[illegible] کہ طلاق مکرہ واقع نہ ہوگی اسی کو ائمہ ثلثہ نے اختیار کیا ہے۔ امام صاحب سفیان ثوری اور
ابراہیم نخعی عمر بن عبد العزیز۔ ابن المسیب کے نزدیک طلاق واقع ہو جائیگی کیونکہ اس نے [illegible]
ہازل کے ہاتھ کر کے اصل مراد اس اختلاف کا یہ ہے کہ ہازل میں تمام علماء کو [illegible] اتفاق اس
لئے کہ اس کے اندر اختیار اور عدم اختیار سے فرق نہیں پڑتا اور یہ کہ [illegible] فرق پڑ جاتا ہے اور اگر
دوسری تفسیر یعنی غضب مراد لی جائے تو مطلب ہوگا کہ طلاق غضب واقع نہ ہوگی ابن قیم کا یہی مذہب ہے
جمہور کے نزدیک واقع ہو جاتی ہے اس وجہ سے بعض نے کہا کہ اس کی غضب مراد لینا صحیح نہیں ہے کیونکہ طلاق
تو اکثر غضب اور غصہ ہی کی وجہ سے واقع ہوتی ہے ابن قیم چونکہ نہایت محقق ہیں اسلئے فرماتے ہیں کہ
غضب کی تین قسمیں ہیں سب سے اعلی یہ ہے کہ جنون کو پہنچ جائے اس کے اندر بالاتفاق طلاق واقع نہ ہوگی
دوسری یہ کہ ابتدائی غضب ہو تو اس صورت میں سب کے نزدیک طلاق واقع ہوگی اور ایک درمیانی
ص ۲۹۸
86 غضب ہے یہی محل ہے اور اسی کے اندر اختلاف ہے **عن ابی هریرة** طلاق معتوہ اس کے یا تو مجنون ۱۱
مراد ہے یا مغلوب السکران یعنی جس پر سکران کا غلبہ ہو وہ مراد ہے اگر اول مراد ہے تو بالاتفاق طلاق
واقع نہ ہوگی اور اگر ثانی مراد ہے تو حضرت امام صاحب امام مالک کے نزدیک طلاق واقع ہو جائیگی۔ شافعیہ
سے دو قول ہیں ایک یہ کہ واقع ہو جائیگی اور ایک یہ کہ واقع نہ ہوگی صحیح قول ہمارے موافق ہے اور حنابلہ

328 کے یہاں بھی دونوں قول ہیں۔ اور ان کے یہاں صحیح قول یہ ہے کہ واقع ہو گی ص ۲۸۴/۱۳ **عن علیؓ** :۔ امام احمد کے
نزدیک اگر وہ بچہ ممیز ہے تو طلاق واقع ہو گی ورنہ طلاق صبی معتبر نہیں ہے جمہور کے نزدیک مطلق طلاق صبی غیر معتبر ہے

۱۲ ص ۲۸۴/۱۲ **عن عائشةؓ** :۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ طلاق کا اعتبار عورتوں کے ساتھ ہے کہ اگر وہ باندی ہے تو دو
اور اگر حرہ ہے تو تین طلاق واقع ہو سکتی ہیں خواہ خاوند حر ہو یا غلام ہو یہی حضرات حنفیہ کا مسلک ہے
ائمہ ثلثہ کے نزدیک الطلاق بالرجال یعنی اگر خاوند آزاد ہے تو تین طلاق کا مالک ہوگا خواہ
زوجہ آزاد ہو یا باندی ہو۔ البتہ ان کے نزدیک ان میں جو بھی رقیق ہوگا اس کی وجہ سے ایک طلاق کم ہو گی
اس حدیث کے اندر طلاق کی نسبت باندی اور عورت کی طرف کی گئی ہے لہذا قاعدہ الطلاق بالنساء اس کی تائید

۱۶ ہوا نہ کہ الطلاق بالرجال **الفصل الثالث** ص ۲۸۴/۱۶ **عن نافع** :۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر زوج خلع کے اندر 91
اپنے دیئے ہوئے مال سے زیادہ لینا چاہے تو اس کو لینا جائز ہے جمہور کا یہی مذہب ہے امام احمد فرماتے ہیں کہ
زیادہ لینا مکروہ ہے حنفیہ کے یہاں ایک قول کراہت کا اور دوسرا قول ہے کہ زیادہ لینا مناسب ہے امام
مالک امام شافعی کا یہی قول ہے۔ عطاء بن ابی رباح، طاؤس، زہری کے نزدیک زیادتی جائز نہیں ہے
لیکن حنفیہ کے مسلک کے اندر کچھ تفصیل ہے وہ یہ کہ نشوز یا تو خاوند کی جانب سے ہے یا عورت کی طرف سے اگر خاوند
کی طرف سے ہے تو اس کو مال لینا جائز نہیں ہے اگر لے لیا تو مکروہ ہوگا اور اگر نشوز عورت کی جانب سے ہے تو
تو لینا جائز ہے اور زیادتی کے اندر پھر وہ دونوں قول ہیں جو اوپر گذر چکے کہ مکروہ ہے یا مناسب ہے

۱۸ ص ۲۸۴/۱۸ **عن محمود بن لبید** :۔ اس حدیث سے ابن تیمیہ ابن قیم نے استدلال کیا کہ ایک لفظ کے اندر تین طلاق دینا جائز نہیں 92
لیکن جمہور کے نزدیک جائز ہے اور واقع ہو جائیں گی کیونکہ حضرات خلفاء کے زمانہ میں اس کو تین طلاق شمار کیا گیا

۲۸۴/۲۳

باب المطلقة ثلثا

(الفصل الاول)

۲۳ ص ۲۸۴/۲۴ **عن عائشةؓ** :۔ امرأة رفاعة ان کے نام کے اندر روایات مختلف ہیں ایک روایت کے اندر تمیمہ وارد ہوا 95
ہے اور اس کے اندر اختلاف ہے کہ یہ تصغیر کے ساتھ ہے یا مکبر ہے حافظ نے تصغیر کو راجح قرار دیا ہے بعض روایات
کے اندر ہے کہ ان کا نام سہیمہ ہے اور بعض میں ہے کہ امیمہ ہے اس مسئلہ کے اندر اختلاف ہے کہ حلالہ کے واسطے
کیا ضروری ہے؟ ائمہ اربعہ کے یہاں نکاح صحیح کے ساتھ ساتھ استمتاع ضروری ہے۔ ابن المسیب کہتے ہیں کہ عقد صحیح
کافی ہے روافض، داؤد ظاہری، بشر المریسی بھی اس کے قائل ہیں۔ بعض نے سعید بن جبیر سے بھی یہ مذہب
نقل کیا ہے حافظ کہتے ہیں کہ یہ غلط ہے کسی جگہ بھی نہیں ملا۔ صاحب قنیہ نے اپنی کتاب قنیہ کے اندر لکھا ہے
کہ سعید بن المسیب نے رجوع فرما لیا تھا۔ جمہور کا مستدل اس مسئلہ میں قرآن شریف کی آیت حتی تنکح زوجا غیره
ہے کیونکہ زوج سے نکاح خود مفہوم ہوتا ہے اور تنکح سے وطی مراد ہے تاکہ تاسیس پر عمل ہو جائے کیونکہ
وہ تاکید سے اولیٰ ہے اب ان لوگوں نے اشکال کیا کہ وطی کی نسبت عورت کی طرف نہیں ہوا کرتی اس کا جواب جمہور نے
دیا کہ یہ الزانیة والزانی کے قبیل سے ہے کہ در اصل زانی تو مرد ہوتا ہے اور عورت مزنیہ ہوتی ہے لیکن اس کو
باوجود زانیہ کہا گیا ہے ایسے ہی یہاں موطوءہ کی طرف نسبت کر کے واطیہ کہہ دیا گیا۔ اب ایک اعتراض
وارد ہوا کہ کتاب سے تو طلاق عقد کے معنی میں آتا ہے لہذا وطی کی قید کیسے لگی اس سے زیادتی علی الکتاب لازم آئیگی

3295 حنفیہ کی طرف سے اس کے دو جواب ہیں۔ اول جواب صاحب توضیح صاحب ہدایہ کا ارشاد ہے کہ یہ جو کہا ہے یہ حدیث جو کہ ۲۸۴/۲۷
یہ خبر مشہور ہے اور اس کے زیادۃ علی الکتاب جائز ہے۔ پس اشکال ہے کہ اگر اس کو مشہور کہا جائے مراد مشہور لغوی ہے
تو تقریب تام نہیں ہے اور اگر اصطلاحی معنی مراد ہیں تو تسلیم نہیں کیونکہ اس حدیث پر مشہور کی تعریف صادق
نہیں آتی۔ دوسرا جواب اس حدیث کا یہ ہے کہ یہ مؤید ہے بالاجماع الصحابہ لہذا اب زیادتی جائز ہے۔
اب یہ کہ انزال بھی اس جماع کے اندر شرط ہے یا نہیں جمہور کے نزدیک شرط نہیں۔ حسن بصری کے نزدیک شرط ہے
ابن بطال فرماتے ہیں کہ شذ الحسن۔ جمہور فرماتے ہیں کہ دارقطنی کے اندر اس کی تفسیر جماع کی گئی ہے اور انزال کی کوئی

96 **الفصل الثانی عن عبد اللہ بن مسعود ؓ** ص ۳۸۵/۲۶ نکاح محلل دو حال سے خالی نہیں یا تو اس میں شرط تحلیل الفاظ کے ۲۸۴/۲۶
ساتھ کی ہے یا نیت کے اندر۔ اگر شرط الفاظ کے ساتھ ہے تو جمہور کے نزدیک نکاح باطل ہے اور اگر شرط نیت
کے اندر ہے تو امام مالک امام احمد کے نزدیک نکاح باطل ہے۔ امام صاحب امام شافعی کے یہاں صحیح ہے یہی حنابلہ کے یہاں
مفتیٰ بہ قول ہے۔ جو لوگ بطلان کے قائل ہیں وہ اس حدیث سے استدلال کرتے ہیں کہ آپ نے لعنت فرمائی اور لعنت
فرمایا ہے۔ حنفیہ کہتے ہیں کہ اس کا سبب حرام کے اثر کے ترتب میں فرق نہیں پڑتا لہذا نکاح کا اثر ہوگا اور
وہ صحیح منعقد ہو جائیگا البتہ حنفیہ کے یہاں اشتراط باللفظ مکروہ تحریمی ہے اور اشتراط بالنیۃ [illegible]
اور اس حدیث کا جواب یہ ہے کہ اس کے اندر آپ نے محلل کا لفظ استعمال کیا جس سے معلوم ہوا کہ اس کے اندر حلال
کرنے کی صلاحیت ہے اور وہ حلال ہو جائیگی لیکن عند ضعیف کہ اس جواب کے اندر اشکال ہے کہ اس سے
محلل کے اطلاق سے لازم نہیں آتا کہ حلالہ کی اس کو اجازت ہو اور اس کی تحلیل معتبر ہو۔ مجازاً بھی محلل کا
اطلاق کر دیا جاتا ہے لہذا دوسرا جواب جو علامہ شامی نے دیا وہ صحیح ہے کہ یہ حدیث ایسے شخص پر محمول ہے

98 جو حلالہ کی اجرت پر کرتا ہو۔ **عن سلیمان بن یسار ؓ** ص ۳۸۴/۲۹ ادرکت بضعۃ عشر الخ۔ تاریخ کبیر اور ابن سعد ۲۷
کی روایت کے اندر اس کی بجائے اثنی عشر و انہ سہو ہے [illegible] ایلاء اصطلاح کے
اندر کہتے ہیں بیوی کے قریب جانے کی قسم کھانا۔ امام شافعی امام مالک امام احمد کے نزدیک چار ماہ سے زیادہ
پر قسم کھانا اور امام صاحب کے نزدیک چار ماہ اور اس سے زیادہ پر قسم کھانا کہ بیوی کے پاس نہ جاؤں گا۔
اور یہ مستدل للذین یؤلون من نسائہم الخ ہے۔ اس کے اندر چار ماہ کی تصریح ہے۔ اب اگر کوئی چار ماہ سے کم
کی قسم کھائے تو یہ ایلاء نہیں ہوگا اور وہ قسم کا کفارہ دیگا۔ اور اگر چار ماہ کی قسم کھائی ہے یا اس سے زیادہ
کی تو اب اگر اس مدت کے اندر وہ بیوی کے قریب چلا گیا تو حانث ہو جائیگا اور کفارہ دینا پڑیگا
اور اگر نہیں گیا اور مدۃ گذر گئی تو ایک طلاق واقع ہو جائیگی۔ حضرت عثمان، علی، ابن مسعود، ابن عمر، ابن عباس
جابر بن زید، مسروق، ابو الجہم، ابن سیرین، حسن بن صالح، نخعی، قبیصہ بن ذویب۔ حضرت علی سفیان
ثوری ابن ابی لیلیٰ امام صاحب ~~[illegible]~~ کا یہی مذہب ہے۔ اب اس کے اندر اختلاف ہے کہ یہ طلاق کونسی واقع ہوگی آیا رجعی
یا بائن ہے۔ دوسرے جن صحابہ و تابعین کے نام گذرے ہیں ان تمام کے نزدیک طلاق رجعی واقع ہوگی۔
ائمہ ثلاثہ کے یہاں اگر چار ماہ گذر گئے تو اب اس کو کہا جائیگا کہ یا تو رجوع کرلے یا اس کو طلاق دیدو
یعنی ان ایام کے گذرنے سے طلاق کا وقوع نہیں ہوگا بلکہ یا تو عدہ دینی ضروری ہوگی۔ بعض اس حدیث سے [illegible]

3296 کرتے ہیں۔ حنفیہ کا مستدل قرآن شریف کی آیت للذین یؤلون من نسائهم تربص اربعة اشهر فان فاؤوا الخ ابن عباس نے اسکی تفسیر فرمائی کہ فان فاؤوا ای فی الاربعة اشهر۔ اس سے معلوم ہوا کہ قبل المضی رجوع کا اعتبار ہے اور حنفیہ مدت کے بعد طلاق خود بخود واقع ہو جائیگی اسکے رجوع کرنے یا طلاق دینے کا کوئی اعتبار

۲۸۵/۱ 99 نہیں۔ ص ۲۸۵ عن ابی سلمة قبل ازاینکہ علیہ الخ اس باب میں ظہار سے اصطلاح شرع کے اندر ظہار کہتے ہیں محرمات ابدیہ میں سے کسی ایک سے اپنی بیوی کو تشبیہ دینا یہ ظہر سے ماخوذ ہے کیونکہ اکثر سواری ہوتی ہے اسی طرح بیوی پر بھی سواری ہوتی ہے بعض نے بیان کیا کہ جب اہل عرب قسم کھاتے تو لفظ ظہر خود استعمال کرتے تو بطور استعمال الفاظ ہوتی کا رواج اس کے بعد تو تمام الکفار اسکا کفارہ ثلاثہ کے نزدیک بالاجماع واجب ہے اور وہ اعتاق رقبہ۔ پھر صیام شہرین متتابعین پھر اطعام ستین مسکین ہے۔ ابن عمر الخ فرماتے ہیں کہ جو اعتاق پر قادر ہے اس کیلئے اطعام و صیام جائز نہیں ہے دوسرا اختلاف اس کے اندر ہے کہ اعتاق میں مومنہ رقبہ ضروری ہے یا عام ہے امام مالک اور شافعی کے یہاں مومنہ ہونا ضروری ہے یہی امام احمد کا معمول روایت ہے۔ خود شوافع امام صاحب ابوثور۔ ابن المنذر۔ سفیان ثوری کے نزدیک مطلق رقبہ کافی ہے ایک روایت امام احمد کی ہے جو لوگ ایمان کی شرط لگاتے ہیں ان کا استدلال ومن قتل مؤمنا سے ہے کہ ایک جگہ مومنہ کی قید لگادی ہے وہ ہر جگہ معتبر ہوگی ہم کہتے ہیں کہ یہ ضروری نہیں ہے بلکہ قاعدہ مسلم ہے کہ المطلق یجری علی اطلاقہ والمقید علی تقییدہ۔ ایک مسئلہ مختلف فیہ ہے کہ اطعام قبل المجامعة جائز ہے یا نہیں۔ ابوثور کے نزدیک جائز ہے جمہور کے نزدیک جائز نہیں ہے۔ اب یہ کہ اگر کفارہ کے درمیان جماع کرلیں تو کیا حکم ہے امام مالک کے یہاں استئناف ضروری ہے ائمہ ثلاثہ کے نزدیک ضروری نہیں ہے

علہ استعمال ۱۱ داود اور

۸ 3301 ص ۲۸۵/۸ عن سلیمان بن یسار اس حدیث سے معلوم ہوا کہ چند ظہار کا ایک ہی کفارہ واجب ہوتا ہے یہی جمہور کا مذہب ہے علی الرجال بن سعید کے نزدیک دو کفارے ہیں اور حسن بصری کے نزدیک تین کفارے واجب ہونگے

ص ۲۸۵/۱۲ باب الفصل الاول

۲۸۵/۱۲

یہ باب قابل تامل ہے اس کے اندر دو حدیثیں ذکر کرنے کا مقصد مصنف کا یہ ہے کہ اعتاق رقبہ میں رقبہ کا مومن ہونا ضروری ہے کیونکہ اس حدیث کے اندر اس رجل نے کہا تھا کہ علی رقبة اور یہ حدیث بعض کی وجہ سے عدم کے رقبہ کو شامل ہے اور آگے آپ نے اس سے اسلام کا اقرار کرایا تو معلوم ہوا کہ جب کفارہ کے اندر اعتاق رقبہ ہو تو وہ مومن ہونا چاہئے ہم کہتے ہیں کہ ممکن ہے کہ یہ کفارہ قتل ہو لہذا اسکی خلاف دلیل قائم کیجئے دوسرا جواب یہ ہے کہ اختلاف جو ہے اسکا عدم جواز ہے اسکے اندر ہے ورنہ ہمارے یہاں بھی اس بات کے اندر اتفاق ہے کہ مومن ہونا اولی ہے تو یہاں حضور نے اولویت پر عمل کیا۔ سوال: باندی کے قول کے اندر جب اس کے اندر تو ایک مشکل سوال کیا گیا واقع ہوا کہ فی السماء اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالی مکین ہوتے پھر اسکو ثابت کیا کہ اس سے مکان ثابت ہے ہماری طرف سے ان محدثین کا جواب یہ ہے کہ اس کی علو مکانی کرنا مقصود ہے چونکہ وہ باندی تھی نہایت جاہل اور ان پڑھ تھی اسکو تعبیر کرنا نہیں آتا تھا تو اس نے ان الفاظ میں تعبیر کردیا تھا۔

باب اللعان

٢٨٥/٢٢ یہ باب مفاعلہ کا مصدر ہے جسکے معنی ایک دوسرے کو دھتکارنا۔ اسکو لعان اسوجہ سے کہتے ہیں کہ اسکے اندر لفظ لعنت کا استعمال جانب زوج سے ہوتا ہے اب یہ کہ اسکے اندر غضب کا بھی تو استعمال ہوتا ہے اسکا جواب یہ ہے کہ چونکہ لفظ لعنت مقدم ہوتا ہے اور مقدم اشرف ہوتا ہے اسلئے اسی کیساتھ نام رکھا گیا۔ اب دوسرا سوال یہ ہے کہ عورت کیلئے لفظ غضب اور مرد کیلئے لفظ لعنت کو کیوں خاص کیا؟ اسکا جواب یہ ہے کہ عورت چونکہ زیادہ گناہ گار ہے اور لفظ غضب زیادہ اشد ہے اسلئے اسی کیلئے یہی مناسب ہے۔ اس لعان کی تعریف اصطلاحی میں ائمہ کا اختلاف ہے ہمارے احناف کے نزدیک اسکی تعریف یہ ہے کہ شہادات مؤکدات بالایمان یہی شوافع کی ایک وجہ ہے۔ امام احمد، امام مالک اور امام شافعی کا مشہور قول یہ ہے کہ یہ ایمان مؤکدات بالشہادات۔ اب اس مسئلہ کے اندر اختلاف ہے کہ لعان کے بعد کس چیز کی تفریق کیلئے ضرورت ہے یا محض نفس لعان سے تفریق واقع ہو جائیگی۔ امام ابو حنیفہ کے نزدیک قضاء قاضی سے تفریق واقع ہوگی عثمان البتی کے نزدیک خاوند کے طلاق دینے سے تفریق ہوگی ورنہ نہیں۔ امام مالک، امام احمد کی ایک روایت امام شافعی اور امام زفر کے نزدیک نفس لعان سے تفریق ہو جائیگی امام محمد کے نزدیک نفس لعان سے نہیں بلکہ قضاء قاضی کے ذریعہ تفریق ہوگی پھر ائمہ ثلاثہ کے اندر اسبات میں اختلاف ہے کہ نفس لعان سے جو تفریق واقع ہوتی ہے کیا اسکے اندر زوج کا لعان معتبر ہے یا زوجہ کے لعان سے ہوگی امام شافعی کے یہاں لعان زوج کے بعد تفریق ہوگی امام مالک امام احمد امام زفر کے نزدیک زوج اور زوجہ کے لعان کے بعد تفریق ہوگی۔ ائمہ ثلاثہ کا مستدل ابن عمر کی آئندہ آنیوالی حدیث ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا تھا کہ لا سبیل لک علیھا۔ ہماری طرف سے جواب یہ ہے کہ ممکن ہے کہ یہ جملہ آپ ﷺ نے تفریق کے بعد فرمایا ہو چنانچہ ایک روایت کے اندر واضح ہے کہ ففرق بینھما نیز اسی باب کی پہلی حدیث کے اندر خود عویمر عجلانی نے کہا کہ ان امسکتھا فطلقھا ثلثا الخ یعنی الخ اس سے معلوم ہوا کہ لعان کے بعد بھی میرے ہی پاس ہے تو تین طلاق واقع کر دیں جس سے معلوم ہوا کہ نفس لعان سے طلاق واقع نہیں ہوتی۔

الفصل الاول

٢٣ عن سہل بن سعد الساعدی ؓ ص ٢٨٥/٢٣ اس حدیث کے اندر وارد ہوا اقتلہ۔ جمہور کے نزدیک اسکو قتل نہیں کیا جائیگا اور اگر کسی نے قتل کر دیا تو قصاص دینا پڑیگا اور اگر اس نے بینہ پیش کر دیا تو اب اس کا قصاص نہیں لیا جائیگا دوسری بات اس حدیث سے یہ معلوم ہوئی کہ آیت ملاعنہ والذین یرمون ازواجھم الخ حضرت عویمر عجلانی کے بارے میں نازل ہوئی۔ مگر ابن عباس کی روایت کے اندر آرہا ہے کہ یہ آیت ھلال بن امیہ کے بارے میں نازل ہوئی۔ اب دونوں کے اندر تعارض ہو گیا۔ بعض لوگوں نے یہ جواب دیا کہ دونوں واقعوں کے بعد یہ آیت نازل ہوئی۔ لیکن اصح یہ ہے کہ یہ آیت ھلال بن امیہ کے واقعہ کے اندر نازل ہوئی اور اس حدیث کے اندر جو آپ ﷺ نے فرمایا کہ قد انزل فیک اسکا مطلب یہ ہے کہ وہی حکم تمہارے بارے میں بھی پہلے سے نازل شدہ ہے

٢٨٦/٦ وعنہ ص ٢٨٦/٦: لا سبیل لک علیھا۔ اس مسئلہ کے اندر اختلاف ہے کہ لعان کے بعد اگر اپنے تکذیب کا اقرار کر لیا تو اب دونوں جمع ہو سکتے ہیں یا تفریق ابدی ہو جائیگی ائمہ ثلاثہ کے نزدیک اجتماع نہیں ہوگا اور صاحبین اور امام احمد کی ایک روایت ہے کہ جمع ہو سکتے ہیں۔ ائمہ ثلاثہ کا مستدل الا یجتمعان سے ہے ایسے ہی المتلاعنان لا یجتمعان ابدا سے ہے۔ ہماری طرف سے جواب یہ ہے کہ یہ لعان کرنے کے وقت پر محمول ہے۔

33 دوسرا جملہ اس حدیث کے اندر وارد ہوا کہ مال لائے وہ عورت دو حال سے خالی نہیں یا مدخول بہا ہے یا غیر مدخول بہا
اول صورت کے اندر اسکا مال نہیں لیا جا سکیگا اور اگر غیر مدخول بہا ہے تو نصف مہر اسکو دیکر باقی واپس لیا جا سکیگا
ص ۲۸۶/۱۲
08 یہی ائمہ اربعہ کا مذہب ہے عن ابی ھریرۃ : مفہوم حدیث کا یہ ہے کہ حضرت عبادہ بن الصامت نے حضور سے ۱۲
پوچھا کہ اگر کوئی ~~شخص~~ میری عورت سے بدفعلی کرنے آئے تو کیا میں بھی چار گواہ اسکو ثابت کرنے کیلئے لاؤں
حضور نے فرمایا ہاں یعنی تم کو لانے پڑینگے انہوں نے فرمایا کہ کلا والذی بعثک بالحق میں گواہ وغیرہ کو نہیں
لاؤں گا میں تو اس عورت کا اسی جگہ فیصلہ کر دوں گا گواہی کا کیا کام ہے اس پر اعتراض ہے کہ جب حضور نے
منع فرمایا تو انہوں نے کلا لفظ ردع کیلئے استعمال کرکے حضور کی بات کو رد کیا اسکا جواب ہے کہ حضور کے قول
کو انہوں نے رد نہیں کیا بلکہ اپنی اس کیفیت کو نقل کر رہے ہیں جو اس حالت کے وقت ہوا کرتی ہے کہ ہم کس
بے بس ہو جاتے ہیں بلا دلیل گردن اڑا دیں گے۔ تو آگے آپ نے فرمایا اسمعوا الی ما یقول سیدکم الخ اس سے
سمجھ میں آتا ہے کہ حضور نے ان کے اس قول پر نکیر نہیں فرمائی بلکہ تعریف فرمائی حالانکہ یہ شریعت کے قانون کے
خلاف ہے اسکا جواب ہے کہ یہ تعریف نبی علیہ السلام نہیں بلکہ آپ نے ان کے وصف حیا کی طرف لوگوں کو
ص ۲۸۷/۲
(12) تنبیہ کی ہے عن عائشۃ : اس حدیث کا مطلب سمجھئے ۔ اہل عرب کا دستور تھا کہ ایک کی باندی سے ۲۸۶/۲
دوسرا شخص زنا کرتا تھا اب جب بچہ پیدا ہوتا تو اگر مالک اسکو اپنی طرف منسوب کرتا تو اسکا ہوتا اور
اگر زانی اسکا دعویٰ کرتا تو اسکا ہوتا یا باندی جس کیلئے کہدیتی اسکا ہو جاتا لیکن اگر آپس میں اختلاف
ہو جاتا تو ایسی صورت کے اندر قیافہ والے کو بلا لیا جاتا کہ وہ قیافہ سے دیکھکر بتلا دیتا کہ فلاں کا
بچہ ہے تو عتبہ ابن ابی وقاص نے زمعہ نامی ایک شخص کی باندی سے زنا کیا تھا اور اسے حمل رہ گیا تھا اپنے
بھائی سعد بن ابی وقاص سے کہ اس باندی کے جو لڑکا پیدا ہو تو وہ میرا ہوگا اسکو تم لے لینا اور اسکی حفاظت
کرنا ۔ اس زمعہ کے ایک لڑکا تھا جس کا نام عبد تھا جب اس باندی کے بچہ پیدا ہوا تو سعد بن ابی وقاص نے
ایفاء عہد کیلئے اس بچہ کو اپنے قبضہ میں کرنا چاہا تو اس مالک زمعہ کے لڑکے عبد نے کہا کہ یہ تو میرے
والد کی باندی سے ہے اسکو میں رکھوں گا دونوں حضور کے پاس فیصلہ کیلئے گئے اور عبد بن زمعہ نے کہا کہ یہ تو میرے
والد کی باندی ہے اور میرے گھر کے اندر اسکا بچہ پیدا ہوا تو آپ نے اس کے فیصلہ فرمایا اور کہا کہ الولد للفراش الخ
معلوم ہوا کہ باندی فراش ہے علماء نے فراش کی تین قسمیں بیان کی ہیں (۱) فراش ادنیٰ یہ باندی کا فراش
ہے کہ بچہ جب پیدا ہوگا تو دعویٰ کے ذریعہ ثابت ہوگا اور دعویٰ کے بعد اگر کوئی اور بچہ پیدا ہوگا تو وہ بغیر دعویٰ کے
ثابت النسب ہوگا اور چونکہ نفی کیا جا سکتا ہے انتفاء کے ذریعہ (۲) فراش متوسط یہ ام الولد کا فراش
ہے کہ بغیر دعویٰ کے نسب تو ثابت ہو جاتا ہے لیکن اگر انتفاء کرنا چاہے تو بغیر لعان کے نفی ہو سکتی
(۳) فراش قوی یہ زوجہ کا فراش ہے کہ بلا دعویٰ نسب ثابت ہوتا ہے اور بغیر لعان کے بچہ کی نفی نہیں
کر سکتا ۔ فراش ادنیٰ کے اندر مسئلہ معلوم ہو گیا کہ بغیر دعویٰ کے پہلے بچہ کا نسب ثابت نہیں ہوگا یہ علماء احناف
کا مسلک ہے اور ائمہ ثلاثہ کے نزدیک بغیر دعویٰ کے نسب ثابت ہو جائیگا پہلے بچہ میں بھی لہذا ان کا استدلال حدیث
سے ہے کہ انہوں نے دعویٰ وغیرہ کچھ نہیں کیا اور آپ نے فیصلہ فرما دیا ہماری دلیل ایک روایت کے اندر ہے [illegible]

3312 فرمایا کہ آپ نے ثابت کر دیا کہ یہ تمہارا بیٹا ہے یا بیٹا لڑکا ہے اور تمہارا بھائی ہے اور تمہارا بیٹا ہی ہے ۔ اب یہ حدیث حنفیہ کے ۲۸۷/۲
خلاف ہوگئی ۔ ہماری طرف سے جواب ہے کہ ہو سکتا ہے [illegible] حضور کو اخوۃ ثابت کرنا مقصود نہیں ہے اور دلیل
اس کی یہ ہے کہ عبد بن زمعہ کی بہن حضرت سودہ ہیں جو کہ ام المومنین ہیں تو حضور نے اس کے متعلق یوں ارشاد فرمایا کہ
احتجبی منہ فانہ لیس لک باخ آپ کے اندر یہ موجود ہے تو دیکھو اگر وہ عبد بن زمعہ کا بھائی ہوتا تو حضرت سودہ
کا بھی بھائی ہوتا اور آپ پردہ کرنے کا نہ فرماتے بلکہ آپ نے ہوا فرمایا کہ حجاب فرمایا ۔ علامہ [illegible] فرماتے ہیں کہ
حنفیہ نے جو یہ زیادتی ثابت کی ہے کہ فانہ لیس لک باخ یہ زیادتی ضعیف ہے اور ثابت نہیں بلکہ زیادتی باطل ہے
لیکن حافظ ذہبی نے میزان الاعتدال کے اندر اس حدیث کو یوسف بن زبیر کا ترجمہ میں داخل کیا ہے اور اس کی
تصحیح کی اور حسن قرار دیا ہے ایسے ہی حاکم ۔ امام احمد ۔ امام طحاوی وغیرہ نے اس کی روایت کو نقل کیا ہے
اور حسن قرار دیا ہے لہذا یہ [illegible] تم نے جب [illegible] کہ یہ [illegible] زمعہ کے اس ولد سے پہلے
کوئی اور ولد پیدا نہیں ہوا تھا اور اب ہم ترجیح [illegible] کہتے ہیں کہ [illegible] ہے کہ اس کی اور ولد اس باندی ص ۲۸۶
13 سے پیدا ہوا اس لئے بغیر دعوی کے ثابت ہوگیا **وعنہا**: اس مسئلہ کے اندر اختلاف ہے کہ ۷
اگر کسی نسب کے اندر شبہ ہو جائے تو قیافہ سے ثابت ہو سکتا ہے یا نہیں ائمہ ثلاثہ کے نزدیک ثابت ہو جاتا
حضرت امام صاحب [illegible] ۔ اسحاق بن راہویہ کے یہاں ثابت نہیں ہوتا ائمہ ثلاثہ اس حدیث سے استدلال کرتے ہیں
کہ آپ اس قیافہ سے ثابت ہونے پر کتنے خوش ہوئے ۔ حنفیہ کہتے ہیں کہ دراصل بات یہ ہے کہ زید بن حارثہ تھا
خوبصورت اور چکیلا اور چہرہ گورا تھا اور ان کے بیٹے اسامہ [illegible] حضرت اسامہ حب الرسول [illegible] کا رنگ
تھا تو قریش اور کفار ان پر شبہ کرتے تھے کہ یہ زید کا بیٹا نہیں کسی اور کا معلوم ہوتا ہے اس وجہ سے حضور کو
تکلیف ہوتی تھی ۔ لیکن جب عرب کے مشہور [illegible] قائف مجزز مدلجی نے ان کا نسب کو [illegible] باپ بیٹا ثابت کر
تو اب کفار قریش کی زبان بند ہوگئی کیونکہ قائف کی بات ان کے یہاں [illegible] صحیح ہوتی تھی [illegible]
تو کفار کی بولتی بند ہونے پر حضور کو مسرت ہوئی اس وجہ سے نہیں کہ ان کا نسب قیافہ سے ثابت ہوگیا ہے ص ۲۸۷
16 **الفصل الثانی عن ابی ہریرۃ** ۱۳: اس حدیث کے اندر وارد ہوا ہے کہ [illegible] ادخلہا اللہ جنتہ [illegible] اس پر اعتراض ہے ۱۳
کہ ان اللہ لا یغفر ان یشرک [illegible] کے مد نظر اس کا کیا معنی ہیں [illegible] جواب [illegible] یہ تشدید پر محمول ہے جواب [illegible]
17 [illegible] یہ عذاب [illegible] تو اگر [illegible] کی حالت کے اندر [illegible] قبول [illegible] **عن ابن عباس** ص ۲۸۹ ۱۵ ان لی ۱۵
امراۃ لا ترد ید لامس الخ اس کے مطلب میں مختلف قول ہیں (۱) جو کوئی سوال کرے [illegible] مانگے [illegible]
اسکو وہ منع نہیں کرتی بلکہ کچھ نہ کچھ دے دیتی ہے لیکن یہ معنی اس وجہ سے ضعیف ہیں کہ اس صورت میں [illegible]
یہ طلاق [illegible] ہونا چاہئے تھا (۲) اس کی فاحشہ [illegible] ہے کہ جو کوئی بھی اس سے زنا کرنا چاہے آمادہ ہو جاتی ہے
[illegible] ہو کر اس کی [illegible] کو [illegible] ہے لیکن یہ معنی بعید ہیں کیونکہ [illegible] حضور نے فرمایا کہ اگر تجھے اس کی محبت ہو
تو اسکو رکھ لے تو اگر وہ ایسی فاحشہ [illegible] عورت ہوتی تو آپ کیسے حکم دیتے اسکو اپنے پاس رکھنے کا
(۳) اس سے مراد فاحشہ صغری تقبیل و لمس وغیرہ مراد ہے اور اسکا [illegible] کیوں فرمایا اسکا جواب یہ ہے کہ
اس نے خود علت [illegible] بیان کر دی جواب [illegible] اسکا [illegible] مطلب ہے کہ احفظہا یعنی ایسے آدمیوں سے اسکی حفاظت کرو ۔

3320

ص ۲۸۷/۲۲ الفصل الثالث عن عمرو بن شعیب: والعاهر الحجر الخ۔ حجر کا ایک مطلب یہ ہے کہ زانی کیلئے رجم ہے اسپر حضرت گنگوہی کے شاگردان رشید نے پوچھا کہ ہر زانی کو تو رجم نہیں ہوتا بلکہ بعضوں پر جلد کا حکم لگتا ہے اسکا جواب حضرت نے دیا کہ وہ کسی جنس کی صفت سے ساقط ہے دوسرا مطلب حجر کا بیان کیا کہ اسکی کنایہ ہے حرمان کی طرف کہ اسکے لئے حرمان ہے ص ۲۸۸ عن عائشة: علماء نے بیان کیا کہ اس حدیث کو باب سے کیا تعلق ہے کہ اگر کوئی شخص اپنی بیوی کو کہے کہ تیرے پاس شیطان ہے تو اس سے لعان واقع نہیں ہوتا۔

ص ۲۸۹ باب العدة (الفصل الاول)

۲۸۸/۸

تربص لغۃ

عدۃ لغت میں اسکے معنی شمار کرنے کے ہیں اصطلاح فقہاء میں اسکو کہتے ہیں ہو تربص یلزم المراۃ عند زوال النکاح المتاکد بالدخول ابن ہمام نے اس تعریف پر اعتراض کیا کہ اسکے اندر خلل باقی ہے [illegible] جامع نہیں کہ اسکی عدۃ واجب ہوتی ہے جسکا نکاح فاسد ہو گیا ہو اور شبہہ کی قید ہونی چاہیے ملا علی قاری فرماتے ہیں کہ نکاح سے عام معنی مراد ہیں

24

۹ عن ابی سلمة: ص ۲۸۹ طلقہا البتۃ الخ ایک روایت کے اندر ہے ارسل الیہا بعض ثلث تطلیقات اور ایک روایت کے اندر ہے ثلث تطلیقات ان سب کے تعارض کا دفعیہ کرتے ہوئے امام نووی ان سب میں جمع کرتے ہیں کہ دو طلاق پہلے دیا تھا اور ایک بعد میں دیا۔ فارسل الیہا وکیلہ بالشعیر الخ اس کا نام عیاش بن ابی ربیعہ ہے جیسا کہ مسلم شریف کے اندر صراحت وارد ہوا ہے اور وہ شعیر پانچ صاع جو اور پانچ صاع کھجور تھا لیکن فاطمہ بنت قیس اس کو کم سمجھنے کی وجہ سے ناراض ہو گئیں یعنی غصہ ہو گئیں واللہ مالک علینا من شئ الخ۔ اس پر اشکال ہوا کہ ابھی تک نفقہ کا فیصلہ تو ہوا نہیں تھا یہ جواب کیسے کہا۔ اسکا جواب بعض علماء نے دیا کہ اس جملہ کا مطلب یہ نہیں کہ ان کے خاوند پر ان کیلئے کوئی شئی واجب نہیں بلکہ اسکا مطلب یہ ہے کہ تمہارے خاوند جتنا مال دیکر گئے تھے اسمیں سے یہی باقی ہے اس سے زیادہ ہمارے پاس موجود نہیں ہے۔ اس مسئلہ کے اندر اختلاف ہے کہ مطلقہ بائنہ غیر حاملہ کیلئے نفقہ اور سکنی ہے یا نہیں۔ حضرت امام صاحب حضرت عمر حضرت ابن مسعود ثوری کے نزدیک نفقہ اور سکنی دونوں واجب ہیں۔ حضرت ابن عباس۔ امام احمد۔ اسحاق۔ ابو ثور۔ عطاء شعبی وغیرہ کے نزدیک نہ نفقہ واجب ہے اور نہ سکنی واجب ہے۔ حضرت امام مالک امام شافعی لیث بن سعد کے نزدیک نفقہ واجب نہیں سکنی واجب ہے۔ جو حضرات کہتے ہیں کہ دونوں واجب نہیں انکا استدلال اس حدیث سے ہے اور جو کہتے ہیں کہ نفقہ نہیں اور سکنی ہے انکا استدلال اس حدیث اور آیت اسکنوھن من حیث سکنتم الخ سے ہے کہ اگرچہ اس حدیث کے اندر دونوں کی نفی ہے لیکن قرآن نے ایک یعنی سکنی کو ثابت کیا ہے اور ایک یعنی نفقہ کو چھوڑ دیا۔ ہمارا استدلال سکنی کے بارے میں اسی آیت سے ہے اور ~~حدیث~~ نفقہ کے متعلق ہمارا استدلال یہ ہے کہ یہ حدیث جب حضرت عمر کے سامنے پیش ہوئی تو انہوں نے فرمایا کہ لا ندع کتاب ربنا وسنۃ نبینا بقول امراۃ لا ندری اصدقت ام کذبت اور یہ آپ نے [illegible] سے فرمایا ابن الہمام فرماتے ہیں کہ گویا یہ اسکا جواب ہو گیا۔ دوسرا جواب اس حدیث کے اندر ابو الجہم کا ذکر ہے وہ ابو الجہم ہیں جن کا ذکر [illegible] ہے صاحب الانبجانیہ ہیں [illegible] ایک مطلب تو یہ ہے کہ وہ [illegible] اپنے کاندھوں پر [illegible]

مطلقہ بائنہ غیر حاملہ کا نفقہ

3324 غیر اضافی نہیں رکھیگا دوسرا مطلب اسکا یہ ہے کہ وہ عامر نے پیش کئے لا کہ ثبات رکھتا ہے اور اس حدیث کے اندر ۲۸۸/۹
جن معاویہ کا ذکر ہے وہ معاویہ بن ابی سفیان مراد ہیں جس نے اسکی خلاف لکھا یا وہ علاوہ ہے اس حدیث کے آخر
میں ہے لا نفقۃ لہا الا ان تکونی حاملا الخ اس سے تفصیل استدلال کیا کہ اس سے معلوم ہوا کہ نفقہ صرف حاملہ ہونے
کی صورت میں ہے اگر وہ مطلقہ حاملہ نہیں بلکہ غیر حاملہ ہو تو اسکا نفقہ واجب نہیں ہے۔ علامہ علی قاری اسکا جواب دیتے
ہیں کہ نفقہ کی صفت محذوف ہے ای لا نفقۃ زائدۃ علی ایام العدۃ الا ان تکونی حاملا اور یہ جواب اچھا ہے
25 **عن عائشۃ:** ص ۲۸۸/۱۷ ۔ لقد عابت ذالک الخ اس حدیث کا اصلی مطلب یہ ہے کہ حضرت سعید بن المسیب کی حدیث سے ان ۲۸۸/۱۷
وہ مقصود یہ بیان کرنا چاہتی ہیں کہ جب حضرت فاطمہ کو نفقہ سکنیٰ واجب تھا تو پھر حضرت فاطمہ کو اس گھر سے نکلنے کی اور اپنے مکان
کے علاوہ ان کے اندر عدت گزارنے کو کیوں فرمایا حضرت عائشہ نے علت بیان کی کہ وہ ان کا گھر کہ اندر تنہا تھیں وہ خوف
معلوم ہوتا تھا تو رسول ﷺ نے دوسرے مکان کے اندر منتقل کر دیا اور سعید بن المسیب نے دوسری علت بیان کی کہ حضرت فاطمہ
28 زبان دراز تھیں تو خوف تھا کہ کہیں لڑائی نہ ہو جائے۔ **عن المسور بن مخرمۃ:** ص ۲۸۸/۲۲ ۔ سبیعۃ الاسلمیۃ کے زوج ۲۲
کا نام سعد بن خولہ ہے اس کے اندر روایات مختلف ہیں کہ ان کے زوج کے انتقال کے کتنے دن بعد بچہ پیدا ہوا
اس حدیث کے اندر تو ہے بلیال دوسری روایت کے اندر ہے کہ تیئیس ۲۳ روز بعد بعض میں ہے پچیس ۲۵ روز بعد اور
بعض کے اندر ہے کہ پندرہ ۱۵ شب کے بعد بچہ پیدا ہوا۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حاملہ کی عدت وضع حمل ہے اور
متوفی عنہا زوجہا کی عدت معلوم ہو چکی کہ چار ماہ دس روز ہے تو اگر کوئی عورت حاملہ بھی ہو اور متوفی عنہا
زوجہا ہو تو اسکا کیا حکم ہے ائمہ اربعہ کے نزدیک اس کی عدت وضع حمل ہوگی اور حضرت علی و ابن عباس کی
مروی ہے کہ اسکی عدت ابعد الاجلین ہوگی ان کا استدلال یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سورۂ بقرہ کے اندر فرمایا کہ
والذین یتوفون منکم ویذرون ازواجا یتربصن بانفسہن اربعۃ اشہر وعشرا اور سورہ طلاق کے اندر ذکر ہے واولات
الاحمال اجلہن ان یضعن حملہن الخ تو پہلی سے معلوم ہوا کہ چار ماہ دس دن اور اس آیت سے معلوم ہوا کہ وضع حمل
اسکی عدت ہے ~~بچہ~~ تو اگر ایک پر عمل کریگا تو دوسرے کے خلاف لازم آئیگا لہذا ہم نے کہا کہ ابعد الاجلین عدت گزارے
جمہور فرماتے ہیں کہ دراصل عورتوں کی تین قسمیں ہیں ایک وہ جو صرف حاملہ ہو دوسری وہ جو متوفی عنہا زوجہا ہو اور
تیسری قسم جو کہ حاملہ بھی ہو اور متوفی عنہا زوجہا بھی تو اول قسم کیلئے تو ~~[illegible]~~ واولات الاحمال اجلہن الخ پر عمل کریگی دوسری
دیتا کیلئے والذین یتوفون منکم الخ پر عمل ہوگا اور اب رہ گیا ثالث کا قصہ اب اللہ تعالیٰ نے جو مدت وفات کو بیان
فرمایا جو عام ہے حاملہ اور غیر حاملہ دونوں کو شامل ہے اور دوسری آیت کے اندر خاص حاملہ کا ذکر ہے لہذا یہ اول آیت
کیلئے ناسخ ہے گا اور متوفی عنہا زوجہا کی عدت اس آیت سے ثابت ہوگی جو ناسخ ہے اور یہ کہ یہ آیت ناسخ کیوں ہے
ناسخ کیسے تو متقدم ہونا ضروری ہے اسکا جواب ہے کہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ سورۂ طلاق سورۂ
29 بقرہ کے بعد نازل ہوئی ہے لہذا جو شخص مجھ سے مباہلہ کرنا چاہے تو میں اسکے لئے تیار ہوں۔ **عن ام سلمۃ:** ص ۲۸۸/۲۳ ۲۳
متوفی عنہا زوجہا کیلئے زینت کا اسباب سے احتراز کرنا ضروری ہے اب اس مسئلہ کے اندر اختلاف ہے کہ اگر کسی
عورت کی آنکھیں دکھنے لگیں تو اسکا کیا حکم ہے امام شافعی کے نزدیک رات کو لگائے اور دن کے اندر
اسکو صاف کر دے۔ امام احمد کے نزدیک بالکل جائز نہیں ہے امام مالک اور امام محمد کے نزدیک ضرورت کے

ص ۳۰۲

3329 وقت جائز ہے۔ امام احمد کا مسلک اور اس حدیث سے ہے کہ آپ ﷺ نے انکار فرمایا امام شافعی فرماتے ہیں کہ زینت دن ۲۸۸/۲۳
کے اندر ہوتی ہے بند رات کے اندر کوئی حرج نہیں ہے۔ امام [illegible] اس حدیث کا جواب دیتے ہیں کہ یہ انکار اس وجہ سے تھا کہ ان کا
عذر کوئی قوی نہیں تھا دوسرا آپ ﷺ نے فرمایا شرعی یا بسورۃ یہ ایک رسم جاہلیت کی طرف اشارہ ہے وہ یہ کہ ایام جاہلیت
میں یہ دستور تھا کہ اگر کوئی ~~عورت~~ شخص مر جاتا تو اس کی بیوی کو ایک الگ مکان کے اندر بند کر دیتے تھے اور
کپڑے بھی وہی میلے رکھتے اور ایک سال کے بعد ایک جانور لیا جاتا تھا شاید گدھا۔ اس کے اوپر کوئی جانور اور وہ اس کی
[illegible] کو صاف کرتی اس کے بعد ایک ٹوکرا مینگنیوں کا دیا جاتا جس کو وہ اپنے سر پر ڈالتی پھر کو
[illegible] کے بعد اس کی عدت پوری ہوتی تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ پہلے تو تم پر اتنی مشقت ہوتی تھی اب صرف چار ماہ
31 باقی رہ گئے ہیں اس کا ادراک ہے کہ مشقت معمولی ہوئی ہے **عن ام عطیہ** ثوب عصب یہ یمن کا [illegible] امام شافعی ۲۸۹/۱
کے نزدیک مطلق جائز ہے ابن عباس فرماتے ہیں کہ ناجائز ہے امام مالک کے نزدیک [illegible] ناجائز اور غلیظ جائز ہے
32 **الفصل الثانی عن زینب** اس حدیث کے اندر آپ ﷺ نے [illegible] زوجہا کو اجازت دی کہ جس جگہ ۲
[illegible] عدت گزارے لیکن بعد میں بلایا اور فرمایا کہ اپنے خاوند کے گھر گزارو اور اول آپ ﷺ نے اجتہاد سے اجازت
دی لیکن بعد میں جب علم ہوا تو منع فرما دیا ائمہ اربعہ امام اوزاعی اسحاق ابن راہویہ جمہور [illegible] ہیں
امام ترمذی [illegible] نقل کیا [illegible] جابر ابن زید کا یہی مذہب ہے
35 [illegible] **الفصل الثالث عن** ۱۲
سلیمان اس حدیث سے [illegible] ثابت ہوا وہ ان کی [illegible] جمہور کے نزدیک [illegible]

باب الاستبراء

۲۸۹/۲۳

الفصل الاول

37 **عن ابی الدرداء** اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ ایک مرتبہ حضور ﷺ جب غزوہ سے [illegible] ۲۳
[illegible] آپ ﷺ ایک عورت کے [illegible] حاملہ تھی آپ ﷺ [illegible]
[illegible] تو کیسے اس کے [illegible] کہ کیسے [illegible] ۱
[illegible] حاملہ ہو کر آئی ہے استبراء [illegible] شیخ عبدالحق محدث دہلوی فرماتے
ہیں کہ مطلب یہ ہے اگر کوئی دوسرا شخص وطی کرے تو اگر اول سے حمل کے اندر بچہ پیدا ہوا تو ممکن ہے کہ اس
دوسرے شخص [illegible] ثابت ہو اور ممکن ہے کہ پہلے مالک کا لڑکا ہو اگر اس کی
[illegible] تو وہ غلام نہیں ہو سکتا اور اگر [illegible] ثابت ہو تو اس کو وراثت دینا [illegible]
اس لئے آپ ﷺ نے فرمایا کہ [illegible] جب دوسرے کا [illegible] تو کیسے اس کو وطی
کرے گا [illegible] دونوں احتمال ہیں اور یہ دونوں جائز نہیں
بغیر استبراء کے اس کی وطی جائز نہیں دوسرا مسئلہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حاملہ من الزنا
جائز [illegible] اور اگر وہ [illegible] زنا کے ذریعہ حاملہ ہوئی تو ایک جماعت
کے نزدیک [illegible] نکاح جائز ہے امام اعظم [illegible] امام شافعی [illegible]
نکاح جائز ہے [illegible] وطی کرنا بھی جائز ہے [illegible] امام شافعی [illegible]

باب النفقات وحق المملوك

۲۹۰ / ۸ نفقہ کے معنی خرچ ہونے کے ہیں علامہ زمخشری لکھتے ہیں کہ جس مادہ کا فاء کلمہ نون اور عین کلمہ فاء ہو اس کے معنی ذھاب وخروج کے ہیں ایسے نفقہ بھی چونکہ ہاتھ سے نکل جاتا ہے اسلئے اس کو نفقہ کہتے ہیں بعض نے کہا یہ ماخوذ ہے نفقت السوق سے یعنی بازار خوب چالو ہے اور سیزن ہو تو چونکہ اس نفقہ سے بھی میاں بیوی کا سیزن چلتا ہے بغیر اس کے سیزن ہی نہیں چل سکتا اسلئے اسکو نفقہ کہتے ہیں ۔

ص ۲۹۰ / ۹

3342 **الفصل الاول عن عائشة** :۔ اس پر تمام کا اتفاق ہے کہ عورت کا نفقہ خاوند پر واجب ہے لیکن اس مسئلہ کے اندر اختلاف ہے کہ کتنی مقدار واجب ہے جمہور کے نزدیک قدر کفایت کا اعتبار ہے امام شافعی نے تقدیر بالامداد کی ہے امام شافعی سے ایک روایت علامہ جوینی نے نقل کی ہے کہ وہ جمہور کے ساتھ ہیں ۔ دوسرا مسئلہ اس حدیث سے یہ معلوم ہوا کہ نفقہ کے اندر عسر و یسر کے اعتبار سے عورت کا لحاظ کیا جائیگا یہی علامہ شوکانی نے امام مالک اور اکثر حنفیہ سے نقل کیا ہے حافظ نے بعض حنفیہ کا مذہب یہ نقل کیا ہے کہ عورت کا اعتبار ہے لیکن یہ ہمارے فروع کے خلاف ہے کرخی کہتے ہیں کہ زوج کے حال کا اعتبار ہے ھو قول الامام کی رائے یہی ظاہر الروایۃ ہے صاحب بدائع نے اسی کی تصحیح کی ہے حنفیہ کے متاخرین کی رائے یہ ہے کہ دونوں کا یعنی زوج اور زوجہ دونوں کا اعتبار ہے صاحب ھدایہ فرماتے ہیں کہ وعلیہ الفتویٰ ۔ والولوالجیہ کے اندر لکھا ہے کہ یہی صحیح ہے جو لوگ کہتے ہیں کہ زوجہ کا اعتبار ہے وہ حدیث باب سے استدلال کرتے ہیں اور جو کہتے ہیں کہ زوج کا اعتبار ہے وہ آیت کریمہ ولینفق ذو سعۃ من سعتہ سے استدلال کرتے ہیں اور جو لوگ کہتے ہیں کہ زوج اور زوجہ دونوں کا اعتبار ہے وہ آیت کریمہ اور حدیث باب دونوں کو جمع کرتے ہیں اور یہ تمام اختلاف اسوقت ہے جبکہ زوج اور زوجہ میں ایک معسر اور ایک موسر ہو اور اگر دونوں برابر ہیں تو کسی اعتبار سے نفقہ واجب ہوگا

ص ۲۹۰ / ۱۶

46 **عن عبد الله بن عمرو** :۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ غلام کا نفقہ مولیٰ پر واجب ہے لیکن کس قسم کا واجب ہے اس کے اندر روایات مختلف ہیں بعض روایات کے اندر ہے کہ جو کھائیگا وہ دوسرے کو بھی کھلائیگا اور بعض سے معلوم ہوتا کہ مطلق کھانا واجب ہے خواہ اپنے سے کم ہو یا ~~زیادہ~~ برابر ہو اب جب دونوں کی احادیث وارد ہوگئی ہیں تو بعض نے یہ جمع کیا کہ اول حدیث استحباب پر محمول ہے اور جس روایت کے اندر مطلق ہے وہ اصل پر محمول ہے اور بعض نے یہ جمع کیا کہ اول اہل عرب کو خطاب ہے کیونکہ وہ ہمیشہ ایک ہی جیسا کھانا کھاتے تھے تو اسلئے آپ نے فرمایا کہ ان کو بھی اپنے جیسا کھلاؤ

ص ۲۹۱ / ۶

54 **الفصل الثانی عن عمرو بن شعیب** :۔ اگر اولاد مالدار ہے تو باپ کا نفقہ ان پر واجب ہے اور ان کے ماسوی کا بھی واجب ہے یا نہیں اس کے اندر اختلاف ہے امام مالک فرماتے ہیں کہ ان کے علاوہ کسی اور کا واجب نہیں ہے امام شافعی فرماتے ہیں کہ اصول وفروع کا نفقہ واجب ہے امام احمد فرماتے ہیں کہ ہر مورث پر موروث کا نفقہ واجب ہے بشرطیکہ ان میں توارث کا سلسلہ جاری ہو اور دونوں کی ملت ایک ہو امام صاحب فرماتے ہیں کہ ہر ذی رحم محرم کا نفقہ واجب ہے

ص ۲۹۲ / ۱۸

61 **عن ابی ایوب** :۔ اس مسئلہ کے اندر اختلاف ہے کہ کن کن لوگوں کے درمیان تفریق جائز ہے [illegible] امام شافعی فرماتے ہیں کہ والدین اور اولاد کے درمیان تفریق جائز نہیں ہے ائمہ ثلثہ کے نزدیک کسی ذی رحم محرم کے درمیان تفریق جائز نہیں بشرطیکہ وہ چھوٹا ہو اور ان کے ماسوا میں جائز ہے ۔ اب دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ کتنی مدۃ تک تفریق جائز نہیں ہے ؟

ص ۲۰۵

3361 ۲۹۱/۱۸ امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ جب تک دانت نہ ٹوٹیں دودھ والے۔ امام شافعیؒ کے یہاں ایک روایت سات سال کی اور ایک
روایت آٹھ سال کی ہے۔ امام احمدؒ فرماتے ہیں کہ لڑکا اور لڑکی سات سال کے بعد والد اور والدہ کے اندر لڑکی جا سکتی ہے چاہے جو وہ
رکھنا ہی ہو جاتی ہے۔ امام محمدؒ فرماتے ہیں کہ اقتدار میں بالغ ہونے تک لڑکی ماں کے پاس رہیگی۔ اب یہ کہ
اگر باوجود ماں نہ ہونے کے اس کی بیٹی کے دیور نے لڑکی کا نکاح کر دیا تو کیا حکم ہے؟ حنفیہ کے یہاں منعقد ہو جائیگی اور حافظ امام
شافعی سے دو روایت منقول ہیں (۱) ایک یہ کہ منعقد ~~ہوگی~~ نہیں ہوگی دوسری وجہ یہ کہ منعقد ہو جائیگی۔

باب بلوغ الصغیر وحضانته فی الصغر (الفصل الاول)

۲۹۲/۲۱

ص ۲۹۲/۲۲ **عن ابن عمرؓ** — جو بچہ احتلام کے ذریعہ بالغ نہ ہو تو عمر کا کتنا حصہ معتبر ہے امام شافعیؒ امام احمدؒ ابو یوسفؒ محمدؒ
76 یعنی صاحبین کے نزدیک پندرہ سال معتبر ہے اکثر مالکیہ کے نزدیک ایک روایت سترہ سال اور دوسری روایت
اٹھارہ سال ہے امام صاحب سے بھی دونوں روایتیں ہیں (۱) اٹھارہ سال (۲) پندرہ سال یہ تو
مرد کے بارے میں ہے اور لڑکی کے بارے میں امام صاحب کے نزدیک سترہ سال اور صاحبین کے نزدیک پندرہ
77 ۲۲ سال ہے اسی پر فتوی ہے۔ ص ۲۹۲/۲۲ **عن البراء بن عازبؓ** حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے جو خواب دیکھا تھا کہ آپ مکہ
مکرمہ میں داخل ہو رہے ہیں آپ نے سمجھا کہ یہ خواب اسی سال پورا ہوگا اسی ارادہ سے آپ چلے اور جب مقام
حدیبیہ تک پہنچے تو آپ کو کفار نے روک لیا اور وہاں یہ تین شرطیں طے ہوئیں جو اس حدیث کے اندر مذکور
ہیں اب ایک مسئلہ سنئے آج کل بھی اگر کوئی ~~[illegible]~~ ان شرطوں کو لگائے تو کیا یہ جائز ہے
شوافع و حنابلہ و بعض مالکیہ کے نزدیک جائز ہے حنفیہ اور بعض مالکیہ کے نزدیک جائز نہیں ہے اور تیسری
شرط جو مرد کے بارے میں ہے حدیث کو بالاتفاق اب رد نہیں کیا جائیگا اس حدیث سے معلوم ہوا کہ خالہ
کا حق حضانت ماں کے برابر ہے لیکن یہ ائمہ اربعہ کے مذہب کے خلاف ہے لہذا آپ کے کہنے کا مطلب حق حضانت
کو ثابت کرنا نہیں بلکہ مطلب یہ ہے کہ جب اسکا نمبر آئیگا اس وقت بچہ اسکو دیا جائیگا بعض حضرات کہتے ہیں
کہ دراصل چونکہ حمزہ کی بچی کے پاس وجہ ترجیح موجود تھی اور حضرت جعفر کے پاس دونوں ترجیح موجود ہیں اسلئے
78 ۲۹۳/۲ آپ نے ان کو دیدیا۔ ص ۲۹۳ **الفصل الثانی عن عمرو بن شعیب** اس حدیث سے یہ مسئلہ معلوم ہوا کہ عورت جب تک
دوسرا نکاح نہ کرے اس وقت تک اسکو حضانت کا حق ہے اور جب اس نے نکاح کر لیا تو اب حق نہیں ہے
79 ۲۹۳/۷ یہی ائمہ اربعہ کا مذہب ہے۔ ص ۲۹۳ **عن ابی ہریرہؓ** اس حدیث سے امام احمد اور امام شافعی نے استدلال کیا کہ عورت کو بچے
کو بڑے ہونے پر اختیار ہے کہ خواہ اپنی بیوہ ماں کے پاس رہے اور خواہ اپنے والد کے پاس چلا جائے۔ امام صاحب
امام مالکؒ کے نزدیک اسکو اختیار نہیں ہے بلکہ جو اپنے باپ کے پاس گیا تو لڑکی کیا جائیگا اور اس حدیث کا جواب
یہ ہے کہ آپ نے ان دونوں غلاموں کو دعا دی تھی اسلئے وہ تو جہاں رہینگے محفوظ رہینگے کا ازف اور لڑکی
کہ وہ اپنے باپ کے پاس رہ کر زیادہ محفوظ اور تربیت یافتہ ہو سکتے ہیں۔ واللہ اعلم۔

العبد سلمان المظاہری
۱۹ جمادی الثانی سنہ ۱۳۸۵ھ
بروز جمعۃ المبارکۃ

ص ۲۹۳ کتاب العتق

۲۹۳/۱۹ مصنف علیہ الرحمۃ نے اس سے قبل طلاق کو بیان کیا تھا کیونکہ وہ بھی ازالہ ملک کے لئے ہوتا ہے اور عتق بھی ازالہ ملک کیلئے ہوتا ہے عتق کے معنی قوت کے ہیں اس باب کے اندر اسکے تمام فضائل بیان کئے جائیں گے کوئی خاص مسئلہ اس کے اندر بیان کرنا نہیں ہے باب کی پہلی حدیث کے اندر ہے کہ عتق کی فضیلت ایک یہ ہے کہ جو شخص جتنا حصہ کسی غلام کا آزاد کریگا اس کے بدلے اسکا حصہ دوزخ کے اندر جلنے سے آزاد کیا جائیگا فقہاء نے لکھا ہے کہ اس وجہ مناسب یہ ہے کہ مرد کو مرد اور عورت کو عورت آزاد کرے تاکہ اعضاء کا اعضاء سے مقابلہ ہو جائے

3388

ص ۲۹۴ باب اعتاق العبد المشترک وشری القریب والعتق فی المرض ۲۹۴/۱۲

۱۳ **الفصل الاول** ص ۲۹۴/۱۳ عن ابن عمر عبد مشترک کو اگر ایک شریک نے آزاد کیا تو اسکا کیا حکم ہے اسکے اندر اختلاف ہے امام مالک فرماتے ہیں کہ آزاد کرنے والا دو حال سے خالی نہیں یا تو موسر ہوگا یا معسر اگر موسر ہے تو اس غلام کی قیمت لگائی جائیگی اور اس کے اعتبار سے حصہ شرکاء اس معتق کو ضامن بنائیں اور وہ ان کے حصے کے بقدر قیمت دیکر وہ اس معتق پر آزاد ہو جائیگا اور اسکا ولاء اسکے لئے ہوگا ۱۲ ~~یا ان سے سعایہ کرائیں~~ ~~یا مطلقاً آزاد کر دیں~~ اور اگر آزاد کرنے والا معسر ہے تو جو حصہ آزاد ہو گیا وہ تو آزاد رہیگا اور باقی کا دوسرے لوگوں کو اختیار ہے ۔ امام شافعی فرماتے ہیں کہ تقویم وغیرہ کچھ نہیں بلکہ وہ اس معتق پر آزاد ہو جائیگا اور دوسرے شرکاء کا ضامن رہے اسی وجہ سے اسکے لئے ہو جائیگا اور اگر معسر ہے تو وہی حکم ہے جو امام مالک نے بیان کیا امام صاحب فرماتے ہیں کہ اگر آزاد کرنے والا موسر ہے تو تین باتیں ہیں دوسرے شریک کا اس شریک کو اختیار ہے یا تو وہ بھی آزاد کر دے یا سعایہ کرائے یا اسی کو ضامن بنا دے اور اگر وہ معسر ہے تو دو چیزوں کا اختیار ہے یا سعایہ کرائے یا آزاد کر دے ۔ صاحبین فرماتے ہیں کہ اگر وہ معسر ہے تو صرف سعایہ کا حق ہے اور اگر وہ معتق موسر ہے تو اس شریک کو حق ہے کہ وہ آزاد کردے اور ان کا استدلال اسی کے بعد والے ابو ہریرہ کی حدیث سے ہے

۹۵ ۱۴ عن ص ۲۹۴/۱۴ عمران بن حصین اس مسئلہ کے اندر اختلاف ہے کہ اگر میت نے مرنے سے پہلے اپنا تمام مال خرچ کر دیا اور کوئی اسکے پاس مال نہیں تو چونکہ وہ وصیت کے حکم میں ہے تو اسکو صرف ثلث میں نافذ کیا جائیگا تو اب اسکے اندر اختلاف ہے کہ وہ اس جز یا ثلث کی کیا صورت ہوگی مثلاً اگر ایک شخص کے پاس چھ غلام تھے اور کچھ نہیں تھا اور اس نے وہ تمام آزاد کر دیا تو اب یہ جز یا وصیت فی ثلث ہوگا ۔ ائمہ ثلثہ فرماتے ہیں کہ چھ پرچیوں پر ان چھ کا نام لکھکر قرعہ اندازی کی جائیگی اس میں جسکا نام آئیگا وہ آزاد ہو جائیگا اور پھر دوسری مرتبہ جسکا نام آئیگا وہ بھی آزاد ہو جائیگا اور جب دونوں پورا آزاد ہو گئے تو ثلث مال پورا ہو گیا لہذا باقی چار غلام رہینگے ۔ امام صاحب سعید بن المسیب شریح ۔ شعبی کے نزدیک ہر غلام ایک ثلث آزاد ہوگا کیونکہ اگر قرعہ اندازی کی جائے اور مکمل دو غلاموں کو آزاد کر دیا جائے تو استرقاق ان باقی چار کے اندر لازم آئیگا لہذا اب چھ غلام ہونگے اٹھارہ حصے کئے جائینگے اور چھ آزاد ہو جائینگے اور بارہ حصوں میں سعایہ کرائی جائیگی اور ثلث کا مسئلہ ادا اس حدیث سے ہے کہ ظاہر وارد ہے کہ قرعہ اندازی ثم اقرع بینہم الخ اس حدیث کے ہماری طرف سے کئی جواب دئے گئے جواب ۱ یہ حدیث قرآن کے خلاف ہے قرآن کے اندر فرمایا کہ انما الخمر والمیسر والانصاب والازلام رجس من عمل الشیطان الخ اسی میں دوسری آیات کے اندر میسر کو حرام قرار دیا گیا اور قرعہ اندازی بھی میسر کے عموم میں داخل ہے لہذا اس حدیث پر عمل نہ ہوگا

3390 جواب ۲: یہ حدیث عادت قریشیہ کے خلاف ہے لہذا یہ حدیث گو سنداً صحیح ہے لیکن معنیً صحیح نہیں ہے۔ ۲۹۴ ۱۷

جواب ۳: استاد محترم حضرت مولانا منظور احمد فاضل صاحب مدظلہ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث ہمارے خلاف نہیں ہے بلکہ ہمارا
مستدل ہے کیونکہ جزء اعم اثلاثاً کا مطلب ہے کہ جو غلام کے تین حصے کیے جن میں سے دو کو آزاد کیا اور ۱۲ پارہ رقیق
رہے اور جو کا مجموعہ دو اور پارہ کا مجموعہ چار ہو تو مجموعہ ۶ اور کل ۱۲ میں ان کے اعتبار سے قرار دیا گیا کہ ما عتق اثنین
وارق اربعۃ الخ **عن ابی ھریرۃ** (ص ۲۹۴/۲۲): اس حدیث کا ظاہری مسئلہ اکثر ہے ہونے کا ظاہر یہ ہے کہ ذی رحم ۲۲

91 عسہ عتق ولی بید العبد [illegible] ثامی [illegible]

محرم کو خریدنے کے بعد مشتری مالک ہو جاتا ہے اور پھر اسکو آزاد کرنے سے آزاد ہوتا ہے جیسا کہ اس حدیث کا ظاہر ہے
92 مگر فیشتریہ فیعتقہ — احناف کے نزدیک جو خریدنے کے بعد ہی فوراً آزاد ہو جائیگا **عن جابر** (ص ۲۹۴/۲۳): ان رجلا ۲۳
ان رجل کا نام ابو مذکور ہے اور مملوک کا نام یعقوب ہے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مدبر کی بیع جائز ہے یہی امام
شافعی امام احمد کا مذہب ہے۔ امام صاحب امام مالک کے نزدیک ناجائز ہے اور اس حدیث کا جواب ۱ یہ ہے کہ اس مدبر سے
مدبر مقید مراد ہے جواب ۲ یہ ہے کہ اس بیع سے بیع الرقبہ مراد نہیں بلکہ بیع الخدمۃ مراد ہے **الفصل الثانی** ۲۹۵

95 **عن جابر** (ص ۲۹۵/۵): اس مسئلہ کے اندر اختلاف ہے کہ ام الولد کی بیع جائز ہے یا نہیں بشر مریسی، داؤد ظاہری کے ۵
نزدیک جائز ہے ابن حزم ظاہری نے ابن مسعود حضرت ابوبکر و علی ابن زبیر، زید بن ثابت وغیرہ سے یہی مذہب
نقل کیا ہے جمہور کے نزدیک جائز نہیں یہی ائمہ اربعہ کا مذہب ہے۔ حضرت عمر اور حضرت عمر بن عبد العزیز سے یہ مذہب
نقل کیا گیا کہ اگر وہ مسلمان ہو گئی تو آزاد ہے اور بیع جائز نہیں اور اگر مسلمان نہیں رہی بلکہ کافر رہی تو بیع جائز ہے
96 اور آزاد نہ ہوگی **عن ابن عمر** (ص ۲۹۵/۶): اس مسئلہ کے اندر اختلاف ہے کہ عبد کسی شئی کا مالک ہو سکتا ہے یا نہیں۔ جمہور علماء ۶
ائمہ ثلاثہ کے نزدیک کسی چیز کا مالک نہیں ہو سکتا۔ امام مالک، حسن بصری، عطاء، ابراہیم نخعی، ظاہریہ کے
نزدیک اگر اسکا مولی اسکو مال دیدے تو مالک ہو جاتا ہے ان لوگوں کا مستدل یہ حدیث ہے جمہور کہتے ہیں کہ
97 وہ تو خود اپنا مالک نہیں کسی شئی کا کیا مالک ہوگا **عن ابی الملیح** (ص ۲۹۵/۸): اس مسئلہ کے اندر اختلاف ہے کہ ۸
عتق تجزی کو قبول کرتا ہے یا نہیں امام صاحب کے نزدیک تجزی کو قبول کرتا ہے اور صاحبین ائمہ ثلاثہ کے نزدیک
تجزی کو قبول نہیں کرتا ان لوگوں کا مستدل اس حدیث سے ہے۔ امام صاحب کی طرف سے اسکا جواب
98 دیا گیا کہ اس حدیث کا مقصود تو اسکو آزاد کرنے کی رغبت دلانا ہے فقط **عن سفینۃ** (ص ۲۹۵/۹): بعض ۹
روایت کے اندر ان کو مولی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور بعض روایت کے اندر مولی ام سلمہ کہا گیا ممکن ہے کہ ایک
مولی ہو اور دوسری کا تابع ہو وجہ تسمیہ یہ ہے کہ ایک دفعہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ سفر کے اندر جا رہے
تھے راستہ میں تھک گئے اپنے تھیلوں کا [illegible] سامان اپنے اوپر لادا [illegible] کیونکہ کوئی اور [illegible] نہیں تھی تو حضرت رسول اللہ علیہ السلام
نے فرمایا کہ انت سفینۃ — علامہ طیبی فرماتے ہیں کہ یہ شرط جو ام سلمہ نے لگائی تھی یہ شرع ہے کیونکہ جب
انہوں نے اسکو آزاد کر دیا تو اسپر کوئی شرط واجب نہیں ہوگی۔ صاحب ہدایہ فرماتے ہیں کہ اگر کسی نے غلام کو
اس شرط پر آزاد کیا کہ وہ اسکی ایک مدت معینہ تک خدمت کریگا تو امام صاحب کا قول قدیم امام ابو یوسف
کے نزدیک اگر وہ اس مدت کے پورا کرنے سے پہلے مر جائے تو اس غلام کی قیمت اسکے ورثہ کو دینی پڑیگی اور امام
3400 کے نزدیک ان ایام کی مزدوری دی جائیگی **عن ام سلمۃ** (ص ۲۹۵/۱۲): اس حدیث پر اشکال ہے کہ تو [illegible] مکاتب ۱۲

3400 جب مال کتابت ادا کر دیا تب وہ حر ہوتا ہے اور پردہ کرنے کے لائق ہوتا ہے تو حضور نے محض ورع و تقویٰ پر ۲۹۵/۱۴
پردہ کا حکم دیا ہے بلکہ جب ادا ہو جائے تب فلتحتجب ہونا چاہئے اسکا جواب یہ ہے کہ یہ ارشاد
تورع پر محمول ہے جو حضور نے ازواج کے خلاف لکھی ہیں گیا ہے جواب فلتحتجب کا مطلب یہ ہے کہ پردہ کرنا
02 تیار ہو جاؤ تاکہ ادا کرنے کے فوراً بعد اس سے پردہ کیا جانے لگے ص ۲۹۵/۱۸ عن ابن عباس۔ اس حدیث ۱۸
کا مطلب سنئے: اذا اصاب المکاتب حدا او میراثا الخ فرماتے ہیں کہ اگر کسی شخص کا کوئی عبد مکاتب ہے اس نے کوئی
جنایت کی جس سے اس پر حد واجب ہوئی مثلاً غیر محصن تھا اور زنا کر لیا تو سو کوڑے مارے جاتے ہیں یہ اس کی حد ہے تو
فرماتے ہیں کہ یہ حد اس حساب سے لگے گی جس حساب سے وہ آزاد اور عبد ہے یعنی اس نے جتنا بدل کتابت ادا کر دیا مثلاً
اسکی قیمت سو روپے ہے اور بدل کتابت ایک ہزار ہے اور اس نے اپنے مولیٰ کو پانچ سو روپے ادا کر دیئے تو گویا
اسکا نصف آزاد ہو گیا اور نصف ابھی مملوک ہے لہذا نصف حد احرار کی اس پر لگے گی یعنی پچاس کوڑے اور
نصف حد عبد کی لگے گی یعنی پچیس کوڑے اسکے مارے جائیں گے ویودی المکاتب بحصۃ ما ادی دیۃ حر الخ یہ دوسرا جملہ
مجہول پڑھا گیا ہے اور اس جملہ کا مطلب ہے کہ اگر مکاتب کو مثلاً کسی نے قتل کر دیا اور اس نے پانچ سو روپے
یعنی نصف بدل کتابت ادا کر دیا اور اس کی قیمت کل سو روپے ہے جیسا کہ اوپر کی صورت میں تھا تو قاتل پر دیت
واجب ہو گی نصف حر کی اور نصف عبد کی لہذا پانچ سو درہم تو اس مکاتب کے ورثہ کو دیئے اور پچاس روپیہ
اس کی نصف قیمت مولیٰ کو دینی پڑے گی لیکن یہ حدیث باوجود ضعیف ہونے کے اس کے خلاف عمرو بن شعیب عن ابیہ
عن جدہ کی حدیث جو گذری کہ المکاتب عبد ما بقی علیہ من مکاتبتہ درہم کے معارض ہے

ص ۲۹۵ باب الایمان والنذور (الفصل الاول) ۲۹۵/۲۶

ایمان یمین کی جمع ہے جس کے معنی قوت کے اور داہنے ہاتھ کے ہیں اور اصطلاح میں اللہ کی قسم کھانا کیونکہ
قسم کے ذریعہ کلام کو تقویت دی جاتی ہے اور قوۃ آتی ہے نیز اہل عرب قسم کھانے کے وقت ایک دوسرے کا ہاتھ ملاتے تھے
نذور نذر کی جمع ہے ایک شی غیر واجب کو واجب کرنا ہے بشرطیکہ قربت مقصودہ ہو الفصل الاول

06 ص ۲۹۵/۲۷ عن ابن عمر۔ لا ومقلب القلوب اس میں لا کے اندر دو احتمال ہیں ایک یہ کہ کلام ما قبل کی نفی کیلئے ۲۷
ہو اور واؤ قسمیہ ہو اور بعض کہتے ہیں کہ لا زائدہ ہے ومقلب القلوب کی قسم کھانا بالاتفاق جائز ہے
ص ۲۹۶/۱ وعنہ۔ اس حدیث سے آباء کی قسم کھانے کی ممانعت معلوم ہوئی اس پر اشکال ہے کہ ما قبل کے اندر ۲۹۶/۱
حدیث گذر چکی اور ایسے بہت سی احادیث سے بھی ثابت ہے کہ آپ نے باپ کی قسم کھائی ہے جیسے مسلم شریف
07 اخر نہ سطر ۳۰/۱ ہے کہ جائز ہے اسکا جواب یہ ہے کہ جس حدیث کے اندر وابیہ باپ کی قسم واقع ہے یہ تصحیف ہے دراصل
واللہ تھا۔ جواب نہی پر قبل کا واقعہ ہے جواب قسم کھانے کی ممانعت اسوقت ہے جبکہ اس کے اندر شرک کا وہم ہو
اور حضور اس سے پاک ہیں آپ سے اس قسم کی کوئی چیز صادر نہیں ہو سکتی جواب آپ نے بلا قصد قسم کھائی ہے
جواب قسم چونکہ محلوف علیہ کی تعظیم ہوتی ہے تو اس کیلئے ممانعت ہے اور آپ نے تعظیم اب کیلئے قسم
نہیں کھائی بلکہ تحسین کلام کیلئے قسم کھائی ہے دوسری بات حدیث سے معلوم ہوئی کہ غیر اللہ کی قسم کھانا
جائز نہیں ہے اس کے حکم میں علماء کا اختلاف ہے ظاہریہ حنابلہ کے یہاں حرام ہے مالکیہ شافعیہ

ص ٢٠٩

3407 قول کراھتہ ہے شراح حنفیہ کے یہاں دو قول ہیں (١) مکروہ تنزیہی (٢) مکروہ تحریمی ۔ حنفیہ کے نزدیک بھی مکروہ ہے ٢٩٦/١
اب اشکال ہوگا کہ جب اس کی ممانعت ہے تو قرآن پاک کے اندر جا بجا غیر اللہ کی قسم کھانا ثابت ہے مثلاً والضحیٰ والشمس
والعصر والّیل وغیرہ اسکا جواب(١) یہ ہے کہ محلوف علیہ کی تعظیم قسم سے مقصود ہے اور وجہ یہ کہ ان اشیاء لائق تعظیم ہیں
لہذا کوئی اشکال نہیں ہے جواب(٢) ۔ اشرف تھانوی صاحب حق ہیں اور ان کی قسم سے مقصود بھی ان اشیاء کی تعظیم
09 کی طرف تنبیہ کرنا ہے عن ابی ھریرۃ ؛ فلیقل لا الہ الا اللہ ۔ اس کلمہ کے پڑھنے کی تعلیم چند وجوہ سے دی ص ٢٩٦ ٢٩٦/٢
(١) یہ کلمات مفضی الی الکفر ہوتے ہیں (٢) کلمات کفر کے مشابہ ہیں (٣) ایسے شخص پر یہ حدیث محمول ہے جو
لات کی الوھیت کا زعم رکھے ۔ اگر آپ نے قمار کی دعوت دینے والے کو صدقہ کرنے کی تعلیم دی کی (١) اسکو جو کہ یہ
جملہ قبیحہ ہے (٢) بعض علماء نے اس کا مطلب یہ بیان کیا کہ جتنا مال جو اس قمار کے اندر خرچ کرتا اتنا ہی صدقہ کر دے
15 تاکہ اسکی طرف نفس مائل نہ ہو عن ثابت بن الضحاک ؛ من حلف علی ملۃ غیر الاسلام اسکی صورت ص ٢٩٦/٦ 6
یہ ہے کہ یوں کہے کہ اگر میں فلاں کام کروں تو میں یہودی ہوں یا نصرانی ہوں یا کافر ہوں فھو کما قال یعنی اس نے
جو قسم کھائی ہے اگر اسکو پہلے سے علم ہے کہ مجھے یہ کام کرنا ہوگا بغیر اسکے چارہ نہیں تو گویا وہ راضی علی الکفر ہے
اور رضا علی الکفر خود کفر ہے لہذا کما قال ہوگیا اور اگر وہ کام اسکے لیے ضروری نہیں ہے اور بچنے کی کوشش
کرتا ہے تو پھر یہ کلام تشدید پر محمول ہے اب اس کے اندر اختلاف ہے کہ اگر اس جیسی قسم کھائے تو یہ منعقد
بھی ہوگی یا نہیں امام صاحب امام احمد امام اوزاعی سفیان ثوری اسحاق کے نزدیک یہ یمین ہے اور منعقد ہو جائیگی
11 امام مالک امام شافعی کے نزدیک منعقد نہ ہوگی عن ابی موسیٰ ؛ جس چیز کی قسم کھائی ہے یا تو اسکا کرنا اولیٰ ہے ص ٢٩٦/٩ 9
یا اسکا ترک اولیٰ ہے اگر اسکا کرنا اولیٰ ہے ~~[illegible]~~ تو اس کو پورا کرنا
چاہیئے اور بار ہو جانا چاہیئے اور اگر اسکا ترک اولیٰ ہے مثلاً والدین سے کلام کرنے کی قسم کھائی ہے تو اسکا ترک
اولیٰ کیا بلکہ واجب ہے لہذا اس قسم کو توڑ دینا چاہیئے اور قسم کا کفارہ دینا چاہیئے اب اس مسئلے کے اندر
اختلاف ہے کہ کفارہ قبل الحنث اگر دے تو ادا ہوگا یا نہیں ائمہ ثلاثہ کے نزدیک ادا ہو جائیگا اور
حضرت امام صاحب کے نزدیک ادا نہیں ہوگا ائمہ ثلاثہ کا استدلال اس حدیث سے اور اسکے بعد عبد الرحمٰن
بن سمرہ کی حدیث سے ہے کہ آپ نے فرمایا فکفّر عن یمینک وأت الذی ھو خیر اسی طرح ابو داؤد کی
ایک روایت ہے فکفر عن یمینک ثم ائت الذی ھو خیر تو یہاں لفظ ثم ہے جو تراخی کیلئے آتا ہے
تو معلوم ہوا کہ کفارہ کافی ہے بعد میں اگر حنث ہے تو کفارہ ادا ہو جائیگا اس حدیث کا جواب تو امام
نے یہ دیا کہ یہ شاذ ہے اکثر روایات کے اندر واو آیا ہے اور واو مطلق جمع کیلئے آتا ہے لہذا
مقصود کفارہ دینا اور حنث کو بیان کرنا ہے یہ نہیں کہ کفارہ مقدم ہونا چاہیئے اور حنث بعد میں ہو ۔
اصل اختلاف اس بات کے اندر ہے کہ سبب کفارہ کیا ہے ہمارے یہاں حنث کفارہ کا سبب ہے
اور ائمہ ثلاثہ کے یہاں ہے کفارہ کا سبب یمین ہے بشرط الحنث ۔ اور حنث شرط ہے مقدم ہو سکتا ہے
ایسے ہی کفارہ حنث پر مقدم ہو سکتا ہے ہمارے احناف کہتے ہیں کہ کفارہ کے معنی ڈھانکنے کے ہیں
اور حنث سے جو گناہ صادر ہوتا ہے اسکے لئے یہ پردہ بنتا ہے اور جب حنث کا ابھی تک گناہ ہی

الکفارۃ قبل الحنث

3417 نہ ہوا تو کفارہ کس پر ہے دیا جاوے گا ۲۹۶/۲۱ عن عائشۃ: یمین کی تین قسمیں ہیں لغو، منعقدہ، غموس۔ ۲۹۶/۲۱
یمین لغو کی تعریف میں علماء کا اختلاف ہے امام شافعی کے نزدیک لا واللہ بلی واللہ یمین لغو ہے امام صاحب کے نزدیک
[illegible] فرماتے ہیں کہ ایک آدمی ایک شئی پر قسم کھاتا ہے اور سمجھے کہ ایسا ہے حالانکہ ایسا نہیں ہوتا مالکیہ کے
یہاں بھی یہی تفسیر ہے امام احمد کی ایک روایت یہی ہے اور دوسری تفسیر شافعیہ کے موافق ہے اس کے اندر کفارہ
وغیرہ کچھ نہیں ہے

19 **الفصل الثانی عن ابن عمر**: ۲۹۶/۲۵ فقد اشرک اسکا مطلب یہ ہے کہ اگر اس [illegible] تاثیر کا اعتقاد رکھ کر قسم کھائی تو اس نے شرک کیا [illegible] اگر تاثیر کا اعتقاد نہیں ہے تو اشرک کے معنی فعل فعل المشرکین یا [illegible] ۲۵
23 **عن ابی ہریرۃ**: ۲۹۷/۳ لا و استغفر اللہ بعض علماء نے بیان کیا کہ یہ حقیقۃ قسم نہیں ہے بلکہ جیسے قسم کا ذریعہ کلام ۲۹۷/۳
کو موکد کرتے ہیں ایسے ہی اس کا ذکر موکد کرتا ہے بعض کے نزدیک واو قسم ہے اور استغفر اللہ الگ جملہ ہے
24 اور لا کے اندر دونوں احتمال ہیں کہ زائدہ ہو یا نفی کلام ماقبل کیلئے ہے **عن ابن عمر**: ۲۹۷/۵ جمہور کے نزدیک ۵
استثناء کے اندر اتصال شرط ہے امام احمد کی ایک روایت یہ ہے کہ اتصال شرط نہیں ہے ابن عباس سے مروی ہے کہ
ایک زمانہ کے بعد بھی استثناء ہو سکتا ہے

باب فی النذور (الفصل الاول)

۲۹۷/۱۱

26 **عن ابی ہریرۃ**: ۲۹۷/۱۱ اس حدیث کے اندر وارد ہے لا تنذروا اور قرآن پاک میں ہے ولیوفوا نذورہم جس کا تقاضا ۱۱
ہے کہ نذر ماننے میں کوئی حرج نہیں ہے اس حدیث اور آیت قرآنیہ کے اندر تعارض ہے جواب۱ حضور کی نہی اس
شخص کیلئے ہے جو اعتقاد رکھتا ہو کہ نذر سے تقدیر پلٹ جاتی ہے جواب۲ نذر کے اندر چونکہ عبادت کا شائبہ ہوتا ہے تو
عام طور سے افضل یہی ہے کہ نذر نہ مانی جاوے بلکہ ایسا کام بلا نذر کئے [illegible] نذر مانی جاتی ہے تو گویا ایسی نذر سے
منع فرمایا ہے جواب۳: آیت اگرچہ مدح فرمایا نذر پر [illegible] لیکن اگر کوئی اس کے بجائے نذر مانے تو قرآن
27 کے حکم پر اس کا عمل ہوگا کہ ولیوفوا نذورہم **عن عائشۃ**: ۲۹۷/۱۳ منذور بہ اگر طاعت ہے تو کرنا ضروری ۱۳
اور اگر معصیت ہے تو نہ کرنا اولی ہے بلکہ واجب ہے اس مسئلہ کے اندر اختلاف ہے کہ یمین معصیت منعقد ہوگی یا نہیں
امام مالک امام شافعی کے نزدیک منعقد نہ ہوگی اور امام احمد اور حنفیہ امام صاحب کے نزدیک منعقد ہو جاتی ہے یہی حضرت
جابر سمرہ بن جندب و دیگر صحابہ و تابعین سے مروی ہے ہمارا استدلال عقبہ بن عامر کی حدیث سے ہے کفارۃ
31 النذر کفارۃ الیمین فوراً اس کے اندر نذر طاعت [illegible] کی ہو یا معصیت کی ہو **عن انس**: ۲۹۷/۲۰ رای شیخاً ۲۰
[illegible] اس مسئلہ کے اندر اختلاف ہے کہ اگر کسی نے پیدل جانے کی نذر مانی اور وہ قادر نہیں ہے
تو سوار ہو کر جانا واجب ہے [illegible] امام شافعی کے یہاں ایک [illegible] واجب ہے اور امام مالک کے یہاں
33 یہ بھی واجب ہے اور حنفیہ کے یہاں **عن ابن عباس**: ۲۹۷/۲۳ فی نذر کان علی امہ [illegible] ۲۳
اس نذر کے مصداق میں علماء کا اختلاف ہے بعض کے نزدیک صوم کی نذر تھی [illegible] بعض نے کہا کہ
یہ نذر مبہم تھی چونکہ روایات مختلف ہیں بعض کے اندر صوم کا ذکر ہے بعض میں [illegible] اقوال

ص ۳/۱۱

3433 بھی مختلف ہو گئے۔ اس مسئلہ کے اندر اختلاف ہے کہ نذر لجاج منعقد ہوگی یا نہیں۔ امام شافعی کی ایک روایت ہے کہ ۲۹۷/۲۳
منعقد ہوگی اور ایک روایت ہے کہ منعقد نہ ہوگی۔ ائمہ ثلاثہ کے نزدیک منعقد ہو جائیگی اور کفارہ واجب ہوگا
اب اس مسئلہ کے اندر اختلاف ہے کہ اگر کسی شخص نے نذر مانی اور پورا کرنے سے پہلے مر گیا تو اسکی نذر کے ادا کرنے
کا کیا حکم ہے۔ جمہور کے نزدیک دو حال سے خالی نہیں یا اسکی نذر مالی ہوگی یا غیر مالی۔ اگر غیر مالی ہے تو اسکا پورا
کرنا ضروری نہیں ہے۔ ظاہریہ کے نزدیک پورا کرنا ضروری ہے۔ محقق حنابلہ کے یہاں بعض صورتوں کے اندر ضروری ہے اور
اگر وہ نذر مالی ہے تو اسکا ادا کرنا حنابلہ اور شوافع کے یہاں ضروری ہے اگر صحت کے اندر وصیت کی تو پورے مال سے
اور اگر مرض کے اندر کی تو ثلث مال سے وصیت کا ادا کرنا ضروری ہے۔ مالکیہ اور حنفیہ کے یہاں اگر وہ اسکے
34 پورا کرنے کی وصیت کر کے مرا ہے تو پورا کی جائیگی ورنہ نہیں۔ عن کعب بن مالک ص۲۹۷: اگر کسی نے نذر مانی کہ اپنا ۲۴
تمام مال صدقہ ہے تو اسکی نذر کتنے مال کے ادا کرنے سے پوری ہوگی۔ امام مالک، امام احمد، امام زہری کے نزدیک ثلث مال
دینے سے ادا ہو جائیگی۔ امام شافعی کے نزدیک وہ یمین دو حال سے خالی نہیں یا تو یمین تبرر ہے مثلاً کہے کہ ان شفی
مریضی الخ وغیرہ تو اس صورت کے اندر تمام مال کا صدقہ ہے اور اگر یمین لجاج ہے

40 **الفصل الثانی عن جابرؓ** ص۲۹۸: ان رجلاً قام یوم الفتح الخ ان کا نام شرید بن سوید ہے۔ اس مسئلہ کے اندر اتفاق ہے کہ ۲۹۸/۱۲
اگر مسجد حرام، مسجد نبوی، مسجد بیت المقدس الاثنین کے علاوہ میں اگر کوئی نذر مانے یا عبادت کرنے کی تو اس کے
اندر پورا کرنا ضروری نہیں ہے لیکن اگر ان مساجد ثلثہ کے اندر کوئی نذر مانے تو ائمہ ثلاثہ کے نزدیک ان مساجد کے
اندر آنا ضروری ہے۔ البتہ امام شافعی کی ایک روایت جو کتاب الام کے اندر ہے اسکے اندر تو صرف مسجد حرام
کے اندر آنا ضروری ہے۔ امام صاحب کے نزدیک کسی مکان کی تعیین ضروری نہیں ہے۔ ابن المنذر فرماتے ہیں کہ ان دو
مساجد کی تعیین نذر مانی تو ضروری ہے یعنی مسجد نبوی اور ~~بیت~~ مسجد حرام اور یہ حدیث ان کے موافق ہے کہ آپ نے
بیت المقدس کی مسجد کے اندر پورا کرنے کو نہیں فرمایا بلکہ فرمایا کہ یہیں پورا کر لو۔ امام زفر کے نزدیک مسجد حرام میں
کی نذر کا پورا کرنا واجب ہے۔ محقق ابن ہمام الشافعی کا جواب دیتے ہیں کہ مقصود کی طرف کسی مکان کی تعیین قربت
مقصودہ نہیں ہوتی ہے لہذا کسی خاص جگہ کے معین کرنے میں کوئی ثواب نہیں ہے۔ وفی الفصل الثالث

45 وعن عمران بن حصین ص۲۹۹: ان ینحر نفسہ ان نجاہ اللہ الخ اس شخص نے اپنے آپ کو ذبح کرنے کی نذر مانی۔ سوال ہوتا ہے ۲۹۹/۳
کیا بعض اوقات آدمی خود ذبح کر لیتا ہے۔ نذر تام ہے دوسرے کی بہ نسبت کیونکہ دوسرے کی وجہ سے ذلت ہوتی ہے
اب یہ کہ حضرت ابن عباسؓ نے حضرت مسروق سے سوال کیوں کرنے کو کہا۔ جواب دیجئے کہ حضرت مسروق اکثر حضرت
عائشہؓ کے پاس رہتے تھے تو ان کو علم زیادہ تھا نیز حضرت صحابہ کرام خود فتوی اور مسائل بتلانے سے بچتے تھے
دیکھئے دوسرے کیا آگے فرمایا گیا فان اسحاق خیر منک الخ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ذبیح حضرت
اسحاق علیہ السلام تھے اسی کو ابن مسعود، ابن عباس، ابن جریر، مسروق نے اختیار کیا اور حضرت علی، ابو ہریرہ،
حضرت عمر، ابن عباس، ابن المسیب کے نزدیک ذبیح حضرت اسماعیل علیہ السلام ہیں اسی کو اکثر جمہور نے
اختیار کیا۔ ابن کثیر، ابن تیمیہ، ابن قیم نے اسی کو ثابت کیا ہے۔ حق یہ ہے اور یہ سب سے بڑی دلیل اسکی

الدرس [illegible] ۱۲

3445 پھر یہ جملہ خود توراۃ کے اندر لکھا ہے کہ حضرت ابراہیم کو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تم اپنے بکر یعنی وحید کو ذبح کرو ۲۹۹/۳
اور تاریخ سے روز روشن کی طرح واضح ہے کہ وحید اور بکر حضرت اسماعیل تھے۔

کتاب القصاص ص ۲۹۹ ۷

قصاص فعال کا مصدر ہے مقاتلہ اور مساواۃ کے معنی میں ہے چونکہ اس کے اندر قاتل اور مقتول کو برابر اور مساوی
بنایا جاتا ہے مماثلت ہوتی ہے اس لئے اسکو قصاص کہتے ہیں یا یہ ماخوذ ہے قص یقص سے کہا جاتا ہے
قص اثرہ ای تتبع اثرہ یعنی اثر کا اتباع کیا تو چونکہ مقتول کے ورثہ قتل قاتل کے درپے ہوتے ہیں
اس لئے اسکو قصاص کہتے ہیں۔ قتل کی تین قسمیں ہیں قتل عمد قتل شبہ عمد قتل خطاء امام احمد امام شافعی
امام محمد کے نزدیک بھی تین قسمیں ہیں۔ امام مالک کے یہاں کل دو قسمیں ہیں ایک قتل عمد اور ایک قتل خطاء
قتل عمد کہتے ہیں کہ دھار دار چیز سے قتل کیا جائے اور قتل کا ارادہ بھی ہو یہ بالاتفاق ان کے نزدیک
قتل عمد کی تعریف ہے ابن قدامہ فرماتے ہیں کہ لا نعلم فیہ اختلافا۔ اور اگر غیر دھار دار چیز سے قتل کیا
لیکن اس کی عام طور سے قتل واقع ہو جاتا ہے تو ائمہ ثلثہ اور صاحبین کے نزدیک قتل عمد کے اندر داخل ہے
امام صاحب کے یہاں قتل عمد نہیں ہے اور اگر اس کی عادۃ قتل واقع نہیں ہوتا لیکن غصہ آگیا مار دیا تو یہ قتل
شبہ عمد کہلاتا ہے اس کی تعریف میں ان کا اتفاق ہے۔ قتل خطاء کہتے ہیں کہ ایسی شی سے مارا جائے
کہ جس سے قتل واقع نہیں ہوتا اور مارنے کا بھی ارادہ نہ ہو پھر اس کے اندر کبھی خطاء فی الفعل ہوتی ہے اور
کبھی خطاء فی القصد ہوتی ہے۔ یہ تو ان کا اتفاق ہے کہ قتل عمد کے اندر قصاص اور قتل خطاء کے اندر دیت ہے
اور شبہ عمد کے اندر جمہور کے نزدیک دیت ہے اور امام مالک کے یہاں چونکہ یہ عمد میں داخل ہے لہذا اس کے اندر ان
46 کے یہاں قصاص ہے **الفصل الاول عن عبد اللہ بن مسعود** ص ۲۹۹/۸ النفس بالنفس یعنی نفس یعنی مقتول کے بدلے جان ماری ۸
جائیگی اور مارق کے معنی نکلنے والا کے ہیں اور یہاں مراد یہ ہے کہ اسلام کی جماعت سے نکل جانے جیسا کہ
ارتد فرمایا گیا کہ تارک الجماعت یعنی جماعت مسلمین کو چھوڑ دے اور اس سے مرتد مراد ہے چونکہ من بدل
49 دینہ فاقتلوہ اس کے تحت آتا ہے فرمایا **عن المقداد** ص ۲۹۹/۱۳ فانہ بمنزلتک الخ اس حدیث کا مطلب یہ ۱۳
ہے کہ جب اس نے کلمہ پڑھ لیا تو وہ محفوظ الدم ہو گیا جیسا کہ تو محفوظ الدم ہے اور جب تو نے اسکو قتل کر دیا
تو تو اب مہدر الدم بن گیا جیسا کہ وہ اسلام لانے سے پہلے مہدر الدم تھا مطلب ۲ یہ ہے کہ جیسے وہ گنہگار
52 تھا ایسے ہی تم بھی قتل کے بعد گنہگار ہو گئے **عن عبد اللہ بن عمرو** ص ۲۹۹/۲۲ اس حدیث پر اشکال ہے کہ اللہ تعالیٰ ۲۲
فرماتا ہے کہ اللہ مومن کے بارے میں فرماتے ہیں کہ جب تک کہ وہ شرک کے اندر مبتلا نہ ہوگا اس کی مغفرت کر دونگا
اور اس حدیث کے اندر اس پر جنت کو حرام کیا جاتا ہے اسکا جواب ۱ یہ ہے کہ اس سے مدۃ معینہ مراد ہے
یعنی ایک معین مدۃ تک وہ جنت کی خوشبو سے محروم رہیگا جواب ۲ ممکن ہے کہ وہ جنت میں چلا جائے
لیکن اسکی خوشبو نصیب نہ ہو جائے اس روایت کے اندر چالیس برس کی مسافت اربعین خریفا
ذکر کی گئی ہے لیکن روایات کے اندر مقدار مختلف ہے (۱) ستر (۲) سو (۳) پانچ سو
(۴) ہزار سال۔ ان تمام روایات کے اندر جمع یہ ہے کہ اصحاب اور اعمال کے اعتبار سے تفاوت ہے

م ۱۳

۲۹۹ ۲۲ 3452 اور دوسرا جو ہے وہ اس کی دلیل تکثیر بیان کرنی مقصود ہے۔ ایسے ہی ~~[illegible]~~ یہ اعتراض اسکے اندر آنے والی

ابوھریرہ کی روایت پر ہے کہ دھار دار چیز سے قتل کرنے میں بھی یہی وعید بیان کی گئی ہے حالانکہ قتل نفس

مشترک ہے کم درجہ کا ہے اسکا جواب یہ ہے کہ وہ حدیث تشدید پر مبنی ہے جو [illegible] اسکا صحیح واقعہ محمول ہے

56 ۱۲ صفحہ ۳۰۰ عن جابر اس حدیث کے اندر ذکر ہوا و لیدیہ فاغفر اسکے اندر واؤ عاطفہ ہے اور معطوف علیہ محذوف

ہے یعنی اسکا قتل کے اندر جو ما قصدت ہے وہ ہے اور بعض کے نزدیک تقدیر یوں عطف ہے وہ یہ ہے کہ تجاوز عنہ

57 ۱۰ صفحہ ۳۰۰ عن ابی شریح ثم انتم یا خزاعۃ قد قتلتم یہ ایک ٹکڑا ہے حضور کے اس خطبہ کا جو آپ نے فتح مکہ کے اندر دیا تھا

عاقلہ کے مناسبت سے حل کرتے ہیں ایک واقعہ ہوا من قتل بعدہ قتیلا فاہلہ اس سے معلوم ہوا کہ اولیاء مقتول

کو دو چیزوں میں ایک کا اختیار ہے خواہ وہ قاتل کو قتل کر دیں یا اس کی دیت لیں اس سے معلوم ہوا کہ موجب قتل

احدی الشیئین ہے اس مسئلے کے اندر اختلاف ہے کہ قتل کا موجب کیا ہے امام اعظم ابو حنیفہ [illegible] کی

مشہور روایت یہ ہے کہ موجب قتل احد الشیئین ہے یعنی یا قصاص یا دیت یہی ایک روایت امام

کی ہے ۔ امام صاحب امام مالک کی مشہور روایت امام احمد امام شافعی کا ایک قول ہے کہ موجب قتل قصاص ہے

صاحب ہدایہ نے روایت کی ہے کتاب الجنایات القصاص [illegible] ہے ۔ [illegible] دیت کے اندر [illegible] ہوگی

59 ۱۴ صفحہ ۳۰۱ حنفیہ کے یہاں شرط ہے اور اکثر کے نزدیک شرط نہیں بلکہ عاقلہ کو لینے کا حق ہے عن انس اس

حدیث معلوم ہوا کہ قتل بالمثقل کے اندر یعنی ایسے آلہ سے قتل کرنا جو دھار دار نہ ہو لیکن اس سے قتل عادۃً واقع ہو جاتا ہو

ایسے قتل کے اندر قصاص ہے یہی حدیث ائمہ ثلاثہ کا استدلال ہے امام صاحب کے نزدیک اسکے اندر قصاص نہیں ہے

اور ان کا استدلال ص ۳۰۰ کے شروع میں عبداللہ بن عمرو کی حدیث ہے [illegible] اگر کوئی شخص کسی کا سر ایسے

پتھر سے ٹکرا دے کہ مر جائے اسکو ایسے ہی قتل کیا جائیگا ائمہ ثلاثہ کے یہاں ایسے ہی اسکو قتل کیا جائیگا

امام صاحب کے نزدیک تلوار کے ذریعہ اسکو قتل کر دیا جائیگا ۔ امام صاحب کا استدلال دارقطنی وغیرہ کی روایت

لا قود الا بالسیف ہے ائمہ ثلاثہ کا استدلال اس حدیث سے ہے ہماری طرف سے جواب یہ ہے کہ یہ سیاسۃ پر

محمول ہے ۔ اب یہ کہ حضور نے اس جاریہ سے کیوں سوال کیا اسکا جواب امام مالک یہ دیتے ہیں کہ تاکہ اس

60 ۱۶ صفحہ ۳۰۰ ۱۶ کے قاتل پر حد واجب ہو اور جمہور کہتے ہیں کہ حد تو اس یہودی کے اقرار سے جاری ہوئی ہے وعنہ

وراثۃ الکتاب [illegible] یہ شعور حضور کے کلام کو رد کرنے کیلئے نہیں تھا بلکہ [illegible] ہے کہ [illegible]

اسکو نہ توڑنے اس قسم کے ذریعہ کلام کو موکد کر دیا [illegible] یہ سمجھا کہ شاید اسکے اندر یہی واجب ہوگا

قصاص کی طرح لہذا قصاص کے بجائے دیت دیں گے [illegible] بیان کیا [illegible] یہ کلام اسلئے کیا تاکہ اولیاء

مقتول اسکی [illegible] معاف [illegible] یہ کلام اس لئے کیا تاکہ حضور [illegible] معاف [illegible]

61 ۲۰ صفحہ ۳۰۰ کی سفارش کریں عن ابی جحیفۃ عبداللہ بن سبا ایک یہودی تھا جو منافق ہو گیا تھا اور حضرت علی کا

[illegible] تھا جس کی وجہ سے بعض لوگ [illegible] نہایت کا معقول یا شیعی کہ [illegible] ہے کہ حضور نے حضرت علی کو

خاص خاص علوم دئے ہیں [illegible] اس حدیث کے اندر حضرت علی نے ان کے اس زعم کو ختم کر دیا بعض لوگ

کہتے ہیں حضرت علی چونکہ قرآن کے دقائق و معارف زیادہ سمجھتے ہے جس کی وجہ سے لوگوں کو شبہ ہوا اور سوال کیا

3461 ایک جملہ حدیث کے اندر وارد ہوا لا یقتل مسلم بکافر اس مسئلہ کے اندر اتفاق ہے کہ کسی حربی کے بدلے میں مسلمان کو قتل ۳۰۰/۲۰
نہیں کیا جائیگا لیکن اس مسئلہ کے اندر اختلاف ہے کہ ذمی کے بدلے میں بھی مسلمان کا قتل جائز ہے یا نہیں ائمہ ثلثہ
کے یہاں ذمی کے بدلے میں کسی مسلمان کا قتل جائز نہیں ہے ۔ امام صاحب فرماتے ہیں کہ ذمی کے بدلے میں قصاص ہوگا
ائمہ ثلثہ کا مستدل یہ حدیث ہے اور امام صاحب کا مستدل الفاظ لا یقتل والی ایک حدیث ابوداؤد کی ہے جس کے اندر
ہے کہ لا یقتل مسلم بکافر ولا ذو عہد فی عہدہ تو یہاں ذو عہد سے مراد ذمی ہے لہذا کافر سے مراد حربی ہے کہ
68 کے بدلے میں مسلمان کو قتل نہیں کیا جائیگا اور ایسے ہی ذو عہد یعنی ذمی کو قتل نہیں کیا جائیگا **الفصل الثانی** ۳۰۱/۸
عنہ (ص ۳۱۱) : جمہور کے نزدیک اگر کسی مسلمان کو دوسرے مسلمان نے قتل کر دیا تو اگر اس نے توبہ کر لی تو مغفرت ہو جائیگی ہے
ابن عباس رضی اللہ عنہما کا مذہب یہ ہے کہ اس کی مغفرت نہیں ہوگی بلکہ وہ ہمیشہ جہنم کے اندر رہیگا ۔ جمہور کو لوگوں نے
اس حدیث کا جواب دیا کہ یہ تشدید پر محمول ہے اور اگر مستحل ہے تب کہا خالدا ۔ جو آیت کے اندر ہے [illegible] بلکہ
71 طول مراد ہے **عن ابی رمثۃ** (ص ۳۰۲/۱۱) اس حدیث کے اندر وارد ہوا وانت الطبیب اس حدیث کے اندر اختلاف ہے
کہ اس صفت کا اطلاق اللہ تعالیٰ پر کیسے ہے یا نہیں علماء نے بیان کیا کہ اگر چہ قرآن اور الفاظ کے بیان نہیں
جائیں تو جائز ہے مشکوۃ شریف الشافی المسمی الطبیب وغیرہ ذخیرہ اطلاق یا طبیب کیا صحیح نہیں ہے کیونکہ یہ موہم نقص کو
72 **عن عمرو بن شعیب** (ص ۳۰۲/۱۶) اس مسئلہ کے اندر اتفاق ہے کہ اگر باپ نے کسی بیٹے کو قتل کر دیا تو قصاص واجب نہیں ہے ۱۱
اور اگر بیٹا باپ کو قتل کر دے تو جمہور کے نزدیک قصاص ہے اور امام مالک ~~[illegible]~~
پہلے فرماتے ہیں کہ دونوں سے خالی نہیں یا تو اس کو لٹا کر ذبح کر دیا ہو یا نہیں اول کے اندر ہے اور ثانی کے اندر قصاص نہیں ہے
73 **عن الحسن** (ص ۳۰۲/۱۸) اس مسئلہ کے اندر اختلاف ہے کہ اگر کسی نے اپنے غلام کو مار دیا تو قصاص لازم ہوا ہے ۱۸
یا نہیں ۔ ابراہیم نخعی سفیان ثوری کے نزدیک قتل کر دیا جائیگا اور جمہور کے نزدیک قصاص واجب نہیں ہے
اور اگر کسی دوسرے کا غلام قتل کر دیا تو امام صاحب کے یہاں قصاص ہے اور ائمہ ثلثہ کے یہاں قصاص
نہیں ہوگا ۔ ائمہ ثلثہ کا مستدل یہ حدیث ہے ہماری طرف جواب ہے کہ یہ حکم تعزیر پر محمول ہے اور یا تشدید پر
74 **عن عمرو بن شعیب** (ص ۳۰۲/۲۰) اگر اولیاء مقتول قتل عمد کے اندر قصاص کے بجائے دیت پر راضی ہو جاتے تو ۲۰
دیت مغلظہ واجب ہوتی ہے ۔ اب یہ کیسے واجب ہوگی امام شافعی امام محمد ~~[illegible]~~ اور امام احمد
کی ایک روایت ہے کہ اثلاثا تقسیم ہو کر ان جانوروں پر دیت واجب ہوگی ۔ امام صاحب امام مالک امام احمد
کی مشہور روایت ربعا ۔ امام سفیان امام ابو یوسف کے نزدیک ارباعا ہوگا یعنی پچیس بنت مخاض اور
پچیس بنت لبون اور پچیس حقہ اور پچیس جذعہ واجب ہونگی ۔ اس حدیث [illegible]
75 **عن علی** (ص ۳۰۲/۲۳) اس حدیث کے اندر وارد ہوا ویرد علیہم اقصاہم اس کا مطلب جس کو [illegible] ۲۳
ابن قیم [illegible] نے اختیار کیا وہ یہ ہے کہ اگر کسی نے غنیمت حاصل کی اور پھر دوسرے وہ مال ملا ہے تو اس غنیمت کے
اندر سب برابر ہونگے نہیں کہ جو جتنا زیادہ مشقت اٹھا کر دوسرے لایا ہو اس کے لئے خاص ہو ۔ دوسرا حکم ملا
علی قاری نے اختیار کیا وہ یہ ہے کہ اگر مسلمانوں کا دستہ سرحد پر ہے اور پیچھے اس کے [illegible] اور جمہور [illegible]
دید یا تو وہ معتبر ہوگا ۔ اول مطلب کی تائید ص ۳۰۲ پر عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ کی حدیث سے ہوتی ہے اس کی

3475 اندر ہے پھر دوسرا پایہ ہم علی قصیدہ تہم جسکا مطلب یہ ہے کہ جو سریہ اور دستہ دور گیا ہوا ہے تو جو کچھ وہ لائیگا وہ رد ۳۰۱/۲۲
کیا جائیگا اس دستہ پر جو وہاں نہیں گیا بلکہ سرحد پر اور بھائی پر بیٹھا ہوا ہے ۔ آگے فرمایا گیا ہے اور لا یقتل
مسلم بکافر اسکے متعلق علامہ کشمیری فرماتے ہیں کہ اس سے یا تو ذحول جاھلیت مراد ہے یا ذحول اسلام ۔
ذُحُول ذحل کی جمع ہے دیت کے معنی میں ہے یعنی جاھلیت کے زمانے کی دیت کے اندر کافر کے بدلے کسی مسلمان کو قتل
نہیں کیا جائیگا اور اگر اس سے ذحول اسلام مراد ہیں تو مطلب ہے کہ کسی کافر کے بدلے میں کسی ذمی یا مسلمان کو
81 قتل نہیں کیا جائیگا **الفصل الثالث عن** ص ۳۰۲/۹ **سعید بن المسیب** ؓ ۔ ملاحظہ ہو ابن کثیر فرماتے ہیں کہ ایک جماعت ۳۰۲/۶
نے ملکر اگر کسی ایک کو قتل کر دیا تو باتفاق ائمہ اربعہ اس جماعت کو اس ایک کے بدلے میں قتل کیا جائیگا ۔

باب الدیات

(الفصل الاول)

دیات دیۃ کی جمع ہے وہ مال جو اولیاء قاتل اولیاء المقتول کو قتل عمد کے اندر مصالحت کے بعد دیتے ہیں یہ ماخوذ
ہے ودی یدی دیۃ سے اسکے اندر بہانے کے معنی پائے جاتے ہیں تو چونکہ ایک کا مال دوسرے کی طرف بہتا ہے
87 اسلئے اسکو دیت کہتے ہیں **عن ابی ھریرۃ** ص ۳۰۲/۱۸ ؓ ۔ کہتے ہیں اگر دوسرے کی بچہ کو مار دیا تو اسکے بدلے میں غرّہ ۱۸
دیا جائیگا ائمہ اربعہ کا بھی مذھب ہے کہ غرّہ دیا جائیگا یعنی اگر بچہ کو قتل کیا تو عبد اور اگر بچی کو قتل کیا تو امۃ
دی جائیگی ۔ طاؤس مجاہد کے نزدیک فرس بھی دیا جا سکتا یعنی دو وہ اسپ بھی دے سکتا ہے ان تینوں کے
اندر اختیار ہے داؤد ظاہری کے نزدیک ہر وہ شئ جس پر غرّہ کا اطلاق ہو دیا جا سکتا ہے **الفصل**
90 **الثانی عن عبد اللہ بن عمرو** ص ۳۰۲/۲۷ ؓ ۔ امام عمرو بن شعیب عن ابیہ کی حدیث کے اندر جو تفصیل دیت کی گذری وہی تفصیل ۲۷
شبہ عمد کی دیت کے اندر ہے البتہ شبہ عمد کی دیت عاقلہ پر اور عمد کی دیت قاتل پر ہوتی ہے اور امام صاحب کے یہاں
یہ دیت مؤجلہ اور ائمہ ثلاثہ کے یہاں یہ دیت حالّہ ہوگی ایک بات حدیث پاک سے معلوم ہوئی کہ اصل چیز دیت
کے اندر اونٹ ہے لیکن اسکے اندر اختلاف ہے کہ اصل باب دیت کے اندر کیا چیز ہے اسکے اندر چار قول ہیں
(۱) امام شافعی امام احمد کی ایک روایت علامہ خرقی حنابلہ میں سے اور ابن قدامہ کا میلان اسی طرف ہے کہ
اصل اونٹ ہے (۲) امام صاحب امام مالک کے نزدیک اصل دیت تین ہیں ابل ۔ ذھب ۔ فضہ ۔
(۳) پانچ چیزیں اصل ہیں ۔ غنم ۔ بقر ۔ ابل ۔ ذھب ۔ فضہ اسکو حنابلہ ۔ اور سفیان
ثوری نے اختیار کیا (۴) امام ابو یوسف امام محمد اور حنابلہ کی ایک روایت ہے کہ چھ چیزیں اصل ہیں
پانچ گذشتہ اور چھٹی چیز حُلل ہیں حلّہ کی جمع جوڑا جسے کہتے ہیں اور اصل ہونے کا مطلب یہ ہے کہ
بغیر رضاء کے اولیاء المقتول کو اسکے علاوہ دوسری چیزیں نہیں دے سکتے ۔ اب یہ کہ ان اشیاء کی
کی مقدار کتنی ہونی چاہیئے اونٹ کی مقدار سو ۱۰۰ ہے ذھب کی مقدار الف دینار ہے اور
بقر دو سو ۲۰۰ غنم دو ہزار حلّہ دو سو ۲۰۰ ہیں یہ مقدار متفق علیہ ہے اب رہ گیا فضہ ائمہ ثلاثہ
کے یہاں اسکی مقدار بارہ ہزار درہم ہے ۔ امام صاحب سفیان ثوری کے نزدیک دس ہزار
درہم ہے حنفیہ کا استدلال یہ ہے جو حضرت عمر کے قول سے شعبی کی روایت سے امام محمد نے کتاب الآثار میں نقل کیا عن عمر انه فرض على اهل الذهب
الف دینار ومن الورق عشرة آلاف درهم حدثنا بذلك ابو حنيفة عن الهيثم عن الشعبي ان عمر امام محمد کے سامنے جب آئمہ دیگر کا مسلک

3490 جو حدیث ۳۰۲ کی پہلی سطر پر ہے کہ علی اھل الورق اثنی عشر الفا الخ وارد ہوا ہے پیش کیا گیا تو ارشاد فرمایا کہ حدثوا یعنی درہم ۳۰۳/۳۰

باشند یہ حکم جس روایت کے اندر دس ہزار ہے وہ دونوں سکوں کے اعتبار سے ہے اور جس کے اندر بارہ ہزار ہے

92 وہ وزن ستہ کے حساب سے ہے لہذا دونوں میں کوئی تعارض نہیں ہے ۳۰۳ عن ابی بکر ۔ اس حدیث کے اندر [illegible]

[illegible] اور [illegible] جو قتل [illegible] ان دونوں کے اندر ثلث دیت [illegible]

جمہور کا ہے لیکن مکحول کہتے ہیں کہ ان دونوں میں اگر عمداً ہے تو دو ثلث اور [illegible] کی صورت میں ایک ثلث دیت

96 ۳۰۳ عن خشف بن مالک ۔ قتل خطا کی دیت کے اندر اختلاف ہے کہ کیسے ہوگی جمہور کے نزدیک پانچ انواع ۲۰

ہوں گی اور [illegible] ۔ [illegible] ۔ حارث [illegible] کی [illegible] سوگی ۔ جمہور کے نزدیک تفصیل

وہ ہے جو اس حدیث کے اندر گزری ہے ۔ امام شافعی امام مالک ۔ [illegible] فرماتے ہیں کہ ابن مخاض کی

جگہ ابن لبون ہوگا اور باقی تفصیل وہی ہے جو اس حدیث کے اندر ہے لیکن [illegible] حدیث پر اعتراض کیا کہ

اس کے اندر خشف بن مالک مجہول ہے لیکن ابن عبد البر نے [illegible] کو [illegible] کی توثیق کی ہے

3502 ۳۰۴ وعنہ عن ابیہ ۔ اس حدیث پاک میں عین قائمہ کی دیت کو ثلث دیت فرمایا ہے [illegible] ۱۳

یہی مذہب ہے لیکن جمہور کے نزدیک ثلث دیت نہیں بلکہ اگر کوئی کسی کی آنکھ پھوڑ دے تو اس کے اندر حکومت عدل

ہے اور اس کی تفسیر امام طحاوی [illegible] یہ نقل کرتے ہیں کہ اس کی مثال [illegible] کی قیمت لگائی جائیگی اور پھر پھوڑ

کے بعد جو قیمت رہ گئی ہے وہ لگائی جائیگی اور جو فرق ہوگا قیمت کے درمیان وہ [illegible]

امام [illegible] یہ نقل کرتے ہیں کہ [illegible] قائمہ کی جانچ [illegible] کے اندر [illegible]

[illegible] واجب ہوتے ہیں اس کے اعتبار سے اس کے اندر دیت ہوگی اس کو [illegible]

05 ۳۰۵ عن عمران بن حصین ۔ حافظ ابن کثیر فرماتے ہیں کہ یہ حدیث مشکل ہے کیونکہ اسلام کے اندر [illegible] ۱۸

برابر ہیں لہذا [illegible] جو حدیث کے اندر ہے اسلام کی [illegible] ہے لہذا [illegible] یہ ہوگا کہ اس

حدیث کے اندر [illegible] ہے

باب ما لا یضمن من الجنایات

(الفصل الاول) ۳۰۵/۲

14 ۳۰۵ عنہ ۔ ماکان علیہ من جناح یہ حدیث [illegible] مجمول ہے ورنہ امام صاحب اور امام مالک کے نزدیک ۱۰

24 پھوڑ دینے کی وجہ سے ضمان واجب ہوگا ۳۰۶ وعنہ قال ۔ اس حدیث کے اندر وارد ہوا کاسیات عاریات

اول کا مطلب جنت کے اندر پہنے والیاں ہیں اور ثانی کے معنی ننگی ہونے والیاں ہے اب یہ کہ اس کی مراد

اس کے اندر چند قول ہیں (۱) کپڑے پہنے ہوئے ہوں گی اور عمل سے ننگی ہوں گی (۲) اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو پہنے

ہوئے ہوں گی لیکن اللہ تعالیٰ کی شکر نعمتوں کے اندر ہوں گی اور شکر خدا سے غافل ہوں گی (۳) کپڑے پہنے ہوئے

25 ہوں گی لیکن وہ ایسے باریک کپڑے پہنے ہوئے ہوں گی گویا ننگی ہیں جیسا کہ آجکل عورتوں کا ۳۰۶/۴

لباس ہو گیا ہے ۳۰۶ وعنہ قال ۔ ان اللہ خلق آدم علی صورتہ الخ صورتہ کی ضمیر کا مرجع آدم علیہ السلام ہیں

یعنی ان کو انہی جیسی صورت پر پیدا کیا گیا تھا تو ان اس صورت کے احترام میں اس کے چہرے پر نہ مارو

(۲) ضمیر کا مرجع مضروب ہے یعنی اس کی صورت کی طرح آدم علیہ السلام کی صورت ہے لہذا احترام اً چہرے پر نہ مارو

3525 (۳) بعض لوگوں نے کہا کہ اسکا مرجع اللہ تعالیٰ ہیں اور معنی یہ ہیں کہ علم اللہ کو ہے (۴) بعض لوگ کہتے ہیں کہ حضور اقدس
صلی اللہ علیہ وسلم گذرے تھے اور حضور مارتے ہوئے دیکھا تو آپ نے فرمایا کہ اسکے چہرے پر مت مار کیونکہ اسکی صورت
تیری جیسی صورت ہے فقط واللہ اعلم۔

ص۳۰۶ باب القسامۃ ۱۷

یہ قسم لفظ قسم سے ماخوذ ہے تقسیم کے معنی میں ہے بعض نے کہا کہ مصدر ہیں بلکہ اسم مصدر ہے بعض کہتے ہیں کہ ان لوگوں کا
نام ہے جو قسامت ادا کرتے ہیں۔ اصطلاح کے اندر قسامت کہتے ہیں ایمان متعددات علی اولیاء المقتول
او المدعی علیہم حنفیہ کے نزدیک قسامت مدعی علیہم پر ہوتی ہے اور شوافع کے نزدیک اولیاء مقتول پر ہوتی ہے اسکا
شریعت کے اندر دونوں کا ذکر کیا گیا ہے اس کے اندر اختلاف ہے کہ مشروع ہے یا قسامت مشروع ہی نہیں
جمہور کے نزدیک مشروع ہے اور سالم بن عبد اللہ، حکم بن عتیبہ، قتادہ، سلیمان بن یسار کے نزدیک مشروع ہی
نہیں امام بخاری کا میلان بھی اسی طرف ہے۔ دوسرا مسئلہ کے اندر اختلاف ہے کہ لوث کا ہونا ضروری ہے
یا نہیں لوث یہ ہے کہ مقتول جس جگہ پایا گیا ہے وہاں والوں کا اسکے ساتھ عداوت اور دشمنی کا ہونا ضروری ہے یا نہیں
ائمہ ثلاثہ کے نزدیک ہونا ضروری ہے اور امام صاحب کے نزدیک ضروری نہیں بلکہ جس جگہ بھی مقتول پایا گیا تو
وہاں کے باشندوں میں سے پچاس آدمیوں سے قسم لی جائیگی چنانچہ حضرت عمرؓ کے زمانہ میں ایک مقتول دو
قریوں کے درمیان پڑا ہوا ملا تو آپ نے اسکے قریب بستی پر قسامت لی حالانکہ ان کی عداوت وغیرہ
کچھ نہیں تھا۔ اب یہ کہ اسکی صورت کیا ہوگی اسکے اندر اختلاف ہے امام مالک امام احمد فرماتے ہیں کہ اولیاء مقتول
سے قسم لی جائیگی پچاس قسمیں دینگے پچاس آدمی وہ یہ بات کہ ~~انہوں نے قتل نہیں کیا~~ بلکہ فلاں نے قتل کیا اور
پھر اگر قتل عمد ہے تو قصاص ہے اور اگر قتل خطاء ہے تو دیت واجب ہوگی امام شافعی کا قول قدیم کی دیت کا ہے یعنی عمد
کی صورت میں اور خطاء کی صورت میں قصاص ہے اور قول جدید یہ ہے کہ دونوں صورتوں کے اندر دیت ہے اور اگر اولیاء
مقتول نے قسم نہیں کھائی تو پھر مدعی علیہم سے قسم لی جائیگی اور اگر انہوں نے کھالی تو بری ہو جائینگے اور اگر قسم نہیں
کھائی تو دیت واجب ہوگی۔ امام صاحب فرماتے ہیں کہ حضرت مدعی علیہم سے قسم لی جائیگی اور ان پر دیت بھی لازم کی
جائیگی اور اگر انہوں نے قسم کھانے سے انکار کر دیا تو ان کو حبس کیا جائیگا ائمہ ثلاثہ کا مستدل اس باب کی
پہلی حدیث ہے اور امام صاحب کی طرف سے جواب یہ ہے کہ یہ حدیث اس قاعدہ کے خلاف ہے کہ البینۃ علی المدعی والیمین
علی من انکر۔ دوسرا یہ کہ پھر ان اولیاء مقتول سے پہلے قسم کیوں لی گئی اس حدیث کے اندر جیسے ائمہ ثلاثہ استدلال
کرتے ہیں اسکا جواب یہ ہے کہ یہ تو معلوم ہوتا ہے کہ اس میں یہ بات ہی نہیں کہ پہلے ان سے قسم لی گئی کہ پہلے معلوم ہوتا ہے
کہ بعد دعویٰ کے اندر ملاوٹ ہیں جواب ۲ بعض نے کہا کہ اس کے اندر ایک راوی سہل نامی کو وہم ہو گیا
جواب ۳ بعض تو کہتے ہیں کہ یہ حدیث مضطرب ہے جواب ۴ حضرت اقدس مولانا گنگوہی فرماتے ہیں
کہ جس جملہ سے انہوں نے استدلال کیا وہ یہ ہے أتحلفون وتستحقون قاتلکم او صاحبکم بایمان خمسین اور یہ دراصل استفہام
31 انکاری ہے یعنی یہ کیا ہو تم سے ہی قسم لی جائیگی ص۳۰۶ الفصل الاول عن رافع بن خدیج وسہل ۱۷
خبر یہ واقعہ ہے کہ عبد اللہ بن سہل اور محیصہ بن مسعود اور حویصہ بن مسعود تینوں کسی جنگل کی طرف گئے

وجد ان اللہ کو کسی نے قتل کر دیا اور عبداللہ بن سہل کسی کنویں کے اندر پڑے ہوئے ملے۔ محیصہ ان کو حضور کے پاس لائے
ان لانے والوں میں عبدالرحمن بن سہل ہے جو شخص عبداللہ بن سہل کے بھائی بھی تھے ان کے تذکرہ کا ذکر حدیث اعشاریہ
حضور نے ان لانے والوں کی قسم لی اور ابتداء عبدالرحمن نے کی چونکہ وہ سب سے چھوٹے تھے تو حضور نے فرمایا کہ
کبر الکبر یعنی کسی بڑے سے ابتداء ہونی چاہیے۔ یہاں اعتراض ہوا کہ یہ تو مقتول کے بھائی تھے ان ہی سے سب سے
پہلے قسم لینی چاہیے تھی حضور نے بڑے سے ابتداء کو کیوں فرمایا۔ بعض نے جواب دیا کہ چونکہ حضور کو حال کی
تحقیق کرنی مقصود تھی اور ایسے وقت کے اندر بڑے آدمی کی ضرورت ہوا کرتی ہے اس لیے آپ نے یہ فرمایا۔
دیگر حضور نے فرمایا کہ فتبرئکم یہود الخ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر وہ لوگ قسم کھا لیں تو دیت ذمہ ہو جائیگی لیکن
حنفیہ کا یہ مذہب نہیں بلکہ دیت واجب ہوگی اور حدیث کے اندر جو یہ ذکر ہے اس کا مفہوم ہو نا لازم نہیں آیا ۳۰۷/۳

باب قتل اہل الردۃ والسعاۃ بالفساد ص ۳۰۷

33 الفصل الاول عن عکرمۃ ؓ زنادقۃ یہ زندیق کی جمع ہے اور اس کے معنی کے اندر مختلف قول ہیں (۱) وہ کہ
دار بقاء دہر کا قائل ہے جس کو "دہریہ" کہتے ہیں (۲) نور و ظلمت کا قائل اس کی مراد ہے یعنی جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ
خدا دو ہیں ایک نور اور ایک ظلمت (۳) بعض نے کہا کہ اس کی مراد وہ شخص ہے جو ایمان ظاہر کرتا اور دل کے اندر
کفر رکھے (۴) یہ مشتق ہے زن دین کا یعنی عورت کا جیسا کہ دین رکھنے والا (۵) بعض نے کہا کہ یہ مشتق ہے
زندہ دار کا جس کے معنی ہمیشہ زندہ رہنے والا اور اس صورت کے اندر دہری کے معنی میں ہو جائیگا آگے فرمایا کہ
من بدل دینہ فاقتلوہ اس مرتد کے سامنے دین کی دعوۃ کو پیش کیا جائیگا اور اس کے شبہات کو دور کیا جائیگا اگر
اسلام نہ لائے تو گردن اڑادی جائیگی لیکن حنفیہ کے یہاں تھوڑے دنوں کی مہلت غور و فکر کیلئے دی جائیگی
یہ تو مرد کے بارے میں تھا اور عورت کے بارے میں قتل نہیں ہوگا بلکہ اس کو حبس کیا جائیگا یہاں تک کہ اسلام
35 لائے یا مر جائے عن علی ؓ ص ۳۰۷ من خیر قول البریۃ یعنی دنیا کے اندر جو اچھی اچھی باتیں ہیں وہ لوگ کہیں گے ۷
اور بعض روایت کے اندر من قول خیر البریۃ اس صورت میں مطلب ہوگا کہ حضور کے ارشادات لوگوں کو سنائیں گے
اور یہ کنایہ ان کی اشارہ ہے وفد ہم کی طرف عن جریر ؓ ص ۳۰۷/۱۲ اس حدیث کا ظاہر اشکال ہے کہ ۱۲
یہ خطاب تو صحابہ کرام کو ہے اور ان سے ارتداد کا اطمینان تھا پھر اس ترجعن بعدی کفارا کا کیا مطلب ہے
جواب (۱) یہ ہے کہ مستحل مراد ہے جواب ۲ یہ کا مطلب ہے کہ کفار جیسے افعال اختیار نہ کرو جواب ۳ اس کا مطلب ہے
39 کہ ایسے افعال نہ کرو جو کفر تک پہنچنے والے ہوں عن انس ؓ ص ۳۰۷ نفر من عکل بعض روایات کے اندر من عکل ومن عرینہ ۱۷
واقع ہوا اور بعض میں صرف من عرینہ واقع ہوا۔ بعض روایات کے اندر ہے کہ چار آدمی عکل کے اور تین آدمی قبیلہ
عرینہ کے تھے اور بعض روایات کے اندر ہے کہ آٹھ آدمی تھے ایک شاید کسی اور قبیلہ سے متعلق ہوں و قتلوا راعیہا ان
راعی کا نام یسار تھا آپ نے اس کے پیچھے تعاقب ان لوگوں کو قید کرنے کیلئے بھیجا جس کے اندر کرز بن جابر
فہری بھی تھے اس حدیث پر اعتراض ہوا کہ حضور نے جو سزا ان کو دی یہ تو مثلہ کے اندر داخل ہے اور
مثلہ کی ممانعت ہے اس کا جواب ۱ یہ ہے کہ یہ قبل النہی کا واقعہ ہے جواب ۲ یہ معاملہ ان سے قصاصاً کیا تھا
کیونکہ یہ معاملہ ان شیاطین نے حضور کے راعی کے ساتھ کیا تھا جواب ۳ نہی عن المثلہ نہی تنزیہی ہے

٢١٩

ص ٣٠٨

44 جواب یہ ہے بعض نے کہا کہ نہی عن المثلہ سے منسوخ ہے **الفصل الثانی عن عائشة:** یحارب اللہ ورسولہ ٣٠٨/٥

فانہ یقتل او یصلب او ینفی من الارض الخ یہ قرآن پاک کی آیت انما جزاء الذین یحاربون اللہ ورسولہ ویسعون فی الارض فسادا ان یقتلوا او یصلبوا او تقطع ایدیھم الخ کی طرف اشارہ ہے اس مسئلہ کے اندر اختلاف ہے کہ اس کے مخاطب کون لوگ ہیں بعض مفسرین کے نزدیک یہ حکم مسلمین کے لئے ہے اور اکثر سلف کے نزدیک یہ کافرین کے بارے میں ہے دوسرا اختلاف اس بات کے اندر ہے کہ آیت کریمہ کے اندر جو لفظ او ہے یہ تخییر کے لئے ہے یا تنویع کے لئے ائمہ ثلاثہ کے نزدیک تنویع کے لئے ہے اور امام مالک کے نزدیک تخییر کے لئے ہے

ص ٣٠٨/١٣

46 **عن جریر بن عبد اللہ** ١٣

فامر بھم فقطع [illegible] الخ چونکہ وہ لوگ جن کو ان لوگوں نے قتل کیا تھا وہ مسلمان تھے اور مسلمان ہونے کی وجہ سے محفوظ الدم تھے تو البتہ [illegible] ابتداء اسلام کی وجہ سے [illegible] اور محفوظ الدم ہونے کی وجہ سے قصاص سے قتل ہوگا [illegible] اس کا مطلب بیان کرتے ہیں کہ ایسی جگہ قیام نہ کرنا چاہئے جہاں سے کفار کی آگ نظر آئے [illegible] اس کا مطلب ہے کہ مسلمین کو چاہئے کہ وہ کفار کا شیوہ اور ان کا طریقہ اپنے ماکل و ملابس و مشارب و ملابس کے اندر اختیار نہ کریں [illegible]

ص ٣٠٩/١٩

50 اس کا مطلب ہے [illegible] **عن علی** [illegible] انبیاء کرام [illegible] ١٩

[illegible] ایک ثلث [illegible] امام [illegible] مسلمان [illegible] کہ اگر وہ شتم کرتا تو [illegible] کیونکہ وہ گالی دینے کی وجہ سے مرتد ہو گیا اور مرتد کو حدا قتل کیا جاتا ہے باقی رہ گئے نصاریٰ و یہود اور مشرکین ان کا [illegible] شتم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

ص ٣٠٨/٢٠

51 **عن جندب** حد الساحر ضربۃ بالسیف [illegible] نے نقل کیا ہے کہ ساحر [illegible] لیکن [illegible] ابن ہمام نے [illegible]

٣٠٩/٦

کتاب الحدود

(الفصل الاول)

حدود حد کی جمع ہے جس کے معنی حاجز بین الشیئین کے ہیں چونکہ حد بھی عاصی اور معاصی کے درمیان حاجز بن جاتی ہے

ص ٣٠٩/١٠

55 **عن ابی ھریرۃ** فاقض بیننا بکتاب اللہ الخ اس پر اشکال ہے کہ اگر کتاب اللہ سے مراد قرآن پاک ہے تو اس کے اندر آیت رجم کہاں ہے جواب یہ ہے کہ اگرچہ موجود نہیں لیکن منسوخ التلاوۃ دون الحکم ہے اور وہ یہ تھی کہ الشیخ والشیخۃ اذا زنیا فارجموھما جواب٢ اس کا مطلب ہے کہ [illegible] کتاب اللہ [illegible] ١٠

[illegible] اشکال [illegible] سوال [illegible] الفاظ [illegible] اس کا جواب یہ ہے کہ [illegible] جواب٢ [illegible]

[illegible] ثم انی سالت اہل العلم [illegible] ١٣

[illegible] مثلاً حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت علی، ابی بن کعب، معاذ بن جبل، زید بن ثابت [illegible] تغریب عام [illegible] ائمہ ثلاثہ [illegible] حنفیہ [illegible] حضرت علی [illegible] جب تغریب [illegible] کفی بالنفی فتنۃ [illegible]

۳۰۹/۱۴ یعنی تغریب عام کا سلسلہ نہیں ہے تفاصیل ہیں کہ کونسا کونسا اس حکم کے اندر داخل ہیں امام شافعی فرماتے ہیں کہ مرد اور عورت دونوں برابر ہیں اور ایک روایت ہے کہ صرف مرد کیلئے تغریب کا حکم ہے۔ امام مالک فرماتے ہیں کہ مرد کو تب کو سا ئنہ مذکر ہونا شرط ہے امام احمد سے دونوں روایتیں ہیں اور پھر اس مسافت کے اندر اختلاف ہے کہ کتنی دور تک شہر بدر کیا جائے اس کے اندر مختلف قول ہیں (۱) ایک دن اور ایک رات کی مسافت (۲) دو دن دو رات کی مسافت (۳) بعض کہتے ہیں کہ ایک گورنر کے علاقے سے دوسرے گورنر کے علاقے تک (۴) ایک قریہ سے دوسرے قریہ تک (۵) قصر کی مسافت کا اعتبار ہے اخیر کے اندر ہے کہ فان اعترفت فارجمها الخ اس پر اشکال وارد ہوا کہ حدود کے اندر تو حضوری علاوہ ستری کی تھی پھر یہاں تفتیش کیوں کرائی جواب یہ ہے کہ ستر آدمی نہیں فرمایا کہ اس کا امر بالکل فاش ہو چکا تھا اس لئے وہی انہوں نے علماء سے پوچھ لیا تھا اور ہوا فان اعترفت فارجمها اس سے امام مالک امام شافعی نے استدلال کیا کہ زنا کے اندر ایک مرتبہ اعتراف کر لینا وجوب حد کیلئے کافی ہے امام احمد اور امام صاحب کے یہاں چار مرتبہ اعتراف کرنا ضروری ہے اور حنفیہ کے استدلال کا الفاظی ہے کہ وہ چار مرتبہ گواہی دیا۔ حنابلہ مستدل ص۳۱۰ پر ہے حضرت ابن عباس اور حضرت بریدہ کی حدیث حضرت ابن عباس وغیرہ کی احادیث ہیں۔ حنابلہ حنفیہ کے اندر اس بات کے اندر اختلاف ہے کہ چار مرتبہ اعتراف چار مجلسوں کے اندر شرط ہے یا ایک کے اندر کافی ہے۔ حنابلہ کے یہاں ایک ہی مجلس کے اندر

57 چار مرتبہ اعتراف کرنا حنفیہ کے نزدیک مجالس مختلف ہونا چاہیے ص۳۰۹/۱۸ وعن عمرؓ۔ اگر کسی عورت کا خاوند ۳۰۹/۱۸
نہیں اور پھر وہ حاملہ ہو گئی تو امام مالک کے نزدیک اس حمل سے زنا ثابت ہو جائیگا اور حد واجب ہوگی

58 اور جمہور کے نزدیک زنا ثابت نہ ہوگا ص۳۰۹/۲۱ عن عبادة بن الصامت اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ثیب کا ثیب کے ۲۱
ساتھ ہیں رجم اور جلد مائة دونوں حدیں ہیں یہی مذہب ہے امام احمد، اسحاق، ابن المنذر، داود ظاہری کا ائمہ ثلثہ کے نزدیک صرف رجم ہوگا اور جلد مائة۔ یہ حدیث ماعز رضی اللہ عنہ سے منسوخ ہے یعنی ایک روایت جابر

59 کی ہے ص۳۰۹/۲۳ عن عبد اللہ بن عمرؓ اس مسئلہ کے اندر اختلاف ہے کہ محصن کیلئے اسلام شرط ہے یا نہیں۔ امام ۲۳
شافعی امام احمد کے نزدیک شرط نہیں اس حدیث سے استدلال کیا کہ حضور نے یہود کا رجم کرایا باوجود اسلام نہ ہونے کے اور امام مالک اور حضرت امام صاحب کے نزدیک اسلام بھی شرط ہے اور اس حدیث کا جواب یہ ہے کہ آپ نے حکم قرآنی کے ذریعہ یا حکم اسلامی کے ذریعہ اس وقت فیصلہ نہیں کیا بلکہ تورات کے حکم سے فیصلہ کیا۔

60 ص۳۱۰/۱ عن ابی هريرة فلما اذلقته الحجارة هرب الخ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ گڑھا کھود کر رجم کیا جائیگا دوسری ۳۱۰/۱
ائمہ ثلثہ کا یہی مذہب ہے امام شافعی کی ایک روایت یہ ہے کہ کھودا جائیگا اور ایک قول یہ ہے کہ نہیں کھودا جائیگا روایات کے اندر اختلاف ہے مسلم کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ کھودا گیا۔ حافظ فرماتے ہیں کہ

۸ چھوٹا سا کھودا جائیگا جس سے بھاگنا ممکن ہو ... واللہ صلی علیہ۔ ابوداؤد، ترمذی، نسائی کے اندر ہے کہ نماز نہیں پڑھی گئی اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نماز پڑھی دونوں کے اندر تعارض ہو گیا۔ علامہ منذری نے جمع کیا کہ صلوۃ سے مراد دعا ہے حافظ فرماتے ہیں کہ دعا مراد لینا صحیح نہیں کیونکہ مصنف اور سنن ابی قرة کے اندر ایک روایت ہے کہ اول دن نماز نہیں پڑھی گئی اور دوسرے روز آپ نے نماز پڑھی

٨ لیکن صحیح یہی ہوگا کہ جس روایت کے اندر ہے کہ صبح علیہا اس میں یوم ثانی مراد ہے اور جس کے اندر ہے کہ نماز نہیں پڑھی اس کی
مراد یوم اول ہے۔ بعض لوگوں نے کہا کہ جو مثبت ہے وہ نفی پر راجح ہوگا۔ اب اس مسئلہ کے اندر اختلاف
ہے کہ محدود و مرجوم کی نماز پڑھی جائیگی یا نہیں شافعیہ حنابلہ کی ایک روایت اور حنفیہ کے نزدیک نماز پڑھی
جائیگی امام مالک فرماتے ہیں کہ اہل فضل کو نماز نہیں پڑھنی چاہیے اور عوام پڑھ سکتے ہیں ص٣١٠ عن بریدۃ
اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اس عورت پر رجم بچہ جننے کے فوراً بعد نہیں ہوا بلکہ دودھ چھڑانے کے بعد رجم کیا گیا ہے
اور مسلم کے اندر ہے کہ فوراً رجم کر دیا گیا لیکن صحیح دونوں کے اندر ہے کہ مسلم کی روایت میں اختصار ہے
اس مسئلہ کے اندر اختلاف ہے کہ بچہ کے دودھ پینے تک مہلت دی جائیگی یا نہیں امام اعظم فرماتے ہیں کہ
اگر اس بچہ کے لئے کوئی اور کفالت کرنے والا نہ ہو تو اس کو مہلت دی جائیگی۔ امام صاحب کی ایک روایت یہ ہے کہ
فوراً رجم ہوگا اور ایک روایت یہ ہے کہ اگر دودھ پلانے والی نہ ملے تو انتظار ہوگا صاحبین فرماتے ہیں کہ
٢٧ یہی مذہب مالکیہ کا بھی ایک روایت ہے ص٣١٠/٢٧ عن ابی ہریرۃ۔ امۃ اگر زنا کرے تو اس کو کوڑے لگائے جائیں گے 63
خود مولیٰ ہی مارے گا اور امام شافعی کے نزدیک آقا لگوائیگا فلیجلدھا اس امر کے اندر اختلاف ہے کہ
یہ منصب کس کا ہے یا منصب کس کا جمہور کے نزدیک آقا کا ہے اور احناف و ظاہریہ کے نزدیک حاکم الجزائی ہے
٣١١/٦ الفصل الثانی عن ابی ہریرۃ ص٣١١/٦۔ علامہ طیبی فرماتے ہیں اس سے معلوم ہوا کہ اگر وہ اپنے اقرار زنا کے بعد رجوع کرے تو 65
صحیح ہے اور حد ساقط ہو جائیگی حنفیہ اور حنابلہ کا یہی مذہب ہے اور یہی ایک روایت امام شافعی و امام مالک
کی ہے۔ دوسری روایت امام شافعی امام مالک کی اور ابوثور کے نزدیک حد ساقط نہ ہوگی اور رجوع صحیح نہ ہوگا
١٩ عن عائشۃ ص٣١١/١٩۔ اقیلوا ذوی الہیئات عثراتہم الا الحدود۔ علامہ ماوردی اس کا مطلب بیان کرتے ہیں کہ صغائر کو 69
ذکر کر دیا ہے ٢٢ حد کا مطلب یہ ہے کہ جس شخص نے کسی پر تہمت لگائی ٣٢ اس پر حد لگے گی ص٣١٢ عن جابر۔ 73
علامہ اشرف شارح مصابیح فرماتے ہیں کہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ایک حد دوسرے قاتل کی نہیں ہو سکتی علامہ علی قاری
٣١٢/٢ فرماتے ہیں کہ یہ مطلقاً کہہ دینا صحیح نہیں ہے ص٣١٢ عن سعید بن سعد۔ محقق ابن ہمام فرماتے ہیں کہ اس حدیث کے اندر 74
جو صورت بیان کی گئی ہے یہی مذہب ہے بشرطیکہ اس کی صحت کی امید نہ ہو اور وہ سو ١٠٠ شمراخ (ٹہنیں) والا
٧ کا گچھا لگ جائیگا ص٣١٢ عن عکرمۃ۔ عامل عمل قوم لوط کے حکم میں علماء کا اختلاف ہے امام شافعی امام احمد اور صاحبین 75
کے نزدیک حد زنا ہے اور مفعول بہ کو حد ہوگی یا نہیں اس کے اندر دو قول ہیں دوسری روایت امام احمد امام شافعی کی
یہ ہے کہ دونوں کو رجم ہوگا ایک روایت امام شافعی کی ہے کہ قتل ہوگا۔ امام صاحب کے نزدیک تعزیر ہے اور اصل
حضرات صحابہ کرام کے بارے میں اختلاف ہے کہ ان کا عمل کیا تھا حضرت ابوبکر، حضرت علی،
حضرت عبداللہ بن زبیر، ہشام بن عبدالملک رضوان اللہ علیہم اجمعین نے لوطی کو آگ میں جلا دیا حضرت ابوبکر
٨ نے لوطی پر دیوار گروائی ص٣١٢/٨ عن ابن عباس۔ امام ابوحنیفہ کے نزدیک بہیمہ سے جماع کی صورت میں تعزیر ہے 76
١٢ اور یہ حدیث تشدید پر محمول ہے ص٣١٢/١٢ الفصل الثالث عن نافع۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جس عورت 80
١٩ سے اکراہ کی حالت کے اندر زنا کیا جائے اس پر حد واجب نہیں ہے ص٣١٢/١٩ عن یزید بن نعیم۔ فاطمہ جاریہ 81
اس حدیث کا نام فاطمہ بیان کیا گیا ہے۔

باب قطع السرقة

۳۱۳ / ۱۱ سرق یسرق ضرب یضرب سے آتا ہے سرقہ بکسر الراء و بفتح الراء دونوں مصدر ہیں اور بفتح الراء سارق کی جمع بھی ہوتی ہے اصطلاح کے اندر کہتے ہیں اخذ مال الغیر خفیۃ لیکن شرط یہ ہے کہ وہ مال محرز ہو نیز نصاب معین ہونا چاہیئے اگر کم ہے نصاب سے تو قطع ید نہ ہوگا اب اسکے اندر اختلاف ہے کہ نصاب سرقہ کتنا ہے حضرت حافظ عسقلانی نے لکھا ہے کہ تقریباً بیس قول اسکے اندر ہیں (۱) جو قلیل و کثیر کے اندر قطع ید ہوگا یہی مذہب اہل ظواہر کا ہے (۲) جو قلیل و کثیر کے اندر قطع ید ہے مگر تافہ کے اندر یعنی ایسی شی جو مثلاً جاکر سے گر جائے تو اسکو وہ نہ اٹھائے یعنی حقیر چیز کے اندر قطع نہیں ہے (۳) ایک درہم اور اسکا زیادہ کے اور اسکا زیادہ کے اندر قطع ہے یہ مذہب عثمان البتی کا (۴) بعض سلف کا مذہب ہے کہ دو درہم دو درہم کا زیادہ ہے کے اندر قطع ہے (۵) تین درہم اور اسکی زیادہ کے اندر قطع ہے یہ مذہب ہے امام احمد اور امام مالک کا (۶) ابوہریرہ اور ابو سعید فرماتے ہیں کہ چار درہم سے کم کے اندر قطع نہیں ہے (۷) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ پانچ درہم کے اندر انہوں نے قطع ید فرمایا (۸) حضرت عمر فرماتے ہیں کہ لا تقطع الخمس الا فی الخمس حافظ ابن کثیر فرماتے ہیں کہ اسکا مطلب ہے کہ پانچ دینار یا پچاس درہم کے اندر ہاتھ کی پانچوں انگلیاں قطع ہوں گی (۹) ابراہیم نخعی فرماتے ہیں کہ چالیس کے اندر قطع ہے (۱۰) امام شافعی کے نزدیک ربع دینار کے اندر قطع ید ہے (۱۱) امام مالک فرماتے ہیں کہ ربع دینار یا تین درہم کے اندر قطع ہے یہ تو احد النقدین کے اندر ہے اور ان کے ماسوا کے اندر وہ چور کاٹا جائیگا میں قطع ہے جسکی قیمت تین درہم کے بقدر ہو (۱۲) امام احمد کی ایک روایت ہے کہ ربع دینار اور ثلث درہم کے اندر قطع ہے یہ تو احد النقدین کے اندر ہے اور ان کے ماسوا کے اندر قیمت لگائی جائیگی اور جس کی قیمت اقل النصاب کو پہنچے اسکے اندر قطع ہے (۱۳) حضرات احناف فرماتے ہیں کہ دس درہم سے کم کے اندر قطع نہیں ہے یہی مذہب عطاء کا ہے اور ہمارا مستدل حضرت ابن عباس کی روایت ہے کہ حضور نے قطع کیا ایسے مجن کے اندر جسکی قیمت عشرۃ دراہم تھی ابن مسعود کی حدیث ہے لا تقطع الید الا فی عشرۃ دراہم۔ امام محمد فرماتے ہیں کہ ہم نے متیقن کو اختیار کیا کیونکہ شبہات سے حد ساقط ہو جاتی ہے آپ نے ڈھال کے سرقہ میں قطع ید فرمایا ہے اور اسکی قیمت بعض کے نزدیک تین درہم اور بعض کے نزدیک پانچ درہم اور بعض روایت کے اندر دس درہم ہے اور ان میں متیقن عشرۃ دراہم ہے اسلئے ہم نے اسکو اختیار کیا تاکہ اس کے تمام مقدار اسکو شامل ہو جائے

۱۴ **الفصل الاول** ص ۳۱۳ **عن ابی ہریرۃ** اسی حدیث سے اہل ظواہر نے استدلال کیا کہ آپ نے بیضہ اور رسی کے اندر بھی قطع ید فرمایا ہے اسکا مطلب ہوا کہ قلیل و کثیر کے اندر قطع ید ہے جمہور نے اسکا جواب دیا کہ یہاں بیضہ سے مراد انڈا نہیں بلکہ اس سے مراد خود ہے یعنی لوہے کی ٹوپی اور رسی سے مراد کشتی کی رسی ہے اور یہ دونوں قیمتی ہوتی ہے لہذا تمہارا استدلال کرنا کہ شی تافہ کے اندر بھی قطع ید ہے لیکن جمہور کا یہ جواب صحیح نہیں ہے بلکہ اصل بات یہ ہے کہ بیضہ اور حبل کے اندر قطع ید نہیں اور چونکہ آدمی سرقہ کی ابتداء ایسے ہی چھوٹے کام سے کرتا ہے اسلئے یہ سبب ہوتا ہے قطع ید کی جیسی چیزوں کے سرقہ کا تو اسلئے تشبیہاً ان کے اندر قطع کو ذکر کیا

3592

۳۲۲۵

3592 ۱۶ الفصل الثانی عن رافع — ثمر اور کثر ان دونوں کے اندر قطع نہیں ہے اور اس کی توضیح امام محمد نے استدلال کیا کہ جو کھانے والی چیز ہے اس کے اندر قطع ید نہیں ہے خواہ وہ محرز ہو یا نہ ہو کیونکہ وہ عام طور سے محرز نہیں ہوتا

96 ۲۳ اور امام شافعی اور امام احمد کے نزدیک اگر وہ محرز تھا تو اس کے اندر قطع ہے وعنہ — اس حدیث سے یہ مسئلہ معلوم ہوا کہ ثمر اور کثر کے بعد مقوی کی وجہ سے حد ساقط نہ ہوگی امام احمد امام شافعی اسحاق بن راھویہ کا یہی مذہب ہے اور یہی امام مالک کی ایک روایت ہے امام محمد نے جو طریقہ ہو گا اس کے اندر اختیار کیا وفیہ بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ ساقط نہ ہوگی حضرت امام صاحب کا مشہور قول ہے کہ اتفاق سے پہلے ساقط ہو گئی ہے تو امام صاحب کا استدلال اس حدیث سے ہے ہمارا نزدیک سے جواب یہ ہے کہ یہ حدیث مضطرب ہے کیونکہ بعض روایات کے اندر ہے کہ [illegible] علیہ کے ابیہ اور التقییم [illegible] ہوا — ابن حزم کہتے ہیں کہ یہ حدیث ثابت نہیں

3601 ۳۱۴/۱ عن بسر بن ارطاۃ — لا تقطع الایدی فی الغزو الخ اس کا مطلب یہی ہے یعنی غنیمت کو اگر کوئی شخص چوری کرے تو اس کے اندر قطع نہیں ہے کیونکہ اس میں اس مال کا حق ہوتا ہے جس کے اندر سارق کا حصہ ہو اور دوسرا مطلب ہے کہ غزوہ کے اندر قطع نہ ہونا چاہیے کیونکہ ممکن ہے کہ اگر قطع ید ہو تو وہ کفار کے ساتھ مل جائے

02 ۳ عن ابی سلمۃ — اگر سارق نے دوبارہ چوری کی تو جمہور کے نزدیک اس کا بایاں پیر کو قطع کیا جائیگا اس کے بعد ابن حزم کہتے ہیں کہ بایاں ہاتھ کا قطع ہوگا لیکن یہ قول جمہور کے خلاف ہے مذہب معتبر ہے اور اگر تیسری مرتبہ اس نے سرقہ کیا تو ائمہ ثلثہ کے یہاں بایاں ہاتھ اور چوتھی مرتبہ سرقہ کرنے کی صورت میں داہنا پیر کو قطع کر دیا جائیگا (امام احمد کی ایک روایت اور امام صاحب کے نزدیک تیسری مرتبہ قطع نہ ہوگا بلکہ تعزیر ہوگی چنانچہ حضرت علی کے سامنے جب یہ مسئلہ پیش ہوا تو انہوں نے فرمایا کہ مجھے شرم آتی ہے کہ اس کا ہاتھ کاٹوں کہ جس سے وضو وغیرہ کرتا ہے

03 ۵ اور تیسری مرتبہ سرقہ کیا اور اب اسے اپاہج ہو گیا عن جابر اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ پانچویں مرتبہ کے اندر قتل ہوگا ابو المصعب مالکی کا یہی مذہب ہے اور جمہور کے نزدیک یہ حدیث منسوخ ہے اور دوسرا جواب یہ ہے کہ یہ حدیث تعزیر پر محمول ہے

08 ۱۲ الفصل الثالث عن ابن عمرؓ اس غلام کو لایا گیا عبد اللہ بن عمرو بن حضرمی کا تھا اور جو آئینہ انہوں نے ان کی اہلیہ کا سرقہ کیا تھا اس کی قیمت ساٹھ درہم تھی اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر غلام مال سیدہ کو سرقہ کرے تو قطع نہیں ہے امام مالک فرماتے ہیں کہ مال سیدہ سرقہ کے اندر قطع نہیں لیکن اگر سید کی زوجہ کے مال کے اندر سرقہ ہے تو قطع ہوگا اگر ایسی جگہ سے سرقہ کیا ہو جہاں پر سکو جانے کی اجازت نہ ہو ....

09 ۱۶ عن ابی ذرؓ — تقطع ید النباش الخ اس مسئلہ کے اندر اختلاف ہے کہ نباش کا قطع ید ہوگا یا نہیں حنفیہ کے نزدیک قطع نہیں ہے اور ائمہ ثلثہ امام ابو یوسف حضرت عمر ابن مسعود حضرت عائشہ کا یہی مذہب ہے کہ قطع ید نہ ہوگا — حنفیہ کا مذہب ابن عباس، سفیان ثوری اوزاعی، زہری، مکحول امام محمد سے مروی ہے

باب الشفاعۃ فی الحدود

۳۱۴/۱۹

۱۹ الفصل الاول عن عائشۃ — امراۃ مخزومیہ اس کا نام فاطمہ ہے اس روایت کے الفاظ کے اندر اختلاف ہے بعض سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ عورت چوری کیا کرتی تھی اور بعض روایت کے اندر ہے کہ [illegible] 10

۳۲۴

۳۱۴/۱۹ پر لیا کرتی تھی اور پھر واپس نہیں کرتی تھی اسحاق بن راہویہ نے اس روایت سے استدلال کرتے ہوئے کہا کہ اگر کوئی عاریۃ 365
پر لی ہوئی چیز کا انکار کر دے تو قطع ید ہوگا امام احمد کی ایک روایت یہی ہے دوسری روایت ہے کہ قطع نہیں یہی جمہور کا
مذہب ہے ابن حزم کے نزدیک اسی کا مذہب مختار ہے۔ جمہور کہتے ہیں کہ وہ عورت پہلے وہ عاریۃ لیا کرتی تھی
اور بعد میں ایک مرتبہ اس نے چوری کی تو آپ نے اس پر قطع ید کیا اور طحاوی کے نزدیک قطع نہیں فرمایا تو گویا
دونوں ایک ہی واقعہ ہے۔ ابن حزم فرماتے ہیں کہ دونوں الگ الگ واقعے ہیں اور وہ فاطمہ تھی ایک
فاطمہ بنت سفیان بن الاسود اور ایک دوسری تھی جس کا نام فاطمہ بنت الاسود ہے ایک کا کام عاریۃ
۳۱۵/۲ لینا اور [illegible] والی دوسری عورت تھی ص ۳۱۵ **الفصل الثانی عن ابی امیۃ المخزومی** اس حدیث سے 12
معلوم ہوا کہ اس نے بار بار اقرار کیا امام ابو یوسف امام احمد کے نزدیک یہی مذہب ہے امام مالک امام صاحب امام شافعی
امام محمد کے نزدیک ایک مرتبہ سرقہ کا اقرار کافی ہے اور اس کا ہاتھ کاٹا جائے گا

۳۱۵/۱۰

ص ۳۱۵ باب حد الخمر

اس مسئلہ کے اندر اختلاف ہے کہ حد خمر کی کوئی مقدار متعین ہے یا نہیں؟ اس کے اندر مختلف اقوال ہیں:
(۱) بعض کے نزدیک کوئی مقدار متعین نہیں (۲) چالیس کوڑے (۳) چالیس سے اسی کوڑوں تک اور ہم
[illegible] کے اندر بعض کو [illegible] کہ وہ تعزیر میں داخل ہے اور بعض نے کہا کہ وہ حد کے اندر داخل رہیں گے
(۴) اسی تک ہے اس سے زیادہ نہیں ہے (۵) اسی سے بھی زیادہ ہے (۶) چوتھی مرتبہ اگر شراب پی یا
پانچویں مرتبہ تو قتل کر دیا جائے گا۔ تو یہ بعض علماء کے اقوال ہیں لیکن ائمہ اربعہ کے مذاہب کو سنیے۔ امام مالک
امام صاحب امام ثوری کے نزدیک اسی کوڑے ہیں امام احمد کی بھی ایک روایت ہے حضرت
امام شافعی کے نزدیک چالیس کوڑے ہیں حضرت امام احمد کی دوسری روایت یہی ہے اس [illegible] کا
حدیث ہے کہ اس سے کہ حضرت عمر نے ان سے مشورہ کیا ہے [illegible] تو انہوں نے اسی کوڑے بیان کئے
اور جن روایات کے اندر چالیس کا ذکر ہے وہ ممکن ہے کہ اس کے اندر دو شاخیں ہوں یعنی دو چابک
جب لگیں گے تو اسی ہو جائیں گے اور جن روایات کے اندر قتل کا ذکر ہے اس کا جواب یہ ہے کہ وہ منسوخ ہیں
محمول ہیں جواب شیخ دہلوی فرماتے ہیں کہ ممکن ہے کہ ابتداء اسلام کا وہ حکم ہو اور بعد میں منسوخ ہو گیا ہو
۳۱۶/۱ ص ۳۱۶ **الفصل الثالث عن عمیر بن سعید** اس مسئلہ کے اندر اختلاف ہے کہ اگر حاکم نے تعزیر یا حد جاری کر دیا اور اس کا 33
اس کو ضرب سے مار دیا تو کیا حکم ہے شافعیہ کے نزدیک دیت واجب ہوگی ایک روایت کی بناء پر اور ان کا قول ہے 33
اور ایک روایت ہے کہ بیت المال سے دیت دلائی جائے گی اور جمہور کے نزدیک کچھ واجب نہیں ہوگا یہ تو تعزیر کے اندر ہے
لیکن اگر حدود میں مثلاً زنا کے اندر یا شراب کے اندر حد جاری کی تو ان کے اندر بالاتفاق دیت واجب نہیں ہوگی

۳۱۶/۶

ص ۳۱۶ باب ما لا یدعی علی المحدود (الفصل الثانی)

ص ۳۱۶ / ۲۱ ۲۱ **عن علی** اس مسئلہ کے اندر اختلاف ہے کہ حدود رافع ذنوب ہیں یا ساتر ذنوب اگر تین کے نزدیک رافع ہیں یعنی 29
اس کا جو گناہ کیا ہے وہ حد سے ختم اور معاف ہو گی لیکن حنفیہ کے نزدیک ساتر ذنوب ہیں یعنی گناہ معاف نہیں ہوگا بلکہ اس کو
توبہ کی ضرورت ہے اور ان احادیث کے اندر توبہ کا ذکر نہیں ہوا اس لئے کہ جب اس پر حد قائم ہوگی تو اس کو توبہ کی توفیق ہوگی

٣٢٥

ص ۳۱۶ باب التعزیر

۳۱۶/۲۲ تعزیر کے معنی لغت کے اندر ادب دینے کے ہیں اور اصطلاح کے اندر کوڑوں کے ذریعہ ادب دینا جو حدود سے کم ہو اب
اس کے اندر اختلاف ہے کہ اس تعزیر کی مقدار متعین کیا ہے؟ لیث بن سعد، اسحق بن راہویہ کے نزدیک اس
کی زیادہ سے زیادہ مقدار دس کوڑے ہیں یہی امام احمد کا مشہور قول بلکہ معمول بہا قول ہے۔ امام مالک کے نزدیک
کوئی حد نہیں ہے۔ جمہور کے نزدیک دس سے زیادہ کوڑے لگائے جا سکیں گے لیکن اب اختلاف ہے کہ کتنی زیادتی جائز ہے
شافعیہ کہتے ہیں کہ اقل حدود کو نہ پہنچنا چاہیے اور اقل حد غلاموں کی بیس کوڑے اور احرار کی چالیس کوڑے
ہیں لہذا اس سے کم ہوگا انیس ۱۹ یا انتالیس ۳۹ اس کی مراد ہیں۔ امام صاحب کے نزدیک کم از کم
تین کوڑے اور زیادہ سے زیادہ ایک کم چالیس (امام ابو یوسف کے نزدیک پچھتر کوڑے) ابن ابی لیلیٰ کا
یہی مذہب ہے ایک روایت امام ابو یوسف کی ہے کہ ایک کم اسی کوڑے ہیں۔ حنابلہ کی دلیل باب کی پہلی
3630 حدیث ہے کہ لا یجلد فوق عشر جلدات الا فی حد من حدود اللہ۔ احناف کی طرف سے جواب ۱ یہ ہے کہ یہ حدیث منسوخ ۲۴
ہے چنانچہ حضرت عمر نے بیس کوڑے تعزیراً لگوائے اور حضرت عثمان نے چالیس کوڑے لگوائے۔ جواب ۲ یہ کہ
اس باب کی فصل ثانی کی دوسری حدیث ابن عباس کی ہے اس کی اول حدیث منسوخ ہے اور دلیل نسخ صحابہ کا عمل ہے
جواب ۳ یہ دس کوڑے کا مارنا حضور کے زمانہ میں تھا کافی ہے۔ جواب ۴ حضرت شاہ صاحب انور شاہ یہ حکم حضور
کیونکہ اس کو قرآن میں تعزیر سے تنبیہ ہو جاتی ہے۔ جواب ۵ الا فی حد من حدود اللہ میں حدود سے حقوق اللہ اور
اور تعزیر بھی اس کے اندر داخل ہے ابن دقیق العید اور ابن القیم [illegible] بعض علماء نے یہ نقل کیا [illegible]
کہ وہ وہ بعض حضرت شیخ الاسلام ابن تیمیہ ہیں۔ جواب ۶ حضرت شاہ عبدالعزیز فرماتے ہیں کہ اس سے مراد وہ ہے
جو کہ حد واجب ہو قرآن سے یا حدیث سے اور تعزیر کی مقدار اس میں کم یا زیادہ حدیث سے ثابت ہے لہذا یہ کل
33 حقوق الشرعیہ سے ہو گئے۔ ص ۳۱۷ **الفصل الثانی عن عمرؓ**: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مال غنیمت کے اندر خیانت کرنے ۳۱۷/۲
پر احراق ہوگا یہی امام احمد اور حسن بصری کا مذہب ہے اور ائمہ ثلاثہ کے نزدیک احراق نہیں ہوگا

ص ۳۱۷ باب بیان الخمر و وعید شاربہا

۳۱۷/۲ اس مسئلہ کے اندر اختلاف ہے کہ خمر کی کیا تعریف ہے؟ اس کے اندر دو مذہب ہیں ایک حضرت امام صاحب اور امام
ابو یوسف کا اور ایک حضرات ائمہ ثلاثہ اور امام محمد کا۔ امام صاحب اور امام ابو یوسف اس کی تعریف کرتے ہیں کہ ہو النی
من ماء العنب اذا اشتد و قذف بالزبد یعنی حقیقی شراب ہے اس کا مستحل کافر ہے اس کا ایک قطرہ اگر
اور اس کے پینے والے پر حد لگائی جائے گی اس کی قیمت شریعت کے اندر کچھ نہیں ہے یہ سب اس کی حرمت کے احکام ہیں
اور اس کے علاوہ تین شرابیں اور ہیں طلاء، نقیع التمر، نقیع الزبیب۔ طلاء کو عصیر بھی
کہتے ہیں اور اس کی دو قسمیں ایک باذق ایک منصف۔ طلاء ~~[illegible]~~ کہتے ہیں انگور
کے شیرے کو خوب جلایا جائے یعنی کہ وہ دو ثلث سے کم جل جائے اب دو حال سے خالی نہیں یا تو نصف
جل گیا یا اس سے زیادہ اگر نصف جلا تو منصف ورنہ اس کو باذق کہتے ہیں۔ نقیع التمر اور نقیع الزبیب
یہ ہے کہ چھوارے اور کشمش کو پانی میں ڈال دیا جائے حتیٰ کہ وہ سڑ جائے جھاگ مارنے لگے اور خوب
گاڑھا ہو جائے یہ تینوں بھی اس معنی کی خمر ہیں اور حرام ہیں لیکن فرق یہ ہے کہ خمر کی حرمت قطعی ہوگی اور ان کی

3633 کی حرمت ظنی ہے لہذا احکام کے اندر فرق ہوگا وہ یہ کہ ان تینوں کا تحمل کافر نہیں۔ اسکار یک قطرہ پینے سے حد ۳۱۷/۲
واجب نہیں ہوگی بلکہ اتنی مقدار سے حد واجب ہوگی جس سے اسکار پیدا ہو جائے اور ان چاروں کے ماسوی جو
گیہوں، جو، اور جوار، شہد کی شراب ہوتی ہے ان کا پینا جائز ہے الا یہ کہ حد سکر کو پہنچ جائے
ائمہ ثلاثہ اور امام محمد فرماتے ہیں کہ آپ نے جو خمر کی تعریف کی ہے کرم اور عنب (انگور) گویا کہ شراب کو
خاص کر دیا یہ صحیح نہیں بلکہ کل ما خامر العقل کو خمر کہیں گے اور جو بھی اسکار کا سبب ہو قلیل ہو یا کثیر سب
برابر ہیں ان لوگوں کا مستدل باب کی پہلی حدیث ہے کہ آپ نے کھجور اور عنب وغیرہ تمام دانوں کی شراب کو
ایک قرار دیا ہے ایسے ہی ابن عمر کی حدیث کے اندر صاف وارد ہوا کل ما خامر العقل فهو خمر وارد ہوا
محقق ابن ہمام فرماتے ہیں کہ یہ کلام اور اس قسم کی تمام احادیث تشبیہ پر مبنی ہے کیونکہ ان کے اندر بھی
صفت اسکار پائی جاتی ہے یہ مطلب نہیں ہے کہ یہ بھی عین خمر ہیں اور دلیل اسکی یہ ہے کہ حضرت انس کی
حدیث کے اندر ہے حرمت الخمر حین حرمت وما نجد خمر الاعناب الخ اس سے خود معلوم ہوگا کہ اس زمانہ میں
خمر کا اطلاق عنب کی شراب پر ہوتا ہے ایسے ہی ایک شاعر کہتا ہے ع ان فی الخمر معنی لیس فی العنب
اس سے بھی معلوم ہوا کہ خمر عنب ہی ہے اور دوسری شرابیں الگ قسمیں رکھتی ہیں ائمہ ثلثہ کا مستدل اس فصل [illegible]
کی دوسری حدیث حضرت جابر اور تیسری حدیث حضرت عائشہ کی حدیث ہے۔ محقق ابن ہمام ان احادیث
کا جواب دیتے ہیں کہ حرمت سے مراد وجوب حد لازم نہیں آتا لیکن صاحب ہدایہ نے لکھا ہے کہ خمر کے علاوہ دیگر
تمام شرابوں کا پینا اہل التقوی جائز ہے اور مستی کے طور پر پینا جائز نہیں ہے لیکن آج کل فتوی امام محمد
3640 کے مذہب پر ہے **الفصل الاول عن ابی قتادة** :- اس مسئلہ کے اندر اختلاف ہے کہ نہی عن خلیط ۳۱۷/۱۶
التمر والزبیب کے اندر نہی کیسی ہے امام احمد امام مالک کے نزدیک نہی تحریمی ہے امام شافعی کے نزدیک نہی تنزیہی
ہے جبکہ اس کے اندر اسکار ہو جائے حنفیہ کا مسلک بھی یہی ہے ابن عابدین نے امام اول کی ایک روایت یہی
نقل کی ہے اب یہ کہ آپ نے منع کیوں فرمایا اس کا جواب یہ ہے کہ خلیطین کے اندر اسکار جلد ہو جاتا ہے
41 بعض نے کہا کہ اس وقت قلت بہت تھی اب چونکہ وسعت ہوگئی ہے لہذا اب جائز ہے **عن انس** :- ۱۷
اس حدیث سے معلوم ہوا کہ تخلیل خمر جائز نہیں ہے یہی مذہب ہے امام احمد کا۔ حضرت امام صاحب، لیث بن سعد، امام اوزاعی
کے نزدیک جائز ہے امام شافعی فرماتے ہیں کہ جس خمر کو دھوپ (تشمیس) کے ذریعہ سرکہ بنایا گیا ہے وہ جائز
ہے اور اس کے ماسوا حرام ہے دوسرا قول ہے کہ ماسوی کے اندر بھی جائز ہے۔ امام مالک کے اس بارے میں
تین قول ہیں (۱) تخلیل جائز نہیں ہے اور نہ وہ سرکہ بننے سے پاک ہوگی (۲) تخلیل بھی جائز ہے اور سرکہ بننے
کے بعد وہ پاک بھی ہو جائیگی (۳) تخلیل تو جائز نہیں لیکن اگر اسکو سرکہ بنا لیا تو پاک ہو جائیگی
یہ حدیث حنفیہ کے خلاف ہے اور ایسے ہی فصل ثانی کے اندر حضرت انس کی حدیث سے بھی عدم جواز معلوم ہوا ان تمام
کا ملا علی قاری نے جواب دیا کہ چونکہ اس وقت خمر کا زمانہ قریب تھا اور لوگوں کے دلوں میں اس کی محبت اور
انسیت موجود تھی تو ان تمام کو ختم کرنے کیلئے آپ نے منع فرما دیا ایسے ہی ان کے برتنوں کو تڑوا دیا ہے
54 **الفصل الثالث عن ابی امامة** :- اس حدیث کے اندر محقق معازف کے چھ معنی ہیں کھیل تماشے کے آلات ان آلات کی آواز ۳۱۸/۱۴
دف، مزمار، غناء، لہو کھیل تماشہ

کتاب الامارۃ والقضاء

قضاء کے معنی لغت کے اندر ~~[illegible]~~ منع کے ہیں حکمۃ الدابۃ یعنی گھوڑے کی لگام کو بھی اسی لئے کہتے ہیں اور ۳۱۸/۲۵

3661 اصطلاح کے اندر احکام الٰہی اور انفاذ الحکم کو کہتے ہیں **الفصل الاول عن ابی ھریرۃؓ** انما الامام جنۃ ۲۵

اسکا مطلب یہ نہیں ہے کہ اسکو حفاظت کیلئے دشمن کے سامنے ڈھال بنا کر کھڑا کیا جائیگا بلکہ مطلب

62 ہے کہ اسکی تدابیر کے پیش نظر اپنی حفاظت کی جاتی ہے ص ۳۱۹ **عن ام الحصین** اس حدیث کا مضمون اور حدیث ۳۱۹/۱

کے مخالف ہے جسکے اندر ہے کہ الائمۃ من القریش اسکا جواب۱ اس کے دو ہو سکتے ہیں یعنی اگر وہ غلبہ پاکر

امیر ہو جائے تو اسکی اطاعت ضروری ہے جواب۲ اس امر سے چھوٹا سا امیر مراد ہے جسکو بادشاہ نے

مقرر کیا ہے جواب۳ یہ حدیث فرض وتقدیر پر محمول ہے جسکے وقوع ضروری نہیں ہے اور بالفرض عبد ہے

66 دل ماکان کے اعتبار سے ہے کیونکہ عبد فی الحال کو امیر بنانا جائز نہیں ہے ص ۳۱۹ **عن عبادۃ بن الصامت** ۷

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ فسق کی وجہ سے قاضی معزول نہیں ہوگا یہی جمہور کا مذہب ہے ظاہریہ کے نزدیک معزول

ہو جائیگا یہی ایک وجہ شوافع کی ہے لیکن امام نووی نے اسکو غلط اور باطل قرار دیا ہے اسی طرح

مسئلہ کے اندر بھی اختلاف ہے کہ فسق امیر کی وجہ سے خروج جائز ہے یا نہیں دونوں قول ہیں ۔

75 ص ۳۲۰ **عن ابی ھریرۃؓ** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر ایک کو خلیفہ بنا دیا تو دوسرے کو خلیفہ نہیں بنایا جائیگا ۳۲۰/۲

یہی ائمہ اربعہ کا مذہب ہے امام الحرمین فرماتے ہیں کہ اگر دار الاسلام بہت وسیع ہو تو بیعت خلیفہ ثانی

80 کا احتمال ہے ص ۳۲۰ **عن عبد الرحمن بن سمرۃ** اس حدیث کے اندر طلب امارۃ وقضاء سے ممانعت وارد ہوئی ہے ۱۴

کیونکہ آدمی اگر خود طلب کریگا تو اسکی اعانت من جانب اللہ نہیں ہے اور ص ۳۲۱ پر ایک حدیث ابوھریرہ

کی ہے کہ اگر کسی نے قضاء کو طلب کیا اور اسکا عدل اسکے جور پر غالب ہو گیا تو اسکے لئے جنت ہے تو

عدل کی صورت میں جواز معلوم ہوا تو دونوں حدیثوں کے اندر تعارض ہے حافظ عسقلانی جواب۱ دیتے

ہیں کہ اگر طلب کرنے کے بعد عدل کریگا تو اعانت ضروری نہیں ہے لہذا کوئی تعارض نہیں ہے لیکن یہ جواب صحیح نہیں ہے

کیونکہ آدمی عدل اسی وقت کریگا جبکہ اللہ کی اعانت ہو اس لئے یہ جواب۲ دیتے ہیں کہ مراد اپنے لئے

طلب کرنا ہے اور اس سے منع فرمایا اور دوسری حدیث کے اندر دوسرے کیلئے طلب کرنے کو فرمایا اور اسکی ممانعت

نہیں ہے جواب۳ یہ اگر حقوق کو جاہلوں کے لئے طلب کرتا ہے تو جائز ہے اور اگر طمع وحرص کیلئے طلب

84 کرے تو جائز نہیں ہے ص ۳۲۱ **عن ابی ھریرۃؓ** اس حدیث کے اندر وارد ہوا حتی یقع فیہ یہ غایت ہے یکرھون کی یعنی جب ۲۴

وہ شخص اس امر کے اندر واقع ہو جائیگا تو پھر اسکو اشد الناس نہیں پاؤ گے بعض لوگوں نے کہا کہ یہ غایت ہے

کراھیۃ کی یعنی وہ مکروہ اس امر کو واقع ہونے سے پہلے سمجھتا ہے اور جب اسکے اندر واقع ہوگا تو مکروہ نہیں

سمجھیگا بعض لوگ کہتے ہیں کہ اس سے مقصود بیان واقع ہے کہ عام طور سے ایسا ہوتا ہے کہ آدمی ابتداء میں

کراہت کرتا ہے اور بچنا چاہتا ہے اپنے کو اور لیکن آخر کار وہ کام اسکو کرنا پڑتا ہے ۔

90 ص ۳۲۱ **عن عبد اللہ بن عمروؓ** ان المقسطین المقسط کے معنی ظلم کے ہیں اور یہ باب افعال کے اندر جب جائیگا ۳۲۱/۷

تو سلب ماخذ ہو کر عدل کے معنی میں ہو جائیگا اور یہی عادل لوگ مراد ہیں منابر من نور ہو یا نور کے ۸

حقیقی نور کے منبر مراد ہیں یا اسکے مراد بلند مراتب ہیں امام نووی فرماتے ہیں کہ اول معنی زیادہ مناسب ہیں

3690 کیونکہ تمام ہی معنی تو ان کے لیے لازم ہیں یمین الرحمٰن سے مراد اللہ تعالیٰ کی اعانت ہے ، آگے فرمایا کہ وکلتا ۳۶۱/۸
یدیہ یمین ۔ مقصود یہ ہے کہ جب یمین الرحمٰن کہا گیا اور یمین لیا [illegible] ذہن میں آتا ہے تو یہ گمان ہوا کہ [illegible]
یمین کے مقابل [illegible] لیسار ثابت ہو جاوے گا اور [illegible] عیب کی چیز ہے تو اس [illegible] کی نفی [illegible] فرما دی

911 ص ۳۲۴ عن ابی سعید [illegible] فرماتے ہیں کہ اس سے دو سے مراد شیطان اور ملک ہے (۲) اس سے مراد ۹
نفس امارہ اور نفس مطمئنہ ہے (۳) اس سے مراد دو [illegible] ہیں اب یہ کہ حضور کی [illegible] اور [illegible]
بھی ایک فرشتہ اور ایک شیطان ہوگا جو [illegible] اپنے اپنے کام میں مشغول رہتا ہوگا لیکن اس کا جواب یہ ہے کہ
99 حضور کے پاس دونوں اگرچہ موجود ہیں لیکن آپ کا شیطان مسلمان ہو گیا ص ۳۳۱/۲۶ عن غالب القطان اس حدیث کے ۲۶
اندر [illegible] ہوا کہ [illegible] (چودھری) نہ بننا چاہیے حالانکہ [illegible]
ص ۳۲۵ پر ایک حدیث [illegible] حسن بن [illegible] ہوتا ہے دونوں کے اندر جمع [illegible]
چونکہ [illegible] عام طور سے ظلم کرتے ہیں تو اس [illegible] کی وجہ سے [illegible] نفس [illegible] ہیں کوئی حرج نہیں

3703 ص ۳۲۶ عن عقبۃ بن عامر اس حدیث سے معلوم ہوا کہ [illegible] حالانکہ [illegible] ۳۲۲/۹
[illegible] اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ [illegible] سے وہ [illegible] مراد ہے جو [illegible]

05 ص ۳۲۷ وعنہ قال [illegible] کے پاس [illegible] اس حدیث کے اندر افضل الجہاد قرار دیا گیا حالانکہ ۱۳
جب جہاد کے اندر [illegible] ہوتی ہے کہ [illegible] کا [illegible]
[illegible] کہ [illegible] ہوتا ہے کہ [illegible] تو اس کو افضل الجہاد اس کو قرار دیا گیا
[illegible] ابو داؤد کی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ [illegible]
اگر شریعت کے خلاف [illegible] تو صبر کرنا چاہیے [illegible] اس کا جواب یہ ہے کہ [illegible] جہاد
باللسان کو افضل قرار دیا گیا [illegible] کی حدیث میں جہاد باللسان کا ذکر ہے تو [illegible]

16 ص ۳۲۳/۸ کیونکہ [illegible] الفصل الثالث عن یحییٰ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ۳۲۳/۸
دنیا دار الجزاء ہے حالانکہ [illegible] جواب یہ ہے کہ [illegible] ۳۲۴/۱۱

باب العمل فی القضاء (الفصل الاول)

اس باب کے پہلے حدیث [illegible] اللہ [illegible]
31 ص ۳۳۴/۱۲ عن ابی بکرۃ [illegible] اس [illegible] کے ۱۲
اندر فیصلہ نہ کرنا چاہیے [illegible] کی حالت [illegible] اس کی حالت [illegible]
[illegible] اختلاف ہے کہ اگر غصہ کی حالت کے اندر فیصلہ کر دیا گیا تو کیا حکم ہے؟ جمہور کے نزدیک اگر حق
کے مطابق فیصلہ کیا گیا تو نافذ ہوگا ورنہ نہیں ۔ بعض حنابلہ کے نزدیک نافذ نہ ہوگا اور [illegible]
[illegible] یا تو فیصلہ کر [illegible] یا فیصلہ کرنے کے [illegible]
32 ص ۳۳۵/۱۳ [illegible] ہوگا [illegible] عن عبد اللہ بن عمرو [illegible] ۱۳
[illegible] مجتہد [illegible] کے نزدیک [illegible] اور جمہور کے نزدیک [illegible]

[illegible] مسلم ۷۶

۳۲۱/۳ ابن ہمام فرماتے ہیں کہ اس میں اختلاف ہے کوئی ثمرہ مرتب نہ ہوگا کیونکہ جو لوگ کہتے ہیں کہ ثواب نہیں اسکا مطلب یہ کہ 3732
اسکی خطا پر ثواب نہیں اور جو فریق قائل ہیں وہ کہتے ہیں کہ اجتہاد کی وجہ سے ثواب ملے گا ہوگا ۔
لیکن ابن امیر حاج فرماتے ہیں کہ بعض نتائج کے اندر اختلاف ہے کہ ثواب اسکو اجتہاد کا ملتا ہے یا خطا کا
اور اس صورت کے اندر اختلاف کا ثمرہ ظاہر ہوگا ۔ امام ابوحنیفہ سے منقول ہے آپ نے یہ نقل کیا کہ کل مجتہد مصیب
اسکا یہ مطلب نہیں کہ ہر مجتہد مصیب ہے بلکہ وہ قوۃ اجتہاد کے اندر مصیب ہوتا ہے اور دوسرا مطلب یہ کہ اجتہاد کی جہتیں
مختلف ہوتی ہیں تو ہر ایک ایک جہت کے اندر مجتہد مصیب ہوتا ہے اب ایک اشکال ہوگا جب ہر
مجتہد مصیب ہے تو ہم حنفی لوگ کیوں کہتے ہیں کہ حق صرف ایک ہے اسکا کیا مطلب ہے اسکا جواب علامہ کشمیری دیتے ہیں کہ

۳۲۲/۱۵ 33 **الفصل الثانی عن ابی ھریرۃ** ص۳۲۲/۱۵ فقد ذبح بغیر سکین الخ اسکے مطلب میں مختلف قول ہیں (۱) اسکی تباہی
دینی اور دنیوی ہوگی (۲) چونکہ ذبح سکین سے ہوتا ہے تو جلدی ہوتا ہے اور بغیر سکین کے ذبح میں مشکل اور بہت مشقت
اور تاخیر سے ہوگا تو گویا ذبح ہوگیا ذات الہی مقصود ہے (۳) بعض لوگ کہتے ہیں کہ اس سے ذات الہی مقصود نہیں
بلکہ یہ تو غیبت اللہ مقصود ہے جیسے ارشاد فرمایا کہ شہوات بہت مشکل سے ختم ہوتی ہیں لیکن جو شخص
قاضی بنایا جاوے اسکی شہوات بہت آسانی سے بغیر کسی مشقت کے ختم ہو جاتی ہیں (۴) بعض لوگ
۱۹ 35 کہتے ہیں کہ یہ مشقت اور صبر سے کنایہ ہے **عن بریدۃ** ص۳۲۲/۱۹ رجل قضی للناس علی جھل الخ یعنی یہ بتلانا مقصود
36 ہے کہ اگر جاہل نے فیصلہ کردیا تو خواہ وہ حق ہو یا باطل اسکا فیصلہ معتبر نہیں ہے **عن ابی ھریرۃ** ص۳۲۲/۲۱
ثم غلب عدلہ علی جورہ الخ یعنی عدل کے اندر اتنی قوت ہو جاتی ہے کہ ظلم سے روک دے گویا تمام اعمال عادل کے ہوں تو
کوئی ظلم کی آمیزش ہی نہ ہو ۔ علامہ تورپشتی فرماتے ہیں کہ یہ مراد نہیں کہ ظلم بالکل ہی صادر نہ ہو بلکہ مطلب
ہے کہ عدل کے اندر غلبہ رہے اگرچہ اسکے اندر ظلم کی بھی آمیزش ہو تو گویا فلاح ممکن ہے لیکن غلبہ کا
۲۳ 37 ذکر رہے گا **عن معاذ بن جبل** ص۳۲۲/۲۳ اس حدیث پاک کے اندر پہلے کتاب کو پھر سنت پھر قیاس کا ذکر ہے یہاں
ایک اشکال ہے وہ یہ کہ حضرت عمر کے انتقال کے بعد خلافت کو چھ حضرات کے درمیان رکھا جن میں حضرت عثمان
حضرت علی عبد الرحمن بن عوف بھی تھے اور تین باقی الگ ہوگئے تھے بعد میں حضرت عبد الرحمن بھی الگ ہوگئے
اور لوگوں سے پوچھتے رہا کرتے تھے حضرت علی سے اس بارے میں گفتگو کی تو انہوں نے فرمایا کہ ہم اجتہاد سے کام
کریں گے اور حضرت عثمان سے گفتگو ہوئی تو انہوں نے فرمایا کہ سیرۃ الشیخین کو ہم سامنے رکھیں گے تو اب سوال
یہ ہے کہ حضرت معاذ نے کتاب و سنت کے بعد قیاس کا ذکر کیوں کیا سیرۃ الشیخین کا ذکر کیوں نہیں فرمایا اسکا
جواب یہ ہے کہ اس وقت تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم خود موجود تھے سیرۃ الشیخین کہاں تھی جواب ۲ اگر بعض
اس وقت بھی تھی تو وہ معروف طور پر نہیں تھی دوسرا اشکال ہے کہ جو بات صحابی نے حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم
سے مبارک بات سنی ہے وہ بات قطعی ہے اور اس قسم کی روایات قطعیت کے اندر لہذا سنت
کا درجہ قرآن کے برابر ہونا چاہئے ۔ اسکا جواب یہ ہے کہ ثبوت کے اعتبار سے فرق ہوگا کہ کتاب خالق
کا کلام ہے اور سنت مخلوق کا کلام ہے جواب ۲ بعض صحابہ نے بعض روایات آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں سنی ہیں

37 ۳۲۴/۲۳ دو قطعی نہیں ہیں۔ دوسری بات اس حدیث سے معلوم ہوئی کہ قیاس کا ثابت ہے چنانچہ جمہور امت کا اجماع ہے

کہ قیاس کا ثبوت ہے نظام معتزلی نے اور ظاہریہ نے داود ظاہری اس کے منکر ہیں حضرت ابن مسعود، ابن سیرین

39 ۳۲۵/۱ شعبی سے بھی انکار مروی ہے جمہور کے نزدیک جو شبہ والا ہو اس کا اعتبار ہے عن **علی** ص ۳۲۵ فلا تقض للاول

حتی تسمع کلام الآخر اس سے معلوم ہوا کہ قضاء علی الغائب جائز نہیں ہے۔ امام شافعی کے نزدیک جائز ہے

بہرحال متفق علیہ یہ ہے کہ حقوق العباد میں اس کا اجرا جائز ہے حقوق اللہ میں اس کا اجرا جائز نہیں ہے۔ **الفصل**

42 ۱۲ **الثالث عن سعید** ص ۳۲۵/۱۲ بن المسیب [illegible] اس پر اشکال ہے کہ حضرت عمر تو شہید کیے گئے [illegible] کی طرح

اس کو [illegible] مارا جواب یہ ہے کہ بطور مبالغہ کی گئی عداوت کی وجہ سے شہید نہیں ہوئے جواب ۲ اس کا کلام مستقبل

ہوتا ہے کہ حضرت عمر کا شہید قطعی تھا حالانکہ یہ شہید اجتہادی تھا کہ مسلمان کا احتمال ہے تو اس کا بالکل

43 ۱۵ قطعی کہہ دینا ہے۔ جواب ۳ اس کا یہ ہے جاہلیت کی وجہ سے کہا تھا **عن ابن موہب** ص ۳۲۵/۱۵ علی ان القاضی

کہ قاضی بننا رخصت ہے لیکن اگر حقوق کے ضیاع کا خوف ہے تو پھر قاضی بننا واجب ہے

باب رزق الولاة وهداياهم

ص ۳۲۵ (الفصل الاول) ۳۲۵/۲۳

ہدایا جمع ہے ہدیہ کی جو سامنے کیے گئے مال کو کہتے ہیں ایک دور شے مقرر کیا جاتا ہے اور اسکو دیا جاتا ہے اور رزق

یہ ہے جو مرتزقہ کو بیت المال سے مقرر کیا جاتا ہے مثلاً اقوال الکافرہ والطروع و الفقراء و

47 ۲۶ **عن عائشة** ص ۳۲۵/۲۶ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اپنی اجرت اس قدر لینی جائز ہے جتنی ضرورت ہو۔ فرمایا کہ

ویحترف للمسلمین فیه اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ تجارت کرے گا جو نفع ہوگا وہ بیت المال کا اندر مسلمانوں

کا مال میں داخل کر دیا جائیگا دوسرا مطلب ہے کہ مسلمانوں کا کام کروں گا اور ان کے عوض کو پورا کروں گا

53 ۳۲۶/۱۲ اس اجرت کے بدلے جو ان مسلمانوں کے اموال سے ہوں گا **الفصل الثانی عن عبد اللہ بن عمرو** ص ۳۲۶/۱۲ تین شخص ہیں

راشی مرتشی رائش اور وہ جو رشوت دینے والا ہے ثانی رشوت لینے والا اور رائش وہ

ہے جو ان دونوں کے درمیان میں ہوتا ہے رشوت کہتے ہیں اس مال کو جو ابطال حق یا احقاق باطل

کیلئے کسی کو دیا جائے یہ بالاجماع حرام ہے لیکن اگر کوئی مال ابطال باطل یا احقاق حق کیلئے کسی کو دیا

56 ۱۴ جائے تو یہ جائز ہے **عن عمرو بن العاص** ص ۳۲۶/۱۴ اس کا اندر [illegible] جو حقوق اللہ و العباد کو [illegible]

باب الاقضية والشهادات

(الفصل الاول) ۳۲۶/۲۱

اقضیہ قضاء کی جمع ہے جس کے معنی احکام الشئ اور امضاء الحکم کے ہیں جیسا کہ [illegible] اور

58 ۲۱ شہادات شہادة کی جمع ہے جس کے معنی ہیں الاخبار بحقیقة الشئ عن مشاهدة **عن ابن عباس** ص ۳۲۶/۲۱

لکن البینة علی المدعی والیمین علی من انکر مدعی کی تعریف میں علماء کا اختلاف ہے (۱) مدعی کہتے ہیں

خلاف ظاہر شئ کا دعویٰ کرے اور مدعی علیہ جو ظاہر کے موافق دعویٰ کرے (۲) مدعی وہ ہے کہ اگر اپنے

دعوی کو چھوڑ دے تو مقدمہ ختم ہو جائے اور مدعی علیہ کے چھوڑنے سے [illegible] البینة اس کے

افراد میں دو مذکر ہیں یا ایک مذکر اور دو مؤنث۔ اس مسئلہ کا اندر اختلاف ہے کہ مدعی کا

دعوی مطلقاً مقبول ہے یا کسی شرط کے ساتھ تو ائمہ ثلاثہ کے ہاں مطلقاً مقبول ہے اور امام مالک

3758 ۳۲۶ ۲۱ فرماتے ہیں کہ جو دعویٰ مدعی کا مسموع نہیں ہوگا بلکہ شرط یہ ہے کہ اس مدعی اور مدعی علیہ کے درمیان کسی قسم کا
پہلے اختلاط رہا ہو ورنہ تو کوئی دعویٰ کر سکتا ہے کسی پر جمہور کا مستدل یہ حدیث ہے کہ آپ نے فرمایا

ص ۳۲۶
60 ۲۷ البینة علی المدعی الخ یہ معلق ہے **عن ابی امامۃ** :- ابو داؤد کتب اہل حدیث کے اندر جب وقت
مطلقاً بولا جاتا ہے تو اس سے ابو امامہ الباہلی جن کا نام صدی بن عجلان ہے مراد ہوتے ہیں لیکن یہاں
ص ۳۲۷
ابو امامہ اگرچہ معلق ہے لیکن یہ مراد نہیں بلکہ ایاس الحارثی ہیں مراد ایاس بن ثعلبہ ہیں **عن**

61 ۳۲۷ ۲ **ام سلمۃ** :- فمن قضیت له بشیء من حق اخیه الخ اس سے معلوم ہوا کہ حضور سے فیصلہ کے اندر خطاء ہو سکتی
ہے حالانکہ اسباب پر اتفاق اجماع ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا خطاء پر استقرار نہیں ہو سکتا بلکہ
اگر کسی وقت خطاء ہو جائے تو فوراً اللہ تعالیٰ کی طرف سے تنبیہ ہو جاتی ہے استقرار علی الخطاء نہیں ہوتا
اس کا جواب یہ ہے کہ ایک خطاء اور خطاء مسئلہ کے اندر ہوتی ہے جس کا نام خطاء فی المسئلہ ہے اور ایک خطاء
فہم واقعہ کے اندر ہوتی ہے کہ مثلاً زید نے کسی شی کا دعویٰ کیا اور گواہ پیش کر دیئے اور قاضی نے اس کے
ظاہر پر فیصلہ کر دیا حالانکہ وہ شی اس کی نہیں تھی تو اس کا نام خطاء فی فہم الواقعہ ہے تو خطاء پر استقرار کا
نہ ہونا اول صورت کے اندر ہے اور اس حدیث کا محل صورت ثانیہ ہے۔ اب یہاں پر دو تین مسئلے ہیں
(۱) ایک شخص کسی شی پر ملک کا دعویٰ کرے لیکن سبب ملک نہ بیان کرے اور قاضی اس پر فیصلہ کر دے
تو آیا اس قضاء کا کیا حکم ہے جمہور فرماتے ہیں کہ یہ قضاء ظاہراً نافذ ہوگی باطناً نافذ نہ ہوگی یعنی وہ شی اس کے
لئے جائز نہیں ہوگی اس کا نام دعویٰ فی الاملاک المرسلہ ہے (۲) اور اگر اس نے سبب ملک بیان کر دیا
مثلاً کہے کہ یہ شی میں نے خریدی ہے اور ہبہ ہے وغیرہ حالانکہ وہ شی اس کی نہیں تو اس صورت میں ائمہ ثلٰثہ اور
صاحبین کے نزدیک ظاہراً قضاء ہوگی اور باطناً قضاء نہ ہوگی امام صاحب کے نزدیک باطناً بھی نافذ ہو جائے گی
(۳) اور اگر اس نے کسی عورت پر نکاح کا دعویٰ کیا کہ شوہر اور شہادت کے ذریعہ قاضی سے فیصلہ کرا لیا تو اس
صورت میں بھی وہ فیصلہ ائمہ ثلٰثہ کے نزدیک ظاہراً نافذ ہوگا اور باطناً نہیں لہٰذا اس کی وطی کرنا اس کے لئے
جائز نہ ہوگا امام صاحب فرماتے ہیں کہ باطناً بھی نافذ ہو جائیگا کیونکہ اگر ہم باطناً نافذ نہ کریں تو
اس صورت کے اندر وہ مدعی تو اپنے فیصلہ کی وجہ سے اس کی وطی کر لیگا اور دوسرا جو اصل زوج ہے
وہ یہ سمجھ کر کہ یہ زوجہ ہی ہے خود بھی اس کی وطی کر لیگا لہٰذا باطناً بھی نافذ ہو جائیگا اور دلیل کے
اندر محقق ابن ہمام نے ایک واقعہ ذکر کیا کہ حضرت علی نے اپنے زمانہ میں باطناً بھی فیصلہ فرما دیا تھا اس پر
لوگوں نے اعتراض کیا کہ [illegible] لیکن یہ صحیح نہیں کیونکہ امام محمد نے اس کو بلاغاً ذکر کیا ہے

ص ۳۲۷
63 ۶ **عن ابن عباس** :- اگر قاضی نے ایک یمین اور ایک بینہ پر مدعی کے لئے فیصلہ کر دیا تو ائمہ ثلٰثہ کے
یہاں اس حدیث سے استدلال کرتے ہوئے صحیح ہے امام صاحب سفیان ثوری۔ امام اوزاعی کے نزدیک
فیصلہ نافذ نہ ہوگا۔ علماء نے اس روایت پر کلام کیا ہے اور استدلال کرتے ہیں واستشہدوا شہیدین
من رجالکم الخ سے ایسے ہی واشہدوا ذوی عدل الخ سے اور خود حضور کا قول ہے کہ البینة علی المدعی
والیمین علی من انکر اور ان دونوں پر الف لام استغراقی کے لئے ہے لہٰذا جب یہ حدیث قرآن پاک اور

۳۲۷
۶ سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف تھا تو قبول نہیں کی جائیگی جواب یہ ہے اس حدیث پاک کا یہ ہے کہ قضی بیمین
وشاھد کا مطلب یہ ہے کہ قضی بیمین مع وجود شاھد۔ یعنی اگرچہ ایک گواہ مدعی کے پاس تھا لیکن نصاب
کے کامل نہ ہونے کی وجہ سے اس کا دعوی مقبول نہ ہوا بلکہ مدعی علیہ کی یمین پر فیصلہ کر دیا گیا۔ علامہ ابن العربی
مالکی فرماتے ہیں کہ یہ کس قدر بعید تاویل ہے حالانکہ صراحۃً حدیث میں یمین مدعی کی جاری ہے
علامہ تورپشتی فرماتے ہیں کہ اگر ہم حدیث مذکور پر عمل کریں تو قرآن پاک کے اندر توجیہ کرنی پڑے گی اور وہ مناسب
۶ 64 نہیں ہے لہذا ہم اس حدیث ہی کے اندر توجیہ کریں گے۔ ص ۳۲۷/۶ **عن علقمۃ بن وائل** ۔ اس کے اندر حضرمی
رجل سے مراد خود حضرت وائل ہیں اور کندی رجل کا نام امرؤ القیس بن عابس بتلایا جاتا ہے
ص ۳۲۷/۱۳
۱۳ 66 **عن زید بن خالد** ۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بلا طلب شہادت دینے والا خیر الشاھدین ہے حالانکہ
ص ۵۵۳ پر ایک حدیث عمران بن حصین کی آرہی ہے اس کے اندر ایسے لوگوں کی مذمت بیان کی گئی ہے اب دونوں
حدیثوں کے اندر تعارض پیدا ہو گیا جس کی وجہ سے ایک جماعت اہل ترجیح کی اور ایک جماعت اہل جمع کی ہو گئی
اول جماعت میں سے حافظ ابن عبد البر فرماتے ہیں کہ حدیث الباب راجح ہے کیونکہ اس کے رواۃ مدنی ہیں
دوسرے علماء کہتے ہیں کہ عمران بن حصین کی حدیث راجح ہے کیونکہ وہ متفق علیہ ہے اور یہ حدیث یا صرف
مسلم میں ہے جن لوگوں نے جمع کو اختیار کیا ان کی عبارات میں مختلف قول ہیں (۱) حدیث باب کا
محل وہ شاھد ہے جس کو معلوم ہو کہ یہ واقعہ کسی کو معلوم نہیں اور یہ شاھد کوئی نہیں جانتا ایسے کے
اندر شہادت بلا طلب کے دینا صحیح ہے اور عمران بن حصین کی حدیث اس وقت پر محمول ہوگی جبکہ واقعہ
بالکل واضح اور فاش ہو سب لوگ اس کو جانتے ہوں اور شہداء اس کے موجود ہوں (۲) زید کی
حدیث کا محل حقوق اللہ ہیں اور عمران کی حدیث کا محل حقوق العباد ہیں یعنی حقوق اللہ کے اندر مثلاً
چاند کی شہادت رمضان وعید وغیرہ کی ان کے اندر بلا طلب شہادت دینا جائز ہے (۳) بعض لوگ
ص ۳۲۷/۱۴
۱۴ 67 کہتے ہیں کہ ایک کا محل شہادت کذب ہے اور دوسرے کا محل شہادت صدق ہے۔ **عن ابن مسعود**
قرنی سے مراد صحابہ کا زمانہ ہے ثم الذین یلونہم سے مراد تابعین کا اور ثم الذین یلونہم سے مراد تبع تابعین
کا زمانہ ہے ایک مسئلہ ہے کہ شاھدین کا تزکیہ ظاہری کافی ہے یا باقاعدہ خوب چھان بین کی ضرورت ہے
ائمہ ثلاثہ و صاحبین کے نزدیک خوب چھان بین ضروری ہے اور امام صاحب کے نزدیک ظاہری تزکیہ کافی ہے
آج کل جو عمل ہے وہ فتوی صاحبین کے مسلک پر ہے زمانہ کے فساد وغیرہ کی وجہ سے۔ بعض علماء نے
بیان کیا کہ امام صاحب اور صاحبین کے درمیان اختلاف حقیقی نہیں ہے بلکہ عصر و زمان کے اعتبار سے اختلاف ہے
قرن کے معہود کی تعیین کے اندر علماء کا دس سے لیکر ایک سو بیس ۱۲۰ تک کے قول ہیں حافظ فرماتے ہیں کہ میں نے
مائۃ وعشرۃ کا قائل کوئی نہیں پایا لیکن میں نے ما قبل کے اندر اس پر تعاقب کیا تھا کیونکہ میں یہ سمجھا کہ
حافظ کی مراد اس سے سو اور دس ہے لیکن اب معلوم ہوا کہ مائۃ وعشرۃ کے اندر واو عاطفہ نہیں بلکہ اول
لیکھے ہے یعنی ایک سو دس ۱۱۰ کا ارادہ ہے۔ ایسے حافظ نے فتح الباری کے اندر فرمایا کہ صحیح سبعین کا قول نہیں ہے
لیکن علامہ زبیدی اور علامہ تورپشتی نے بجائے سبعین کے تسعین کا قول نقل کیا ہے لہذا معلوم ہوا کہ فتح الباری

۳۲۳

ص ۳۲۷/۲۳

۳۲۷/۲۳ نسخہ میں کاتب سے غلطی واقع ہوگئی ہے **الفصل الثانی عن جابرؓ** ۔ اگر دو شخص کسی شے کے بارے میں دعویٰ کریں اور ہر ایک بینہ قائم کر دے تو ائمہ ثلثہ کے نزدیک اس شخص کا بینہ مقبول ہوگا جس کے قبضہ میں شئی ہے اور امام صاحب کے نزدیک اس شخص کا بینہ مقبول ہوگا جس کے قبضہ میں وہ شئی نہیں ہے کیونکہ مدعی وہ ہے جو خلاف ظاہر کا دعویٰ کرے اور خلاف ظاہر کا دعویٰ کرنے والا غیر صاحب الید ہوتا ہے لہذا ایسے وہ مدعی ہے تو اسی کا بینہ مقبول ہوگا ائمہ ثلثہ کا استدلال اس حدیث سے ہے ہماری طرف سے جواب یہ ہے کہ یہ صورت خاصہ ہے اس لئے ہمارے مذہب کے موافق ہی ہے کیونکہ ہم بھی اسی صورت کے قائل ہیں اور اگر ان دونوں میں سے کسی کے قبضہ میں نہیں ہے بلکہ وہ شئی تیسرے کے قبضہ میں ہے تو وہ جانبین کے درمیان تقسیم کر دیا جائیگا 376

ص ۳۲۸

۳۲۸/۱ **عن ابن عباسؓ** ۔ احلف باللہ الذی لا الٰہ الا ہو الخ اس مسئلہ کے اندر اختلاف ہے کہ تحلیف بالصفات مشروع ہے یا نہیں شافعیہ مالکیہ کے یہاں مشروع ہے اور حنفیہ حنابلہ کے یہاں مشروع نہیں ہے 64

ص ۳۲۸

۱۳ **عن جابرؓ** ۔ لا یحلف احد عند منبری الخ اس مسئلہ کے اندر بھی اختلاف ہے کہ تحلیف بالزمان والمکان مشروع ہے یا نہیں حنابلہ حنفیہ کے یہاں مشروع نہیں ہے اور شافعیہ مالکیہ کے یہاں مشروع ہے حافظ نے وجوب کا قول نقل کیا یعنی تحلیف بالزمان والمکان جمہور کے نزدیک واجب ہے علامہ حضرت شیخ نے عرف الشذی میں حافظ پر تعاقب کیا جمہور سے وجوب کا قول نقل کرنا صحیح نہیں ہے ۔ حضرت امام بخاریؒ نے بخاری کے اندر جو باب قائم کئے ہیں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ تغلیظ بالمکان والزمان کے اندر فرق کرتے ہیں وہ یہ کہ تغلیظ بالمکان جائز ہے اور بالزمان جائز نہیں ۔ علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ دونوں کے اندر فرق وغیرہ کچھ نہیں کیا بلکہ امام بخاری دونوں کے منکر ہیں لیکن الصحیح وہ ہے جو حافظ نے بیان فرمایا ۔ 78

ص ۳۲۸

۱۵ **عن خریم بن فاتکؓ** ۔ اس حدیث کے اندر شہادۃ زور اور اشراک باللہ کو ایک درجہ میں اس وجہ سے قرار دیا کہ جیسے شہادت زور کے اندر جھوٹ ہوتا ہے ایسے ہی اشراک باللہ کے اندر اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھنا ہے 79

ص ۳۲۹/۱۹

۱۹ **عن عائشہؓ** ۔ خائن خائنۃ اس کی شہادت اسلئے معتبر نہیں کہ خیانت سے عدالت ختم ہو جاتی ہے اور شہادت کیلئے عدالت شرط ہے اذا فات الشرط فات المشروط ۔ آگے فرماتے ہیں ولا مجلود حدا الخ اس مسئلہ کے اندر تو علماء کا اتفاق ہے کہ اگر گناہ کے بعد توبہ کر لے تو پھر اس تائب کی شہادت مقبول ہے لیکن اگر کسی نے تہمت لگائی اور پھر اس دعوی کو ثابت نہ کر سکا جس کی وجہ سے قاضی نے اس پر حد قذف لگائی تو اگر ایسے شخص توبہ کر لے تو اس محدود فی القذف کی شہادت مقبول ہے یا نہیں اس کے اندر اختلاف ہے ائمہ ثلثہ کے یہاں مقبول ہے ۔ امام صاحبؒ جن کا قول اولیٰ ہے فرماتے ہیں کہ مقبول نہیں ہوگی جو لوگ کہتے ہیں کہ مقبول ہے وہ استدلال کرتے ہیں کہ چند صحابہ نے جن کے اندر حضرت ابو بکرہ بھی تھے حضرت مغیرہ پر زنا کی تہمت لگائی اس کے بعد ان لوگوں میں سے ایک نے جن کا نام زیاد تھا رجوع کر لیا جس کی وجہ سے ان کا دعوی ثابت نہ ہوا اور ان لوگوں کو حد قذف لگائی اس کے بعد حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ اگر یہ لوگ توبہ کر لیں تو میں ان کی شہادت قبول کر لوں گا لیکن حضرت ابو بکرہ نے توبہ نہیں کی کیونکہ ان کو یہ معلوم ہوا کہ توبہ کے بعد شہادت مقبول ہے علاوہ ازیں استدلال قرآن پاک کی آیت والذین یرمون 81

٣٢٨/١٩ المحصنت ثم لم یأتوا باربعة شهداء الخ اندراجمع والیٰ اخیر الخمسہ اس حدیث وآیت کریمہ کے اندر آگے چلکر استثناء ہے الا الذین تابوا اب یہ کہ تو اب اگر استثناء کا تعلق اخیر کے دو کیا تو ہے یعنی آیت کریمہ کے اندر تین چیزیں مذکور ہیں ایک فاجلدوھم یعنی اس کو اسی کوڑے مارنا دوسرا جزء ولا تقبلوا لهم شهادة ابدا تیسرا حکم ہے کہ اولئک هم الفاسقون اور اگر ہو رہے جملہ استثناء ہے ائمہ ثلثہ کا مذہب جب ثابت ہوگا جبکہ اس استثناء کا تعلق تینوں سے ہو یعنی مجموعہ سے ہو اور اگر تعلق مجموعہ سے کیا تو پھر بلکہ دو کیا تو ہو تو ہمارا مذہب ثابت ہے اب یہ تو اجماع ہے کہ فاجلدوھم الخ سے تو استثناء کا تعلق نہیں کیونکہ ائمہ ثلثہ کے نزدیک باوجود توبہ کے کوڑے لگائے جائیں گے اب دو جزء رہ گئے ان میں سے فاسقون کیساتھ بالاجماع استثناء کا تعلق ہے اب رہ گیا صرف ایک جملہ اس کے اندر اختلاف ہے ہمارے نزدیک اس کا تعلق نہیں ہے اور ائمہ ثلثہ کے یہاں اس کا تعلق ہے بہرحال جب مجموعہ سے استثناء کا تعلق نہیں رہا تو اب ائمہ ثلثہ کا مذہب ثابت ہوگا اب اس مسئلہ کے اندر اختلاف ہے کہ والد اور ولد کی شہادت کا ایک دوسرے کیلئے کیا حکم ہے ہمارے نزدیک کسی کے یہاں جائز نہیں ہے امام احمد سے تین روایتیں ہیں (۱) مثل ائمہ ثلثہ کے (۲) بیٹے کی شہادت باپ کیلئے جائز ہے (۳) مطلقاً جائز ہے یعنی باپ کی بیٹے کیلئے اور بیٹے کی باپ کیلئے

83 ٣٢٨/٢٣ ص ٣٢٨/٢٣ عن ابی هریرة بدوی جنگل کے اندر رہنے والا چونکہ واقعہ کی صورت سے ناواقف اور احکام سے جاہل ہوتا ہے اس لئے اس کی شہادت کا اس کے غیر پر اعتبار نہیں ہے **الفصل الثالث عن عبد الله**

86 ٣٢٩/٢ ص ٣٢٩ **بن الزبیر** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ خصمین کے درمیان مجلس کے اندر تسویہ ہوگا یہ جب ہے جبکہ وہ دونوں مسلمان ہوں اور اگر ایک کافر اور ایک مسلمان ہو تو پھر تسویہ نہیں ہوگا

87 ٣٢٩/٣ کتاب الجهاد ص ۳۲۹

جہاد مصدر ہے باب مفاعلة سے مجاہدہ کے معنی میں جہد بمعنی المشقت سے ماخوذ ہے اور اصطلاح شریعت کے اندر کہتے ہیں بذل المجہود فی قتال الکفار مباشرة او معاونة بالمال اور جہاد کی بہت انواع ہیں ایک جہاد مع النفس ایک جہاد مع الشیطان ایک جہاد مع الکفار اور مقصود بیان یہی قسم ثالث ہے صوفیاء کی اصطلاح میں جہاد مع النفس کا نام جہاد اکبر ہے کیونکہ بالنسبت نفس کے کفار سے مقاومت آسان ہے اور دوسری وجہ یہ ہے کہ نفس سے جھگڑنا ہر وقت ہر شخص پیدا رہتا ہے اب جہاد کے حکم کے اندر علماء کا اختلاف قول ہیں (۱) فرض عین (۲) فرض کفایہ (۳) ہجرت سے پہلے فرض عین اور بعد کو پھر فرض عین نہیں (۴) القتال پر فرض عین تھا اور باقی پر نہیں (۵) بعض کہتے ہیں کہ جہاد اگر چہ الکفار پر ہی فرض نہیں لیکن چونکہ اس میں مسلمانوں کی حفاظت اور اسلام کا وقار ہے تو دین کی حفاظت اور اسلام کی بقاء پر جہاد فرض ہے آجکل جہاد کرنا فرض کفایہ ہے لیکن اگر دشمن مسلط ہو جائے اور مدافعت کی ضرورت پڑ جائے تو اب فرض عین ہے اور ایسے وقت میں کسی حقوق کی رعایت نہیں کی جائیگی مثلاً بلا اذن والدین کے اور زوجہ بلا اجازت شوہر کے وغیرہ وغیرہ سب نکل پڑیں گے اب ایک [illegible] اعتراض اہل اسلام پر یہ کیا گیا کہ اسلام تلوار کے زور سے پھیلا ہے اس کا جواب [illegible]

یہ ہے کہ آپ اگر تاریخ اٹھا کر دیکھیں تو اس اعتراض کا جواب بخوبی مل سکتا ہے سنئے! حضور اکرم صلعم کی دو
زندگیاں ہیں ایک مکی اور ایک مدنی — اور جہاد کی فرضیت مدنی زندگی کے اندر ہوئی مکی زندگی کے اندر
جہاد کی اجازت تک نہیں ہوئی تھی بلکہ درگذر کا حکم تھا تو اس زندگی کے اندر جو لوگ مسلمان ہوئے اور ایسے مسلمان
ہوئے کہ جن سے زیادہ پکے اور سچے مسلمان شاید ہی ہوں تو ان تک اسلام کیسے پہنچا بغیر تلوار کے آپ نے ان لوگوں کو
راستہ دکھایا اسلام کی تبلیغ کر کے دکھایا کہ اگر [illegible] دعوت کی حالت میں [illegible]
دعوت کی اور کیا کی جا سکتی ہے فرق نہ پڑے — نیز اسلام نے یہ حکم دیا ہے کہ اول ~~[illegible]~~
~~[illegible]~~ ان کفار کو کلمہ کی دعوت پیش کرو اگر اسلام لے آئیں تو خیر ورنہ جزیہ قبول کرو اور اگر اس سے بھی انکار
تو اب نوبت قتال کی ہے اندر جہاد کا حکم آیا دیا تو اس کی اہمیت ہے وہ یہ کہ [illegible]
اور یہی وجہ ہے جو جزیہ [illegible] نہیں لیا گیا بلکہ الاسلام او السیف کا حکم نافذ فرمایا یہ ان کے اصلی عناد اور
ان کی دشمنی کی وجہ سے ہے اور اس کی حقانیت پر دلائل واضحہ روشن ہو گئے وہ [illegible] ہیں تو
اور ان کی بد باطنی کی وجہ سے جہاد کا حکم ہے بعض لوگوں نے کہا کہ جہاد کی فرضیت مکہ کے اندر ہوئی
ہے لیکن یہ صحیح نہیں کیونکہ آپ کو مکہ کے اندر اعراض کا حکم تھا جب کچھ قوت اسلام کے اندر آئی تو جہاد
باللسان کا حکم ہوا اس کے بعد اور قوت زیادہ ہوئی تو مدافعانہ جہاد کا حکم دیا گیا اس کے بعد آپ نے ہجرت
فرمائی اور اسلام کو نہایت غلبہ حاصل ہو گیا تب قتال کا جہاد بالسنان کا حکم دیا گیا اور علانیہ

۳ اجازت ہو گئی **الفصل الاول عن ابی ھریرۃ** اس حدیث پاک کے اندر ہے کان حقا علی اللہ اس سے وجوب 87
سمجھ میں آتا ہے کہ اللہ پر واجب ہے لیکن یہ مسئلہ عقائد کے خلاف ہے لہذا یہاں پر حق سے وجوب استحسانی مراد ہے
وجوب التزامی مراد نہیں دوسری بات اس حدیث سے معلوم ہوئی کہ جہاد فرض کفایہ ہے لیکن یہ جب ہے
۶ جبکہ کفار کا غلبہ نہ ہو ورنہ فرض عین ہے دوسرے حکم فرماتے ہیں ان فی الجنۃ مائۃ درجۃ بعض روایت
کے اندر بغیر حرف فی کے واقع ہوا ہے ان الجنۃ مائۃ درجۃ اس ~~[illegible]~~ پر اعتراض وارد ہوا ہے کہ ایک حدیث
کے اندر ہے کہ حافظ قرآن سے کہا جائے گا کہ قرآن کی تلاوت کرتا رہ اور چڑھتا رہ قرأۃ کی آخری آیت
ہوگی اسی جگہ تیرا ٹھکانہ ہے جبکہ قرآن کی آیات ۶۲۰۰ ہیں تو درجات بھی اتنے ہوں گے لہذا
اس حدیث کا کیا مطلب ہوگا — اب اول صورت کے اندر تو مطلب ہوگا کہ جنت میں مجاہدین کیلئے
سو درجے ہوں گے اور سو سے زیادہ کی نفی حدیث پاک کے اندر نہیں ہے نیز جو کہ درجہ امت کیلئے زیادہ ہے
اور یہ سو درجے امت کیلئے ہیں تو یقیناً حفاظ کیلئے ان سے زیادہ درجات ہوں گے لہذا اشکال
۶ تو ثابت ہو گئی اور اگر حدیث کے اندر ان الجنۃ مائۃ درجۃ بغیر لفظ فی کے ہے تو مطلب یہ ہے کہ جنت کے بڑے
بڑے درجے تو سو ہوں گے اور پھر ان درجات کے اندر چھوٹے درجات ہیں واللہ اعلم۔ دوسرے حکم آپ
فرماتے ہیں کہ جنت الفردوس کا خدا سے سوال کیا کرو فانہ اوسط الجنۃ واعلی الجنۃ اب اس پر اشکال
ہے کہ ایک ہی شئ اعلی اور اوسط کیسے ہوگی اس کا جواب ہے کہ اعلی تو حسی اعتبار سے اور اوسط
معنوی اعتبار سے ہے یعنی فی الحقیقۃ تو وہ درجہ سب سے اونچا ہوگا لیکن یہ وہم نہ ہو کہ اوپر ہے

3787 کی وجہ سے کسی قسم کی تکلیف یا اس کے اندر نقص ہوگا بلکہ وہ اس اعتبار سے اوسط یعنی افضل ہوگی اوسط کا معنی ۳۲۹ ۶
لغت کے اندر افضل کے ہیں وفوقہ عرش الرحمٰن اس فوقہ کو بضم القاف اور بفتح القاف دونوں طرح پڑھ سکتے
ہیں اول صورت میں مطلب ہوگا اس کا فوق یعنی سقف عرش رحمٰن ہے اور دوسری صورت میں مطلب ہوگا کہ اس کے اوپر ہے
89 وعنہ قال من اجر او غنیمۃ او ادخلہ الجنۃ اس پر اشکال ہے کہ جب مجاہد شہید ہوگیا تو اس کو جنت میں داخل ۳۲۹ ۱۰
کر دیا جاتا ہے اور اگر زندہ واپس آگیا تو بعض مرتبہ اجر ملتا ہے اور بعض مرتبہ اجر اور غنیمت دونوں ملتا ہے تو او کا
ہونا ہے بعد الحدیث پاک کے اندر لفظ او ہے ترمذی کی ہے کہ ان تینوں کو کیوں بیان کیا جواب یہ ہے واقع کے
91 خلاف ہے اس کا جواب یہ ہے کہ یہ او مانعۃ الخلو کے لئے ہے مانعۃ الجمع کے لئے نہیں عن سہل بن سعد رباط ۱۴
کا معنی لغت کے اندر باندھنا ہے اور اصطلاح کے اندر کہتے ہیں ثغور المسلمین پر گھوڑوں کو حفاظت مسلمین کے لئے
93 باندھنا عن سلمان رضی ۔ امن الفتان الخ اس فتان سے مراد یا تو شیطان یا نفس یا دجال ہے جواب ۱۷
اس پر اشکال وارد ہوا کہ کتاب الصوم کے اندر ایک حدیث فضیلت صیام کے متعلق یہ گزری کہ صائم کو جزا بلا واسطہ
واسطہ تعالیٰ دیتے ہیں جس سے معلوم ہوا کہ وہ جہاد وغیرہ کے اندر افضل ہے اور اس حدیث کے اندر رباط یوم و لیلۃ
کو ایک ماہ کے صیام سے افضل قرار دیا گیا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ یہاں صوم سے مراد رمضان کے روزے مراد
نہیں بلکہ غیر رمضان کے مراد ہیں جواب بعض نے کہا کہ دونوں افضل ہیں محل مواقع کا الگ الگ ہے یعنی اگر کسی
پر خواہشات نفس کا غلبہ ہو تو اس کیلئے روزہ زیادہ بہتر ہے اور اگر کوئی موقع جہاد کا ہے دشمن سر پر
لگا ہو تو اس وقت روزہ سے زیادہ جہاد افضل ہے چنانچہ خود حدیث پاک کے اندر جہاد کے موقع پر روزہ
95 رکھنے والوں کو حضور نے فرمایا کہ اولئک العصاۃ اولئک العصاۃ عن ابی ہریرۃ رضی ۔ لا یجتمع کافر ۲۰
وقاتلہ فی النار الخ یعنی یہ کافر سے مراد وہ کافر ہے جو اس کے جہاد کے اندر جہنم رسید ہوا ہو (۲) یا مطلب
یہ ہوگا کہ اگر وہ مسلمان قاتل عاصی ہوگا اس کو اور کافر کو الگ الگ رکھا جائیگا (۳) اجتماع ابدی کی نفی ہے
3802 عن ابی ہریرۃ رضی ۔ اللہ اعلم بمن یکلم فی سبیلہ الخ اس کا ایک مطلب یہ ہے کہ جملہ معترضہ ہے ثواب کو اللہ تعالیٰ ہی جانتے ۳۳۰ ۷
ہیں کہ اس شخص کو جو اللہ کے راستہ میں زخم کھاتا ہے اس کا کتنا ثواب ملیگا دوسرا مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ
جانتا ہے کہ کون شخص اعلاء کلمۃ اللہ کیلئے جہاد کے اندر جا کر زخم کھاتا ہے اور کون محض مال غنیمت کیلئے جاتا ہے
40 عن مسروق رضی ۔ اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ حدیث موقوف ہے امام بیہقی کا رجحان بھی اسی طرف ہے ۱۱
لیکن دوسرے علماء کے نزدیک مرفوع ہے کیونکہ حضرت مسروق فرماتے ہیں کہ انا قد سألنا الخ اس سے معلوم ہوا کہ
انہوں نے حضور سے سوال کیا ہے جو کہ کہتے ہیں کہ یہ موقوف ہے وہ اس کا جواب دیتے ہیں کہ انا قد سألنا الخ
مجہول کے صیغہ کے ساتھ ہے یعنی ہم سوال کئے گئے ہیں یعنی جو ہم لوگوں سے حضور نے یہ سوال کیا ہے لیکن
یہ تاویل صحیح نہیں کیونکہ ابن مسعود فرماتے ہیں کہ فقال الخ اور اگر مجہول کا صیغہ ہوتا تو فقلنا ہونا چاہئے
تھا لہٰذا ظاہر یہ ہے کہ یہ مرفوع ہے اور آگے فرماتے ہیں کہ ارواحہم فی اجواف طیر خضر الخ اس حدیث سے معلوم ۱۳
ہوا کہ یہ خصوصیت صرف شہداء کی ہے حالانکہ اس کے علاوہ ایک حدیث گزری ہے جس کے اندر عموم ہے اور تمام
مومنین کی ارواح کی یہ خصوصیت بیان کی گئی ہے اب علماء کے اندر اختلاف ہوگیا بعض کہتے

3804 ماننے والی روایت علامہ نووی نے قرار دیا ہے بعض علماء کہتے ہیں کہ یہ عام لوگوں کی خصوصیت نہیں ہے
بلکہ اس خصوصیت کے مستحق صرف شہداء ہیں حافظ ابن عبد البر، ابن عطیہ، ابن عبد السلام، علامہ عینی
ابن حزم طحاوی اور کبار علماء کا یہی مذہب ہے ابن حزم طحاوی نے اسحاق بن راہویہ، محمد بن نصر مروزی کا
نقل کیا ہے کہ اسی پر تمام لوگوں کا اجماع ہے کہ یہ صرف شہداء کا ہی ہے۔ بعض لوگوں نے تطبیق کرتے ہوئے
دونوں میں ترجیح دینے کے دونوں کو اندر جمع کیا چنانچہ ابن کثیر فرماتے ہیں کہ اول حدیث کا مطلب مومنین
کی ارواح بشکل طیر ہوں گی چنانچہ اس حدیث کے الفاظ ہیں کہ ارواح المومنین طیر ۔ اور اس حدیث
کا مطلب ہے کہ ان شہداء کی ارواح ان جانوروں کے پیٹ کے اندر ہوں گی اب اس سے بعض لوگوں نے استدلال
کیا کہ تناسخ ثابت ہے لیکن یہ استدلال نہایت پوچ اور غلط بلکہ باطل ہے کیونکہ اہل تناسخ کی عقائد کی
تکمیل اس بات پر موقوف ہے کہ ان ارواح سے جب ہوتا ہے جو کچھ نہیں ہوگا وہ صرف ایسی ہی ایک جسم سے دوسرے
جسم میں اور ان کا ہمیشہ کے اندر منتقل ہوتی رہیں گی حالانکہ یہ بات حدیث سے ثابت نہیں ہے لہذا تناسخ
کا مسئلہ ثابت نہیں ہو سکتا۔ بعض لوگوں نے اس استدلال کو اس وجہ سے باطل قرار دیا کہ اہل تناسخ کے قائلین
کا عقیدہ یہ ہے کہ یہ ارواح جب اجساد کے اندر منتقل ہوتی ہیں تو اجساد کی حیات انہی ارواح کی وجہ سے
ہوتی ہے اور یہاں یہ بات نہیں کیونکہ شہداء کی روح کی وجہ سے ان جانوروں کی حیات نہیں ہے ان کی حیات
تو ان کی روحوں کے ذریعہ ہے اور شہداء کی ارواح مثل راکب کے ان پر سوار ہوں گی۔ اب ایک اشکال
یہ ہوا کہ جب ان شہداء کی ارواح کا ان اجساد کے اندر ہونا بطور فضیلت کے ہے تو لازم آیا کہ ~~انسانی~~ شکل
انسانی شکل حیوانی سے کمتر ہو حالانکہ شکل انسانی اس سے اشرف ہے لہذا اس کے اندر اعزاز نہیں
بلکہ اذلال ہوا علامہ سیوطی فرماتے ہیں کہ آپ کا یہ اعتراض اس وقت ہے جبکہ ہم یہ تسلیم کر لیں کہ ان ارواح
کیلئے شکل خاص ہے اور ہم یہ تسلیم نہیں کرتے چنانچہ صوفیاء کا کہنا ہے ارواح کیلئے کوئی شکل خاص نہیں
جس کی شکل میں کسی کی طرح سے آ سکتی ہے اور اگر ہم تسلیم کر لیں کہ ان ارواح کیلئے شکل خاص ہے تو یہ ایک
اندر اعزاز ایسا ہے جیسا راکب کا مرکب پر۔ بعض لوگوں نے یہ جواب دیا کہ ان شہداء کو طیر کی صورت
استقبال کی وجہ سے کہا یعنی ان شہداء کو طیر ان الی ... استقبال کے اندر طیر سے تشبیہ دی گئی ہے

ص ۳۳۰/۱۲

05 **عن ابی قتادۃ**:۔ آپ سے ایک رجل نے سوال کیا کہ اگر میں جہاد کے اندر قتل کر دیا جاؤں تو کیا میرے تمام گناہ 12
معاف ہو جائیں گے آپ نے فرمایا نعم۔ لیکن بعد میں جبرئیل علیہ السلام نے آگاہ کر دی کہ آپ کا مطلقاً کہہ دینا صحیح
نہیں ہے تو اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ الا الدین اب اس کی تصریح کے اندر علماء کی عبارات مختلف ہیں۔
(۱) علامہ تورپشتی فرماتے ہیں کہ اس سے مراد حقوق المسلمین ہیں (۲) علامہ سیوطی فرماتے ہیں کہ اس سے مراد حقوق الآدمیین
ہیں (۳) حافظ فرماتے ہیں کہ اس کے اندر تمام مظالم داخل ہیں (۴) علامہ سندی فرماتے ہیں کہ اس سے مراد
حقوق ہیں جو ناحق ہے کیونکہ الا الدین کا استثناء خطایا سے ہے لہذا اس دین کو خطیئہ میں شمار کیا جائے گا اور

ص ۳۳۲/۱

09 دین خطیئہ ناحق ہی ہوتا ہے **عن النبی**:۔ ان ام الربیع بنت البراء کے اندر ... الی النبی ... ۳۳۱/۱
لیکن یہ غلط واقعہ ہوا کیونکہ حضرت انس بن مالک کی پھوپھی حارثہ کی ماں ان کا نام ربیع بنت النضر ہے چنانچہ

(الفصل الثاني)

۳۳۱/۱۵ ترمذی شریف کے الفاظ یہی ہیں جو اوپر ہے اور یہی صحیح ہے عن ابی ہریرۃ ؓ من لم یغز ولم یحدث به نفسه الخ اس کے 3813
مطلب میں علماء کے دو قول ہیں (۱) وہ شخص جو جہاد نہ کرے اور نہ اس کے دل میں کبھی اس کا خیال آئے اور
۳۳۲/۴ (۲) مطلب جس نے جہاد کرنے کا ارادہ نہ کیا اور نہ اس کی فرضیت کا اعتقاد رکھے عن فضالة بن عبيد ؓ اس حدیث 23
سے معلوم ہوا کہ مرابط کا عمل بعد الموت بھی باقی رہتا ہے اور ابن ماجہ کی حدیث سے معلوم ہوا کہ صرف تین عمل باقی
رہتے ہیں اس کا جواب ۱ یہ ہے کہ ان تین میں سے ایک صدقہ جاریہ تھا اور مرابط کا عمل اسی کے اندر داخل ہے
جواب ۲ وہاں جو تین سے انقطاع کی نفی ہے وہ علی سبیل الحصر ہے اور اس حدیث کے اندر انقطاع علی
البدلیۃ وارد ہے جواب ۳ ملا علی قاری فرماتے ہیں کہ یہاں مرابط کے دو عمل کا ذکر ہے ایک اصل عمل الخ
۶ دوسرا ثانی ترقی عمل اور ان ماشمل تین کے اندر صرف ترقی عمل کا ذکر ہے عن معاذ بن جبل ؓ 26
فواق ناقة اس کی تفسیر علماء سے مختلف منقول ہے (۱) اس سے وہ زمانہ مراد ہے جو ما بین الحلبتین ہوتا ہے
یعنی ایک مرتبہ دودھ نکالنے کے بعد دوسری مرتبہ جب نکالا جائیگا اس کے درمیان کا وقت مراد ہے اور
علاوہ ازیں اس کو اعتبار سے مختلف ہے بعض لوگ صبح کے بعد شام کو نکالتے ہیں بعض لوگ چار
گھنٹے کے بعد نکالتے ہیں لہذا عموم ساعت مراد ہیں (۲) بعض لوگ کہتے ہیں کہ دودھ نکالنے کے
بعد جب تھوڑا سا رہ جاتا ہے تو اس کو بچہ کیلئے چھوڑ دیتے ہیں اور جب بچہ فارغ ہو جاتا ہے تو اگر اس
کے تھن کے اندر دودھ باقی رہ گیا تو اس کو بھی نکالتے ہیں تو اس کے ما بین کا زمانہ مراد ہے اسی مطلب
کو علامہ سندی اور علامہ طیبی نے بیان فرمایا (۳) بعض لوگوں نے کہا کہ ایک دھار نکالنے کے بعد جب دوسری
۳۳۳/۲ دھار نکالی جاتی ہے اس کے ما بین کی ساعت مراد ہے عن المقدام بن معدیکرب ؓ آپ نے 34
اس حدیث کے اندر شہید کی چھ خصال کی تعریف کی حالانکہ آپ نے سات بیان کیں اس کا ایک جواب ہے کہ مفہوم
عدد معتبر نہیں ہے اور دوسرا چھ کا تھا ایک اور مزید بیان کر دی جواب ۲ حضرت گنگوہی فرماتے ہیں کہ امن عذاب
القبر اور فزع اکبر دونوں ایک خصلت ہے جواب ۳ ملا علی قاری فرماتے ہیں کہ یغفر له الخ اور یری مقعده الخ
دونوں ایک ہیں جواب ۴ حضرت گنگوہی فرماتے ہیں کہ ویشفع فی سبعین الخ یہ ان چھ خصلتوں میں سے نہیں ہے
بلکہ ایک خارجی زائد ~~بات~~ مستقل بات ہے حدیث کے اندر وارد ہے ویامن من الفزع الاكبر الخ اس کے
مصداق میں علماء کے مختلف قول ہیں (۱) عذاب جہنم (۲) جہنم میں پیشی (۳) اہل جہنم کو جب جہنم کے اندر
جانے کا حکم دیا جائیگا (۴) موت کو ایک دنبہ کی شکل میں لا کر ذبح کیا جائیگا تو پہلے تو مسلمانوں کی طرح
کافر بھی ہوں گے اس کے بعد کافر سمجھیں گے کہ ہماری روح ذبح کیلئے لائی جائیگی تو اس وقت مسلمان خوف کریں گے کہ کہیں
ہمارے پاس موت آجائے (۵) اس سے نفخ اخیرہ مراد ہے (۶) جہنم کے دروازوں کا بند کرنا مراد ہے

۳۳۶/۷ باب اعداد آلة الجهاد (الفصل الاول) 61

عن عقبة ؓ یہاں جو قوة کی تفسیر رمی کے ساتھ کی گئی ہے اس کا مطلب یہ نہیں کہ اس کے معنی رمی
کے ساتھ محصور ہیں بلکہ مطلب یہ ہے کہ قوة کے طرق میں سے ایک طریق رمی ہے اور چونکہ رمی اس زمانہ کے
اندر ایک خاص طریقہ تھا اسلئے اس کو ذکر فرمایا ورنہ آجکل جو اس سے اچھا طریقہ ہے اس کو اختیار کرنا چاہئے

۳۴۹
3863

صـ ۳۳۶

۱۰ **عنہ قال:** اس حدیث کے اندر وارد ہوا او قد عصی اللہ یا تو لفظ او حرف تردید کا ہے یا تنویع کے

لئے ہے اور مطلب یہ ہوگا کہ اگر اسکی رمی کو ترک سستی اور کاہلی کی وجہ کیا تو فلیس منا ہے اور اگر کسی

صـ ۳۴۲
۱۷ نقصان دیکھی کی وجہ سے اسکو ترک کیا تو قد عصی اللہ **وعنہ قال:** البرکۃ فی نواصی الخیل الخ یہاں 66

پر ~~[illegible]~~ ناصیہ بولکر پورا گھوڑا مراد لیا ہے اب اس پر اشکال ہوا کہ کتاب السلام کے اندر

گذرا کہ شؤم تین چیزوں کے اندر ہے ان الشؤم فی ثلث ایک فرس بھی ہے تو دونوں کا تعارض ہے کہ اسکے اندر برکت

ہوتی ہے یا نحوست دونوں کے اندر تعارض ہوگیا تو اسکا جواب یہ ہوگا کہ جس جہاد کا گھوڑا مراد ہے جواب ۲ [illegible]

صـ ۳۴۲
۲۱ اس حدیث کے اندر دو جملہ ہیں سبیل الوصف والتقدیر تھا **وعنہ قال:** اس حدیث کے اندر شکال 69

کی تفسیر راوی کی جانب سے ہے کیونکہ اگر حضور کی طرف سے ہوتی تو قطعی ہوتی حالانکہ اسکی تفسیر کے اندر اختلاف ہے

بعض اہل لغت نے اسکی تفسیر بیان کی کہ جو گھوڑا ایسے تین پیر محجل ہوں اور ایک مطلق ہو اور بعض نے اسکا

عکس بیان کیا ہے کہ آپ اس کے اندر کراہت کیوں تھی جو [illegible] اس وقت میں کہ یہ معیوب تھا

صـ ۳۴۳
۲۳ علم النبوۃ **عن عبد اللہ بن عمر** سبق النبی بین الخیل التی اضمرت الخ اضمار کی تفسیر یہ ہے کہ گھوڑے کو خوب کھلایا پلایا 70

جاتا ہے یہاں تک کہ خوب فربہ ہو جاتا ہے اسکے بعد اسکی خوراک کو آہستہ آہستہ کم کر دیا جاتا ہے اور اسپر ایک جھول

ڈالکر ایک کمرہ کے اندر بند کر دیا جاتا ہے تاکہ خوب پسینہ آئے پھر اسکا جب وہ پسینہ خشک ہوجاتا

ہے تو اس سے اسکے گوشت کے اندر نہایت سختی اور پختگی آجاتی ہے دوسرا یہ حدیث کے اندر ہے

من الثنیۃ الی المسجد اس ثنیۃ کو ثنیۃ الوداع کہتے ہیں وہ گھاٹی جہاں اہل عرب اپنے مہمانوں

صـ ۳۴۷
۱ کو رخصت کرنے جاتے تھے **الفصل الثانی عن عقبۃ:** ومنبلہ اسکو تیر دینے والا ہے مراد 72

وہ خود اس تیر کا مالک ہو یا کسی اور سے لاکر اسے بعض لوگوں نے کہا کہ اس سے وہ شخص مراد ہے جو اسکو تیر اسکے

نشانہ سے واپس لاکر دے وارموا وارکبوا۔ علامہ طیبی فرماتے ہیں کہ اسکا مطلب یہ ہے کہ بعض

تیر اندازی مت سیکھو بلکہ اسکے ساتھ سواری کی بھی مشق کرنی چاہئے کیونکہ تیر اندازی والا

انسان ہوتی ہے بہ نسبت الرکاب کے لیکن بعض موقع ایسا ہوتا ہے کہ دشمن دور ہوتا ہے تو وہاں بھی تیر انداز

ضرورت پڑتی ہے بعض لوگوں نے کہا کہ اسکا مطلب ہے کہ وہ تیر اندازی سیکھنے پر اکتفا نہ کرو بلکہ سواری

بھی سیکھو کیونکہ جو ہر ایک عورت کی چیز ہے [illegible] ان ترموا احب الی الخ یعنی میرے

نزدیک رکوب سے زیادہ محبوب ہے کیونکہ رمی عام ہے جو [illegible] اور انتہا دونوں ہوتی ہے [illegible]

محبوب ہے اور افضل ہے [illegible] اسکی وجہ ہو سکتی یہ ہے کہ تیر اندازی کے اندر دور سے بھی آدمی شکار

صـ ۳۴۸
۶ کا نشانہ بنا سکتا ہے [illegible] سواری سیکھنے کا اس حدیث میں [illegible] **عن ابی نجیح السلمی** 73

اس حدیث کے اندر تین چیزوں کو بیان کیا [illegible] راوی کا نام

عمرو بن عبسہ لکھا ہے یہ صحیح نہیں بلکہ انکا نام عمرو بن عبسہ ہے بغیر نون [illegible] دوسری جگہ یہ

۱۰ کہ مصنف نے رجال میں فرمایا کہ وہ [illegible] اسکے متعلق ملا علی قاری فرماتے ہیں کہ اصل میں

نسائی اور ترمذی کی طرف راجع ہے کیونکہ وہ دونوں اقرب ہیں لیکن فرماتے ہیں کہ نسائی کی طرف

3873 ضمیر راجع کرنا صحیح نہیں ہے کیونکہ یہ الفاظ نسائی کے اندر وارد نہیں ہوئے لہذا اخیر تشریح تمام جمع ترمذی اور اسکی ۱۰
کو پہلے بیہقی کا ذکر ہے ابو داؤد کی طرف راجع ہے لیکن یہ ملا علی قاری کا وہم ہوا ورنہ نسائی کے اندر یہ
الفاظ موجود ہیں۔ تیسری بات یہ ہے کہ بعض روایات کے اندر من شاب شیبۃ فی سبیل اللہ اور بعض کے
اندر فی الاسلام وارد ہوا دونوں کے اندر جمع کیسے ہوگا؟ جواب ۱ اسلام کے اندر ہونا سبیل اللہ کے اندر ہونا ہے
جواب ۲ اسلام سے [illegible] یعنی فی سبیل الرحمٰن طاعت [illegible] اور اسلام [illegible] کی [illegible]

ص ۳۳۷/۱۱
75 بلا ضرورت [illegible] ہے **وعنہ قال** [illegible] کے بعض حصہ کو مونڈنا اور بعض کو چھوڑنا یہ اگر بلا عذر ہو تو ۳۳۷/۱۱
بالاجماع جائز ہے اور اگر بالوں کو دور کیا ہو تو وہاں دو صورتیں ہیں یا تو اوپر تھوڑا سا [illegible] کوئی تیسرا
یا ان دونوں میں سے اگر یہ شخص ہے تو جائز ہے اور اگر ان میں دونوں کی اوپر تھوڑے تو وہاں سے
خالی نہیں یا تو دونوں طرف سے اوپر تھوڑ ہوا یا ایک طرف ایک جانب تھوڑ ہوا اگر ایک جانب سے ہو تو جائز
اور اگر دونوں طرف سے ہو تو ناجائز ہے جمہور کے نزدیک لیکن اس صورت کے اندر وہ صورت ہے وہ
یہ کہ ان دونوں اگر کوئی شخص اگر یہ کہ اگر یہ اپنے گھر [illegible] تو اوپر میں ہوں گا اور اگر
تم یہی کوئی [illegible] ہو تو اوپر [illegible] تو یہ دو صورتیں ہیں یا تو [illegible] کی گئی ہوگی
[illegible] ہوسکتی ہے یا معلوم نہیں کیونکہ [illegible] کا اندر برابر ہیں اگر معلوم ہو تو ناجائز ہے اور اگر معلوم نہ ہو
تو ایک نیت کے بغیر جائز ہے اور [illegible] کے نزدیک ناجائز ہے ایک روایت ہے کہ [illegible] جائز ہے

ص ۳۳۷/۲۲
79 **عن ابن عباس** اس حدیث پاک کے اندر حضرت ابن عباس کی تشبیہ [illegible] وغیرہ [illegible] ۲۲
کا ذکر فرمایا اور اسکی تشریح کیا کہ یہ [illegible] خاص طور پر [illegible] اسپر اشکال ہوا کہ اول
کے اندر ابن عباس کی کیا خصوصیت [illegible] ہے کہ [illegible] ہے اور اس [illegible]
لہذا ان کے فرمانے کا کیا مطلب ہے؟ جواب ۱ ممکن ہے [illegible] ایسے وقت بیان فرمایا ہو
جبکہ آپ اپنے گھر اور خاندان والوں کو [illegible] ابن عباس کی اپنی خصوصیت کیا؟ جواب ۲ ممکن
ہے کہ ان لوگوں [illegible] اور [illegible] یہ حکم [illegible] ہے

ص ۳۳۸/۹
89 **عن جابر** اس حدیث کے اندر [illegible] اسپر اشکال ہے کہ [illegible] ابن عباس کی حدیث کے ۳۳۸/۹
اندر ہے کہ [illegible] النبی صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] اور [illegible] کے اندر [illegible]
جواب [illegible] یہ [illegible]
[illegible] ہوتا ہے اور [illegible]
ہوتا ہے اور [illegible] تھا جواب ۲ [illegible]
[illegible] کے اندر سیاہ ہو جواب ۳ [illegible] کا مطلب ہے کہ [illegible] سفید [illegible]
اسود ہوگا کا مطلب ہے کہ اسکے اندر سیاہ [illegible] ہوں تو ایک رنگ [illegible]

ص ۳۳۸/۱۱
91 [illegible] **الفصل الثالث عن علی** اس حدیث [illegible] ۱۱
[illegible] کہ [illegible] سے [illegible] ہے

3891 ۳۳۸/۱۱ کے دینار [illegible] فرمایا کہ جو عرب کی جنگ و دشمن کا [illegible] ہو اسکو استعمال کرنا مکروہ یا مستحب ہے

اسد اللہ ملا علی قاری فرماتے ہیں کہ جن روایات سے اسکی نہی قوس فارسی کی کراہت معلوم ہوتی ہے وہ روایت

شاذ ہے جواب ۲ ہے ممکن ہو کہ ایسے شخص پر محمول ہو جو قوس فارسیہ کو قوس عربیہ پر ترجیح دے

۱۳ باب ۲ آداب السفر (الفصل الاول)

92 ۱۴ **عن کعب بن مالک** ص۳۳۸/۱۴ یوم الخمیس ہے اندر [illegible] کی وجہ بعض نے بیان کی ہے کہ دن ہوتا ہے [illegible] اعمال

اللہ تعالیٰ کی طرف اٹھائے جاتے ہیں بعض لوگوں نے کہا کہ آپ اسکو تفاؤل کے لئے [illegible]

93 ۱۵ [illegible] **عن عبد اللہ بن عمر** ص۳۳۸/۱۵ اس حدیث کے اندر

کے سفر کرنے تنہا کی ممانعت فرمائی اس میں ممانعت بلا ضرورت پر محمول ہے اور اسکی ممانعت کی وجہ علماء نے بیان

کی کہ جب [illegible] اکیلا [illegible] میں [illegible] اگر [illegible]

[illegible]

طرف [illegible] ہے [illegible]

3900 ۳۳۹/۲ [illegible] **عن عبد اللہ بن جعفر** ص۳۳۹/۲ اس حدیث سے امام

بخاری [illegible] ایک سواری پر تین [illegible] امام [illegible]

[illegible] قاضی عیاض نے بعض سے [illegible] نقل کیا ہے [illegible]

[illegible] سواری کی [illegible] اگر [illegible] سواری [illegible]

56 ۱۰ ورنہ [illegible] **عن کعب بن مالک** ص۳۳۹/۱۰ لا یقدم من سفر الا نہارا [illegible]

[illegible] **الفصل الثانی عن عمرو**

10 ۱۴ **بن شعیب** ص۳۳۹/۱۴ الراکب شیطان [illegible]

[illegible] شیطان ہے [illegible]

[illegible] ابن حجر [illegible]

[illegible]

12 ۲۰ [illegible] شفقت کی وجہ سے ہے **عن ابن عباس** ص۳۳۹/۲۰ خیر الصحابة اربعة [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

18 ۳۴۰/۵ [illegible] **عن بریدة** ص۳۴۰/۵

[illegible]

[illegible]

اور دوسرا جواب [illegible] ہے

3923 ۴ **الفصل الثالث عن ابن عباس** — اس مسئلہ کے اندر اختلاف ہے کہ جمعہ کے دن سفر کرنا کیسا ہے۔ اگر جمعہ کے وقت کے داخل ہونے سے پہلے سفر شروع کرتا ہے تو بالاتفاق جائز ہے اور اگر وقت داخل ہونے کے بعد سفر کرتا ہے تو امام احمد بن حنبل کے اس کے بارے میں تین قول ہیں (۱) جائز ہے (۲) ناجائز ہے (۳) جہاد کے لیے جائز ہے اور غیر جہاد کے لیے ناجائز ہے۔ امام شافعی کے نزدیک زوال کے بعد ناجائز ہے اور صبح صادق کے اندر دو قول ہیں اور قبل الزوال کے اندر بھی دو قول ہیں ایک جواز اور ثانی عدم جواز کا۔ امام مالک امام صاحب کے نزدیک زوال سے قبل جائز ہے اور بعد میں ناجائز ہے اور یہ اختلاف اس وقت ہے جبکہ جانے والے کو پیچھے رہ جانے کا خوف ہو

۳۴۰/۲۲

باب الکتاب الی الکفار ودعائہم الی الاسلام

26 ۲۲ **الفصل الاول عن ابن عباس** — کتب الی قیصر، قیصر لقب ہے روم کے بادشاہوں کا۔ کسریٰ کہتے ہیں فارس کے بادشاہ کو۔ خاقان کہتے ہیں چین کے بادشاہ کو۔ نجاشی کہتے ہیں حبشہ کے بادشاہ کو۔ فرعون کہتے ہیں قبط کے بادشاہ کو۔ عزیز کہتے ہیں مصر کے بادشاہ کو۔ تبع کہتے ہیں یمن کے بادشاہ کو اور ہندوستان کے بادشاہ کو رائے کہتے ہیں۔ اس حدیث سے چند باتیں معلوم ہوئیں (۱) خط کی ابتداء بسم اللہ سے ہونی چاہیے خواہ مکتوب الیہ کافر ہو یا مسلم ہو (۲) کاتب کو اپنے نام سے ابتداء خط کرنی چاہیے یہی اکثر علماء کی رائے ہے ابو جعفر نحاس نے اس پر صحابہ کا اجماع نقل کیا ہے لیکن حافظ نے اس اجماع پر اعتراض کیا کہ اجماع نقل کرنا صحیح نہیں کیونکہ بعض صحابہ سے اختلاف ثابت ہے (۳) بڑے آدمی کو خط لکھنے میں بڑی ملاطفت کی جا سکتی ہے (۴) کافر کو سلام کرنا لکھنا جائز ہے لیکن ابتداء بالسلام ناجائز ہے مگر یہ کہ کسی مصلحت یا ضرورت کا اندیشہ ہو تو گنجائش ہے۔ آگے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اجرک مرتین اس ثواب کا دو گنا ہونا دو وجہ سے ہے (۱) ایک انجیل پر ایمان رکھنے کی وجہ سے اور ایک قرآن پر ایمان رکھنے کی وجہ سے (۲) ایک تمہارے اسلام کا ثواب اور ایک ثواب ان لوگوں کا جو تمہاری اقتداء کر کے اسلام

۳۴۱/۱

لائیں گے۔ اریسیین اس کے مصداق میں تین قول ہیں اول اس سے اکارین ہیں یعنی فلاحین یعنی کاشت کار مراد ہیں ثانی اس سے یہود و نصاریٰ مراد ہیں کیونکہ یہ لوگ عبد اللہ بن اریس کا اقتداء کرتے ہیں ثالث اس سے حکام و ملوک مراد ہیں۔ کلمۃ سواء — سواء ہونے کا ایک مطلب تو یہ ہے کہ سب شریعت عیسویہ کے اندر یہی حکم تھا دوسرا مطلب یہ ہے کہ سواء سے عادل مراد ہے کیونکہ اس کلمہ کے اندر کمی اور زیادتی نہیں۔ 29 **عن سلیمان**

۹ **بن بریدۃ** — فادعہم الی ثلاث خصال الخ اس مسئلہ کے اندر اختلاف ہے کہ اگر کفار کو ایک مرتبہ تبلیغ ہو چکی ہو تو پھر دعوۃ واجب ہے یا نہیں۔ امام مالک کی تین روایات ہیں (۱) مطلقاً واجب ہے امام نووی نے اس کو ضعیف قرار دیا ہے (۲) قریب الی دار الاسلام کو دعوۃ واجب ہے اور جو دار الاسلام سے بعید ہیں ان کو دعوۃ دینے کی ضرورت نہیں ہے (۳) بغیر دعوۃ کے ان سے جہاد جائز ہے یہ قول بھی اضعف ہے۔ جمہور کے نزدیک اگر ایک مرتبہ تبلیغ ہو چکی ہو تو دوبارہ دعوۃ دینا مستحب ہے

۳۴۲/۱۵

باب القتال فی الجہاد (الفصل الاول)

42 ۲۲ **عن عبد اللہ بن عمر** — اس حدیث پاک سے عورتوں اور بچوں کے قتل سے ممانعت وارد ہوئی اس مسئلہ کے اندر

3942 ۳۴۲/۲۴ کے اختلاف ہے۔ امام مالک کے نزدیک کسی حال کے اندر قتل صبیان جائز نہیں ہے۔ امام حازمی نے بعض علماء سے جواز
نقل کیا ہے۔ اور ان لوگوں کا استدلال اس کے بعد والی صعب بن جثامہ کی حدیث سے ہے کہ آپ نے فرمایا کہ ذراری المشرکین
ان مشرکین کے حکم میں ہیں یہ سب کو قتل کیا جائیگا۔ جمہور کے نزدیک قتل کرنا جائز نہیں لیکن اگر تبعاً ہو تو جائز
44 ہے۔ ص ۳۴۲/۲۷ **عن ابن عمرؓ** ۔۔۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کفار کے اشجار وغیرہ کا کاٹ دینا جائز ہے لیکن ۲۷
اس مسئلہ کے اندر بھی اختلاف ہے۔ اسحاق بن راھویہ، ابن المنذر اور جمہور علماء کے نزدیک جائز ہے
ابو ثور، امام اوزاعی، لیث بن سعد کے نزدیک جائز نہیں ہے۔ اور یہ استدلال کرتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے جب
حضرت یزید کو ایک مرتبہ شام کو بھیجا تو ان لوگوں کو درخت وغیرہ کے کاٹنے سے منع فرمایا تھا۔ جمہور کہتے ہیں کہ
وہ ممانعت اس وجہ سے تھی کہ وہ اشجار مثمر تھے اور ان کے کاٹنے سے مسلمانوں کو نقصان ہوتا کیونکہ وہ جگہ
48 عنقریب فتح ہونے والی تھی۔ ص ۳۴۳/۹ **الفصل الثانی عن المهلب** ۔۔۔ مصنف علیہ الرحمہ کے طرز سے معلوم ۳۴۳/۹
ہوتا ہے کہ یہ حدیث براہ راست مہلب بن ابی صفرہ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی لیکن مصنف
کو وہم ہو گیا۔ دراصل تھا عن المهلب عمن سمع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور یہ عمن سمع حضرت براء ابن عازب
شعار مقرر کرنے کا اختیار امام کو ہوتا ہے۔ علامہ سرخسی فرماتے ہیں کہ امام کو چاہیے کہ وہ ایسے ہی اشعار
مقرر کرے جو فال حسن پر دلیل ہو۔ عبد ضعیف کہتا ہے کہ ایسا شعار ہونا چاہیے جو خود حضور سے منقول ہو
50 ص ۳۴۳ **عن سلمة بن الاكوع** ۔۔۔ آپ نے یہ خطاب بھی صحابہ کو ہے یعنی چنانچہ بعض روایت میں یہ زائد وارد ۱۱
52 ہوا ہے یا منصور امت امت۔ دوسرا احتمال یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو خطاب ہو بطور دعا کے۔ ص ۳۴۳/۱۲ **عن سمرة** ۱۲
اقتلوا شيوخ المشركين۔ علامہ سرخسی کہتے ہیں کہ شیوخ سے مراد جوان بالغ اور شرخ سے مراد بچے ہیں۔
علامہ مظہری کہتے ہیں کہ شیوخ سے مراد کبیر السن اور شرخ سے بچے مراد ہیں۔ بعض لوگوں نے کہا کہ شیوخ
سے بوڑھے مراد ہیں اور شرخ سے جوان لوگ مراد ہیں۔ غرضیکہ دو مطلب ہو گئے کہ شیخ سے جوان یا بوڑھا
مراد ہے اور شرخ سے بچے۔ یا جوان مراد ہے۔ اگر شیوخ سے مراد جوان اور شرخ سے مراد بچے ہیں تو مطلب
ہوگا کہ چونکہ یہ جوان لوگ لشکر کفر ہیں ان کو قتل کر دو اور ان کے بچوں کے اندر تحقق کفر نہیں ہوتا ان کو قتل نہ کرو
اور اگر شیوخ سے بوڑھے مراد ہے اور شرخ سے جوان مراد ہے تو مطلب یہ ہے کہ امام یہ بیان فرما
رہے ہیں کہ چونکہ بوڑھا ہے تو اس کی امید منقطع ہو جاتی ہے کہ اب وہ اسلام نہیں لائیگا اس لیے قتل کر ڈالو
59 جوانوں سے امید اسلام کی باقی رہتی ہے بنا بریں اس کو قتل نہ کرو۔ ص ۳۴۴ **الفصل الثالث عن ثوبان** ۳۴۴/۵
مصنف کو وہم ہوا ہے ثوبان بن یزید نہیں بلکہ ثور ابن یزید ہے اور حدیث مرسل ہے بلکہ معضل ہے اور حضور کا
یہ محاصرہ چالیس رات تک اور ایک روایت کے اندر بیس دن اور ایک روایت کے اندر اٹھارہ اور ایک کے
اندر پندرہ ہے۔ ابن ہشام فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے پہلے منجنیق کا استعمال کیا

باب حكم الاسراء (الفصل الاول) ۷

61 ص ۳۴۴ **عن سلمة بن الاكوع** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جاسوس کو قتل کرنا جائز ہے۔ جاسوس کی تین حالتیں ۸
خالی نہیں یا تو حربی ہے یا ذمی یا مسلم ہے۔ اگر حربی ہے تو بالاجماع اس کا قتل کرنا جائز ہے اور اگر ذمی ہے

۳۲۴/۹ تو امام مالک فرماتے ہیں کہ اس جاسوسی کی وجہ سے اس کا عہد ٹوٹ گیا لہذا امام کو اختیار ہے کہ اسکو غلام بنا لے 3961
یا قتل کر دے۔ جمہور کے نزدیک اس کا عہد نہیں ٹوٹتا اور اسکو قتل نہیں کیا جائیگا بلکہ تعزیر ہوگی اور اگر مسلم ہے
تو اس کی تعزیر ہوگی خواہ وہ قتل کے ذریعہ ہو یا حبس وغیرہ کے ذریعہ ہو اور امام مالک فرماتے ہیں کہ امام اس کے
بارے میں اجتہاد کریگا لیکن اس اجتہاد کی تفسیر انہوں نے بیان نہیں کی البتہ ان کے کبار شیعین میں سے بعض نے
۱۹ اس کی تفسیر قتل کی ہے تو کیا ہے **ص ۳۲۴/۱۹ عن ابی ہریرۃ:** ان تقتل تقتل ذا دم الخ اس کا ایک مطلب ہے کہ اگر تم 64
قتل کیا تو ایک ایسے بندے کو قتل کیا دوسرا مطلب یہ ہے کہ جو مجرم واجب ہے یعنی ہر شخص تمہارے بیٹے کو کو
۳۲۵/۶ تم قتل کیا ہے لہذا اس کا قصاص واجب ہے اگر میں نے قتل کر دیا تو کوئی ملامت نہیں ہے **ص ۳۲۵/۶ عن جبیر بن مطعم:** اس حدیث 65
سے استدلال کیا گیا کہ غنائم کا مالک غازی اس وقت ہوگا جبکہ وہ مال غنیمت تقسیم ہو جائے یہی مالکیہ، حنفیہ کا مذہب ہے
۸ امام شافعی کے یہاں تقسیم سے پہلے ہی مالک ہو جاتا ہے **ص ۳۲۵/۸ عن انس:** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قیدی کو آزاد 66
کرنا جائز ہے قیدی کیلئے چار چیزوں میں سے ایک کا اختیار ہے (۱) اسکو آزاد کر دیا جائے (۲) غلام بنا لیا جائے
(۳) فدیہ میں دیدیا جائے (۴) احسان کرکے چھوڑ دیا جائے ائمہ ثلاثہ کا یہی مذہب ہے امام صاحب فرماتے ہیں
کہ اختیار ہے یا قتل کر دے یا غلام بنا لے احسان کرکے چھوڑ دینا اب جائز نہیں ہے بلکہ منسوخ ہے
اور اب رہ گیا فدیہ تو اس میں امام صاحب کی دو روایتیں ہیں ایک ہے کہ جائز ہے اور دوسری عدم جواز کی
لیکن مسلمان کا فدیہ بالکل جائز نہیں ہے۔ ائمہ ثلاثہ کے یہاں فدیہ جانی اور مالی دونوں جائز ہیں البتہ
امام احمد کے نزدیک عورت کو فدیہ میں نہیں دیا جائیگا۔ امام صاحب کے نزدیک من اور فدیہ کا حکم قرآن پاک
کی آیت فاقتلوا المشرکین حیث وجدتموہم سے منسوخ ہے کیونکہ یہ آیت سورہ توبہ کی ہے جو بعد میں نازل
۳۲۶/۱ ہوئی ہے اور فداء کی آیت سے **ص ۳۲۶/۱ عن عمران بن حصین:** اس حدیث سے فدیہ کا جواز معلوم ہوا 69
۱۵ صحیح یہ ہے کہ یہ حضور کی خصوصیت تھی **الفصل الثانی ص ۳۲۶/۱۵ عن علی:** اس پر اشکال ہے کہ ابوبکر کا 73
اجتہاد سے معلوم ہوتا ہے کہ اساری بدر سے فدیہ لینا حضور کی اجتہادی غلطی تھی اور اسپر تنبیہ
ہوئی اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضرت جبرئیل نے آکر فدیہ لینے اور نہ لینے کے اندر اختیار دیا
دونوں کے اندر تعارض ہو گیا۔ علامہ تورپشتی فرماتے ہیں کہ یہ حدیث ضعیف ہے علامہ طیبی فرماتے ہیں کہ
۱۸ تعارض دونوں کے اندر کچھ نہیں بلکہ وہ اختیار بطور امتحان کے ہوا تھا **ص ۳۲۶/۱۸ عن عطیۃ القرظی:** 74
بلوغ کی تین علامتیں ہیں (اول) الاحتلام یہ متفق علیہا علامت ہے (دوم) عمر کے ذریعہ بلوغ کا علم ہوتا ہے
ائمہ ثلاثہ کے نزدیک پندرہ سال اور امام صاحب کے یہاں لڑکے کے لیے اٹھارہ سال یا انیس سال اور
لڑکی کیلئے سترہ سال ~~صحیح~~ امام مالک کے یہاں لڑکے کیلئے اٹھارہ سال اور لڑکی کیلئے سترہ سال بلوغ
کی علامت ہے (سوم) انبات یعنی موئے زیر ناف کا اگنا اس کے علامت ہونے کے اندر اختلاف ہے امام احمد
اسحاق بن راہویہ کے نزدیک یہ علامت ہے امام مالک فرماتے ہیں کہ عقوبات کیلئے علامت ہے عبادات
۲۰ کیلئے نہیں ہے۔ امام شافعی فرماتے ہیں کہ انبات مسلمانوں کیلئے علامت ہے کفار کیلئے ہیں۔ حنفیہ کے
نزدیک یہ علامت نہیں ہے اسکا اعتبار نہیں ہے **ص ۳۲۶/۲۰ عن علی:** اس حدیث کے اندر جو وارد ہوا یعنی 75

3975

٣٢٦ / ٢١ یوم الحدیبیہ یہ راوی کی جانب سے تفسیر ہے ورنہ یہ واقعہ طائف کا ہے اخیر میں ہم متفقاً [illegible] امام محمد

٢٥ اسکے استدلال کیا کہ اگر کوئی بھی مسلمان ہوکر آگیا یا اگر اسلام لایا تو وہ آزاد ہے 76

الفصل الثالث

ص ٣٢٦ / ٢٥

عن ابن عمرؓ حضورؐ نے حضرت خالد کے فعل پر نکیر اسوجہ سے کی کہ انہوں نے عجلت سے کام لیا اور انکی تحقیق اور تفتیش نہیں کی اور انہوں نے تحقیق و تفتیش اسوجہ سے نہیں کی کہ [illegible]

باب الامان

(الفصل الاول) ٣٢٧ / ٢

ص ٣٢٧

عن ام ھانیؓ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عورت کا امان دینا جائز ہے یہی جمہور کا مذہب ہے ~~[illegible]~~ سحنون 66 مالکی اور ابن الماجشون فرماتے ہیں کہ امام کو اختیار ہے چاہے اس امان کو باقی رکھے اور چاہے تو رد کردے اور غلام کے بارے میں جمہور کے نزدیک جائز ہے اور امام محمد کے نزدیک اگر وہ غلام ماذون القتال ہو تو جائز ہے ورنہ جائز نہیں ہے۔ اور بچہ کے امان دینے میں بھی علماء کا اختلاف ہے ابن المنذر نے اجماع نقل کیا کہ بچہ کا امان معتبر نہیں ہے لیکن یہ صحیح نہیں بلکہ اسکے اندر تفصیل ہے وہ یہ کہ بچہ دو حال سے خالی نہیں یا تو ممیز ہوگا یا غیر ممیز اگر غیر ممیز ہے تو معتبر نہیں اور اگر ممیز ہے تو پھر دو صورتیں ہیں یا تو محجور ہوگا یا نہیں اگر محجور ہے تو بالاتفاق معتبر نہیں ہے اور اگر غیر محجور ہے تو اسکے اندر اختلاف ہے امام مالک امام احمد امام محمد کے نزدیک معتبر ہے۔ امام صاحب امام شافعی کے نزدیک معتبر نہیں ہے 83

الفصل الثانی

ص ٣٢٧ / ٢١

عن عمرو بن شعیب ولا تحدثوا حلفاً فی الاسلام ٢١ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اسلام کے اندر محالفت نہیں جائز حضرت انسؓ کی ایک روایت ہے جس میں ہے کہ حضورؐ نے مہاجرین اور انصار کے درمیان محالفت فرمائی اسکا جواب ہے کہ نفی محالفت توارث کی ہے اور اس حدیث سے ثبوت محالفت تو آزاد اور تناصر یعنی محبت کی محالفت کا ہے اور [illegible] توارث کی نفی کا مطلب یہ ہے کہ اس زمانہ کے اندر دستور تھا کہ ایک دوسرے کے وارث ہوا کرتے

اور اسی طرح وہ محالفت اس میں جو موالاۃ کے اندر ہوتا ہے وہ جائز ہے حنفیہ کے نزدیک۔ ٣٢٧ / ٢٧

باب قسمة الغنائم والغلول فیها

(الفصل الاول)

غنائم غنیمت کی جمع ہے غنیمت اسے کہتے ہیں اس مال کو جو لڑائی کرکے کفار سے حاصل کیا جائے اور غلول مصدر ہے اسکے معنی خیانت کرنے کے ہیں بعض نے مطلق کہا اور بعض نے خاص کیا مال غنیمت کے ساتھ کہ مال غنیمت میں خیانت کرنا۔ علامہ نووی نے علماء سے نقل کیا ہے کہ مال غنیمت کے اندر خیانت کرنا گناہ کبیرہ ہے۔

ص ٣٢٨ / ٢

86 **عن ابی قتادۃ** فضربتہ من ورائہ [illegible] قاضی ابو الولید باجی فرماتے ہیں کہ ان دونوں کے اندر پہلے سے مبارزہ نہیں تھی بلکہ مبارزہ کے اندر [illegible] ہوتا ہے اور اس صورت میں ان کا [illegible] صورت [illegible] یہ ہے کہ اگر کسی مسلمان پر کافر غالب آجائے اور ان کے درمیان مبارزہ ہو تو کوئی کیا حکم ہے؟ [illegible] مسلمانوں کی [illegible] کافر [illegible] ہوجائے [illegible] یہی ایک روایت سحنون مالکی اور اشہب کی دوسری روایت سحنون کی ہے کہ اس کافر کو قتل کردیا جائیگا۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جو مبارزہ جائز ہے حسن بصری کے نزدیک جائز نہیں اور جمہور فرماتے ہیں کہ اگر امام کی اجازت ہے تو جائز ورنہ جائز نہیں

٦ [illegible] یہ ہے کہ قاتل کو سلب ملیگا یا نہیں امام احمد امام شافعی امام اوزاعی کے نزدیک ملیگا

3986 امام محمد فرماتے ہیں کہ یہ حکم شرعی نہیں بلکہ ایک وقتی حکم تھا لہذا اگر آج کل بھی امام سلطنت کا فیصلہ ٣٤٨
کرے تو ملیگا ورنہ نہیں امام مالک کے نزدیک [illegible] کی وراثت نہیں ملے گی بلکہ امام [illegible]
جا سکتا ہے۔ حنفیہ کا مذہب [illegible] جو اوپر بیان ہوا [illegible] فرماتے ہیں ایک حدیث
جس میں ہے [illegible] کو قتل کرے [illegible] اس کا سامان [illegible] اٹھا [illegible]
ہوتا ہے [illegible] رسول [illegible] حدیث [illegible] اعتراض [illegible] حدیث صحیح
لہذا [illegible] حدیث [illegible] ~~[illegible]~~ فیصلہ کا [illegible]
دونوں اقوال میں [illegible] حکم شرعی ہو [illegible] وقتی ہو [illegible] حدیث [illegible]
[illegible] حکم وقتی تھا [illegible] حدیث [illegible]
فرمایا گیا کہ [illegible] اختلاف [illegible]
[illegible] نقل کیا [illegible]
[illegible] نقل کیا [illegible]
[illegible] حدیث [illegible] شاہد [illegible]
87 کا [illegible] عن ابن عمر [illegible] اختلاف [illegible] غنیمت کا ١٥
[illegible] ملیگا [illegible] ملیگا ۔ [illegible]
[illegible] تین حصے میں ایک اسکا اور دو اس کی سواری کے امام صاحب کے
نزدیک فارس کو [illegible] اور راجل کو [illegible] استدلال [illegible] حدیث سے
امام صاحب فرماتے ہیں کہ [illegible] اختلاف [illegible] رسول اللہ [illegible]
ہوا [illegible] خیبر کا اٹھارہ حصے [illegible] تقسیم ہوا
[illegible] اٹھارہ سو تھے جن میں تین سو فارس تھے اور بارہ سو راجل تھے لہذا جب بارہ سو راجلین
کے حصے [illegible] بارہ سو میں سے تو چھ سے باقی رہ گئے اور اب چھ سو کو تین سو پر تقسیم
کیا جائے تو دو دو حصے آئیں گے لہذا [illegible] فارس کیلئے دو حصے ہیں [illegible] امام ابو داؤد
[illegible] کہ فارس تین سو نہیں تھے بلکہ دو سو تھے [illegible]
میں ثابت ہوگا [illegible] جب [illegible] دو سو فارس [illegible] راجل ہوں گے لہذا ان
١ کا حصہ اٹھارہ [illegible] تو پانچ سو [illegible] اب اگر ان دو سو پر پانچ سو کو
تقسیم کیا جائے تو تین تین حصے [illegible] امام بیہقی [illegible]
[illegible] اختلاف [illegible] روایات [illegible] چودہ سو [illegible] بارہ سو [illegible] لہذا
چودہ سو [illegible] دو سو فارس [illegible] اور باقی راجل تو اب ان کا [illegible]
[illegible] دلیل [illegible] حدیث [illegible]

۲۲۵

ص ۳۴۸/۱۲

۳۴۸/۱۲ **عن یزید بن ہرمز:** — اس سے معلوم ہوا کہ عورت کیلئے سہم نہیں ہے یہی جمہور کا مذہب ہے امام اوزاعی کے
نزدیک عورت کیلئے سہم ہے ان کا استدلال حشرج کی روایت سے ہے اور ہمارا استدلال یہ حدیث ہے
۱۵ ابن القطان نے اس حدیث حشرج کا جواب دیا کہ یہ ضعیف ہے اس استدلال امام اوزاعی کا صحیح نہیں 89
۲۶ **عن سلمۃ بن الاکوع:** — اس حدیث کے اندر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دو حصے دیئے یہ آپ کی خصوصیت 91
تھی دوسروں کیلئے جائز نہیں مگر بطور تنفیل کے جائز ہے **وعنہ قال:** — نفل کو امام مالک کے نزدیک بغیر اعلان
کے دیا جائیگا اور جمہور کے نزدیک اعلان کے بعد دیا جائیگا اب اس مسئلہ کے اندر اختلاف ہے کہ نفل کس مال
سے کب دیا جائیگا امام شافعی فرماتے ہیں کہ خمس الخمس سے دیا جائیگا۔ ابو ثور کہتے ہیں کہ اصل غنیمت سے
دیا جائیگا۔ امام مالک کے نزدیک خمس سے دیا جائیگا۔ امام احمد کے نزدیک اربعۃ الاخماس سے دیا جائیگا
امام صاحب فرماتے ہیں کہ مال غنیمت دو حال سے خالی نہیں یا تو احراز بدار الاسلام ہوگیا یا نہیں اگر
ابھی احراز نہیں ہوا تو اربعۃ الاخماس سے دیا جائیگا اور اگر احراز ہوچکا تو خمس سے دیا جائیگا۔ 92
۲۷ **وعنہ قال:** — اس مسئلہ کے اندر اختلاف ہے کہ اگر کفار مسلمانوں کے مال پر غلبہ کرلیں تو وہ مالک ہوجائیں گے
یا نہیں۔ مالکیہ حنفیہ کے یہاں مالک ہوجائیں گے یہی امام احمد کی ایک روایت ہے مگر ہمارے یہاں اور امام احمد کے
یہاں احراز بالدار شرط ہے اور امام شافعی کے نزدیک وہ لوگ مال کے مالک نہیں ہونگے یہی امام احمد کی ایک
۳۴۹/۵ روایت ہے **عن ابی ہریرۃ:** — اس مسئلے کے اندر اتفاق ہے کہ چار اخماس غانمین کیلئے ہوں گے 96
اور اب یہ کہ اس ایک خمس کا کیا ہوگا اسکے اندر اختلاف ہے۔ ابو العالیہ کہتے ہیں کہ اسکے چھ حصے
کئے جائیں اور ان چھ اصحاب کا حصہ ہوگا جو واعلموا الخ کے اندر بیان کئے گئے ہیں۔ ائمہ اربعہ فرماتے
ہیں کہ اسکے اندر اللہ تعالی کیلئے حصہ نہیں بلکہ وہ تبرک کیلئے ہے اور باقی پانچ لوگوں کو وہ خمس
ملیگا لیکن یہ حضور کے زمانے میں تھا۔ اور حضور کے بعد امام شافعی امام احمد کے نزدیک اب پانچ ہی حصے
رہیں گے۔ امام مالک فرماتے ہیں کہ امام کو اختیار ہے جس کو چاہے دے۔ امام صاحب فرماتے ہیں کہ اب تین
لوگوں کو دیا جائیگا کیونکہ اللہ تعالی کا نام تبرک کیلئے اور حضور کا حصہ آپ کے بعد ختم ہوگیا ایسے ہی ذوی القربی
کا حصہ بھی اب منسوخ ہے بس اب تین رہ گئے یتامی، مساکین، ابن السبیل یہی مستحق ہوں گے
۲۲ کیونکہ حضور کے بعد خلفاء اربعہ نے ایسے ہی تقسیم فرمائی ہے **عن عبد اللہ بن مغفل:** — جو چیز جہاد کے 95
موقع پر کسی کو پڑی ہوئی ملے وہ دو حال سے خالی نہیں یا تو ماکولات کے قبیل سے ہے یا غیر ماکولات کے قبیل سے
اگر غیر ماکول ہے تو اسکو استعمال کرنا بالاجماع جائز نہیں ہے اور اگر ماکولات کے قبیل سے ہے تو پھر دو حال سے
خالی نہیں یا تو دوا کے قبیل سے ہے یا نہیں اگر دوا کے قبیل سے ہے تو بلا ضرورت استعمال جائز نہیں ہے
اور اگر دوا کے قبیلے سے نہیں ہے تو جمہور کے نزدیک استعمال جائز ہے۔ حنفیہ شافعیہ کا ایک قول یہ ہے کہ
۳۵۰/۲ اسکے اندر بھی حاجت کا ہونا ضروری ہے **الفصل الثانی عن عوف بن مالک:** — سلب کے اندر
خمس امام احمد فرماتے ہیں کہ نہیں لیا جائیگا اور یہی امام شافعی کی ایک روایت ہے دوسری روایت ہے کہ لیا جائیگا
یہی مذہب ہے مکحول سفیان ثوری اوزاعی کا اور ابن مسعود سے بھی یہی مروی ہے۔ اسحاق بن راہویہ فرماتے ہیں کہ

۲۲۶

۳۵۰/۲ اگر امام چاہے تو دے ورنہ نہیں۔ امام مالک کی فروع میں ان کا مذہب نقل کیا گیا ہے کہ سلب خمس ہی میں سے 3999
دیا جائیگا۔ حافظ نے امام مالک کا مذہب نقل کیا ہے کہ اگر امام چاہے تو دے اور چاہے نہ دے گویا
امام کو اختیار ہے۔ حنفیہ کے نزدیک دو حال سے خالی نہیں یا تو امام اس کی صراحت کیا ہوگا کہ للقاتل السلب
۴ یہ کہا ہو یا نہیں اگر کہا تو ضرور دیا جائیگا ورنہ نہیں۔ عن عبد اللہ بن مسعود۔ ابو جہل کو دو انصاری کے 94
بچے معاذ اور معوذ نے قتل کیا تھا لیکن جو کچھ زندگی کی رمق باقی تھی اسکو حضرت ابن مسعود نے ختم کر دیا اور تلوار لے
۸ اگر اطلاع ہوئی تو آپ نے خوشی کے اندر اسکی سیف ان کو دیدی۔ عن مجمع بن جاریة۔ اس حدیث 96
کے اندر غانمین کا عدد پندرہ سو بیان کیا گیا دیگر اندر روایات مختلف ہیں۔ ۱۳ سو۔ ۱۴۔ ۱۵۔ ۱۶ اور
یہ سب اقوال ہیں جن لوگوں نے ۱۳۔ ۱۴ کا ذکر کیا انہوں نے اپنے علم کا اعتبار کیا بعض نے کسر کو ذکر کر کے پندرہ
سو کو بیان کیا اور بعض نے بوجہ غالب ہونے کے کسر کو چھوڑ کر جو دو کے بیان کر دیا۔ بعض لوگوں نے بعد میں
۱۲ جو غلام قیدی وغیرہ آئے تھے ان تمام کو شمار کر کے سولہ سو ذکر کر دیئے۔ عن حبیب بن مسلمة۔
اس حدیث پاک کے اندر ربع اور ثلث کے اندر فرق بیان کیا گیا وجہ اسکی یہ ہے کہ جاتے وقت آدمی تازہ
دم ہوتے تھے اسلئے اسوقت ربع دیتے اور آتے وقت مشقت زیادہ ہوتی تھی اور تھک جاتے تھے اسلئے
ثلث دیتے تھے دوسری وجہ یہ ہے کہ جاتے وقت غزوہ کے اندر لشکر زیادہ ہوتا تھا اور مدد کی امید بھی ہوتی تھی
۱۸ اور آتے وقت مدد کی امید نہیں ہوتی تھی اسلئے زیادہ دیتے تھے۔ عن ابی موسی الاشعری۔ اگر کوئی 4010
جنگ سے کوئی شخص غائب ہے تو دو حال سے خالی نہیں یا تو مصلحت جنگ کی وجہ سے غائب ہے یا نہیں اگر مصلحت
کی وجہ سے غائب ہے تو اسکا حصہ غنیمت کے اندر لگایا جائیگا جیسا کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ جنگ
بدر کے اندر موجود نہیں تھے حضور کی صاحبزادی حضرت رقیہ بیمار تھیں انکے علاج وغیرہ کیلئے تھے اور حضور نے
ان کا حصہ لگایا تھا اور اگر کوئی شخص جنگ کے اندر مدد کیلئے بعد میں آتا ہے تو اگر اختتام جنگ سے پہلے
آیا تو سب کے نزدیک اسکو سہم ملیگا اور اگر جنگ کے ختم ہونے کے بعد آیا تو پھر دو حال سے خالی نہیں یا تو غنیمت کا مال
میدان سے منتقل ہو چکا یا نہیں اگر ہو چکا تو کچھ نہیں ملیگا اور اگر انتقال سے پہلے آگیا تو حضرات شوافع
کے نزدیک اسکو سہم ملیگا کیونکہ گو وہ جنگ میں نہیں تھا لیکن حق جنگ کرنے میں وہ شریک رہا۔ اور
احناف کے اندر اور ائمہ ثلاثہ کے نزدیک اس صورت میں سہم نہیں ملیگا۔ اب رہی حدیث کے اندر
اصحاب سفینہ کو جو سہم ملا باوجودیکہ وہ لوگ حاضر نہیں تھے یہ اسوجہ سے ملا کہ جو لوگ انتقال غنیمت سے پہلے
حاضر ہو گئے تھے لہذا اب یہ حدیث ہمارے خلاف نہیں ہوگی اور اگر یہ کہا جاتا کہ انتقال غنیمت کے بعد یہ لوگ
آئے تو یہ حدیث ہمارے خلاف ہے اور اب جواب یہ ہوگا کہ حضور نے مجاہدین کو راضی کر لیا ہوگا۔
۲۳ ابن حزم نے ضعیف کہا اس حدیث کی اسناد ابو داود کی طرف کہ ابن [illegible] یہ حدیث متفق علیہ ہے۔ عن عبد اللہ
بن عمرو۔ آپ نے ان کے عذر کو اسلئے قبول نہیں کیا کہ وہ قابل قبول نہ تھا بلکہ نہایت معمولی عذر تھا اب اسکا
حکم حضور نے وہ مال اس رجل کو کیسے دیدیا جبکہ وہ مسلمانوں کا مال تھا اور سب کو دینا چاہئے تھا۔ اسکا
جواب یہ ہے کہ اسوقت تمام غانمین منتشر ہو چکے تھے تقسیم مشکل تھی جواب کے اس رجل کو تنبیہ کرنی مقصود تھی

ص ۳۵۰/۲۷

4013 **عن عمرو بن شعیب**: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ غال (خیانت کرنے والے) کے مال کو جلا دیا جائیگا ۳۵۰/۲۷

یہی مذہب ہے حسن بصری، اسحاق بن راھویہ اور امام احمد کا البتہ ان لوگوں نے قرآن پاک اور حیوان کو مستثنیٰ کیا ہے

4015 جمہور کے نزدیک اسکے مال کو جلایا نہیں جائیگا بلکہ اسکو تعزیر کی جائیگی ص ۳۵۱/۲ **عن ابی سعید**: اس حدیث ۳۵۱/۲

میں حضور نے شراء سے منع فرمایا کہ مال غنیمت کو تقسیم سے پہلے خرید و فروخت مت کرو اسکی وجہ یہ ہے کہ ملک

مال غنیمت کا احراز سے پہلے مالک ہونا ثابت نہیں دوسری مخالفت کی وجہ یہ بیان کرتے ہیں کہ اگرچہ وہ مالک

ہو گیا لیکن اپنی شی مملوک کی خرید و فروخت جائز ہے لیکن چونکہ اسکی مقدار مجہول ہے اسلئے منع فرمایا

اور جن لوگوں کے نزدیک احراز سے پہلے ملک ثابت نہیں ہوتی جیسے حنفیہ وغیرہ ان کے نزدیک مخالفت کی وجہ

4018 ظاہر ہے کہ بیع من لا یملک ہے اور جہالت بھی ہے ص ۳۵۱/۴ **عن ابن عباس**: حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم

کا مال غنیمت کے اندر ایک حصہ خاص ہوتا تھا جسکو صفی کہا جاتا ہے اس حدیث کے اندر جس تلوار کا ذکر ہے یہی آپ کو

صفی کے اندر ملی تھی۔ جمہور کے نزدیک صفی کا آپ کیلئے ہونا ثابت ہے بعض لوگوں نے صفی کا انکار کیا اور استدلال کیا

اس حدیث سے جسکے اندر ہے کہ لا یحل لی من غنائمکم الخ۔ جمہور کا استدلال اس حدیث سے ہے اور ایسے ہی اور بہت

سی احادیث سے صفی کا ہونا ثابت ہے جیسا کہ ابو داؤد آئیگا چنانچہ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا صفی میں آئی تھیں

ابو ثور فرماتے ہیں کہ ان کانت فللامام یعنی اگر صفی کا ہونا ثابت ہو جائے تو آج کل امام اور امیر المومنین کو بھی

وہ صفی ملیگی۔ محقق ابن قدامہ کہتے ہیں کہ ابو ثور اسکے اندر دو چیزوں میں جمہور کی مخالفت کی ایک تو

یہ کہ ان کانت بشک کے ساتھ بیان کیا حالانکہ جمہور کے نزدیک صفی بالیقین ثابت ہے اور دوسری مخالفت

4019 یہ کہ فللامام یعنی آجکل بھی امام کو ملیگی حالانکہ جمہور کے نزدیک یہ وصف آپ کیلئے خاص تھی اور کسی کیلئے

صفی لینے کی اجازت نہیں ہے ص ۳۵۱/۸ **عن رویفع**: اس حدیث کے اندر مال غنیمت کو استعمال کرنے سے منع فرمایا ۸

یہ حدیث بلا ضرورت دابۃ وغیرہ لینے کیلئے استعمال کرنے پر محمول ہے ورنہ جمہور نے تصریح کی ہے کہ اگر کسی شخص کو ضرورت

25 ہو تو وہ استعمال کر سکتا ہے اور بعد میں واپس کر دے ص ۳۵۱/۱۲ **عن عمرو بن شعیب**: حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ۱۶

کیلئے تین چیزیں مال غنیمت میں سے تھیں اول صفی جو تقسیم کے اندر ذکر کی گئی دوسرے خمس اور تیسرے غنیمت کے حصے

میں عام مسلمانوں کے ساتھ شریک ہونا اور اخیر دو کے اندر کسی کا اختلاف نہیں یہ بالاتفاق آپ کو ملتا تھا اول کے اندر

28 اختلاف گذر گیا **الفصل الثالث** ص ۳۵۱/۲۷ **عن عبد الرحمن بن عوف**: اس حدیث پر اشکال یہ ہے کہ اسکے آخر ۲۷

میں فرمایا گیا کہ آپ نے ابو جہل کا سلب ان دونوں انصاری بچوں میں سے ایک کو دیا حالانکہ ان دونوں کو یہ جانتے تھے

کہ دونوں نے قتل کیا تھا اسکا جواب مالکیہ نے دیا کہ حضور کو اختیار ہے کہ جسکو چاہیں دیں اور

جمہور اسکا جواب دیتے ہیں کہ حضور نے بھی جان لیا تھا کہ الاثخان (زخم کاری) ان دونوں میں سے کس نے کیا تھا کو

30 دیا ص ۳۵۲/۱۰ **عن سعد بن ابی وقاص**: اس حدیث کے اندر حضور کا قول او مسلماً نقل کیا گیا ہے اسکو بعض او بھی ۳۵۲/۱۰

بولا ہے تو ضبط کیا اور بعض نے او مسلماً ہمزہ کے ساتھ اور واو عاطفہ کے ساتھ لیکن ملا علی قاری نے اس قول کو رد کر دیا

اور اول قول کا مطلب یہ بیان کیا کہ وہ اسکو مومن کہتے تھے تو آپ نے فرمایا کہ بلکہ مسلمان کہو کیونکہ ایمان کا تعلق قلب سے

ہے اور قلب کا حال تجھ کو کیا معلوم ہے مطلب امام زہری فرماتے ہیں کہ یہاں ایمان سے عمل مراد ہے اور مطلب

۳۵۲ ۱۷ کر تو اس کو جو میں کہہ رہا ہے جاننا کہ یہ مسلمان بھی ہے یعنی تجھے جو میں اسلام اور سلامتی دونوں کہنا چاہیے کیونکہ یہ جیسے
دسلام تو زبان سے کہا یا ہے ایسے ہی یہ عمل بھی کر۔ ص۳۵۲ عن ابی ھریرۃ ۔ وجہ ملنا نبی الزمان کا نام
حضرت یوشع علیہ السلام ہے اور ان کے لیے حبس شمس ہوا۔ قاضی عیاض مالکی فرماتے ہیں کہ حضور کے لیے بھی دو دفعہ حبس
شمس ہوا ایک دفعہ یوم خندق میں اور ایک حدیث لیلۃ الاسراء کے بعد اگلے روز جس قافلہ کے انتظار میں جو بیت اللہ کو

4032 ۲/۱۱/۸۹

۲۶ باب الجزیۃ (الفصل الاول)

جزیہ اس مال کو کہتے ہیں جو ذمی کے ذمہ اس کی حفاظت خون کی وجہ سے واجب ہوتا ہے۔ جزیہ کی دو قسمیں ہیں ایک وہ جو صلح کے ساتھ مقرر ہو اس کی ابتدا کوئی مقدار معین نہیں ہے بلکہ جتنی صلح پر متعین ہو جائے اور ایک وہ جزیہ جو عنوۃ مقرر کیا گیا ہو اس کی مقدار کے اندر اختلاف ہے۔ امام صاحب فرماتے ہیں کہ آدمی تین قسم کے ہیں غنی۔ متوسط۔ فقیر۔ لہذا غنی پر ۴۸ درہم اور متوسط پر ۲۴ درہم اور فقیر پر ۱۲ درہم واجب ہوں گے یہ تو درہم کے اندر ہے اور دنانیر کے اندر مالدار پر چار دینار اور متوسط پر دو دینار اور فقیر پر ایک دینار واجب ہے۔ امام شافعی فرماتے ہیں کہ ہر امیر و فقیر پر ایک دینار واجب ہے۔ امام مالک فرماتے ہیں کہ سونے کے اندر چار دینار یا چالیس درہم واجب ہیں جو غنی و فقیر پر۔ امام احمد سے اس کے اندر تین روایتیں ہیں (۱) مثل امام شافعی کے مذہب کے (۲) مثل ہمارے مذہب کے (۳) امام کو اختیار ہے کہ جتنا چاہے واجب کرے۔ امام شافعی وغیرہ کا استدلال حضرت معاذ کی حدیث سے ہے جو فصل ثانی کے اندر آرہی ہے کہ آپ نے ایک دینار یمنی کو فرمایا ہماری طرف سے جواب یہ ہے کہ وہ یمنیوں کا واقعہ ہے اور وہ صلح کیا تو جزیہ مقرر ہوا تھا۔ امام مالک کا استدلال فصل ثانی کے اندر حضرت عمر کا اثر ہے۔ ہمارا استدلال وہ روایت ہے جس کو ابن ابی شیبہ نے نقل کیا کہ حضرت عمر نے اس کی تفصیل کی تو جزیہ مقرر کیا جو ہم نے اوپر بیان کی اسی پر حضرت عثمان اور حضرت علی بھی یہی عمل کرتے رہے تو گویا اجماع صحابہ کے مثل ہو گیا ہمارا اسی سے استدلال کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ دیکھو اجتہاد امام پر موقوف ہے جیسے کہ حضرت عمر نے مقرر کیا اور یہ تفصیل بیان کی دوسرا مسئلہ مختلف فیہ ہے کہ کس کس پر جزیہ واجب ہے بعض جمہور کے نزدیک تمام مشرکین سے جزیہ لیا جائے گا سوائے مرتدین کے۔ ابن قاسم نے امام مالک سے نقل کیا ہے کہ الا القریش امام شافعی امام احمد کے نزدیک جو اہل کتاب ہو اس سے جزیہ لیا جائے گا خواہ اہل عرب ہو یا اہل عجم ہو اسی طرح مجوسی سے امام صاحب کا یہی مذہب ہے کہ تمام اہل کتاب سے جزیہ لیا جائے گا خواہ اہل عجم ہو یا اہل عرب ہو اور بت پرستوں کی بابت میں دو روایت ہیں ایک یہ کہ لیا جائے گا اور ایک یہ کہ جو عربی ہیں نہیں لیا جائے گا جو عجمی ہیں لیا جائے گا اول روایت کو صاحب در مختار نے اختیار کیا اور اسی کو اختیار کیا اور مرتدین عربی سے حنفیہ کے نزدیک

۲۷ جزیہ نہیں لیا جائے گا۔ عن بجالۃ ص۳۵۲ ۔ فرقوا بین کل ذی محرم من المجوس اس لیے کہ دستور تھا کہ اگر کسی کی بیوی مر جاتی تو وہ اپنی بیٹی یا لڑکی سے نکاح کر لیتا تھا ویسے ہی اگر باپ مر گیا تو اس کا سب سے بڑا لڑکا اپنی ماں سے شادی کر لیتا تھا۔ ایسے ہی بہن سے بھائی شادی کر لیتا تھا اس لئے ان کو روک دینے کا ان کو حکم دیا۔ 35

۳۵۳ ۵ **الفصل الثانی عن ابن عباس** ص۳۵۳ ۔ لا تصلح قبلتان فی ارض واحدۃ ۔ قبلتان سے اہل قبلہ اور یعنی دو دین والے ایک زمین پر نہیں رہنے چاہیئیں لہذا اگر کوئی مسلمان دار الحرب کے اندر ہو تو اس کو چاہیے 37

۱۵/۱۰

4037 کہ وہاں اقامت نہ کرنا ولیس علی المسلم جزیۃ اگر کوئی ذمی مسلمان ہو جائے تو اس کے اندر اختلاف ہے کہ اسپر جزیہ واجب ہے یا نہیں (ائمہ ثلاثہ کے یہاں اس پر سے جزیہ ساقط ہو جائیگا خواہ حولان حول ہوا ہو یا نہ ہوا ہو امام شافعی کے نزدیک اگر حولان حول ہو گیا تو ساقط نہ ہوگا کیونکہ حولان کی وجہ سے وہ واجب ہو چکا اور اس حدیث کا محمل امام شافعی نے یہ بیان کیا کہ یہ ابتداءً جزیہ مقرر کرنے سے منع فرمایا ہے علامہ ابو الولید باجی فرماتے ہیں کہ اس حدیث کے اندر دونوں احتمال ہیں کہ ابتداءً مقرر کرنا ہو یا انتہاءً مقرر کرنا ہو ہم احناف نے عموم پر رکھا ۳۵۳/۱۰

4040 یعنی مسلمان پر نہ ابتداءً جزیہ واجب ہوگا اور نہ انتہاءً واجب ہوگا ص۳۵۳/۱۰ **عن عقبۃ بن عامر** قلنا لیضیفونا الخ امام شافعی امام مالک کے نزدیک ضیافت جزیہ کی ایک جزء ہے اور امام احمد کی ایک روایت کے اندر ضیافت کی شرط امام کو لگانا مستحب ہے اور ایک روایت کے اندر وجوب منقول ہے ہمارے نزدیک جزیہ کا جزء نہیں ۳۵۵/۱۴

باب الصلح (الفصل الاول)

صلح کے معنی ہیں مصالحت چونکہ دشمن کے ساتھ بھی مسلمانوں کو قوت حاصل کرنے کا موقع ملتا ہے اور صلح اس وقت جائز ہے جبکہ مسلمانوں کو اس کا فائدہ پہنچے اور اس کا ثبوت قرآن پاک سے ہے وان جنحوا للسلم الخ

42 ص۳۵۳/۱۴ **عن المسور بن مخرمۃ** — اس حدیث پاک کے اندر حضور کا مقولہ ہے کتب محمد بن عبد اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ۱۴ والا زیادہ ہے حضور نے حضرت علی کو خطاب کرکے فرمایا لیکن جب حضرت علی نے یہ لکھنے سے انکار فرمایا اب دوسرا اشکال وارد ہوا کہ حضرت علی نے حضور کے ارشاد کو رد فرمایا؟ اس کا جواب ہے کہ حضرت علی نے ارشاد امر کو حتمی نہیں سمجھا جس کی وجہ سے انکار فرما دیا اس کے بعد اب اس کے اندر اختلاف ہے کہ حضور نے خود اپنا اسم گرامی لکھا یا کسی دوسرے نے لکھا۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ آپ کی کتابت ثابت ہے اور یہ آپ کی معجزہ کے بھی خلاف ہے یعنی آپ نے نہیں لکھا بلکہ حضرت علی کو حکم دیا تھا کہ وہی لکھیں۔ قاضی ابو الولید اور ان کے شیخ ابو ذر ہروی اور علامہ ابو الفتح نیسا بوری کہتے ہیں کہ آپ کی کتابت ثابت ہے ابو جعفر سمنانی کہتے ہیں کہ معجزۃً آپ نے لکھا۔ لیکن اکثر حضرات کی رائے ہے کہ آپ کی کتابت ثابت نہیں ہے دوسری بات حدیث سے معلوم ہوئی کہ یہ عہد ہوا تھا کہ جو آدمی ہمارا تمہارے لشکر میں واپس آجائیگا اس کو [illegible] آپ نے عورتوں کو واپس نہیں کیا بعض لوگوں کے نزدیک تو یہ عورتیں عہد کے اندر داخل تھیں اور بعد میں منسوخ ہوا اور بعض کہتے ہیں کہ پہلے ہی سے عورتیں اس عہد کے اندر داخل ہی نہیں تھیں [illegible] کے اندر دونوں قول ہیں۔ حنفیہ کے نزدیک ان کے مہر کو واپس نہیں کیا جائیگا فقط

47 ص۳۵۴/۲۱ **الفصل الثانی عن المسور** — عیبۃ مکفوفۃ بند زنبیل کو کہتے ہیں اس کے دو مطلب بیان کئے گئے ۳۵۴/۲۱ (۱) جیسے زنبیل کے اندر شئی محفوظ رہتی ہے ایسے ہم عہد کی حفاظت کریں گے اور کوئی بات خلاف عہد نہ کریں گے (۲) جیسے زنبیل کے اندر چیز محفوظ ہوتی ہے ایسے ہی یہ عہد سینوں کے اندر محفوظ رہیگا اب ایک مسئلہ یہ ہے کہ صلح کتنی مدت تک کی جا سکتی ہے — اکثر علماء نے لکھا ہے کہ زیادہ سے زیادہ دس سال تک کی جائیگی دوسرا قول ہے کہ اس سے بھی زیادہ ہو سکتی ہے بعض نے کہا کہ تین سال بعض نے چار سال اور بعض نے دو سال تک بیان کیا حضرت امام مالک کے نزدیک امام اگر چاہے تو دس سال سے زیادہ کر سکتا ہے

ص ۳۵۵

۳۵۴/۲۴ **عن امیمة بنت رقیقة** ص۳۵۴/۲۴ ۔ اس حدیث پر اشکال ہے کہ انہوں نے حضور سے مصافحہ کا سوال کیا تھا لیکن آپ نے جواب کچھ اور دیا یعنی سوال تھا ایک فعل کے متعلق اور آپ نے جواب دیا قول کے متعلق اس کی کیا وجہ ہے؟ اس کا جواب دیا گیا کہ ان کے سوال کے اندر دو چیزیں تھیں ایک یہ کہ ان سے فعلِ مصافحہ کیا جائے اور دوسرا یہ کہ ہر ایک سے الگ الگ کیا جائے تو آپ نے دونوں کا جواب جامع دیا کیونکہ یہ جواب الکل تھی آپ نے فرمایا کہ تم جو الگ الگ کا سوال کر رہی ہو یہ نہیں بلکہ جو ایک عورت کو کہہ دیا تو سب کو ہو گیا ہے لہذا الگ الگ بیعت کی کوئی ضرورت نہیں رہی ۔ دوسرا یہ کہ تم نے جو فعل کا سوال کیا ہے وہ نہیں ہو گا بلکہ میرا قول ہی فعل کے قائم مقام ہے اس حدیث کے اندر مصافحہ کے ذریعہ عورتوں کو بیعت کرنے کی نفی کی گئی بعض روایات کے اندر ہے کہ آپ نے کپڑے کے ذریعہ بیعت فرمائی تھی اور بعض روایات کے اندر ہے کہ ایک برتن کے اندر پانی میں ہاتھ ڈال دیتے تھے اور دوسری اس کے اندر ہاتھ ڈال دیتی تھیں ۔ اور بعض روایات کے اندر ہے کہ گفتگو کے ذریعہ بیعت کرتے تھے [illegible]

ص ۳۵۵ باب اخراج الیہود من جزیرۃ العرب ۳۵۵/۸

یہود اولادِ بنی اسرائیل کو کہتے ہیں جو حضرت موسیٰ کو ماننے والے ہیں یہ ماخوذ ہے ھاد یہود سے جس کے معنی لوٹنے کے ہیں کیونکہ انہوں نے بھی حق سے باطل (گوسالہ پرستی) کی طرف لوٹے تھے بعض نے کہا کہ حضرت یعقوب علیہ السلام کے ایک لڑکے کا نام یہودا تھا ان کی اولاد ہے ۔ بعض نے کہا کہ تہوّد سے ماخوذ ہے جس کے معنی حرکت کے ہیں یہ لوگ تورات پڑھتے ہوئے حرکت کرتے تھے ۔ بعض کہتے ہیں کہ انہی لوگوں نے کہا تھا کہ انا ھدنا الیک الخ یہ اسی طرف منسوب ہیں ۔ جزیرہ عرب یہ علاقہ اقصیٰ عدن سے لیکر ریف عراق تک طولاً اور جدہ سے لیکر اطراف شام تک عرضاً ہے بعض لوگوں نے کہا کہ اس کا مصداق مکہ مدینہ یمامہ ہے بعض لوگوں نے کہا کہ اس سے مراد حجاز شام یمن [illegible] اور شام کے درمیان کا علاقہ ہے اب مسئلہ یہ ہے کہ یہ کفار اس موقف کے اندر استیطان یعنی اقامت کی غرض سے ٹھہرنا بالاتفاق ائمہ جائز نہیں ۔ اب یہ کہ عبور اور دخول کی بھی اجازت ہے یا نہیں امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ مطلقاً ان لوگوں کا دخول حرام ہے ۔ امام شافعیؒ کے نزدیک حجاز کے اندر اجازت نہیں دوسری جگہ ہے امام صاحب کے نزدیک صرف دخول کے اندر کوئی ممانعت نہیں حرم کے اندر دخول ہو سکتا ہے (امام مالکؒ کا مستدل) لا تقربوا المسجد الحرام بعد عامھم ھذا [illegible] مسجد میں بھی اجازت ہے چنانچہ ثقیف وغیرہ کو آپ نے مسجد کے اندر ٹھہرایا ہے

50 الفصل الاول ۸

52 **عن ابی ھریرۃ** ص۳۵۵ یہود کا اعلان تین مرتبہ ہوا ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں اور ایک مرتبہ حضرت عمر کے زمانے میں اور ایک مرتبہ اور ہوا [illegible] تیسری مرتبہ قیامت کے قریب ہو گا ۔ **عن ابن عباس** ص۳۵۵/۱۲ ۱۲

قال ابن عباس وسکت عن الثالثۃ ۔ [illegible] والله اعلم

ص ۳۵۵ باب الفیء (الفصل الاول) ۳۵۵/۲۷

الفیء یہ ماخوذ ہے فاء یفیء سے جس کے معنی رجوع کے ہیں کیونکہ یہ مال واپس [illegible] کا مال کہتے ہیں جو بغیر ایجاف خیل کے حاصل کیا جائے ۔ امام شافعیؒ کے نزدیک اس کے اندر خمس ہے جمہور کے نزدیک خمس نہیں بلکہ مسلمانوں کی ضروریات پر اس کو خرچ کیا جائے گا

55 **عن مالک بن اوس** ص۳۵۵/۲۷ ۔ اس حدیث کے اندر [illegible] ۲۷

ان الله قد خص رسول الله صلی الله علیه وسلم بشیء اس شئی کے مصداق کے اندر اختلاف ہے حضرات شافعیہ کے یہاں اس سے مراد

یہ ہے کہ اس مال فیٔ کے پچیس حصے کئے جاتے تھے جن میں سے اکیس حصے حضور کے لئے ہوتے تھے اسکے علاوہ میں جمہور کے نزدیک

اس شئی سے مراد مطلق تصرف ہے کیونکہ جمہور کے نزدیک مال فیٔ تمام کا تمام آپ کے اختیار میں ہوتا ہے اس کے

62 ذریعہ حقوق وغیرہ میں لگائے جاتے تھے صـ۳۵۶ **الفصل الثانی وعنہ قال** اس حدیث پر اشکال ہوتا ہے کہ ۳۵۶ / ۱۸

معلوم ہوتا ہے کہ حضور اپنے اہل کو ایک سال کا نفقہ یکبارگی دے دیتے تھے اور ایک حدیث سے معلوم ہوا کہ آپ کے

انتقال کے وقت ایک درع آپ کی یہودی کے پاس رہن کی گئی تھی جب نفقہ یکبارگی مل جاتا ہے تو اس کا

جواب دیا کہ وہ نفقہ صرف ازواج کا ہوتا تھا اور جو مہمان وغیرہ آتے تھے تو ان کے لئے کوئی چیز نہیں ہوا کرتی

اور آپ اپنے لئے بھی نفقہ نہیں رکھتے تھے اسی لئے یہودی کے پاس زرہ رہن کی ضرورت پیش آیا کرتی تھی

کتاب الصید والذبائح

۳۵۷ / ۱

صید مصدر ہے صاد یصید صیدا سے ماخوذ ہے جس کے معنی شکار کرنے کے ہیں اس کا اطلاق مصدر یا معنی کے اندر بھی

ہوتا ہے اور بمعنی اسم مفعول بھی ہوتا ہے اس صورت میں اس کی جمع صیود آئے گی اور اول صورت کے اندر لاتثنی ولا تجمع

صید اصطلاح کے اندر کہتے ہیں حیوان متوحش غیر مملوک کو ذبح کے ذریعہ قبضہ میں کرنا **الفصل الاول**

64 صـ۳۵۷ **عن عدی بن حاتم** کلب دو حال سے خالی نہیں یا معلم ہوگا یا غیر معلم اگر غیر معلم ہے تو دو حال سے خالی ۲

نہیں یا تو وہ جو شکار لایا وہ زندہ ہوگا یا مرا ہوا ہوگا اگر مرگیا تو اس کا کھانا جائز نہیں ہے اور اگر زندہ

ہے تو اس کو حلال کرکے کھانا جائز ہے اور اگر وہ کلب معلم ہے تو اس کا شکار حلال ہے اور کھانا جائز ہے

اور کلب معلم یہ ہے کہ جب اس کو چھوڑا جائے تو دوڑے اور جب آواز دیکر بلایا جائے تو رک جائے اور تیسری

شرط یہ ہے کہ وہ خود اس شکار کو نہ کھائے امام مالک کے نزدیک ایک روایت میں تیسری شرط ہے اور ایک

روایت یہ ہے کہ اس شرط کا ہونا ضروری نہیں ہے امام صاحب فرماتے ہیں کہ ایک اور شرط بھی ہوگی وہ یہ کہ وہ کلب

اپنے دانت کے ذریعہ زخمی کرے خون کو نکالدے ورنہ موقوذہ کے اندر داخل ہوگا اور کھانا جائز نہ ہوگا

اور علماء نے بیان کیا کہ ان تینوں یا چاروں شرطوں یا تینوں شرطوں کا پایا جانا ضروری ہے اس کے بعد وہ معلم

کہا جائیگا۔ دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ اس شکار پر بسم اللہ پڑھی جائیگی یا نہیں اس کے اندر بھی اختلاف ہے

امام شافعی فرماتے ہیں کہ ذبح وغیرہ کے وقت تسمیہ سنت ہے لہذا اگر کوئی ترک کردے خواہ عمدا ہو یا

سہوا ونسیانا تو صورت کے اندر وہ جانور حلال ہے۔ ظاہریہ بالکل اس کے برعکس کے قائل ہیں

یعنی ان لوگوں کے نزدیک اس جانور کی حلت کے لئے تسمیہ شرط ہے ورنہ وہ جانور حلال نہ ہوگا۔ مالکیہ اور

حنفیہ کے نزدیک اگر عمدا اس کو ترک کیا تو اس کا کھانا جائز نہیں اور وہ حرام ہے اور اگر سہوا ونسیانا

ہے تو جائز ہے رفع عن امتی الخطأ والنسیان کے تحت۔ امام احمد کی ایک روایت ہے کہ اگر تسمیہ

کو بھول کے چھوڑا تو اس کا شکار حلال ہے لیکن ذبح کے اندر بسم اللہ پڑھنا ضروری ہے دوسری روایت

امام احمد کی احناف کے موافق ہے اور تیسری روایت امام شافعی کے موافق ہے۔ تیسرا مسئلہ یہ ہے کہ اگر

وہ کلب اس جانور سے کھالے تو اب اس جانور کا کیا حکم ہے امام صاحب امام شافعی کا قول جدید

4064 امام احمد حسن بصری شعبی کے نزدیک اگر کھالیا تو وہ شکار حلال نہیں اور کھانا جائز نہیں ہے اور امام مالک
کے نزدیک اس کا کھانا جائز ہے اور وہ حلال ہے امام شافعی کا قول قدیم یہی ہے ۔ ہمارا استدلال حدیث
سے ہے اور امام مالک کا استدلال حضرت ثعلبہ خشنی کی حدیث سے ہے ۔ ان دونوں حدیثوں کے اندر تطبیق
بعض لوگوں نے یہ جمع کیا کہ اگر اس کتے نے اس جانور کو پکڑنے کے بعد فوراً کھالیا تو وہ غیر معلم تھا اور اس کا
کھانا جائز نہیں ہے البتہ اگر بعد تاخیر کے کھایا تو وہ معلم ہے اور اس جانور کا کھانا حلال ہے بعض
لوگوں نے یہ جمع کیا کہ جس روایت میں شکار کی حلت معلوم ہوتی ہے وہ یہ کہ باز وغیرہ کا شکار
اور حرمت کا ثبوت معلوم ہوتا ہے کتے کا شکار مراد ہے ۔ چوتھا مسئلہ یہ ہے کہ جو شکار آنکھوں سے غائب
ہو جائے پھر جا کے اس کو مردہ پائے تو اس کا کیا حکم ہے امام شافعی امام احمد کے نزدیک اگر اس کے جسم پر
نشانات اس کے اندر نہیں تو وہ حلال ہے اور کھانا جائز ہے ۔ امام صاحب کے نزدیک اگر وہ اس شکار کی
[illegible] اور حلال [illegible] تلاش کیا تو اس کا کھانا جائز ہے ورنہ نہیں ۔ امام مالک کی ایک روایت ہے
کہ ایک رات کے گزر جانے کے بعد کھانا حرام ہے دوسری روایت ہے کہ ایک رات گزرنے کے بعد بھی حلال
65 ہے یہ تمام اختلافات اس وقت ہیں جبکہ اس کو میت ہونے کی حالت میں پکڑا ہو اور اگر زندہ پکڑا ہو اور وہ
مر گیا بغیر ذبح کئے تو اس کا کھانا جائز نہیں ہے ۔ ص۳۵۷/۶ **وعنہ قال** [illegible] ہمارے تیر [illegible] اور اس ۳۵۷/۶
حدیث کا خلاصہ یہ ہے کہ اگر کسی نے شکاری تیر پھینک کر مارا جس کی وجہ سے وہ مر گیا تو اگر اس کے خون نکلا ہو
تو جائز ہے ورنہ وہ جائز نہیں ہے کیونکہ وہ اس کے ثقل کی وجہ سے مرا ہے اور یہ دلیل ہے حنفیہ
اس مسئلہ کی کہ بعض کے اندر شرط یہ ہے کہ وہ اس کے خون بھی نکال دے کیونکہ ذبح اسی کے
69 اندر خون کا [illegible] نکالنا ہی ہے یہ قید [illegible] ص۳۵۷/۱۳ **عن عائشة** اس حدیث سے ان لوگوں نے ۱۳
استدلال کیا جو کہتے ہیں کہ بسم اللہ پڑھنا سنت ہے جواب یہ ہے کہ [illegible] بسم اللہ کی تحقیق نہیں ہے
71 کر لیا ہے [illegible] ص۳۵۷/۱۸ **عن رافع بن خدیج** اس مسئلہ کے اندر اتفاق ہے کہ ۱۸
سن وظفر کے علاوہ ہر دھار دار چیز سے ذبح جائز ہے سن اور ظفر کے اندر اختلاف ہے
امام شافعی کے نزدیک ظفر سن اور ہڈی وغیرہ سے ذبح جائز نہیں ہے حنابلہ کے یہاں [illegible]
سے ذبح جائز ہے ظفر اور سن سے جائز نہیں ہے یہی مالکیہ کی ایک روایت ہے امام صاحب کے یہاں
ان سب سے جائز ہے بشرطیکہ منزوع ہو (یعنی الگ ہو جسم سے ۱۲) یہی مالکیہ کی بھی ایک روایت ہے تیسری روایت مالکیہ کی ہے
مطلقاً جائز ہے اور اس حدیث سے جمہور [illegible] غیر منزوع [illegible] کا ذکر ہے
اور ان لوگوں کی عادت [illegible] منزوعہ [illegible] استدلال اس حدیث کا [illegible]
72 [illegible] ص۳۵۷/۲۱ **عن کعب بن مالک** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جو جانور ۲۱
قریب الموت ہو اس کو ذبح کر کے حلال کیا جا سکتا ہے یہی [illegible] امام مالک کے نزدیک
اس کا کھانا جائز نہیں ہے دوسری بات یہ معلوم ہوئی کہ عورت کا ذبیحہ حلال ہے یہی جمہور کا مذہب ہے
امام مالک کی ایک روایت جو مدونہ کے اندر ہے یہ ہے کہ جائز ہے [illegible] امام مالک نے بھی جواز

٣٥٧/٢٥ کی روایت نقل کی ہے عن ابن عمر ٣٥٧ صـ ٢٥ حضور نے اس حدیث کا اندر اسبات سے منع فرمایا کہ آدمی بھیمہ کو باندھ

کر ذبح کرے کیونکہ یہ ذبح اضطراری کہلاتا ہے اور اسکی اجازت اسوقت ہے جبکہ ذبح اختیاری ممکن نہ ہو

عن جابر ٣٥٧ صـ ٢٦ آدمی کے جسم کے کسی عضو کو داغنا جائز نہیں البتہ [illegible] جانوروں کے چہرے کو داغ

دینا جائز نہیں بالاتفاق ۔ [illegible]

٣٥٨/٦ کہ مستحب ہے [illegible] مکروہ ہے کیونکہ [illegible] 82 الفصل الثانی عن ابی العشراء ٣٥٨ صـ ٦

لو طعنت فی فخذها لاجزأ عنک [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

٢٥ [illegible] 93 عن ابی سعید الخدری ٣٥٨ صـ ٢٥

اگر جانور ذبح کیا اور اسکے پیٹ سے بچہ نکلا تو وہ دو حال سے خالی نہیں یا تو وہ تام الخلقت ہوگا یا نہیں اگر

غیر تام الخلقت ہے تو اسکا کھانا جائز نہیں ہے اور اگر تام الخلقت ہے تو امام ابو حنیفہ کے نزدیک جائز ہے

بشرطیکہ وہ زندہ نکلے اور اگر زندہ ہے تو اسکو ذبح کیا جائیگا ۔ اور امام مالک فرماتے ہیں کہ دو حال سے خالی نہیں

یا تو اسکے بال نکل آئے یا نہیں اگر بال آگئے تو جائز ہے ورنہ نہیں [illegible]

[illegible] ذکاۃ الجنین ذکاۃ امہ [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

باب ذکر الکلب

(الفصل الاول) ٣٥٩/٨

١٠ 99 عن ابی هریرة ٣٥٩ صـ ١٠ [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

۴۰۹۹

جو کچھ بھی انسان [illegible] مستقل ارادہ ہے

۳۵۹/۱۱ عن جابرؓ آپ نے فرمایا کہ اسود بہیم کلب کہ وہ شیطان ہوتا ہے اس کا ایک مطلب تو یہ ہے کہ یہ شریر ہوتا ہے ۹/۱۰۰

اور وہ مثل شیطان کے ہے یا دوسرا مطلب یہ ہے کہ شیطان اس کی شکل میں شرارت کرتا ہے

۳۵۹/۱۹

باب ما یحل اکله وما یحرم (الفصل الاول)

۳۲ عن ابی ثعلبةؓ حمار کی دو قسمیں ہیں ایک حمار اہلی اور ایک حمار وحشی اس کا کھانا بالاتفاق جائز ہے اور ۵۵

حضور نے [illegible] حمار اہلی کے کھانے سے منع فرمایا اس میں علماء کا اختلاف ہے امام ابو داؤد نے جمہور کے علاوہ جواز نقل کیا ہے اور

امام مالک سے اس کے بارے میں تین روایتیں ہیں (۱) ممانعت مطلقاً (۲) جواز مطلقاً (۳) کراہت تحریمی

یہی اشہر الروایات ہے جو لوگ کہتے ہیں کہ جائز ہے وہ استدلال کرتے ہیں قل لا اجد فیما اوحی الیّ الآیہ سے اور

حضرت غالب بن ابجر کی حدیث سے وہ حضور کی خدمت میں آئے اور قحط سالی اور اولاد کا ذکر کرتے ہوئے

[illegible] کی آپ نے فرمایا کہ اپنے گدھے کا گوشت کھاؤ اور جو لوگ عدم جواز کے قائل ہیں ان کا استدلال

اس حدیث سے اور مختلف احادیث سے ہے اور اس حدیث (ابن ابجر) کا جواب یہ ہے کہ یہ اضطرار پر محمول ہے

۲۳ ~~[illegible]~~ عن جابرؓ اس مسئلہ میں سب کا اتفاق ۵۶

ہے کہ گھوڑے کا کھانا [illegible] امام شافعی امام احمد کے نزدیک گھوڑے کا کھانا جائز ہے امام مالک کے

نزدیک مکروہ ہے بعض نے کراہت تحریمی اور بعض نے کراہت تنزیہی کو امام صاحب کی طرف منسوب فرمایا۔ امام صاحب کے

یہاں مکروہ ہے جو لوگ جواز کے قائل ہیں وہ اسی حدیث سے استدلال کرتے ہیں اور جو لوگ عدم جواز کے قائل

ہیں وہ استدلال کرتے ہیں قرآن شریف کی آیت والخیل والبغال والحمیر سے کہ اللہ تعالیٰ نے ان چیزوں کو

غرض تخلیق زینت کو بیان کیا [illegible] ایک حدیث آتی ہے [illegible]

اس کا مطلب فرمایا کہ وہ اول اسلام کا واقعہ ہے [illegible]

[illegible]

۲۵ یہ حکم [illegible] عن النبی [illegible] ۵۹

[illegible] بالاتفاق [illegible] جائز ہے [illegible] کراہت کے قائل ہیں۔

۲۶ عن ابن عمرؓ [illegible] ۶۰

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

۵/۵ کر جاتا ہے جس تو آپ نے دستر قرآن پڑا اس سے ہی دا استدلال ایک حدیث ہے کہ حضور نے اسکے ہاتھوں کو رنگا

تو فرمایا کہ یہ قرآن ان جیسے ہاتھوں کا [illegible] معلوم ہوتا ہیں شاید یہ آخر منسوخ ہو گیا ہے [illegible]

و سیر [illegible] لوگ لائے یہ اشکال کیا کہ [illegible] منسوخ کے اندر تو [illegible] اور نشان جاری نہیں ہوتا [illegible]

رخم منسوخ ہو گئی ہوگی [illegible] طرف سے جواب ہے کہ اسکی [illegible] کی شکل میں ہوتا ہے تو [illegible]

اور نشان کا ذکر نہیں [illegible] جو ابن عباس کی روایت سے [illegible] ہے کہ [illegible]

13 اس [illegible] میں جب [illegible] عن ابن ابی اوفی کہتا ہے کہ [illegible] جراد [illegible] ہم لوگ [illegible] ۱۳۶۰/۴

کھاتے [illegible] آپ نے منع نہیں فرمایا جراد کے کھانے کے اندر اختلاف ہے جمہور کے نزدیک جائز ہے [illegible]

[illegible] کا کھانا جائز ہے [illegible] یا تو [illegible] اسکے سر کو کاٹا

دیا جائے [illegible] کے نزدیک [illegible] اسکی شکل کے اندر [illegible]

جراد کی [illegible] ایک [illegible] جراد [illegible] ہے [illegible] کے اندر اختلاف نہیں ہے جائز ہے [illegible]

14 جراد کی [illegible] جیسے کے اندر [illegible] ہے اسکو کھانا جائز نہیں ہے عن جابر [illegible] مسئلہ ۱۴

کے اندر اتفاق ہے کہ [illegible] اسکا کھانا جائز ہے لیکن [illegible]

جو پانی کے اوپر [illegible] تو اسکا کیا حکم ہے اکثر [illegible] کے نزدیک جائز ہے [illegible] کے نزدیک جائز نہیں

اکثر [illegible] کا استدلال اس حدیث سے ہے [illegible] کا جواب ہے کہ یہ حدیث [illegible] ہے

16 عن میمونة اگر کسی کھانے کے اندر کوئی جانور [illegible] گر گیا تو اسکے حکم کے اندر اختلاف ہے ۱۱

اگر وہ کھانا خشک ہے تو بالاتفاق وہ کھانا پاک ہے اور اس جانور کو [illegible]

کا کھانا [illegible] اور اگر وہ کھانا مائع کی شکل ہے ہے تو جمہور کے نزدیک اسکا کھانا جائز نہیں ہے

[illegible] نقل کیا گیا ہے [illegible]

مائع ہو یا غیر مائع [illegible] اس حدیث سے [illegible] ہماری طرف سے جواب یہ ہے کہ حدیث غیر مائع

پر محمول ہے اور دلیل یہ ہے کہ آپ نے فرمایا القوها وما حولها اور ما حول غیر مائع کے اندر ہو سکتا ہے

مائع کے اندر نہیں ہو سکتا [illegible] مائع کی طرف تو یہ ہے کہ اگر اسکے اندر [illegible]

16 [illegible] عن ابن عمر ذا الطفیتین [illegible] کو کہتے ہیں کہ جسکی [illegible] پر

سیاہ خط ہوتے ہیں اور ابتر [illegible] کو کہتے ہیں کہ جسکی دم کٹی ہوئی ہو [illegible] فرمایا کہ ۱۳

[illegible]

18 [illegible] عن ابی السائب [illegible] حدیث کا ۱۶

اندر وارد ہوا کہ فحرجوا علیها ثلاثا [illegible] کا مطلب یہ ہے کہ اس قسم [illegible] کہا جائے گا کہ [illegible]

پس اگر وہ چلا گیا تو خیر ورنہ مار دیا جائیگا اور ثلاثا کا مطلب یا تو یہ ہے کہ اس کو تین [illegible]

جائیگا یا مطلب [illegible] تین دن تک ہوگی [illegible] اختلاف [illegible] کے اندر [illegible]

[illegible] خاص ہے یا عام [illegible] کے اندر دو قول ہیں بعض علماء [illegible]

جو سانپ بالکل سفید شکل چاندی کے ٹکڑے ہو اسکو قتل نہ کرو بلکہ وہ یقیناً جن ہوتا ہے اسکا مارنا ٹھیک نہیں کوئی 118

فائدہ نہیں ہے فانما هو شیطان یعنی تین دن کے بعد اسکو قتل کر دو کیونکہ وہ مسلمان جن نہیں بلکہ شیطان ہے

٣٦١/١ عن ام شریکؓ الوزغ ۔۔۔ ابراہیم ۔ گرگٹ کو کہتے ہیں اس پر اشکال ہے کہ آپؐ نے جو علت اسکے مارنے کی 19

بیان فرمائی کہ کان ینفخ علی ابراہیم یہ شرارت تو خاص اسی گرگٹ کی تھی اسکے عوض میں اب اسکی تمام

کو ختم نہیں کیا جاسکتا جبکہ قرآن کہتا ہے ولا تزر وازرة وزر اخرى ۔ اور اسی کا اشکال بعد والی

حدیث کے اندر تکثیر کا وعدہ بھی اس اعتراض کی دلیل ہے کہ ابتدائی عمل کا قرینہ چلا دیا تو اسکا ثواب ملتا

نکلا ۔ اسکا جواب دیا گیا ہے حضور نے بطور علت کے نہیں فرمایا بلکہ اسکی خبث باطنی کی طرف اشارہ ہے

٩ الفصل الثانی عن ابن عمرؓ ۔۔ نہی عن اکل الجلالة الخ جلالہ کہتے ہیں جو جانور نجاست یا گندگی کھاتا ہو 26

اسکا گوشت وغیرہ کا حکم ہے کہ اسکو تین روز باندھ کر رکھا جائیگا جب معلوم ہو جائیگا کہ اب اسکی گندگی کی بو

ختم ہو گئی ۔ امام مالک کے نزدیک باندھنے وغیرہ کی ضرورت نہیں ہے بلکہ ویسے ہی کھا سکتے ہیں انکا استدلال ان

روایات سے ہے جن میں ہے کہ ... اسکا ایک مطلب تو یہ ہے کہ خود اسکو ادھر باندھا جائیگا چھوڑ کر کے

کھلایا جائیگا اور دوسرا مطلب یہ ہے کہ اسکو ذبح کرکے اس کے گوشت کو پاک کیا جائیگا

٣٦٢/٩ عن ابن عباسؓ ۔۔ اس حدیث کے اندر جن کے مارنے سے ممانعت آئی ہے اسکی وجہ یہ ہے کہ اسکے اندر منفعت ہے کہ اس سے 45

شہد وغیرہ نکلتا ہے اور ہدہد صرد کے اندر کوئی مضرت نہیں ہے اسلئے منع فرمایا کہ بے فائدہ جب کوئی نقصان

کسی کو نہیں پہنچاتا تو اسکے قتل سے کیا فائدہ ۔ حکیم ترمذی فرماتے ہیں کہ ہدہد سے آپؐ نے اسلئے منع فرمایا

کہ وہ حضرت سلیمانؑ کی دلیل تھا اور صرد سے اسلئے منع فرمایا کہ وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دلیل تھا

بیت اللہ کی طرف ۔ اور نحلہ کے اندر شفاء ہے اسلئے منع فرمایا ۔ دیگر جگہ فرماتے ہیں کہ اگر یہ جانور ایذاء

پہنچاتے ہیں تو ان کو قتل کرنا جائز ہے فقط واللہ اعلم ۔

٣٦٢/١٥ باب العقیقة (الفصل الاول)

عقیقہ ماخوذ ہے عق یعق سے جسکے معنی کاٹنے کے ہیں کیونکہ اسکے بال وغیرہ بھی کاٹے جاتے ہیں بعض

لوگوں نے کہا کہ عقیق ان بالوں کو کہتے ہیں جو اسکے سر پر ہوتے ہیں چونکہ وہ کاٹے جاتے ہیں اسلئے اسکو

عقیقہ کہتے ہیں ۔ اسکے حکم کے اندر اختلاف ہے امام شافعی امام احمد کے نزدیک سنت مؤکدہ ہے ۔

امام مالک کے نزدیک مندوب ہے ۔ امام صاحب سے روایات مختلف ہیں ایک روایت یہ ہے کہ لیست بسنة

اب بعض نے اسکی تفسیر یہ کی کہ یہ بدعت ہے علامہ عینی نے اسکی تردید فرمادی اور فرمایا کہ انکا مطلب یہ ہے

کہ سنت مؤکدہ نہیں ہے ۔ ابن عابدین شامی نے اور علامہ انور شاہ کشمیری نے استحباب کی تصریح فرمائی ہے

علامہ عینی وغیرہ کا رجحان بھی اسی طرف ہے ۔ بعض نے امام صاحب سے جواز نقل کیا ہے یعنی اولیٰ ۔ اہل ظواہر

کے نزدیک واجب ہے یہ لوگ استدلال کرتے ہیں باب کی پہلی حدیث کے اندر فاهريقوا عنه دما سے کہ یہ امر

وجوب کیلئے ہے ۔ جمہور کا استدلال عدم وجوب کے اندر عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ کی حدیث ہے

١٥ عن سلمانؓ ۔۔ واميطوا عنه الاذى الخ ۔ اذی سے مراد یا تو بال وغیرہ ہیں یا مطلق اذی مراد ہے 49

٤١٥ ٩

٣٦٢ ١٧ ص٣٦٢ عن عائشة: — وحنکھم: تحنیک کے معنی ہیں کھجور چھوارہ وغیرہ بچہ کے منہ میں چبا کر ڈالا جانا یہ مستحب ہے

١٨ ص٣٦٢ عن اسماء: — اول مولود — مراد فی المہاجرین ہے ورنہ انصار کے اندر حضرت نعمان بن بشیر اول مولود فی الاسلام ہیں 51

٢٠ ص٣٦٢ الفصل الثانی عن ام کرز: — اقروا الطیر: اسکا مطلب یہ ہے کہ عرب کے اندر دستور تھا کہ جب کوئی کام کرنے
جاتا تو وہ جانوروں کو اڑاتا تھا اور دیکھتا تھا کہ اگر وہ داہنی جانب اڑے تو پھر اس مقصود کا نتیجہ صحیح
اور وہاں چلا جاتا تھا ورنہ اپنے کام سے رک جاتا تھا حضور نے اس کو منع فرمادیا اس مطلب کو امام شافعی نے
بیان فرمایا بعض لوگوں نے کہا کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ جانوروں کو اپنے گھونسلوں سے مت اڑاؤ اور ان کو تکلیف
نہ پہنچاؤ الیٰ مطلب صحیح ہے اندر ایک ہے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ لڑکے کی جانب سے عقیقہ کے اندر دو شاۃ
اور لڑکی کی جانب سے ایک شاۃ ہوگا اسی کو جمہور نے اختیار فرمایا ہے۔ امام مالک سے منقول ہے کہ ان کے یہاں دونوں 52
جانب سے ایک ہے

٢٣ ص٣٦٢ عن الحسن: — الغلام مرتھن: اسکا مطلب امام احمد نے بیان فرمایا کہ اگر بچہ کا عقیقہ 53
ہو گیا تو سفارش کریگا قیامت کے روز اور اگر عقیقہ نہیں کیا تو سفارش نہیں کریگا۔ اب مسئلہ کہ عقیقہ
کب تک کیا جائیگا امام مالک فرماتے ہیں کہ اگر ان سات ایام کے اندر نہیں کیا تو اب عقیقہ ختم ہے اور بعض
علماء فرماتے ہیں کہ ختم نہیں ہوگا بلکہ اسکا انتہاء سات روز یا اسکے سات روز بعد بعض فرماتے کہ ختم نہیں ہوگا
اور کرانا چاہیئے آگے بعض فرماتے ہیں جو یہ روایت ابن عمر وابی داؤد ~~[illegible]~~ ویدمی مکان ویسمی اکثر نے
اسکو غلط قرار دیا ہے لیکن ابن حزم ظاہری حافظ ابن کثیر نے اس روایت کو راجح قرار دیا ہے چنانچہ قتادہ
اور ابن حزم ظاہری کے نزدیک تدمیہ ہوگا یعنی اسکے سر پر خون ملا جائیگا اکثر کے نزدیک تدمیہ نہیں ہوگا

٣٦٣ ١ ص٣٦٣ عن ابن عباس: — بعض روایت کے اندر ایک کبش اور بعض کے اندر کبشین کا ذکر ہے بعض علماء نے اس 55
کے اندر ایک جمع یہ کیا کہ ایک آپ نے یوم ولادت کے اندر ذبح فرمایا اور ایک ساتویں دن عقیقہ کے روز
ذبح فرمایا بعض لوگوں نے دوسرا جمع کیا کہ ایک آپ نے ذبح فرمایا ہوگا اور ایک کا حضرت علی۔ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو
حکم دیا ہوگا

٣ ص٣٦٣ عن عمرو بن شعیب عن ابیہ الخ: — اس حدیث پاک کے اندر لا یحب اللہ العقوق کی علت 56
راوی نے بیان کی کہ گویا کہ کرہ الاسم — شارح مشکوٰۃ حافظ فضل اللہ تورپشتی اس حدیث کی شرح کے ذیل
میں فرماتے ہیں کہ یہ علت بیان کرنا صحیح نہیں ہے کیونکہ عقوق کا اطلاق بہت سی احادیث کے اندر آیا ہے
ہے لہذا اس کی تاویل یہ کیا تھی کہ اس رجل پر عقیقہ کا حکم مشتبہ ہوگا تو اسنے حضور سے پوچھا تو
آپ نے اسکی توجہ اس طرف سے ہٹانے کیلئے فرمایا اور عنایت کو جمع کرنے کیلئے فرمایا کہ ان اللہ لا یحب العقوق۔
بعض لوگوں نے اسکا مطلب یہ بیان کیا کہ اسنے حضور سے کہا ہوگا کہ آپ نے اس کا نام جو عقیقہ رکھا ہے یہ
مناسب نہیں کیونکہ یہ عقوق سے ہے اور ابتداء گویا کسی نافرمانی کا ہیں بچہ کیلئے ابتداء ہی میں ایسا نام سے
بدفالی لی جاتی ہے تو آپ نے فرمایا کہ عقیقہ اور چیز ہے اور عقوق اور چیز ہے لا یحب اللہ العقوق۔

٥ ص٣٦٣ عن ابی رافع: — اذن فی اذن الحسن بن علی الخ صاحب شرح السنۃ عمر بن عبد العزیز سے نقل کیا کہ آپ دائیں 57
کان کے اندر اذان اور بائیں کان کے اندر اقامت کہتے تھے تاکہ سب سے پہلے بچہ کے کانوں میں اللہ تبارک وتعالیٰ کی توحید حضور کی رسالت اور معاد
تذکرہ پہنچ جائے۔ شاہ عبد العزیز صاحب دہلوی فرماتے ہیں کہ یہ اذان واقامت سمجھو کہ جنازہ کی نماز کیلئے ہیں گویا تنبیہ کی جاتی ہے ان کو
کہ دو وقت اور موت سے غافل نہ ہو کہ جنازہ کی اذان ہو چکی اور اب نماز تیار ہے

کتاب الاطعمة

(الفصل الاول)

4157 الطعم طعام کی جمع ہے جو وہ ہر کھائی جانے والی شی ہے اگر صرف مدہ ہو اس کی جمع اطعمہ کی وزن پر آتی ہے جیسے ارغفہ ۳۶۳/۸

59 ص ۳۶۳ عن عمرو بن ابی سلمة ۔ اس حدیث پاک کے اندر حضور نے تین امر فرمائے اکثر حضرات کے نزدیک یہ اوامر ثلاثہ ندب ۶

کیلئے ہیں۔ ظاہریہ کے نزدیک تسمیہ امر وجوب کیلئے ہے امام احمد کی بھی روایت ہے علامہ شوکانی کا اسی طرف میلان

ہے۔ جمہور کے نزدیک استحباب کیلئے کل بیمینک کے متعلق امام شافعی سے وجوب منقول ہے علامہ تقی الدین سبکی نے

66 اسی کو راجح قرار دیا ہے عن ابن عباس ص ۳۷۳ ۔ لا یمسح یدہ حتی یلعقہا او یُلعقہا یعنی آپ اپنے ہاتھ کو ۱۸

کسی چاٹنے والے کو چٹوا دیں پھر صاف کرتے تھے ایک تو اپنی لطافت طبعی کی وجہ سے اور دوسرے اس کے اندر برکت ہے

اب راوی کو شک ہے کہ یلعق مجرد سے ہے یا متعدی سے اور مزید سے ہے۔ بعض لوگوں نے یُلعق باب افعال

سے اس کی تردید کردی لیکن امام بیہقی فرماتے ہیں کہ اگر یہ ثابت ہو جائے تو مطلب ہوگا کہ اپنے بچوں بیبیوں کو

68 چٹوا دیتے تھے۔ بعض نے مطلب بیان کیا کہ خود اپنے آپ کو چٹوا دیتے تھے عن ابی جحیفة ص ۳۷۳ ۔ لا اکل متکئا ۲۲

اس کا ایک مطلب تو یہ ہے کہ میں تکیہ لگا کر نہیں کھاتا دوسرا مطلب ہے کہ ادھر ادھر کسی طرف مائل ہو کر نہیں کھاتا تیسرا

مطلب ہے کہ چار زانو بیٹھ کر یا ٹیک لگا کر نہیں کھاتا اور وجہ یہ ہے کہ یہ متکبرین کی عادت ہے نیز اس سے معدہ میں زیادہ

کھایا جاتا ہے جس سے صحت کا اندیشہ ہے۔ بعض لوگوں نے کہا کہ یہ ٹیک لگانا آپ کیلئے خاص تھا دوسروں کو

اجازت ہے لیکن امام بیہقی نے ان کا تعقب کیا اور کہا کہ مکروہ ہے یہ بغیر عذر کی حالت کے اندر ہے ورنہ

69 عذر کی صورت میں عام اجازت ہے عن قتادة ص ۳۷۳ ۔ خوان میز کی شکل کا دسترخوان ہوتا تھا جیسے میز کی چار

ٹانگیں ہوتی ہیں ایسے ہی وہ بھی ہوتا تھا۔ سکرجہ چھوٹی طشتری کو کہتے ہیں کہ یہ سکوہ کا معرب ہے چھوٹی

چھوٹی مٹی کی پیالیاں ہوتی ہیں کیونکہ ایسے چیزوں کے اندر متکبر لوگ کھاتے ہیں اور نیز اس میں مجمع کے اندر

73 کھاتے تھے تو یہ ناکافی رہتے تھے اسلئے آپ نے فرمایا کہ میں ان کے اندر نہیں کھاتا ہوں وعنہ ص ۳۶۴ ۔ ان رجلا کان ۳۶۴/۲

تفعلة من تفعلة

یاکل اکلا کثیرا فاسلم الخ ان رجل کے نام کے اندر بہت اختلاف ہے (۱) ابو غزوان (۲) نضلہ بن عمرو (۳) جہجاہ

غفاری (۴) نضلہ بن عمرو غفاری (۵) ابو بصرة غفاری (۶) ثمامہ بن اثال اسکے علاوہ اور بہت سے اقوال

ہیں یہاں اشکال ہے کہ اطباء کہتے ہیں کہ انسان کے جسم کے اندر چھ آنت ہوتی ہیں اور اس حدیث سے معلوم

ہوا کہ سات ہوتی ہیں اسکا جواب ۱ یہ ہے کہ یہ بیان تکثیر مقصود ہے جواب ۲ آپ نے معدہ کو شمار کیا

دوسرا اشکال ہے کہ آپ نے فرمایا کہ کافر زیادہ کھاتا ہے اور مؤمن کم کھاتا ہے حالانکہ واقعہ اس کے

خلاف بھی ہوتا ہے اسکا جواب ۱ یہ ہے کہ مؤمنوں سے مؤمن کامل مراد ہے جواب ۲ ابو عبیدہ وغیرہ محدثین

شنی اور امام طحاوی نے جواب دیا کہ یہ ایک کافر کے متعلق فرمایا تھا قضیہ شرطیہ ہے جواب ۳ قضیہ مہملہ

یعنی بعض کے اندر ہوتا ہے اور بعض میں نہیں جواب ۴ آپ نے اکثر کے اعتبار سے فرمایا جواب ۵ مؤمن کو ترغیب

80 دینی مقصود ہے کہ دنیا کی طرف رغبت کم ہونی چاہیے عن النبی ص ۳۷۴ ۔ اس پر اشکال ہے کہ ماقبل کے اندر ۱۴

حدیث گذر چکی کہ کل مما یلیک اور اس حدیث کے اندر چاروں طرف سے کھانا ثابت ہے اسکا جواب

ہے کہ ماقبل والی حدیث کا محمل یہ ہے کہ جب ایک ہی قسم کا کھانا ~~[illegible]~~ کھایا جا رہا ہو اور جس میں ہر طرف سے کھانا ثابت

81 ہے اسکا محمل یہ ہے کہ جب انواع مختلف کا کھانا ہو عن عمرو بن امیة ص ۳۷۴ اس حدیث کے ۱۴

4181 مجھ کو سکین کے ساتھ قطع کر کے کھانا ثابت ہے اور فصل ثانی کی حدیث عائشہ کے اندر قطع من السکین
کی ممانعت معلوم ہوتی ہے اس کا جواب دیا کہ حضرت عائشہ والی روایت کے اندر ابو معشر نجیح سندی ایک راوی
ضعیف ہے چنانچہ ابن الجوزی نے اس حدیث کو موضوع قرار دیا ہے لیکن بعض نے ابن الجوزی کا تعاقب
کیا اور بعض نے [illegible] کے جمع کا طریقہ اختیار کیا اور یہ کہا کہ اگر گوشت خوب پختہ ہو تو بغیر سکین
69 کے کھایا جائے اور اگر کچا ہو تو اجازت ہے ص ۳۶۴ / ۱۶ **عن عائشة** اس حدیث کے اندر حلواء سے مطلق ۳۶۴ / ۱۱
شیرینی مراد ہے اور دونوں باتوں اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آپ کو حلو محبوب ہے [illegible] الحلواء
کے بعد جب آپ کے سامنے شہد [illegible] اور دودھ پیش کیا گیا تو آپ نے [illegible] دودھ کو اختیار
فرمایا اس سے معلوم ہوا کہ آپ کو لبن پسند تھا اس کا جواب دیا کہ جب مطلق پینے کا معاملہ ہوتا تو لبن
پسند فرماتے اور میٹھی چیز ہوتی تو شہد کو پسند فرماتے اور پسند فرمانے کا مطلب یہ نہیں کہ ان اشیاء
88 کا اہتمام فرماتے بلکہ اشیاء کے اندر ان کو پسند فرماتے تھے ص ۳۶۴ / ۱۲ **عن ابن عمر** اس حدیث کے [illegible] ۳۴
اندر قرآن کی [illegible] سے [illegible] بیان کیا کہ یہ اس وقت ہے جب کہ غیر کی ملک ہو اور [illegible]
[illegible] کے اندر [illegible] ص ۳۶۵ / ۱۲ **عن المقدام** [illegible]
ہے کہ حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ حضور کے انتقال کے بعد ہمارے پاس جو غلہ تھا ہم نے اس کا کیل کیا جس کی وجہ
سے وہ جلدی ختم ہو گیا یعنی کیل کی وجہ سے بے برکتی ہوئی اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کیل کی
وجہ سے برکت ہوتی ہے دونوں کے اندر جمع یہ ہے کہ بیع اور کیل تو بیع و شراء کے لئے ہے اور اس حدیث
4260 کے اندر اکل کے لئے کیل تھا اس وجہ سے بے برکتی ہوئی ص ۳۶۵ / ۱۱ **الفصل الثانی عن ابی ایوب** اس حدیث ۳۶۵ / ۱۸
سے معلوم ہوا کہ کھانے کے شروع کرنے کے وقت بسم اللہ پڑھنی چاہئے امام نووی فرماتے ہیں کہ بسم اللہ الرحمن
الرحیم پورا پڑھنا اولیٰ ہے مطلق بسم اللہ سے امام غزالی فرماتے ہیں کہ اول لقمہ پر بسم اللہ دوسرے لقمہ پر
بسم اللہ الرحمن اور تیسرے لقمہ پر پوری بسم اللہ پڑھے حافظ فرماتے ہیں کہ پورا پڑھنے کی اصل حدیث
سے ثابت نہیں صاحب عرف نے علامہ انور شاہ سے نقل کیا کہ حدیث سے صرف بسم اللہ ثابت ہے
اب یہ کہ اگر ایک جماعت کھانا کھا رہی ہے تو کیا ہر ایک کو بسم اللہ پڑھنا ضروری ہے یا ایک کا
کافی ہے بعض نے کہا کہ کافی ہے اور ابن قیم وغیرہ نے کہا کہ ہر ایک کو بسم اللہ پڑھنا چاہئے کیونکہ
ایک حدیث سے معلوم ہوا کہ چند لوگ کھانا کھا رہے تھے بعد میں ایک آدمی نے بغیر بسم اللہ کے شروع
کر دیا تو اس کے کھانے کے اندر بے برکتی ہوئی تو معلوم ہوا کہ بسم اللہ نہ پڑھنے سے برکت ختم ہو گئی اس کا
جواب ملا علی قاری نے دیا کہ اگر ایک ساتھ تمام جماعت کھانا شروع کرے تو ایک کا پڑھنا کافی ہے
03 ص ۳۶۵ / ۲۲ **عن امیة بن مخشی** استقاء ما فی بطنہ اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ اس نے قئ کر دی جو کھانا کھایا ۲۲
وہ وہیں کا وہیں رہ گیا بلکہ کھانے کے اندر برکت ہوئی بلکہ مطلب یہ ہے کہ جتنا کھانا اس نے کھایا تھا اس کی
قئ کر دینے کے بعد اتنے کھانے کے اندر جو برکت [illegible] ہوئی وہ بسم اللہ کی وجہ سے بغیر کھانے ہو جاتی
بعض لوگ کہتے ہیں کہ شیطان نے اکل کا مطلب تو یہ ہے کہ وہ جمع کرتا اپنے پاس رکھتا ہے اور بعض کہتے

ص ۳۷۲ ۱

۳۶۷ ۱ بالرطب جو ٹھنڈا ہے تو وہ واپس کر دیتا ہے عن عائشة البطیخ اس کے مصداق کے اندر اختلاف ہے بعض لوگوں نے کہا کہ اس البطیخ اخضر یعنی تربوز مراد ہے کیونکہ آپ نے بطیخ کو ٹھنڈا قرار دیا اور ٹھنڈا تربوز ہوتا ہے خربوزہ نہیں ہوتا بلکہ وہ گرم ہوتا ہے بعض لوگوں نے کہا کہ اس سے خربوزہ کچا مراد ہے کیونکہ وہ ٹھنڈا ہوتا ہے اور پکا گرم ہوتا ہے ۔ مولانا گنگوہی فرماتے ہیں کہ کچا مراد لینا صحیح نہیں ہے کیونکہ وہ غیر معتاد بلکہ آپ نے پکا خربوزہ تناول فرمایا اور ٹھنڈے ہونے کا مطلب یہ ہے کہ جب اسکو کاٹ کر رکھ دیا جاتا ہے تو وہ ٹھنڈا ہو جاتا ہے ۔ علامہ [illegible] کہتا ہے کہ اس سے خربوزہ مراد ہے چنانچہ ایک روایت کے اندر خربوزہ کی تصریح وارد ہے اور اگرچہ اسکو اطباء گرم بتلاتے ہیں لیکن حضور نے اسکو جب ٹھنڈا قرار دیا تو وہ ٹھنڈا ہی ہے کیونکہ بعض اشیاء کے ٹھنڈا گرم ہونے کے اندر خود اطباء میں اختلاف ایک اعتراض ہوا کہ ما قبل کے اندر ایک حدیث گذری کہ قران دونوں کے درمیان نہ کیا کرو اور یہاں آپ نے رطب اور بطیخ کے اندر قران کیوں فرمایا اسکا جواب یہ ہے کہ وہ حدیث غیر مملوک پر محمول ہے اور یہاں یہ دونوں چیزیں اپنی مملوک تھیں اور جو منع ہے وہ بھی قلت الطعام کے زمانہ پر محمول ہے اور یہ وسعت کا واقعہ ہے بعض لوگوں نے کہا کہ دونوں کو ملا کر کھانا حرص کی دلیل ہے اسکا جواب دیا کہ ایک ہی نوع کو ملا کر کھانا دلیل حرص ہے نہ کہ دو مختلف انواع کی اشیاء کے اندر تو ان دلیل حرص نہیں ہے ۔ یا یہ کہا کہ آپ نے دونوں کو ملا کر کیوں کھایا حکیم ترمذی نے جواب دیا کہ آپ کو خواہش ہوگی اور نفس کا حق بھی انسان پر ہوتا ہے اسلئے تناول فرمایا یا جواب ۲ ممکن ہے اندر یہ دونوں اشیاء ارزاں ہوں گی یا کسی مہمان کی وجہ سے آپ نے منگائی ہوں گی تو غیروں کی دلجوئی کیلئے آپ نے تناول فرمایا اور تیسری وجہ وہ بیان کی جو خود

ص ۳۷۲ ۲

26 حدیث پاک کے اندر ہے ۔ عن سلمان ۔ اس حدیث کے اندر الفراء کے مصداق کے اندر چند اقوال ہیں ۴
(۱) کا روشنی اس سے مراد ہے (۲) امام ترمذی نے اس حدیث کو باب لبس الفراء کے اندر ذکر فرمایا جس معلوم ہوتا ہے کہ اس سے پوستین مراد ہے علامہ پیسوری کی بھی یہی رائے ہے البتہ انہوں نے زیادتی کی کہ بھیڑ

ص ۳۷۲

28 کی پوستین مراد ہے **الفصل الثالث عن المغیرة** ضفت مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے ۲۱
مطلب کے اندر کچھ اختلاف ہے علامہ طیبی فرماتے ہیں کہ اسکا مطلب ہے کہ ہم دونوں کسی شخص کے مہمان تھے علامہ زین العرب شارح مصابیح فرماتے ہیں کہ اسکا مطلب ہے کہ میں حضور کا مہمان تھا بعض لوگوں نے اس مطلب کو ضعیف قرار دیا کیونکہ حدیث کے اندر وارد ہے مع النبی لیکن یہ لفظ ابو داؤد کے اندر ترمذی کے اندر نہیں ہے لہذا اگر ابو داؤد کی حدیث کو ترمذی کی طرف راجع کیا جائے تو اب دونوں مطلب صحیح ہو جائینگے اب یہ کہ یہ ضیافت کس جگہ ہوئی بعض لوگوں نے کہا کہ ضباعہ بنت الزبیر کے گھر کے اندر ہوئی اس صورت میں علامہ طیبی کا مطلب درست ہوگا اور بعض نے کہا کہ ام المؤمنین حضرت میمونہ کے مکان کے اندر یہ ضیافت ہوئی اس صورت میں دونوں مطلب کے اندر صحیح ہو سکتے ہیں کہ وہ ایک اعتبار سے حضور کا گھر ہے لہذا طرف ایک کی ضیافت ہوئی اور اس اعتبار سے کہ وہ حضرت میمونہ کا مکان ہے تو حضور اور حضرت مغیرہ دونوں کی ضیافت ہوئی ۔ وکان شاربه وفاء تشاربه کی ضمیر

4236 حضرت مغیرہ کی طرف راجع ہے علامہ طیبی نے دونوں احتمال اور بیان فرمائے کہ حضرت بلال کی طرف راجع ہو یا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف راجع ہو اور اقصہ کا مطلب ہے کہ میں تم کو کاٹ کر تبرک کے طور پر دیدوں گا ملا علی قاری نے اس مطلب کو رد کر دیا ہے چنانچہ ایک روایت کے اندر وارد ہوا کہ شاربی وفا فقصہ علی سواک اسکا ایک مطلب یہ ہے کہ تم مسواک کر لو جب منہ کی بو ختم ہو جائیگی تو میں کاٹ دوں گا اور دوسرا مطلب ہے کہ مسواک پر رکھیں گے اور پھر کاٹ دیں گے چنانچہ ایک روایت کے اندر ہے فوضع السواک تحت شاربہ یہ طیالسی اور بیہقی دونوں کی روایت کے اندر ہے

39 ۳۶۸/۵ ص ۳۶۸ **عن انس** ۔۔۔ سید ادامکم الملح ایک حدیث کے اندر ہے سید ادامکم اللحم ابن ماجہ ہے ہوا کہ ملح کی سیادت نفس کے اعتبار سے ہے اور لحم کی سیادت نفس لحوم کے اعتبار سے ہے اور ایک جواب ہے کہ من سید ادامکم الخ

باب الضیافۃ (الفصل الاول) ۱۱

ضیافۃ کے معنی لغت کے اندر مائل ہونے کے ہیں اور اصطلاح کے اندر اس کے معنی مہمان ہونے کے ہیں کیونکہ مہمان اپنے میزبان کی منزل کی طرف مائل ہوتا ہے اس کے حکم کے اندر اختلاف ہے لیث بن سعد کے نزدیک واجب ہے ایک دن ایک رات کی ضیافت۔ امام احمد کا بھی یہی مذہب ہے۔ ائمہ ثلاثہ کے یہاں سنت ہے واجب نہیں ہے اسلام کے محاسن میں سے ہے

43 ۱۱ ص ۳۶۸ **عن ابی ہریرۃ** اس حدیث سے وجوب پر استدلال کیا گیا ہے آگے فرماتے ہیں فلیقل خیرا او لیصمت یعنی اگر کلام کرے تو سوچ سمجھ کر کرے کہ اس کا کلام حسن ہے یا نہیں ہے

44 ۱۵ ص ۳۶۸ **عن ابی شریح الکعبی** والضیافۃ ثلثۃ ایام بعض لوگوں نے کہا کہ آگے اس کی تفصیل ہے جائزتہ یوم ولیلۃ یہ ان تین دن کے اندر داخل ہے اور بعض لوگوں نے کہا کہ دونوں کا محل الگ الگ ہے یعنی اگر کوئی شخص قیام کی نیت سے آئے تو تین روز تک اس کا اکرام کرنا ضروری ہے اور جائزتہ یوم ولیلۃ کا محل یہ ہے کہ اگر کوئی شخص تھوڑی دیر کیلئے آئے تو اس کی ضیافت یہ ہے کہ اس کے ساتھ کم از کم ایک وقت کا توشہ ساتھ کر دے

45 ۱۷ ص ۳۶۸ **عن عقبۃ** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ میزبان اگر ضیافت کا حق ادا نہ کرے تو حق ضیافت خود وصول کر لینا چاہیئے لیکن یہ ظاہر کے خلاف ہے اسکا جواب یہ ہے کہ یہ ابتداء اسلام کا واقعہ ہے جواب۲ اہل ذمہ اس حدیث کا محل ہیں جواب۳ امام ترمذی فرماتے ہیں کہ بعض اس حدیث کا محل ہے اور یہ چاہیئے کہ وہ قیمتاً ادا کرے اور بعض نے کہا کہ ادا کرنا ضروری نہیں ہے جواب۴ اس حدیث کا محل ضرورت ہے یعنی ضرورت کے وقت کا ادا تو دینا ہی اسکا اور

46 ۲۰ ص ۳۶۸ **عن ابی ہریرۃ** اس حدیث کے اندر جو واقعہ مذکور ہے بعض لوگوں نے کہا کہ یہ ابو الہیثم ابن التیہان کے مکان پر پیش آیا اور بعض روایات کے اندر ہے کہ حضرت ابو ایوب انصاری کے مکان پر پیش آیا جمع یہ کہ تعدد پر محمول ہے۔ آگے آپ نے حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما سے فرمایا کہ لتسألن عن هذا النعیم الخ اس پر اشکال ہے کہ ایک دوسری روایت کے اندر ہے کہ تین چیزیں فقد حلال ۔۔۔ تو معلوم ہوا کہ سوال کی وجہ گرفت ہو جاتی ہے اسکا جواب علامہ نووی نے دیا کہ سوال تعذیب یہاں مراد نہیں ہے بلکہ سوال تعداد نعم کے متعلق ہے بعض نے کہا کہ اسکا مطلب ہے کہ ان سے یہ پوچھا جائیگا کہ کہاں سے حاصل کیا اور کہاں خرچ کیا

ص ۳۷۰ باب الفصل الثانی

ص ۳۷۰ ۱۰ یہ باب مصنف علیہ الرحمۃ نے بلا ترجمہ اسلئے ذکر کیا کہ اسکا تعلق ماقبل والے باب سے ہے اور اسی قسم کی احادیث ہیں مگر چونکہ ان کے اندر مضطر کا حکم بیان کیا گیا ہے اسلئے یہ الگ باب کی شکل میں بیان فرمایا۔ مضطر کیلئے اکل میتہ اور اکل حرام اسوقت جائز ہے جبکہ اسکو اپنی جان یا کسی عضو کے تلف کا خوف ہو۔ اب یہ کہ کس قدر کھانا درست ہے اسکے اندر اختلاف ہے امام صاحب کے نزدیک سد رمق کے بقدر جائز ہے یہی حضرت امام شافعی حضرت امام احمد کا ایک قول ہے اور امام مالک اور امام احمد کا دوسرا قول ہے جبکہ بقدر شبع کھانا جائز ہے۔ امام مالک فرماتے ہیں کہ بقدر شبع جائز ہے اور توشہ کیلئے ساتھ لے لینا بھی جائز ہے۔ حسن بصری کہتے ہیں کہ اسوقت ہے کہ اس سد رمق کی مقدار سے زیادہ کھانے کی اجازت ہے۔ جو لوگ بقدر شبع کے قائل ہیں ان کا استدلال باب کی پہلی حدیث سے ہے کہ آپ نے فرمایا کہ ذلک والله الجوع یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] ہوتا ہوگا حالانکہ صبح و شام ایک پیالہ بقدر سد رمق کافی تھا لیکن آپ نے اسکو زیادہ کی اجازت دی۔ احناف کی طرف سے اسکا جواب دیا کہ [illegible] یہ ہے کہ صبح و شام کا پیالہ بڑا نہیں [illegible] ایک ہی ہوتا تو [illegible] ایک گھونٹ [illegible] شکل ہے کہ کو ملتا ہوگا اسلئے آپ نے اجازت دی ہے [illegible] واللہ اعلم

باب الاشربہ

(الفصل الاول)

ص ۳۷۰ ۱۵ عن انس اس حدیث کے اندر وارد ہوا کان یتنفس فی الشراب ثلثا [illegible] شروع میں [illegible] 63
حدیث کے اندر آپ نے [illegible] سانس [illegible] سے منع فرمایا اور [illegible] مسلم [illegible] اس کا جواب دیا کہ یہاں [illegible] فی اثناء الشراب [illegible] ثلثا [illegible] روایت کے [illegible] سانس [illegible] آپ [illegible] کے اندر [illegible]

ص ۳۷۰ ۱۷ عن ابن عباس نہی عن الشرب من فی السقاء [illegible] 64
[illegible] (۲) [illegible] (۳) [illegible] (۴) [illegible] (۵) [illegible] منہ میں چلا جائے [illegible]

ص ۳۷۰ ۱۹ عن ابی ہریرۃ اس حدیث [illegible] قائم ہونے کی حالت میں شرب [illegible] 67
[illegible] روایات مختلف ہیں بعض سے نہی اور بعض سے اباحت معلوم ہوتی ہے [illegible] اختلاف ہوگیا بعض کے نزدیک جواز کی روایات راجح ہیں [illegible] ترجیح [illegible] جواز کی روایات نہی کی روایات کیلئے ناسخ ہیں۔ بعض لوگ [illegible] نہی کی روایات جواز کی روایات کیلئے ناسخ ہیں [illegible] جواب [illegible] الاغلب [illegible] قیام کی حالت میں شرب ثابت ہے لہٰذا اباحت کی روایت راجح ہوگی۔ بعض نے دونوں احادیث کے اندر جمع کیا [illegible] نہی کی روایات [illegible]

4267 ص ۹۵

اور اباحت والی روایات اباحت مطلقہ پر محمول ہیں۔ ملا علی قاری کا رجحان استحباب کی طرف ہے کہ اباحت والی
روایت کا محمل عدم لزوم اور نہی والی روایت کا محمل [illegible] ہے اس جمع کے اندر کلام ہے۔ بعض
لوگ کہتے ہیں کہ عدم لزوم اور وضو کا بچا ہوا پانی اس سے مستثنیٰ ہے ورنہ تمام پانی اس نہی کے اندر داخل ہے۔
دیگر فرماتے ہیں نہی تنزیہی [illegible] علامہ نووی فرماتے ہیں کہ یہ قید احترازی نہیں بلکہ اتفاقی ہے اور
علامہ [illegible] اس کے اندر اصل ہے امام نووی کا اتباع کر کے [illegible] اتفاقی ہی فرمایا ہے
65 [illegible] فرماتے ہیں [illegible] ص ٣٧ عن جابر اس حدیث کے اندر [illegible] ٣٧/٢٤
پانی سے [illegible] گندگی ہو [illegible] فرماتے ہیں واللہ اعلم [illegible] ابن ماجہ کی ایک روایت کے
[illegible] آپ خود [illegible] فرماتے ہیں [illegible]
ابن ماجہ کی روایت ضعیف ہے [illegible] تحریمی [illegible] تنزیہی [illegible]
[illegible] اس حدیث کے اندر [illegible]
[illegible] پر محمول ہے اور اس حدیث کے اندر [illegible] حدیث کے اندر [illegible]
[illegible]
72 عن حذیفۃ [illegible] کے اندر کھانا کھانے [illegible] ص ٣٧١ ٣٧/٢
جائز نہیں ہیں امام شافعی کا قول قدیم ہے اور قول جدید یہ ہے کہ مکروہ ہے۔ اور دوسرے علماء کے نزدیک کھانا
پینا حرام ہے۔ علامہ شوکانی فرماتے ہیں کہ کھانا پینا حرام ہے اور اس کے علاوہ تمام استعمالات [illegible]
[illegible] جمہور کے نزدیک [illegible] اس کے اندر [illegible]
[illegible] دلیل ہے [illegible] اس حدیث کے اندر [illegible]
حضرت ابو موسیٰ اشعری [illegible] عبداللہ بن زبیر [illegible] محمد بن سیرین وغیرہ کے نزدیک جائز نہیں ہے اور ایک
[illegible] کے نزدیک [illegible] جائز ہے اور دونوں
73 [illegible] ص ٣٧١ عن انس اس حدیث کے اس
راوی کا مصداق حضرت خالد بن الولید [illegible] ابن عبد البر [illegible] صحیح نہیں [illegible] حضرت
75 [illegible] ص ٣٧٧ الفصل الثانی عن ابن عمر اس حدیث سے معلوم ہوا کہ [illegible] ١٠
ہو کر کھانا جائز ہے یہی جمہور کا مذہب ہے بعض لوگوں نے [illegible] کا انکار کیا ہے [illegible] امام غزالی
نے اس حدیث سے [illegible] کھانا جائز ہے [illegible] کہتے ہیں کہ [illegible]
نہیں ہے [illegible] ص ٣٧١ عن ابن عباس
[illegible]
81 [illegible] ص ١٩٠ عن عائشۃ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آپ نے ١٩
[illegible] ایک حدیث کے اندر [illegible]
ہوں دونوں کے اندر جمع ہے کہ نہی کا محمل [illegible] اور غیر نہی روایت کا محمل [illegible]

٣٧١/٢٧ بعض لوگوں نے صحیح کہا کہ یہی دوان روایت یہی منسوخ ہیں اور جواز والی بیان جواز پر محمول ہیں فلا تعارض ۔ 4281

باب النقیع والانبذة (الفصل الاول)

٣٧٢/٢ عن ابن عباس ص ٣٧٢ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آپ نبیذ وغیرہ کو تین دن تک رکھتے تھے اور پیتے تھے اور آگے 88
پیچھے حضرت عائشہ کی حدیث کے اندر مذکور ہے کہ [illegible] نبیذ بنائی جاتی تھی شام کو [illegible] صبح کو بنائی جاتی تو شام کو
کی بنائی ہوئی وہ صبح کو پی لی جاتی تھی دونوں کے اندر [illegible] ہوگی [illegible] جواب یہ دیا گیا کہ ایک دن کا
ہے یا تین دن کا معلوم نہیں ہوتا جواب حضرت عائشہ کی حدیث گرمی پر محمول ہے کیونکہ گرمی کے اندر اسکا
جلدی ہو جاتا ہے اس لیے ایک دن ایک رات رکھی جاتی تھی اور اس حدیث کا محمل سردی کا ہے۔

١٣ الفصل الثالث عن عبد اللہ ص ٣٧٣ اس حدیث سے ضعیف ہے کہ اس مسئلے پر استدلال کیا گیا کہ [illegible] 93
معتبر نہیں ہے کیونکہ [illegible] سے استدلال [illegible] بعض کی [illegible]

کتاب اللباس ص ٣٧٣ (الفصل الاول)

٣٧٣/١٠ لباس اسم ہے [illegible] اگر [illegible] ہو تو اس کے معنی [illegible]
اور اگر [illegible] ہو تو [illegible] کے معنی میں ہوگا [illegible]
کے اندر [illegible] عن انس ص ٣٧٣ اس حدیث کے اندر احب الثیاب حبرة منقش چادر کو قرار دیا گیا 4304
اور [illegible] بعض حدیث کے اندر احب الثیاب قمیص کو قرار دیا گیا [illegible] تطبیق [illegible]
کے اعتبار سے حبرة [illegible] کے اعتبار سے قمیص [illegible] جواب دیا گیا کہ
١٥ احب الثیاب [illegible] عنہما ص ٣٧٣ ۔ تقنیع جائز ہے [illegible] جائز [illegible] نے اس کا 05
انکار فرمایا اور کہا کہ اگر [illegible] حدیث سے ثابت ہو جائے تو ضرورت پر محمول ہوگا [illegible]
١٧ عن جابر ص ٣٧٣ [illegible] 15
٣٧٤/١ میں کہ اس کو [illegible] عن علی ص ٣٧٤ ۔ تشققها خمرا بین الفواطم 22
بعض روایات کے اندر بین الفواطم وارد ہوا ہے [illegible] حضرت فاطمہ بنت النبی صلی اللہ علیہ وسلم حضرت فاطمہ
بنت اسد اور حضرت فاطمہ بنت حمزہ ۔ فاطمہ بنت الولید [illegible]
٢٠ عن عبد اللہ بن عمرو ص ٣٧٤ [illegible] استعمال [illegible] جائز ہے [illegible] 27
نزدیک [illegible] آپ نے فرمایا [illegible] روایت کے اندر ہے [illegible]
ثوبک [illegible] فرمایا [illegible] حکم دیا تھا [illegible]
[illegible] عن [illegible] ~~[illegible]~~ [illegible]
١٩ الفصل الثانی عن ابی کبشة ص ٣٧٤ اس حدیث کے اندر [illegible] 33
[illegible]
[illegible] بعض لوگ [illegible]
[illegible]

زرد رو ریشم والا پیرہن پہننے [illegible] استدلال کیا ہے۔ بعض لوگوں نے اسکے معنی یہ بیان کئے کہ ایسی چوڑی گوٹیاں اور حاشیے

تھے۔ کیونکہ امام ترمذی نے الفاظ کی تفسیر واضح کی [illegible] نہیں ہے اسلئے دونوں کو ملا کر تفسیر

کرنا ہے لہذا کہ ایسی چوڑی گوٹی [illegible] کا کام ہے [illegible] اور [illegible]

38 ریشم [illegible] ہے کہ نہ زیادہ چوڑی [illegible] نہ زیادہ [illegible] اور حدیث تھی عن ابن عمرؓ ۔ مسبل عمامہ

بین الکتفین مستور ہے بعض لوگوں نے اسکی مقدار ایک بالشت بعض نصف پیٹھ تک اور بعض کمر تک بتلایا ۳۷۴/۲۵

امام ابو داؤد نے حضور کے [illegible] ایک چھوٹا جو [illegible] اور ایک بڑا جو بارہ [illegible] تھا

40 ابو الفضل عراقی کہتے ہیں کہ اس کی اصل حدیث [illegible] عن رکانۃ ۔ اس حدیث کے دو مطلب ۲۷

بیان کئے گئے (۱) مسلمانوں کا طریقہ [illegible] ٹوپی پر عمامہ باندھتے ہیں اور کافر [illegible] لیکن [illegible]

کرتے ہیں یعنی [illegible] عمامہ باندھتے ہیں (۲) بعض لوگوں نے کہا کہ اسکا مطلب ہے کہ مسلمان کبھی عمامہ اور کبھی

ٹوپی اور [illegible] ہیں اور کافر [illegible] عمامہ باندھتے ہیں اول مطلب زیادہ صحیح ہے۔ ابن عساکر

53 حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا کہ آپ ٹوپی پر عمامہ باندھتے تھے عن عبد اللہ بن عمرو ۳۷۵/۲۵

[illegible]

55 عن ابی ریحانہ ۔ [illegible] الخ اور اس حدیث ۳۷۶/۱

[illegible]

[illegible]

412 عن ابی سعید ۔ اس حدیث [illegible] مطلب ہے کہ جب کوئی نیا ۳۷۵/۳

کپڑا آتا تو آپ فرماتے رزقنی اللہ ھذا القمیص الحمد للہ الذی رزقنی [illegible] اس کپڑے کا نام لیتے اور

پھر [illegible] مثلاً اللہم لک الحمد کما کسوتنیہ

[illegible] کسوتنی القمیص [illegible] مطلب

جب کوئی کپڑا آتا تو [illegible] ایک عمامہ [illegible]

[illegible] ثوب القطن

56 لیکن [illegible] اول مطلب اور ثالث مطلب صحیح ہے [illegible] عن علیؓ ۔ لبس القسی ۳۷۶/۲

قسی [illegible] کہ یہ قز سے مشتق ہے ابریشم [illegible] لیکن [illegible] ہے کہ وہ لباس جو

[illegible] ریشم [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

جائز ہے امام احمد اور امام مالک کے یہاں مطلقاً ناجائز ہے۔ حنفیہ کے یہاں اگر بلا و اکال اندر مخلوط ہے 4356
تو ناجائز ہے ورنہ جائز ہے اور الجواہر کے اندر امام مالک فرماتے ہیں کہ جائز نہیں ہے امام اعظم اور امام شافعی
کے نزدیک جائز ہے حنفیہ کہتے ہیں کہ دو حال سے خالی نہیں یا تو خالص ہوگا یا نہیں اگر خالص ہے تو ناجائز
اسی اگر خالص نہیں ہے تو دو حال سے خالی نہیں یا تو غالب شئی ہوگا یا نادر شئی ہوگا اول مطلقاً جائز ہے
اور ثانی میں مغلوب الوان کے اندر جائز ہے جیسے کہ موجود ہے میاثر ارجوان۔ ارجوان ارغوان کا معرب ہے
ایک جگہ کا نام ہے اور میاثر میثرہ کی جمع ہے اس کی تین تفسیریں ہیں (۱) سرخ گدا ہوتا ہے (۲) سرخ
۳۷۶/۶ زین پوش ہوتی ہے (۳) گھوڑے کی زین ہوتی ہے عن معاویۃ ص ۳۷۶/۶ نمار چیتے کی کھال کو کہتے ہیں اور 57
نمر کی جمع ہے اس ممانعت کی وجہ یہ ہے کہ جو اس کے اندر ایک طبعی اثر ہوتا ہے تو ممکن ہے کہ اس کے اندر تکبر
کا اثر آجائے اور بعض لوگوں نے کہا کہ میثرہ کی جمع ہے منقش چادر کو کہتے ہیں اس میں ممانعت اسراف
۸ کے اس کے اندر تکبر ہوتا ہے اول صورت کے اندر نہی تحریمی اور ثانی کے اندر نہی تنزیہی ہوگی عن ابی رمثۃ ص ۳۷۶ 59
ثوبان اخضران - ثوب اخضر چونکہ حضور پہنتے تھے لہذا استحباب سے خالی نہیں ہے ابن قیم فرماتے ہیں کہ کلام
ثوب اخضر نہیں ہوتا تھا بلکہ اس کے اندر خطوط اخضر ہوتے تھے اس کو فرمایا و شیب احمر اس کا مطلب ملاعلی قاری
نے بیان فرمایا کہ چند بال سرخی مائل ہوتے تھے وہی ہیں اس کی مراد ہے لیکن ایک روایت کے
۳۷۷/۱۶ اندر یہ لکھا ہوا ہے وہ سیاہ ہوا ہے اس سے معلوم ہوا کہ مہندی لگانے کی وجہ سے احمر ہوتے تھے **الفصل الثالث** 79
عن ابی رجاء ص ۳۷۷/۱۹ خز اس کی بھی دو تفسیریں ہیں (۱) ایک جانور کا نام ہے اس کے صوف سے بنتا ہے (۲) کپڑے
کا نام ہے جو ریشم و صوف دونوں کا بنتا ہے علامہ شامی نے لکھا ہے کہ آجکل خز کا استعمال جائز نہیں ہے

باب الخاتم (الفصل الثانی) ۳۷۷/۲۵

خاتم بکسر التاء و بفتح التاء دونوں طرح ہے ایسے خاتام - خیتام - ختم یہ سب اس کے اندر لغات ہیں - حضور اقدس
صلی اللہ علیہ وسلم نے جب صلح حدیبیہ کے بعد ملوک کے پاس خط بھیجنے کا ارادہ فرمایا تو لوگوں نے مشورہ دیا کہ ان
لوگوں کے یہاں خط بغیر مہر کے معتبر نہیں ہے اس لئے آپ نے مہر بنوائی جو سونے کی تھی اور اس پر اس نام
اس شکل سے لکھوایا ہے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسی شکل کی صحابہ نے بھی سونے کی انگوٹھی بنوائی تو
حضور نے اپنی انگوٹھی پھینک دی اس کے بعد چاندی کی انگوٹھی اس صورت کی بنوائی صحابہ نے بھی اسی
کی انگوٹھی بنوائی اس پر آپ نے منع فرمایا علامہ نووی فرماتے ہیں کہ حضور نے اس چاندی کی انگوٹھی
کو بھی پھینک دیا تھا لیکن دوسرے علماء نے کہا کہ یہ زہری کو وہم ہوگیا ہے صرف سونے کی ہی انگوٹھی
آپ نے پھینکی تھی - ابن سید الناس تحری نے بیان کیا کہ آپ نے ۶ھ کے اندر خاتم بنوائی اس کے
علاوہ دوسرے لوگوں نے ۷ھ کو بیان کیا ہے حافظ ابن حجر کے اندر جمع فرماتے ہیں کہ چونکہ آپ
ذی القعدہ ۶ھ کے اندر حدیبیہ سے واپس آگئے تھے اور اسی وقت مشورہ ہوا تھا اور تیار ہوتے ہوتے
۷ھ شروع ہوگیا ہے لہذا بعض نے اواخر ۶ھ کو شمار کر کے ۶ھ کے اندر کہہ دیا اور بعض نے
اوائل ۷ھ کا خیال کر کے ۷ھ کہہ دیا ہے - خاتم کے حکم کے اندر علماء کا اختلاف ہے ۔

۱۴۵ 4375

ایک جماعت کے نزدیک صرف سلطان کیلئے جائز ہے۔ جمہور کے نزدیک تمام کو اجازت ہے لیکن بلا ضرورت
پہننا بہتر نہیں ہے۔ آپ نے کہ حضور نے چاندی کی انگوٹھی پہننے سے دوسرے صحابہ کو کیوں منع فرمایا تھا اس کا
جواب ہے کہ التباس کی وجہ سے منع کیا تھا چنانچہ آپ کے بعد خلفائے راشدین نے انگوٹھی پہنی ہے۔ علامہ
سیوطی نے لکھا ہے کہ سب سے پہلے خاتم کے ذریعہ مہر [illegible] سے زمانہ جاہلیت کے ایک بادشاہ
کا نام ہے۔ آپ نے کہ آپ کا نام نامی اس کی مہر پر سیدھا لکھا ہوا تھا یا الٹا۔ حافظ فرماتے ہیں کہ
الٹا لکھا ہوا تھا تاکہ اس کی مہر سیدھی چھپے اور بعض نے کہا کہ سیدھا لکھا ہوا تھا اور اس کی مہر کا چھاپہ بھی
سیدھا واقع ہوتا تھا معجزۃً۔ اس بات کو کس انگلی اور ہاتھ کے اندر پہنی جائیگی حضور سے دونوں
روایات مروی ہیں البتہ اس کے اندر اولویت میں اختلاف ہے امام شافعی کے نزدیک دائیں ہاتھ
کے اندر پہننا اولی ہے اور امام مالک کے نزدیک بائیں کے اندر اولی اور دائیں کے اندر مکروہ ہے حنفیہ کے
96 نزدیک دائیں میں اولی ہے اس زمانہ میں چونکہ یہ بائیں کے اندر پہننا اولی ہے ص ۳۲۸/۲۰ عن بریدۃ ۳۲۸/۲۰
اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ذہب حضرت کے علاوہ دوسری دھاتوں کی انگوٹھی پہننا بھی ناجائز ہے لیکن اس
مسئلہ کے اندر اختلاف ہے۔ اس بات کے اندر اتفاق ہے کہ ذہب کی خاتم پہننا جائز نہیں اگرچہ
بعض سلف سے ثابت ہے مثلاً حضرت طلحہ، حضرت سعد بن ابی وقاص، حضرت جابر بن سمرہ، حضرت
حذیفہ وغیرہ لیکن اب عدم جواز پر اجماع ہے۔ اور چاندی کی انگوٹھی کا پہننا بالاجماع جائز ہے اس کے
علاوہ کے اندر اختلاف ہے امام شافعی کے یہاں جائز ہے۔ ائمہ ثلاثہ کے یہاں مکروہ ہے۔ ماقبل کے
98 اندر یہ مسئلہ گزر چکا ہے ص ۳۲۸/۲۵ عن ابن مسعود الرقی رقیۃ کی جمع ہے منتر کو کہتے ہیں یہاں وہ منتر مراد ہے ۲۵
جس کے اندر کلمات کفریہ یا جن کے معنی نامعلوم ہوں۔ عقد التمائم تمیمۃ کی جمع ہے جس کے معنی تعویذ کے ہیں اس
سے معلوم ہوا کہ تعویذ ڈالنا جائز نہیں ہے لیکن ص ۲۱۲ پر ایک حدیث گزری جس سے جواز معلوم ہوتا ہے ابوداؤد
کے اندر حدیث ہے کہ اس سے وہ تمائم مراد ہیں جو کلمات کفریہ پر مبنی ہوں یا جن کے معنی معلوم نہ ہوں اور مالک
کی حدیث کے اندر اس تعویذ کا جواز ہے جو قرآن و حدیث پر مشتمل ہو۔ ایک چیز حدیث پاک کے اندر بیان کی گئی
ہے عزل عادۃً اس کے تین معنی بیان کئے گئے ہیں (۱) فرج سے ذکر کو خارج کر کے انزال کرنا (۲) حرہ بیوی
سے بغیر اجازت کے انزال خارج کرے اول کا مطلب میں عموم و خصوص کا فرق ہے (۳) 1
اتیان فی الدبر مراد ہے فساد الصبی اس کا مطلب ہے کہ اپنے دودھ پیتے بچے کو ایک عورت دودھ پلا رہی ہے
اور شوہر نے جماع کر لیا اس کا بچہ کی صحت پر اثر پڑ جائیگا۔ غیر محرمہ اس کے اندر دو قول ہیں ایک یہ کہ یہ متعلق ہے
کل کے۔ ملا علی قاری کہتے ہیں کہ اس کا تعلق اخیر سے ہے کیونکہ اول اشیاء اللہ کے نزدیک مکروہ ہیں تو [illegible]
4400 بھی ہے حالانکہ وہ بالاجماع حرام ہے ص ۳۲۹/۶ عن عبد الرحمن بن طرفۃ سونے کی ناک کے استعمال کے اندر اختلاف ۳۲۹/۶
ائمہ ثلاثہ کے یہاں جائز ہے ایسے ہی صاحبین کے نزدیک جائز ہے امام صاحب کے نزدیک جائز نہیں ہے
OM حالانکہ فتوی صاحبین کے مذہب پر ہے ص ۳۲۹/۱۲ عن اسماء اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عورت کو ذہب کا ۱۲
استعمال جائز نہیں ہے حالانکہ ماقبل کے اندر بہت سی احادیث سے جواز معلوم ہو چکا دونوں میں تعارض ہو گیا

جواب ۱: یہ ہے کہ علامہ خطابی فرماتے ہیں کہ ابتدائی کا واقعہ ہے جواب ۲: یہ اس حدیث کا محمل وہ ذہب ہے 4402
جس کی زکوٰۃ ادا نہ کی جاتی تھی۔ ملا علی قاری کہتے ہیں کہ یہ جواب ۲ مالکی مذہب پر صحیح ہو سکتا ہے
ہمارے مذہب پر صحیح نہیں ہے جواب ۳: یہ ہے کہ استعمال منع اس وجہ سے ہے جبکہ تکبر اور لوگوں کو دکھانے
کیلئے وہ استعمال کرے جیسا کہ اسکے بعد والی حدیث عن اخت حذیفة سے معلوم ہوتا ہے ......

۳۷۹/۲۰ **الفصل الثالث عن مالکؒ** (ص ۳۷۹): انا اکرہ امام قاضی ابو الولید باجی فرماتے ہیں کہ اس کا اطلاق اور تعلق تین 4406
ہو سکتے ہیں (۱) اولیاء (۲) بچے (۳) دونوں ہو سکتے ہیں۔ اب رہا بچوں کو ذہب وفضہ وحریر پہنانے کا
کیا حکم ہے؟ مالکیہ کے دو روایات ہیں (۱) فضہ جائز ہے اور حریر وذہب مکروہ ہے (۲) فضہ مکروہ
ہے اور حریر وذہب حرام ہے امام شافعی کی تین روایات ہیں (۱) جائز ہے تمام (۲) ناجائز ہے
(۳) سات سال سے قبل جائز ہے اسکے بعد حرام ہے۔ حنفیہ کے نزدیک کل ما حرم لبسه حرم الباسه۔

باب الترجل

۳۸۰/۱۱ (الفصل الاول)

اس کے بعد باب یعنی باب النعال قابل نشر نہیں ہے اس لئے ترک کر دیا گیا ہے۔ ترجل کے معنی بالوں کو
۱۳ درست کرنا۔ کنگھا کرنا۔ عن ابی ہریرة (ص ۳۸۰) فطرة اس سنت قدیمہ کو کہتے ہیں جس پر انبیاء کرام ہمیشہ رہے ہوں 20
ہیں الختان۔ امام احمد امام شافعی بعض مالکیہ اور ایک روایت حنفیہ کی یہ ہے کہ ختنہ کرنا واجب ہے۔ دوسری روایت
حنفیہ کی یہ ہے کہ وہ سنت مؤکدہ ہے اور یہ شعائر میں ہے۔ امام مالک کی دوسری روایت ہے کہ واجب بغیر عورتوں کیلئے۔

۱۷ عن ابی ہریرة (ص ۳۸۰): اس حدیث سے معلوم ہوا کہ یہود کی مخالفت کی غرض سے خضاب کرنا چاہئے چنانچہ جمہور کے نزدیک 23
مستحب ہے لیکن سیاہ خضاب کے اندر علماء کے دو قول ہیں (۱) مکروہ ہے اسی کو امام صاحب امام مالک نے اختیار کیا
۳۸۱/۱ (۲) حرام ہے اسی کو امام احمد امام شافعی نے اختیار کیا۔ عن ابن عمرؓ (ص ۳۸۱): واصلہ اس عورت کو کہتے ہیں 30
جو کسی عورت کے بال میں دوسرے کے بال ملاتی ہے عرب کے اندر دستور تھا کیونکہ اس کے بال کے اندر زیادتی ہو جاتی
ہے جس سے حسن کی زیادتی ہوتی ہے حضورؐ نے لعنت فرمائی ہے وصل کے حکم میں علماء کا اختلاف ہے
امام مالکؒ کے نزدیک ناجائز ہے مطلقاً۔ محقق ابن قدامہ نے امام احمد کی ایک روایت یہی نقل کی دوسری روایت
ان کی یہ ہے کہ بال کا وصل بال سے جائز نہیں اس کے ماسوی کا وصل جائز ہے۔ امام شافعی فرماتے ہیں کہ
مرد کے بال کا وصل جائز نہیں ہے اور اس کے علاوہ کے اندر اگر وہ ذات الزوج ہے تو اپنے سید اور اگر ذات الزوج
ہے تو اپنے زوج سے اجازت ضروری ہے۔ حضرت عائشہ سے نقل کیا گیا ہے کہ وصل جائز ہے امام نووی
فرماتے ہیں کہ یہ نقل صحیح نہیں ہے۔ وشم کا معنی گودنا ہے کہتے ہیں اور یہ گناہ کبیرہ ہے اور اسکا تدارک توبہ ہے

۲ عن عبد اللہ بن مسعودؓ (ص ۳۸۱): متنمص کہتے ہیں چمٹی کے ذریعہ بال کو نوچنا اس کے اندر امام نووی نے جواز 31
نقل کیا ہے مثلاً اگر اسکی بیوی عورت کو اگر داڑھی نکل آئے اور کسی جگہ کے بال اگر وہ [illegible] ہو تو جائز ہے
۲۴ ابن قیم فرماتے ہیں کہ اجازت زوج کی ضرورت ہے (ص ۳۸۱): اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آپؐ داڑھی کے اندر 45
اکثر خلال فرماتے تھے اور کنگھا کرتے تھے حالانکہ دوسری بعض شروحات کے اندر ایک حدیث گذری کہ آپؐ نے روزانہ
کنگھا وغیرہ روزانہ کرنے سے منع کیا تو حافظ ولی الدین عراقی اسکا جواب دیتے ہیں کہ روزانہ دونوں [illegible]

(الفصل الثانی)

ص ۱۸۱

کے اندر تعارض نہیں ہے کیونکہ اس حدیث کے اندر تکثیر سے یہ لازم نہیں آتا کہ ہر روزانہ آپ سر پر کنگھا کرتے ہوں بلکہ اگر صرف
کے اندر چار پانچ مرتبہ بھی آدمی سر پر کنگھا کر لے تو یہ تو تکثیر پائی گئی ہے اس جواب پر اشکال ہوا کہ ایک
روایت کے اندر ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم روزانہ اور ہر روز کنگھا کیا کرتے تھے اسکا جواب حافظ
عراقی نے دیا کہ یہ ضعیف ہے اور غیر ثابت ہے لیکن یہ جواب اس وجہ سے صحیح نہیں ہے کہ خود اسکے علاوہ اس
قسم کی حدیث اور بھی ہے بلکہ ایسا کہا جائیگا کہ یہی اسوقت ہے جبکہ تزئین مقصود ہو اور جو روزانہ اس وقت
ہے جبکہ ضرورت ہو چنانچہ القناع الخ قناع سے مراد وہ کپڑا ہے کہ جس کو آپ سر پر رکھتے تھے تاکہ
تیل وغیرہ اس کو لگ جائے کپڑا وغیرہ کو نہ لگے آگے چلکر فرمایا کہ کان ثوبہ ثوب زیات۔ زیات تیلی
کو کہتے ہیں اس حدیث کو ذکر کر کے حافظ ذہبی نے فرمایا کہ یہ حدیث منکر ہے ایسے ہی دوسرے لوگوں نے اسکو منکر کہا
کیونکہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور کے اندر نعوذ باللہ منہ نظافت نہیں تھی اور کپڑے تیلیوں جیسے ہوا کرتے تھے
لیکن اسکا جواب یہ ہے کہ ذہبی نے محض اس حدیث کا ظاہر لیا حالانکہ وہ یہاں پر مراد نہیں ہے بلکہ مطلب یہ ہے کہ وہ کپڑا
جو آپ سر مبارک پر رکھا کرتے تھے وہ بالکل تیلی کے اندر ملوث ہوتا تھا اگرچہ اسکی مراد نہیں

۳۸۲/۱۸ **عن عائشة** ص ۳۸۲ س ۱۹ اس حدیث کے اندر ہے کہ قولہ شعر فوق الجمۃ دون الوفرۃ اور ابوداؤد شریف کے اندر اسکا عکس 60
وارد ہوا کہ فوق الوفرۃ دون الجمۃ۔ حافظ ابو الفضل عراقی فرماتے ہیں کہ فوق کا استعمال کبھی باعتبار مقدار
دونوں کے اعتبار سے ہے تو اس حدیث کے اندر دون الوفرۃ کا مطلب ہے مقدار کے اعتبار سے کم تھے وفرۃ
سے اور جس حدیث کے اندر فوق الوفرۃ ہے اسکا مطلب ہے کہ محل کے اعتبار سے اونچا تھا حافظ فرماتے ہیں کہ
جمع صحیح ہے لیکن مسند دونوں روایتوں کا ایک ہے سبب یہ کہ حضور کے بال تین قسم کے تھے ایک وفرۃ جو کانوں تک
لٹکا ہوا ہوتا تھا اور ایک جمۃ جو منکبین تک لٹکا ہوا ہوتا تھا اور ایک لمہ ہوتا تھا اور
اس حدیث سے معلوم ہوا کہ صرف دو طرح کے ہوتے تھے اسکا جواب یہ ہے کہ آپ چونکہ بعض مرتبہ بالوں کو کٹوا دیتے تھے
اور بعض مرتبہ کٹواتے نہیں تھے الغرض راویوں نے دونوں حالتوں کو بیان کیا دوسرا یہ ہے کہ جب آپ کنگھا فرما لیتے تھے
تو وہ نیچے کو ہو جاتے تھے اور جب نہیں کرتے تھے تو اوپر کو رہا کرتے تھے راوی نے دونوں کو بیان کر دیا۔

۱۹ **عن عائشة** ص ۳۸۲ س ۱۹ ۔ اس حدیث پر اعتراض کیا گیا کہ جب آپ کے تینوں قسم کے بالوں کا ہونا ثابت ہے تو آپ نے 60
ان کے حق پر کیوں اعتراض اسبال فرمایا ہے اسکا جواب یہ ہے کہ انہوں نے اپنے بالوں پر تکبر اور تفاخر کرتے تھے
عن ابن الحنظلية ص ۳۸۳ س ۱ ۔ اس حدیث سے ثابت ہے یہ اشکال کیا گیا کہ حضرت خریم ہی کے صفت کی طرف یہ جواب ہے کہ اگر
۳۸۳/۱۰ کسی کو جو تہبند پسند نہ ہو تو اس کے لئے یہ لازم نہیں ہے کہ اسکی تعریف ہو جو نہ ہو۔ **عن ثوبان** ص ۳۸۳ س ۱۰ اس حدیث 61
کے اندر ہے قلادۃ من عصب علامہ خطابی فرماتے ہیں کہ اس عصب کا اگر یہ مطلب لیا جائے تو یہ نہیں جانتا کہ
اس سے کیا مراد ہے یعنی اسکے معنی کی کوئی مراد نہیں لیکن یہ مطلب صحیح نہیں ہے کیونکہ یمنی کپڑوں کا قلادہ ہوتا ہے
سمجھ میں نہیں آتا۔ ابو موسیٰ المدینی فرماتے ہیں کہ اسکے پیچھے مراد ہیں آگے چلکر فرماتے ہیں کہ میں نے اہل یمن
سے علاوہ عصب کے متعلق دریافت کیا تو لوگوں نے کہا کہ ایک جانور کا دانت ہوتا ہے اسکے موتی وغیرہ
نگینہ بنتے ہیں اور پھر وہ ہار کے اندر لگائے جاتے ہیں فاحمل الاشکال آگے فرماتے ہیں وسوارین من عاج

47|71 علامہ خطابی فرماتے ہیں کہ عاج کہتے ہیں کچھوے کی پیٹھ کی ہڈی کو۔ علامہ توربشتی فرماتے ہیں کہ نہ معلوم کس چیز نے خطابی کو اس بات پر مجبور کیا کہ وہ عاج کا معنی مشہور کو چھوڑ کر اتنا بعید معنی مراد لیتے ہیں حالانکہ [illegible] اہل اللغۃ سب کے درمیان مشہور یہ ہے کہ عاج ہاتھی دانت کو کہتے ہیں۔ علامہ طیبی کہتے ہیں کہ علامہ خطابی کا تفسیر کرنے کی وجہ یہ ہے کہ وہ شافعی ہیں اور امام شافعی کے نزدیک عاج (ہاتھی دانت) کی بیع جائز نہیں ہے اس لئے دوسرے معنی مراد لیتے ہیں اور حنفیہ کے نزدیک جائز ہے چنانچہ علامہ جمال الدین زیلعی نے خود اسی حدیث سے استدلال کیا اور خود علامہ خطابی کی خبر لی ہے اور امام بیہقی جو شافعی ہیں کو کوئی صورت نظر نہ آئی تو فرمانے لگے کہ اس حدیث کا

72 اسناد کلام ہے اور وجہ یہ کہ محمد بن حمید راوی مجہول ہے۔ ص۳۸۳/۱۴ **عن ابن عباس** اس حدیث کا اسناد وارد ہوا قد زعم ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کانت لہ مکحلۃ الخ زعم کے معنی ظن اور قول المحقق دونوں کے آتے ہیں اب اگر زعم کی ضمیر ابن عباس کی طرف راجع ہے تو زعم سے قول المحقق مراد ہے اور اگر اس کی ضمیر امام ترمذی کے استاد یحییٰ بن حمید کی طرف راجع کریں تو زعم کے معنی ظن کے ہیں تو [illegible] کلام ظاہر ہے تمام شراح نے دونوں احتمال نقل کر کے علامہ [illegible] لکھا ہے کہ اس کا فاعل حضرت عبداللہ بن عباس ہیں اور جو قول اس کے علاوہ ہے وہ باطل ہے اور دلیل اس کی یہ ہے کہ یہ روایت ترمذی کے علاوہ دیگر کتب حدیث میں منقول ہے چنانچہ ابوداؤد [illegible] ۳۸۳/۱۶

74 اس کو مرفوعاً نقل کیا ہے [illegible] ترمذی [illegible] ص۳۸۴/۲۲ **عن عائشۃ** اس حدیث سے دخول حمامات کا [illegible] کیا جواز ثابت ہوتا ہے اس کے لئے حضور [illegible] احادیث کتابوں میں ہیں اور [illegible] میں [illegible] یہ حکم ابتداء [illegible] ہوتا ہے کہ [illegible] جائز [illegible] ہے۔ قاضی عیاض نے عورتوں کے لئے جواز نقل کیا [illegible]۔ سب سے پہلے حضرت سلیمان علیہ السلام [illegible] حمام [illegible] بھی ثابت ہے یا نہیں [illegible] حضور [illegible] حمام [illegible] داخل فرمایا لیکن یہ روایت صحیح نہیں ہے [illegible] باطل قرار دیا ہے [illegible] ثابت ہے۔ ۲۲

80 ص۳۸۵ **الفصل الثالث عن عثمان** [illegible] اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضور نے خضاب فرمایا [illegible] بعض روایات سے معلوم ہوا کہ آپ نے خضاب نہیں لگایا دونوں [illegible] تعارض [illegible] چند صورتیں ہیں (۱) جس کے اندر نفی ہے وہ اکثر کے اعتبار سے ہے اور اثبات [illegible] کے اعتبار سے ہے (۲) بعض نے کہا [illegible] معلوم ہوتا ہے کہ خضاب کیا [illegible] (۳) نفی [illegible] اعتبار سے ہے اور اثبات [illegible] اعتبار سے (۴) درحقیقت بات یہ ہے کہ آپ نے خضاب نہیں کیا لیکن [illegible] کی وجہ سے داڑھی کے بال سرخی مائل ہو گئے تھے لوگوں نے اس کو خضاب سمجھ لیا لیکن یہ جواب محل کلام ہے کہ آپ کا خضاب ثابت ہے اور یہی قول محقق ہے اگرچہ [illegible] ثابت نہیں ہے۔ لیکن [illegible] واللہ اعلم۔ ۳۸۴/۱۱

89 باب التصاویر (الفصل الاول) ۳۸۵/۶

التصویر مصدر ہے اور [illegible] تصویر اگر غیر جاندار کی ہے تو اس کا بنانا جائز ہے اور اگر جاندار کی ہے تو بنانا ناجائز ہے اور تصویر کو اپنے پاس رکھنے [illegible] یا وہ تصویر [illegible] قاضی ابن العربی [illegible]

٣٨٥/٦ پر اجماع نقل کیا ہے حافظ نے لعب البناۃ (گڑیا) کو اس سے مستثنیٰ کیا ہے اور اگر ذی جسم نہیں ہے تو
اس کے اندر ابن العربی نے چار قول نقل کیے ہیں (۱) مطلقاً ممنوع ہے امام زہری کا مذہب ہے (۲) مطلقاً
جائز ہے قاسم بن محمد مدینہ کے فقہاء سبعہ میں سے ایک ہیں (۳) اگر وہ منقطع الرأس متفرق الاجزاء
ہے تو جائز ہے ابن عبد البر اور ابن العربی نے اسکو اختیار کیا (۴) اگر وہ غیر ممتہن اور مہان ہو مثلاً تکیہ
نیچے فرش کے ہو تو جائز ہے ورنہ نہیں یہ جو اشکال ہوتی ہے اس کے اندر ان چاروں کا اعادہ بھی نہ ہو
کی طرف ہے یعنی یہ بھی ناجائز ہے قاضی عیاض مالکی نے عورتوں کے تحت اسکو خاص کر لیا ہے

ص ٣٨٥

٧ **عن ابی طلحۃ:** اس حدیث کے اندر بیتاً فیہ الملائکۃ کے اندر ملائکہ سے کیا مراد ہے مطلق ملائکہ ہیں یا 4489
بعض نے کہا کہ اطلاق کی صورت میں حفظہ مستثنیٰ ہیں۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ ان کے استثناء کی ضرورت نہیں
کیونکہ وہ اس کے اعمال کی حفاظت مکان سے باہر بھی کر سکتے ہیں۔ بعض لوگوں نے کہا کہ ملائکۃ الرحمت کے
فرشتے مراد ہیں۔ بعض کے نزدیک ملائکۃ الوحی مراد ہیں اس صورت کے اندر یہ مخصوص ہوگا حضور
کے زمانہ تک تو چنانچہ ابن حبان نے یہی دعویٰ کیا ہے حافظ فرماتے ہیں کہ ابن حبان اس دعویٰ کیلئے التفرد کی
ابتداء [illegible] اور بیہود ہے کہ اس حدیث سے تو معلوم ہوا کہ اس گھر کے اندر ملائکہ داخل نہیں ہوتے اور ان پاک کے
اندر حضرت سلیمان کے متعلق فرمایا یعملون لہ ما یشاء من محاریب وتماثیل وجفان کالجواب وقدور راسیات الخ اس سے معلوم
ہوتا ہے کہ تماثیل وغیرہ حضرت سلیمان کے پاس تھیں اسکا جواب ۱ یہ ہے کہ تماثیل سے مراد بےجان غیر جاندار اشیاء
جواب ۲ ان کی شریعت الگ ہے ہماری شریعت الگ ہے۔ بیتاً فیہ کلب سے مراد مطلق ہے یا خاص کتا مراد ہے
بعض نے مطلق کہا اور بعض نے کلب ماذون فی الاقتناء کو خاص کیا ہے عموم اور اطلاق کی طرف علامہ نووی اور
علامہ قرطبی وغیرہ مائل ہیں حافظ نے اسی کو راجح کہا۔ قاضی عیاض مالکی ثانی قول یعنی خصوص کی طرف مائل ہیں
جماعت متقاربہ کی عبارات بھی اسکی مقتضی ہیں۔ باب یہ کہ فرشتے کیوں داخل نہیں ہوتا اسکی کئی وجوہ ہیں
(۱) وہ نجس العین ہے اور ملائکہ طاہر ہیں دونوں کا اجتماع نہیں ہوگا (۲) کلب اسود کے متعلق آیا ہے کہ شیطان
ہے اور شیطان و ملک جمع نہیں ہوں گے (۳) بعض کتے کے بھونکنے کی وجہ سے لوگوں کو اذیت ہوتی ہے
اور ملائکہ ایسی جگہ نہیں جاتے جہاں اذیت کے اسباب موجود ہوں (۴) وہ کتے نجاست کھاتے ہیں
اور جس گھر کے اندر تصویر ہوتی ہے وہاں ملائکہ اسلئے نہیں جاتے کہ اس کے اندر مضاہاۃ خلق اللہ ہوتی ہے

ص ٣٨٥

٨ اور یہ ممنوع ہے **عن ابن عباس:** دیتی کہ کلب الی الاولاد الکبیر یعنی بڑے بالغ کی نگرانی کیلئے نقل ہے ٩٥

ص ٣٨٥/٣٥

٢٥ **عن عبد اللہ بن مسعود:** اشد الناس عذاباً اعتراض ہے کہ قرآن سے معلوم ہوا کہ اشد الناس عذاباً ٩٧
تو فرعون اور اس کے متبعین ہیں ادخلوا آل فرعون اشد العذاب اس سے معلوم ہوا کہ دونوں کیسے ہو جواب ۱ یہ کہ
یہ حکم اسکا ہے جو مصور مراد ہے جو عبادت کیلئے تصاویر بناتا ہے ایسا شخص کافر ہے جواب ۲ اشد من
اشد الناس سے مراد من جملہ ہے یعنی ایک روایت کے اندر اسی کی وجہ اور ہے جواب ۳ مضاہاۃ خلق اللہ

ص ٣٨٧

٣٨٧/٣ کیلئے جو تصویر بناتے ہیں وہ مراد ہیں۔ **الفصل الثالث عن علی:** الشطرنج ھو میسر الاعاجم الخ بعض 4510
لوگوں کے نزدیک یہ علی کا لفظ ہے تو اس روایت سے ماخوذ ہے کیونکہ ان کے بیچ میں تصحیف ہے اور اسکی

ص۳۸۷

۱۵/۵ اندر بھی تنصیف اور تشقیق ہوتی ہے یا استعارۃ ہے ماخوذ ہے جس کے معنی چالاکی کے ہیں۔ بعض کی رائے ہے کہ یہ عربی کی
لغت ہے نشرہ سے یعنی رنج ختم ہوگیا ہے اس کے عمل سے آدمی خوش ہوتا ہے یا معلوم ہوتا ہے کہ [illegible]
سے کیونکہ اس کے اندر سینکڑوں چھید ہوتے ہیں یا معلوم ہے کہ ششتی رنگ سے کہ اگر اس کے اندر جو رنگ ہوتا ہے
اس کی [illegible] یہ جائز نہیں ہے اور متفق ہے جو از نقل کیا گیا ہے چند شعر لکھے ہیں لیکن ابن قیم نے ان
کو نقل کرنا صحیح نہیں ہے کیونکہ ان کے اندر ایک گروہ ہے اسماء ان سے منقول ہے کہ لا الٰہ الا اللہ علی تحریر [illegible]
یہ مشہور ہے کہ اس کو ابو بکر صدیقی شافعی نے ایجاد کیا۔ لیکن یہ صحیح نہیں ہے بلکہ حضرت سلیمان کے اندر ایک حکیم ابن صعصعہ
گزرا ہے اس نے ایجاد کیا ہے اس وقت جبکہ فارس کے اندر نزد طبابت کیا گیا تھا

کتاب الطب والرقی

۳۸۷/۹

ابن السید البطلیوسی فرماتے ہیں کہ الطب کے اندر طا پر تینوں حرکات پڑھی جا سکتی ہیں۔ ایک علاج روحانی ہے
اور ایک جسمانی طب۔ یہاں پر دونوں کو شامل ہے اول یعنی طب روحانی کا مقصود نہیں ہے اور ثانی مقصود ہے کہ علم
نبوۃ۔ اور تجارب عقل وغیرہ سے معلوم ہوتا ہے رقیہ جمع ہے رقی۔ اس کا حکم گزر گیا۔ علاج
ص۳۹۷
۹ کرنا مسنون ہے اور بعض اوقات واجب ہے اور ترک سے گناہ لازم آتا ہے **الفصل الاول عن ابی ھریرۃ** 14
(نزول الشفاء) انزال کے معنی کے اندر اختلاف ہے (۱) اس کی خبر دینا مراد ہے (۲) زمین کے اندر پیدا
کرنا مراد ہے چنانچہ ایک روایت کے اندر وضع لہ دواء وارد ہوا ہے (۳) انزال الملائکۃ علیٰ [illegible] مراد ہے
ص۳۹۸
۱۰ ان تینوں مطالب کو ابن قیم نے بیان فرمایا **عن جابر** — فاذا اصیب دواء الداء۔ دواء کا مرض تک 15
پہنچنے کا مطلب یہ ہے کہ جب مرض کی تعیین کی جائے اور اس کی مقدار معلوم کی جائے اس کے مقابل دوا تجویز کی
جائے جو مرض کے مقدار کے مطابق ہو اور موسم کی رعایت رکھی جائے تو اس صورت میں مرض سے صحت ہوتی
ہے بعض لوگوں نے کہا کہ اس کا بعض اجزاء المراد ہے کہ ان کی دوا ہے جس سے وہ شفاء پاتے ہیں
ص۳۹۸
۱۱ **عن ابن عباس** الشفاء فی ثلاث ان تینوں کی تخصیص اغلب طور پر عام ہونے کی وجہ سے فرمایا اس حدیث 16
کے اندر کی [illegible] سے آپ نے منع فرمایا یہ کمال شفقت کے طور پر ہے ایسا اشکال ہوتا کہ اس حدیث
کے اندر کی کے اندر شفاء کو آپ نے بیان کیا اس کے جواز کا ثبوت ہوا اور ص۵۲ پر ایک حدیث ہے جس کے اندر ہے
کہ حضرت کے اندر سعد بن معاذ کو داغ لگایا گیا تھا وغیرہ [illegible] جس سے عدم جواز کا وہم ہوتا
دونوں کے اندر تعارض ظاہر میں معلوم ہوتا ہے اس کا جواب ہے کہ [illegible] والی حدیث کا محمل یہ ہے کہ اہل عرب
اس کی کے اندر [illegible] اکثر سمجھتے ہیں اور یہاں جواز [illegible] سبب ہونے کا اعتبار ہے
ص۳۹۸
۱۸ **عن ابی سعید** اس حدیث پر اعتراض یہ ہے کہ عسل تو خود مسہل ہے پھر استطلاق کے اندر یہ دوا 21
کیوں تجویز فرمائی یہ تو قاعدہ طبیہ کے خلاف ہے اس کا جواب علامہ [illegible] نے دیا کہ یہ عین قاعدہ طب کے
موافق ہے کیونکہ بعض دفعہ اسہال معدہ کے فساد کی وجہ سے ہوتا ہے اس کے اندر افراغ المادہ علاج
ص۳۹۸
۲۷ ہوتا ہے **عن عائشۃ** [illegible] بعض نے اس کو حقیقت پر محمول کیا اور بعض نے کہا کہ تشبیہ ہے 25
کہ جیسے اس کے اندر گرمی ہے اس طرح بخار کے اندر ہوتی ہے فابردوھا بالماء بعض نے کہا کہ

مرقاة ۵۹ 4531 ماء مزموم مراد ہے اور بعض نے مطلق پانی اس کا قرار دیا ہے اب یہ کہ اس کا عام کنار مراد ہے یا خاص ہی دونوں قول ۳/۱۱۱ ۹

ص ۳۸۸

ہیں کہ جو بھی رکھے ہے یا خاص اس کا کنار رکھے جو کہ جی اس حرارت سے پیدا ہوا ہو **عن ابن عباس**

العین حق اس کا [illegible] تمام محدثین اور عام شراح کہتے ہیں کہ یہ حکم نظر لگ جاتی ہے بعض صوفیاء

نے اس کا مطلب یہ بیان کیا کہ عین سے تقدیر مراد ہے اور التقدیر حق لیکن اس کی علماء نے تردید کی ہے

کیونکہ آپ نے آگے فرمایا فلو کان شی سابق القدر الخ تو اگر اس کا قدر مراد لیں تو تقدیر الشئ عن نفسہ لازم

آئیگا لہذا یہ مراد نہیں آگے فرماتے ہیں واذا استغسلتم فاغسلوا [illegible] یعنی اگر تمہاری نظر کسی کو

لگ جائے تو اگر جو نظر سے دفع کرنا کے لئے تمہارے غسل کا پانی مانگے تو اس کو دے دیا کرو بعض لوگوں نے اسکو

ص ۳۸۸

32 استحباب پر اور بعض نے وجوب پر محمول کیا ہے **الفصل الثانی عن اسماء** [illegible] ۱۹

[illegible] کے اندر [illegible] دونوں [illegible] میں [illegible] ایک [illegible] اور ایک [illegible]

یعنی [illegible] بیان کیا ہے اولا حدیث کے اندر تاکید کی گئی ہے اور ثانی حدیث کے اندر [illegible]

ثانیا حدیث کے اندر اشتباہ لفظی کی قبیل سے ہے جیسے ہم کہتے ہیں پانی والی [illegible]

ص ۳۸۸

39 **عن ابی ہریرہ** [illegible] السواء الخبیث [illegible] کے اندر [illegible] (۱) [illegible] ۲۳

(۲) نجس [illegible] (۳) [illegible] (۴) سم زہر مراد ہے اسی کو ابن حجر نے راجح

قرار دیا ہے چنانچہ ایک روایت کے اندر اسکی تفسیر یعنی السم وارد ہے [illegible] بیان کیا کہ اگر

ص ۳۸۹

45 محرمات کے اندر علاج متعین ہو تو جائز ہے **عن عبدالرحمن** اس حدیث کے اندر ضفدع کے قتل سے نفی ۳۸۹ ۴

فرمائی ہے ضفدع کے نزدیک حرمت کی وجہ سے ہے اور شافعیہ [illegible] فرماتے ہیں کہ چونکہ وہ تسبیح کرتا ہے لیکن ان

ص ۳۸۹

52 لوگوں کی [illegible] شدید [illegible] ہیں **عن زینب** اس حدیث سے رقی کا شرک ہونا ثابت ۱۲

ہوا حالانکہ اس کی [illegible] احادیث سے جواز معلوم ہوا جواب یہ ہے کہ اگر ان کے اندر [illegible] شفاء رکھے

ص ۳۸۹

54 تو یہ شرک ہے یا ان کے اندر غیر [illegible] کلام ہو یا کفریہ کلام ہو تو شرک ہے **عن عبد اللہ** اس حدیث ۲۴

کا مطلب یہ ہے کہ یہ تینوں کام [illegible] جب آدمی ان کو کرے گا تو گویا دوسرے [illegible]

کی اس کو پرواہ نہ ہوگی [illegible] تریاق کا پینا [illegible]

[illegible] شعر کہنا بھی [illegible]

ص ۳۹۰

57 **عن عمران بن حصین** [illegible] لا رقیۃ الا من عین اس حدیث سے معلوم ہوا کہ علاج وغیرہ صرف عین کی ۳۹۰ ۲

وجہ سے ہوتا ہے حالانکہ [illegible] کا علاج جائز ہے [illegible] خطابی [illegible] بیہقی نے جواب دیا کہ اولویت

کی نفی مقصود ہے جیسے لا فتی الا علی اور لا سیف الا ذو الفقار جواب ۲ کمال کی نفی مقصود ہے

یعنی کوئی رقیہ ایسا نہیں ہے جو رقیہ کا [illegible] سوائے ان دو مرضوں کے جواب ۳ پہلے یہ حکم تھا اب

منسوخ ہو گیا [illegible] جواب ۴ چونکہ یہ اصول الامراض ہیں عین کے اندر مادہ [illegible]

حمۃ کے اندر مادہ [illegible] ہیں لہذا ان کی نفی مقصود ہے چنانچہ ایک روایت کے اندر ان دو کے علاوہ

ص ۳۹۰

61 اور دم کا بھی ذکر ہے [illegible] معلوم ہوا کہ ان دو کی تخصیص نہیں ہے **عن الشفاء** [illegible] رقیۃ النملۃ ۷

4561 علامہ توربشتی فرماتے ہیں کہ اس سے مراد ذُنابہ ہے یعنی بچھو کا ڈنک دیگر حضرات فرماتے ہیں کہ ایک حکیم ہے جسکا نام الذکی الحرانی ہے اس نے تمام علماء کی مخالفت کی ہے اور کہا ہے کہ عرب کی عورتیں جو خرافات رقیہ کیا کرتی تھی اس کو رقیۃ النملۃ کہتے ہیں لیکن یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ حضور نے ان کو خرافات کے سکھانے کا حکم دیا لہذا اب جواب یہ ہے کہ عرب کی عورتیں جو ایک رقیہ شعر کے ذریعہ کرتی تھیں وہ مراد ہے اور وہ اشعار یہ ہیں

العروس تنتحل ؎ وتختضب وتکتحل ؎ وکل شئ تفتعل ؎ غیر ان لا تعصی الرجل

اور ان اشعار کا مطلب یہ ہے کہ عورت اور تو سب کچھ کر سکتی ہے جو چاہے خضاب مہندی وغیرہ اور سرمہ لگائے کچھ بھی کرے لیکن صرف اپنے شوہر کی نافرمانی نہیں کر سکتی تو حضور نے ان کو فرمایا کہ تم نے ان کو کتابت تو سکھا دی یہ اشعار وغیرہ بھی سکھا دے کہ شوہر کی نافرمانی نہ کرنی چاہیئے اور حضرت حفصہ نے ایک مرتبہ نافرمانی بھی کی تھی کہ آپ نے ان سے فرمایا تھا کہ حضرت ابو بکر کی خلافت کے بعد حضرت عمر کی خلافت کا زمانہ آئیگا اور آپ نے فرمایا کہ حضرت عائشہ سے اسکو مت کہنا لیکن انہوں نے کہدیا تھا تو آپ نے اسی کی طرف اشارۃً فرمایا دوسرا مطلب ملا علی قاری نے یہ بیان کیا ہے کہ حضور کے کہنے سے مراد یہ ہے کہ جیسے تم نے اسکو کتابت کی تعلیم دی ہے اور ایک غیر ضروری چیز سکھا دی تو اسے رقیہ بھی سکھا دے کیونکہ وہ اچھی چیز ہے یا دوسرا احتمال یہ ہے کہ دونوں کا مقصد ہوگا جیسے کتابت سکھائی ہے اور وہ وبال جان ہے ایسے ہی رقیہ بھی سکھا دے وہ بھی وبال جان ہے علامہ طیبی فرماتے ہیں کہ رقیۃ النملۃ ایک مستقل رقیہ ہے کوئی شعر وغیرہ کا نام نہیں ہے جیسا کہ اوپر شعر وغیرہ مذکور ہیں چنانچہ ایک روایت کے اندر صراحۃً موجود ہے کہ وہ رقیہ شفاء بنت عبد اللہ کا کیا کرتی تھیں وہ روایت مندرجہ ذیل ہے روی الخلال

ان شفاء بنت عبد اللہ کانت ترقی فی الجاہلیۃ من النملۃ فلما ہاجرت الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم وکانت قد بایعتہ بمکۃ قالت یا رسول اللہ انی کنت ارقی فی الجاہلیۃ من النملۃ وانی ارید ان اعرضہا علیک فعرضتہا فقال [illegible] صلبت حتی یعود من افواھہا ولا تضر احداً اللہم اکشف الباس رب الناس۔ قال ترقی بہا علی عود سبع مرات وتقصد مکانا نظیفا وتدلکہ علی حجر بخل خمر حاذق وتطلیہ علی النملۃ

تو اس روایت کے اندر صراحۃً ذکر آ گیا کہ ان کا رقیہ کونسا تھا اور وہ کیا پڑھتی تھیں ان اشعار کا رقیہ کے اندر کہیں ذکر نہیں ہے۔ نملہ کہتے ہیں اس سرخ دانوں کو جو پہلو پر ہو جاتی ہیں اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ پہلو پر کچھ چیونٹی وغیرہ چل رہی ہے اسلئے ان دانوں کو نملہ کہتے ہیں اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عورتوں کو کتابت سکھانا جائز ہے اگرچہ بعض نے اسکو عدم جواز کا قائل فرمایا ہے 62 قسط ۳۹۰ عن ابی امامۃ ۳۹۰/۹

اس حدیث پاک کے اندر اس غسل کی جو اس شخص کو دیا جاتا ہے جسکو نظر لگ گئی ہو تفصیل ہے جسکے اندر داخلۃ الازار وارد ہوا ہے اسکا مصداق یا تو فرج ہے یا ازار کا اندر کا حصہ مراد ہے

باب الفال والطیرۃ (الفصل الاول) ۳۹۱/۲۲

علامہ نووی فرماتے ہیں کہ فال کا استعمال مشترک ہے یعنی خیر و شر دونوں کے اندر ہوتا ہے اور طیرۃ کا استعمال صرف شر ہی کے اندر ہوتا ہے لیکن حدیث سے یہ معلوم نہیں ہوتا بلکہ حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ فال کا استعمال صرف خیر کے اندر اور طیرۃ کا استعمال صرف شر کے اندر ہوتا ہے طیرۃ یہ طیر و تطیر سے

4562

مشتق ہے کیونکہ اہل عرب کا قاعدہ تھا کہ وہ جب کسی مقصد اور کام کیلئے جاتے تو جانور اور طائر پرندوں کو اڑاتے
تھے اگر وہ بائیں سے دائیں کی جانب اڑتے تو اسکو نیک فال سمجھ کر اپنے مقصد کو شروع کرتے اور اگر اسکی طرف
نہ جاتے تو اپنا مقصد موقوف کر دیتے تو یہ فال جائز ہے لیکن طیرہ جائز نہیں ہے فال کا مطلب یہ ہے کہ انسان
66 کے ذہن میں اللہ کوئی بات ڈالی یا اس نے کوئی بات سن لی اور اسکو وہ پسند آگئی اور وہ اس سے خوش ہو گیا ۳۹۱/۲۲
اور طیرہ کہتے ہیں کہ اسکو کسی جانور کے پیش آجانے کی وجہ سے اپنے مقصد کو ترک کر دے ۳۹۱/۲۲ وعنہ قال
اس حدیث پر اعتراض یہ ہے کہ اسکا اول اور آخر کے اندر تعارض ہے جملہ لا عدوی سے پتہ چلتا ہے [illegible]
جواب ۱ یہ ہے کہ آپ نے پہلے فرمایا کہ عدوی نہیں ہوتا یعنی یہ نہ خیال کرنا کہ فلاں شخص کا اثر میری طرف پہنچ گیا ہے لہذا
لہذا آپ نے آگے مجذوم سے دور رہنے کا امر فرمایا تو یہ امر اسلئے نہیں ہے کہ اسکا جذام تم تک پہنچے گا
بلکہ نفی اسلئے ہے کہ جب اسکے پاس تم بیٹھو گے اور وقت گزارو گے تو اسکا ایمان اور عقیدہ ہو گا اسلئے تم اس سے دور رہو
جواب ۲ یہ ہے کہ ایک کا مرض دوسرے کو لگتا ہے اول جملہ میں اعلیٰ قسم کے متوکلین ہیں دوسرا ادنیٰ کا ہے
ضعیف الاعتقاد لوگ ہیں جواب ۳ یہ ہے لا عدوی کی نفی طبعی اور حقیقی نفی ہے اور دوسرے جملہ سے
سے عدوی کا ثبوت ہوا یہ تقدیر سے ہے یعنی حقیقی طور پر عدوی کچھ نہیں ہے لیکن کسی چیز کی عادت کے
تابع ہو کر پہنچ جاتی ہے تو اسکا امر ہے جواب ۴ یہ ہے اول کی نفی جو اسباب سے ہے اور ثانی کا امر جو فرمایا گیا کہ
فرمایا ہے اسلئے کہ عقیدہ کے اندر کسی قسم کا خلل واقع نہ ہو جائے یہ تمام لوگوں کا ہے جب دونوں احادیث
کے اندر جمع کیا ہے اور ایک جماعت کہتی ہے کہ جن سے عدوی کی نفی ہے وہ اجمع ہیں اپنے ظاہر پر ہے اور نفی کی
ہیں کہ ثبوت کی روایات راجح ہیں اور ناسخ ہیں یا نفی کیلئے چنانچہ آپ نے پہلے لا عدوی کے ذریعہ نفی کر دی تھی لیکن
بعد میں دوسرے جملے سے اسکی نفی کو ختم کر دیا لیکن ایک گروہ کہتا ہے کہ ترجیح کی ضرورت اسوقت ہوتی ہے جبکہ
دونوں کے اندر جمع ناممکن ہو اور یہاں ممکن ہے ولا ھامۃ اسکی تفسیر کے اندر اختلاف ہے (۱) اگر کسی
شخص کو کسی نے قتل کر دیا اور اسکا قصاص نہیں لیا گیا تو اہل عرب کا زعم تھا کہ مقتول کی روح اور ہڈیاں
کسی حیوان کی جسم کے اندر ہو جاتی ہیں اور کہتی ہیں اسقونی اسقونی (۲) صاحب کہتے ہیں اگر کوئی
تو جب وہ ہوتا تھا تو اہل عرب سمجھتے کہ یہاں کوئی مصیبت یا موت کا نزول ہو گی آپ نے اس زعم کو ختم
کر دیا جو اسوقت مشہور تھا کہ بغیر تشریح کے جانا جائے اور اگر ھامۃ بالتشدید ہو تو زہریلے
جانور اس سے مراد ہوں گے اور الذی میں ھامۃ کی طرف جنت ہے (اسکا مصداق ہوگا) اور مطلب یہ کہ تم لوگ
اسکو مار دیا کرو یہ سوچ کر اسکو نہ چھوڑو کہ مار دینے سے انتقام لیگا ولا صفر نہ اسکے معنی ہیں اسکے
معنوں میں (۱) پیٹ کے اندر ایک سانپ ہوتا ہے جو بھوک کے وقت کاٹتا ہے اور اسکے کاٹنے سے بھوک لگتی ہے
(۲) ایک بیماری پیٹ کے اندر ہوتی ہے جسکی وجہ سے بعض اوقات آدمی مر جاتا ہے اسکا زعم کو ختم فرمایا (۳) ہو
بیل عرب ماہ صفر کو منحوس سمجھتے تھے اسلئے بد شگونی لیتے تھے آپ نے فرمایا کہ لا صفر (۴) محرم کا ماہ و محرم ہوتا ہے
تو آپ نے عقیدہ کو باطل کر دیا کہ ماہ صفر کو محرم بنا دیتے ماہ محرم کو ماہ صفر بنا دیتے تھے اسکا عکس ہوتا تھا
منی مالک وغیرہ لا ذلک عنہ دوسرا لا عدوی ہے جو حدیث کے اندر مجذوم سے فرار کا حکم ہے اور ایک حدیث کے اندر

4577 ۱ نفع ثابت کیا ہے حضرت جابر کی اس روایت سے کہ آپ نے ایک مجذوم کے ہاتھ کو پکڑ کر اپنے ساتھ کھانا کھلایا تو اسکا

جواب دیا گیا کہ حضرت جابر کی حدیث ناسخ ہے اور یہ حدیث منسوخ ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے یہی منقول ہے اور قاضی

79 عیاض مالکی نے عیسی بن دینار سے یہی نقل کیا ہے ص۳۹۱ وعنه لانوء یعنی بارش [illegible] ۳۹۱/۲۷

80 اعتقاد کرنا جاہلیت [illegible] ص۳۹۲ عن جابر یہ قول [illegible] کا عقیدہ [illegible] ۳۹۲/۱

شیاطین مختلف شکلوں [illegible] لوگوں کو [illegible] آپ نے [illegible] یعنی [illegible]

83 اس عمل کرنا [illegible] ص۳۹۲ الفصل الثانی عن قطن العیافة [illegible] یعنی ۵

پرندوں کو اڑا کر ان کی رفتار [illegible] اور [illegible] الطرق [illegible] کنکریاں [illegible]

[illegible] زمین پر [illegible] لکیریں کھینچ [illegible] من الجبت [illegible]

84 [illegible] ص۳۹۲ [illegible] عن عبد اللہ بن مسعود ۶

الطیرۃ شرک [illegible] الخ [illegible]

[illegible] جانوروں کی رفتار [illegible] اگر وہ [illegible] تو [illegible]

جانوروں کو [illegible] شریک کر لیا (۲) [illegible] اپنے نفع [illegible]

جانوروں کو اللہ تعالی کی صفت [illegible] میں شریک کر لیا [illegible]

[illegible] کی [illegible] موقوف ہے اور ومامنا الا ولکن [illegible] قول ہے اور [illegible]

[illegible] کسی فرد کو [illegible] امام بخاری [illegible] سلیمان بن حرب [illegible]

مدرج ہے اور ومامنا الا ولکن [illegible] ابن مسعود [illegible] میں [illegible]

86 ص۳۹۲ عن سعد بن مالک [illegible] فی الفرس والدار [illegible] طیرۃ ہوتا ہے بعض لوگوں [illegible] ۱۰

[illegible] ہے اور بعض [illegible] اس قسم کا رجحان اسی طرف ہے کہ آپ نے طیرۃ کی نفی کی ہے

لیکن ان تین کو مستثنی کر دیا کیونکہ ان کے اندر طیرۃ ہوتا ہے [illegible] روایت کے اندر [illegible]

[illegible] مستثنی [illegible] اسکا جواب دیا کہ آپ نے

88 [illegible] ص۳۹۳ عن بریدۃ [illegible] اس حدیث پر اشکال [illegible] ۱۳

[illegible] طیرۃ کی نفی فرمائی گئی ہے اور یہاں [illegible] نام [illegible]

[illegible] معلوم ہوا کہ طیرۃ ہوتا ہے اسکا جواب دیا کہ طیرۃ کا معنی [illegible] اندر [illegible]

[illegible] کی وجہ سے مقصود کو ترک کر دینا اور یہاں [illegible]

90 ص۳۹۳ مقصود کو ترک کر دینا [illegible] عن یحیی بن عبد اللہ ۱۸

قال من القرف التلف [illegible] معلوم ہوتا ہے کہ طیرۃ [illegible] اسکا ایک جواب تو یہ ہے کہ

آپ نے [illegible] کیونکہ وہ طیرۃ کا قائل تھا [illegible] اشکال ہوا [illegible]

ان کو طیرۃ کے ثبوت [illegible] حقیقت ہونے کا خیال کیوں آیا اسکا جواب [illegible]

نے دیا [illegible] جواب دیا کہ [illegible] زمین کے اندر [illegible] اثر ہوتا ہے کسی [illegible]

تو [illegible] صحت پر اثر ہوتا ہے اسلئے اسکو چھوڑنے کا حکم دیا۔

4592

۳۹۲/۲۳

باب الکہانۃ (الفصل الاول)

۳۹۲ ص ۲۳
الکہانۃ ہو الاخبار عن الامور الآتیۃ وعلمہا بامارات من الاسباب او من عند نفسہ عن معاویۃ ۔۔ فمن وافق
خطہ فذاک یعنی ایک نبی جنکا نام حضرت دانیال اور بعض نے حضرت ادریس بتلایا ہے اور یہی مشہور ہے وہ خط کے ذریعہ
علوم حاصل کرتے تھے تو جو شخص ان کے خط کے موافق ہو گیا وہ صحیح ہے اور یہ مطلب بھی ہو سکتا ہے کہ ان کے خط کی
۳۹۳ ص
95 مطابقت اور موافقت ضروری ہے اور یہ ہو نہیں سکتی لہذا اس کو کرنے سے کیا فائدہ ہے عن حفصۃ : من ۳۹۳/۵
اتی عرافا اس عراف کے مصداق میں اختلاف ہے (۱) اس سے کاہن مراد ہے (۲) طبیب مراد ہے (۳) منجم مراد ہے
(۴) حافظ فرماتے ہیں کہ وہ شخص مراد ہے جو مغیبات [illegible] کے جاننے کا دعوی کرے امام نووی فرماتے
ہیں کہ عراف من جملۃ الکہان ہے اس کے قول سے معلوم ہو گیا کہ باب الکہانۃ کے اندر عراف کا ذکر کیوں کیا ہے
اربعین لیلۃ اگر اس سے تحدید مراد ہے تو یہ موقوف ہے علم الشارع پر اور اگر اس سے تکثیر مراد ہے تو یہ بھی صحیح ہے اور قبول
۳۹۳ ص
98 صلوٰۃ کی نفی اس لئے کی گئی ہے کہ یہ ام الخبائث ہے الفصل الثانی عن ابن عباس : اس حدیث سے ۱۳
معلوم ہوا کہ علم نجوم کا حکم علم سحر کی مثل ہے ہمارے علماء نے بیان کیا کہ اگر عقائد کے فساد کا خوف ہو تو علم سیکھنا
تو علم سحر کا حکم اور اسی کا [illegible] ہے اور اگر علم نجوم نماز کے اوقات کے معلوم کرنے کیلئے سیکھتا ہے تو جائز ہے

۳۹۴/۱

باب الرؤیا (الفصل الاول)

رؤیا خواب کے اندر استعمال ہوتا ہے اور رؤیت غیر خواب کے اندر مستعمل ہے رؤیا کی حقیقت کے اندر لوگوں کے
مختلف اقوال ہیں : اطباء کی رائے یہ ہے کہ خواب کا دار و مدار اخلاط پر ہے اگر کسی پر خلط صفراء کا غلبہ ہے تو وہ اس کے
اعتبار سے وہ خواب دیکھے گا کہ آگ دیکھے گا بلندی کی طرف اڑنا اور چلنا پھرنا اس قسم کے خواب ہوں گے
اور اگر خلط بلغم کا غلبہ ہے تو اس کے اعتبار سے خواب نظر آئیں گے کہ کسی پانی کے اندر تیر رہا ہے غسل کر رہا ہے
وغیرہ وغیرہ۔ فلاسفہ کہتے ہیں کہ خواب کے اندر جو شکلیں نظر آتی ہیں وہ عالم بالا کے اندر ہوتی ہیں اور
نفس پر اس کے مطابق ہوتی ہیں تو وہ خواب واقعی ہو جاتا ہے ورنہ وہ خواب واقع نہیں ہوتا ہے اور
اہل حق کہتے ہیں کہ [illegible] طبیعت کا غلبہ ہوتا ہے اور یہ اضغاث احلام کے قبیل سے ہے [illegible]
۳۹۴ ص
4766 رائی کے قلب کے اندر اعتقادات ڈال دیتا ہے جنہیں اس کو نظر آتے ہیں عن ابی ہریرۃ : لم یبق من النبوۃ ۱۱
الا المبشرات اس جملے کے اندر دو چیزیں ہیں ایک یہ کہ من النبوۃ کا کیا مطلب ہے اور ایک مبشرات سے کیا مراد ہے۔ امام
نووی فرماتے ہیں کہ مبشرات کی تقیید اغلب کے اعتبار سے ہے ورنہ خواب کے اندر جیسا کہ بشارتیں اور خوشخبری ملتی
ہے ایسے ہی بعض خواب کے اندر منذرات ڈرانے والی تنبیہات بھی ہوتی ہیں۔ من النبوۃ بعض نے اس کو حقیقت
پر محمول کرتے ہوئے کہا کہ نبوۃ کے جیسے مختلف حصے اور شعبے ہیں ان میں کا ایک حصہ یہ خواب باقی رہ گیا ہے
اس پر اشکال یہ ہوا کہ حضور نے فرمایا لا نبی بعدی اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نبوۃ باقی رہے گی اس کا جواب دیا کہ
جزو کے باقی رہنے سے لازم نہیں آتا کہ کل بھی باقی رہے بعض لوگوں کی رائے یہ ہے کہ یہ جملہ اپنی حقیقت پر محمول
نہیں ہے بلکہ اس کو علم غیب کے اعتبار سے جزء قرار دیا گیا ہے یعنی جیسے علم نبوۃ کے اندر علم غیب کا پتہ چلتا ہے
ایسے ہی خواب کے اندر غیب کا پتہ چلتا ہے اور بعض نے کہا کہ نبوۃ کا معنی خبر دینے کے ہیں جیسا کہ نبوت کے اندر بلا واسطہ
۳۹۴ ص
08 خبر ملتی ہے ایسے ہی خواب کے اندر بلا واسطہ حالات کا علم ہو جاتا ہے عن النبی : اس حدیث ۱۳

کے اندر رویاء صالحہ کو نبوۃ کا چھیالیسواں جزء قرار دیا گیا ہے اسکی وجہ علماء نے یہ بیان کی کہ آپ کی نبوۃ کے ایام
مبارکہ تئیس برس اور چھ ماہ آپ نے بشارات دیکھیں ہیں تو تئیس کا دگنا چھیالیس ہوتا ہے اس اعتبار سے اسکو
چھیالیسواں جزء قرار دیا ہے لیکن یہ توجیہ ضعیف ہے اسلئے کہ اس حدیث کی متعدد روایات اعداد کے اعتبار سے ۳۹۲
صـ ۳۹۲
۵۹ بہت زیادہ مختلف ہیں عن ابی ھریرۃ ؓ خواب کے اندر آنحضرت کی زیارت کے متعلق قاضی عیاض مالکی فرماتے ۱۲
ہیں کہ اگر کسی نے آپ کو آپ کی صورۃ اصلیہ کے اندر دیکھا تو یقیناً اس نے آپ کو دیکھا اور اگر صورۃ اصلیہ کے اندر نہیں
دیکھا تو یہ آپ کو بعینہ نہیں دیکھا بلکہ آپ کی مثال دیکھی ہے علامہ نووی فرماتے ہیں کہ آپ کو جس کسی شخص صورت
کے اندر بھی دیکھا ہو اس نے آپ ہی کو دیکھا ہے حافظ عسقلانی فرماتے ہیں کہ ان دونوں حضرات کے کلام کے اندر
کوئی تعارض نہیں ہے کیونکہ قاضی عیاض کے فرمانے کا مطلب یہ ہے کہ اگر آپ کو اپنی صورۃ اصلیہ کے اندر نہیں
دیکھا تو ایسا خواب قابل تعبیر ہے اور جس خواب کے اندر صورۃ اصلیہ کی زیارت ہوئی وہ خواب قابل تعبیر نہیں ہے
ہمارے علماء کرام نے بیان فرمایا کہ اگر کسی شخص نے آپ کو کوئی امر کرتے ہوئے خواب کے اندر دیکھا تو اگر وہ امر قرآن
وحدیث کے موافق ہے تو اس پر عمل کیا جائیگا ورنہ عمل نہیں کیا جائیگا ۔ تیسرے حدیث کے اندر ہے فقد رأی الحق
اسکا مطلب ہے کہ اس نے آنحضرت علیہ السلام کو ہی دیکھا اور دوسرا مطلب یہ بیان کیا گیا ہے کہ اس نے سچا خواب
صـ ۳۹۳
۱۱ دیکھا اسکی تعبیر معلوم کرلی جائے عن ابی ھریرۃ ؓ فسیرانی فی الیقظۃ الخ اسکا ایک مطلب ۱ یہ ہے کہ جو میرے زمانہ ۱۶
کے اندر جس نے مجھ کو خواب میں دیکھا تو وہ مجھ کو یقظہ کی حالت کے اندر دیکھیگا دوسرا مطلب ۲ یہ ہے کہ جس نے مجھ کو خواب کے
اندر دیکھا تو وہ مجھ کو آخرت کے اندر یقظہ کی حالت میں دیکھیگا اس پر اشکال ہے کہ پھر خواب دیکھنے والے
کی خصوصیت کیا ہوئی وہاں تو تمام لوگ مسلمان آپ کی زیارت کریں گے جبکہ اب صوفیاء کرام نے اسکا
مطلب ۳ بیان کیا کہ جس نے خواب کے اندر میری زیارت کی ہے اسکے اندر صلاحیت ہوگی ہے کہ وہ جاگتے ہی
میری زیارت کرسکے چنانچہ بہت سے اکابر کے متعلق دیکھا گیا اور سنا گیا ہے کہ ان کو حالت یقظہ کے اندر حضور کی زیارت
ہوئی ہے اس پر حافظ نے اشکال کیا کہ اس مطلب کی صورت کے اندر تو رویت کا سلسلہ منقطع نہ ہوگا اور اسکا
کا وجہ سے صحبت کا سلسلہ جو ہر زمانہ رہیگا حالانکہ اجماع ہے اس بات پر کہ صحبت کا سلسلہ منقطع ہوچکا ہے
اسکا جواب دیا گیا کہ صحبت کے لئے حضور کا دنیا کے اندر موجود ہونا ضروری ہے اور یہاں وہ صورت پیش نہیں آئی ہے
مطلب ۴ یہ ہے کہ یہ کلام تشبیہ پر مبنی ہے یعنی خواب کے اندر دیکھنا خواب اندر نفس کے اعتبار سے ایسا ہے جیسے
زندگی کے اندر زیارت کرلی ۔ ولا یتمثل الشیطان بی الخ کیونکہ شیطان مظہر ضلالت کفر ہے اور حضور مظہر ہدایت
ہیں اور دونوں میں تضاد ہے [illegible] بیان کیا کہ یہ ممکن ہے کہ اللہ تعالی کی صورت شیطان بنا
صـ ۳۹۴
۱۴ لیکن ہدایت حبیب اللہ کی طرف سے ہوتی ہے ضلالت بھی اسکے متعلق ہے عن ابی ھریرۃ ؓ اذا اقترب ۲۳
الزمان الخ اس اقتراب زمان کا ایک مطلب یہ بیان کیا ہے کہ جب رات دن اسا دن برابر ہوں یعنی موسم ربیع کے اندر
اس پر اشکال ہوا کہ مومن کی رویاء کی قید کیوں لگائی ہے اس صورت کے اندر سب برابر ہیں لہذا دوسرا مطلب ۲
یہ ہوگا کہ اس سے قرب قیامت مراد ہے کیونکہ اس وقت مسلمان زیادہ پریشان ہوں گے تو ان کے پریشانی کی
صـ ۳۹۶
25 ازالہ کیلئے مبشرات اور صحیح خواب نظر آئیں گے الفصل الثالث عن سمرۃ بن جندب ؓ [illegible] الخ اس ۳۹۹ ۲۶

(۲) بعض لوگوں نے کہا کہ اس کا محمل یہ ہے کہ آپ ایک قبر پر تشریف لے جا رہے تھے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ کسی بندہ کو مار رہا ہے تو حضور نے اس وقت یہ فرمایا کہ اس کو مت مار اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو اسکی (مضروب) کی صورت پر پیدا کیا یعنی ان کی صورۃ شکل انسانی کی طرح تھی پیدا ہونے کی صورۃ کا اکرام کا تقاضہ ہے کہ اس کے چہرے پر مت مارو۔ آگے حدیث شریف کے اندر فرمایا کہ طولہ ستون ذراعاً اب یہاں اس ذراع سے کس شخص کا ذراع مراد ہے بعض لوگوں نے کہا کہ اس سے آدم علیہ السلام کا ذراع مراد ہے۔ دوسرے علماء کی رائے یہ ہے کہ اس سے ذراع معروف مراد ہے ابوالحسن سندی نے اسی کو راجح قرار دیا ہے دو وجہ سے اول یہ کہ اگر آدم علیہ السلام کا ذراع مراد ہیں تو مقصود فوت ہے اس لئے کہ صورت میں مجہول ہو جائیگی کیونکہ آدم کے ذراع کا حجم کو علم نہیں ہے دوسری وجہ یہ ہے کہ ان کے ذراع مراد لینے سے آدم علیہ السلام کی قباحت لازم آئیگی کیونکہ جب آدمی کا طول ذراع سے زیادہ سے زیادہ چار ذراع کا ہوتا ہے اور یہاں ان کا طول ان کے ذراع سے ساٹھ ذراع زیادہ کا ہے اور یہ تقبیح اور بدشکل ہونے کی علامت ہے نعوذ باللہ منہ

فذھب فقال السلام علیکم سلام کے حکم میں علماء کا اختلاف ہے جمہور کے نزدیک سنت ہے بعض مالکیہ کے نزدیک واجب ہے اگر سلام کرنے والا ایک ہے تو سنت عین ہے اور اگر بہت سے لوگ ہیں تو سنت کفایہ ہے اور جن لوگوں کو کیا اگر وہ ایک ہے تو جواب دینا فرض عین ہے اور اگر چند آدمی ہیں تو ائمہ ثلاثہ کے نزدیک ایک کا جواب دینا کافی ہے امام ابو یوسف سے نقل کیا گیا ہے کہ ہر ایک کو جواب دینا ضروری ہے علامہ شوکانی نے اس مذہب کو جمہور کی طرف منسوب کیا ہے لیکن حافظ نے صرف امام ابو یوسف سے اس مذہب کو نقل کیا ہے امام ابو یوسف کا مستدل یہ حدیث ہے کیونکہ یہاں فرمایا فقالوا السلام علیک ورحمۃ اللہ اس سے معلوم ہوا کہ ہر ایک نے جواب دیا ہے اور مستدل اسی باب کے اندر آگے ایک حدیث ہے جس کے اندر لفظ ہے اور اس حدیث کے مفہوم پر اعتماد کرنے والی حدیث کا منطوق راجح ہوگا۔ سلام کا صیغہ افضل یہ ہے السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ اور جواب کے لئے وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ اور ہو سکتا ہے وعلیکم السلام ضروری یہ ہے کہ اس پر زیادتی اعلیٰ کی طرف سے جائز ہے اب یہ کہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ پر زیادتی بھی جائز ہے یا نہیں علماء کی رائے کہ زیادتی نہ کرنا چاہیئے اور بعض کہتے ہیں کہ مغفرتہ کی زیادتی جائز ہے کیونکہ ایک روایت کے اندر وارد ہوا ہے ابن قیم کی رائے یہ ہے کہ [illegible] اس قسم کی روایات ضعیف ہیں لہٰذا زیادتی جائز نہیں ہے حافظ نے ان تمام روایات کو جمع کیا اور ثابت کیا کہ اگرچہ یہ روایات ضعیف ہیں لیکن کثرت کی وجہ سے قوت کا درجہ حاصل ہے لہٰذا زیادتی ہو سکتی ہے چنانچہ حضرت ابن عمر سے مغفرتہ کا اضافہ ثابت ہے لیکن اس کا جواب دوسرے فریق نے یہ دیا کہ یہ سلام کے اندر زیادتی نہیں بلکہ بطور دعا کے ہے

فلم یزل الخلق ینقص بعدہ حتی الآن اس حدیث سے استدلال کیا ابن قیم نے المنار المنیف کے اندر اور حافظ ابن کثیر اور علامہ سیوطی وغیرہ نے کہ عوج بن عنق کا قصہ غلط ہے اب اس جملہ پر اشکال وارد ہوا کہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آدم علیہ السلام کے بعد سے آج تک لوگ قد کے اعتبار سے کم ہوتے چلے آئے حالانکہ قوم عاد اور قوم ثمود کے مکانات اور آثار ہماری نسبت کے اعتبار سے بہت چھوٹے ہیں یہ اعتراض حافظ نے کیا اور جواب اس کا

4625 اعتراض وارد ہوا کہ ابھی پیچھے فصل اول کے آخر میں ایک جو قصہ ذکر کیا گیا ہے اس سے معلوم ہوا کہ وہ خواب اور منام کا قصہ ہے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ انہوں نے آپ کو اٹھایا اور پھر لے گئے اس کا جواب ہوا کہ یہاں اٹھانے سے مراد بیدار کرنا نہیں ہے بلکہ مطلب یہ ہے کہ خواب اور منام کے اندر مجھ سے کہا کہ اٹھو اور چلو رجل طویل لا اکاد اری راسہ طولا فی السماء طول معنوی کی وجہ سے [illegible] ہو سکتے ہیں قلت لہما ما ہذا ما ہؤلاء الخ اس پر اعتراض ہوا کہ ان کا مشار الیہ رجل طویل اور ولدان ہیں ہذا اور ہؤلاء ذوی العقول ہونے کا تقاضہ یہ تھا کہ بجائے ما کے من کہا جاتا جواب یہ ہے کہ چونکہ وہ نہایت طویل تھے تو طول کی وجہ سے معلوم نہ ہو سکا کہ یہ کون شی ہے رجل ہے یا غیر رجل اسلئے ما لایا گیا ہے ملا علی قاری فرماتے ہیں کہ یہاں [illegible] حذف کیا گیا ہے اور بعض حضرات نے یہ جواب ہر اعتراض کو ان کا یہ کہنا کہ رجل والانسان ہونے کا پتہ نہیں چلا اس وجہ سے ما کہا ہے یہ غلط ہے کیونکہ خود اس کے پیچھے لگا آپ نے فرمایا کہ بین ظہری الروضۃ رجل طویل ہذا اب جواب علاوہ ہے کہ حدیث شریف کے اندر وارد ہوا شطر من خلقہم کاحسن ما انت راء اس کا ایک مطلب یہ بیان کیا گیا کہ بعض ان کے اندر اچھے اور خوبصورت تھے اور بعض خراب اور سیاہ تھے لیکن یہ مطلب صحیح نہیں ہے بلکہ دوسرا مطلب جو اس کا بیان کیا گیا ہے وہ صحیح ہے وہ یہ کہ ایک ہی آدمی کا بعض حصہ سیاہ اور بعض ۳۹۷/۱۴

4627 حصہ سفید تھا عن ابی سعید اصدق الرؤیا بالاسحار یعنی وہ وقت سکون اور اطمینان کا ہوتا ہے اور دماغ فارغ ہوتا ہے [illegible] نہیں رکھی کیونکہ بعض دن بھر خواب کا مدار طبیعت پر ہوتا ہے ۳۹۸/۱۵

کتاب الآداب باب السلام

ادب کے معنی لغت کے اندر بلانے کے ہیں اور اصطلاح کے اندر علماء کی مختلف تعبیرات ہیں سب کا مغز (۱) پسندیدہ کا استعمال یا محمود قولاً و فعلاً (۲) الاخذ بمکارم الاخلاق (۳) الوقوف مع المستحسنات والاعراض عن المستقبحات (۴) بڑوں کی تعظیم اور چھوٹوں پر رحم و کرم اور لفظ سلام اسم ہے اسماء الٰہی میں سے

28 ۲۵ **الفصل الاول عن ابی ھریرۃ** خلق اللہ آدم علی صورتہ اس حدیث کا مطلب کے اندر علماء کے مختلف اقوال ہیں (۱) جو لوگ اہل التفویض کہلاتے ہیں وہ اس قسم کے الفاظ کے متعلق فرماتے ہیں کہ [illegible] (۲) جو لوگ اصحاب التاویل کہلاتے ہیں ان کے اندر کچھ اقوال مختلف ہیں (۱) بعض لوگ کہتے ہیں کہ صورتہ کی ضمیر کا مرجع اللہ تعالیٰ ہیں اور صورۃ سے صفت مراد ہے جیسے کہا جاتا ہے صورۃ المسئلۃ کذا ای صفتہ کذا تو اب یہ مطلب ہوگا کہ آدم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے اپنی صفت پر پیدا کیا کہ جیسا کہ خود اللہ رب العزت سمیع علیم بصیر حلیم ہے ویسے ہی آدم علیہ السلام کو بھی بنایا ہے [illegible] (۲) بعض لوگ کہتے ہیں کہ صورۃ کی اضافت اللہ تعالیٰ کی طرف تشریفاً ہے جیسے بیت اللہ کے اندر (۳) ضمیر کا مرجع خود انسان یعنی حضرت آدم علیہ السلام ہیں تو مطلب ہے کہ ان کو ان کی اپنی صورۃ پر پیدا کیا یعنی ان کی ابتداء آفرینش اور انتہاء زندگی میں کچھ فرق نہ تھا تو ایسا نہیں تھا کہ پہلے نطفہ ہوں پھر علقہ پھر مضغہ ہوں پھر عظام ہوں پھر ان پر لحم کو پہنایا جائے بلکہ ایک ہی صورۃ پر پیدا کئے گئے ہیں اس سے دہریوں کی نفی ہو گئی کہ ان کے اندر ایک پیدائش اور صورۃ وغیرہ دہر کے تابع ہیں کہ سب کچھ دہر ہی کرتا ہے

ص ۳۹۷

۳۹۷ ۲۱ عن ابی ھریرۃ: ویشمتہ اذا عطس الخ۔ تشمیت کے معنی کسی کے غم واندوہ پر دشمن کا خوش ہونا اور باب تفعیل کا 4630
خاصہ سلب ماخذ ہے لہذا دشمن کی خوشی کو سلب کرنا تشمیت کے معنی ہوں گے اور اس میں یہ جملہ کہ اللہ تجھ کو ذریعہ دشمن
کی خوشی کو سلب کیا جاتا ہے لہذا اسکو تشمیت کہتے ہیں اس کے حکم میں بھی اختلاف ہے ظاہریہ اور بعض مالکیہ کے
نزدیک فرض عین ہے حنفیہ وحنابلہ کے یہاں فرض علی الکفایہ ہو اسی کو ابن رشد نے راجح قرار دیا ہے

ص ۳۹۷
۲۴ وعنہ: ولا تومنوا الخ۔ یہ یا تو نہی کا صیغہ ہے یا نفی کا۔ اول احتمال غلط ہے کیونکہ آپ سے نہی صادر نہیں 31
ہوسکتی لہذا نفی کا صیغہ ہے اور نون کو اخیر سے ازدواج اخوات کی وجہ سے ساقط کر دیا گیا کیونکہ اس کے پہلے
حتی تومنوا اور لیس ہوا تھا اور اسکا مطلب یہ تھا کہ اس حدیث کو ایمان کی نفی ہو اور ... قرار دیا یہ ایمان کامل

ص ۳۹۷
۲۵ کی نفی ہے۔ وعنہ قال: یسلم الراکب علی الماشی الخ۔ یہاں پر ایک سوال ہے کہ اس حدیث کے اندر جو بیان 32
کیا گیا ہے وہ یہ ہے کہ راکب ماشی کو سلام کرے اسی طرح یہ بات ہے کہ قلیل کثیر کو سلام کریں تو اگر کوئی شخص
جو راکب کثیر ہوں اور ماشی قلیل ہوں تو اول جملہ کا تقاضہ ہے کہ راکب کو سلام کرنا چاہیے اور دوسرے جملہ کا تقاضہ ہے
کہ ماشی کو سلام کرنا چاہیے کیونکہ وہ قلیل ہیں لہذا اس صورت کے اندر کیا ہوگا؟ علماء نے جواب دیا کہ یہ حکم
تفاضل کی وجہ سے ہو ایک ساتھ دوسرے پر ... ہے کہ راکب ماشی سے افضل ہے لہذا مفضول
افضل کو سلام کرے یعنی ماشی کو چاہیے کہ جو اپنے سے افضل یعنی راکب کو سلام کرے اسکا جواب دیا
گیا کہ وہ چونکہ عالی ہے تو اگر اسکو سلام پہلے کرے گا تو تکبر کا اندیشہ ہے۔ اور اگر قاعد اور قائم
کے اندر قائم کثیر ہوں یا قلیل ہوں قاعد کو سلام کریں گے کیونکہ قاعد صاحب خانہ کے حکم میں ہے لہذا

ص ۳۹۸
۳۹۸ ۱ اسکے اندر دو حیثیتیں ہیں ... عن ابی ھریرۃ: اس حدیث کے اندر اہل کتاب کو ابتداء 35
بالسلام سے ممانعت وارد ہے یہی ائمہ اربعہ کا مذہب ہے۔ علقمہ اور ابراہیم نخعی کہتے ہیں کہ ضرورت کی وجہ
ابتداء جائز ہے دیگر علماء نے بھی بیان کیا کہ اگر ان سے مضرت کا خوف ہو تو سلام کیا جا سکتا ہے

ص ۳۹۸
۲ عن ابن عمر: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اہل کتاب کے سلام کے جواب میں صرف وعلیک کہا جائے اور بعض روایت
کے اندر وعلیکم ہے کہ جمع کا صیغہ بغیر واو کے ہوا اور بعض روایت کے اندر واو کے ساتھ ہے اور اسکے
اندر وعلیکم بغیر واو کے ہے ... فرماتے ہیں کہ واو نہ ہونا اولی ہے کیونکہ واو تشریک کیلئے ہوتا ہے تو
مطلب ہوگا کہ ہم بھی اس بد دعا کے اندر شریک ہیں ... فرماتے ہیں کہ واو کا ہونا اولی ہے کیونکہ موت
کے اندر تمام شریک ہیں لہذا اس کے اندر کوئی حرج نہیں ہے بعض علماء نے جواب دیا کہ واو تشریک کیلئے نہیں ہے
لہذا اس کے پڑھنے کے اندر کوئی حرج نہیں ہے۔ علامہ نووی اور شیخ دہلوی فرماتے ہیں کہ ... اس کے اندر کوئی حرج نہیں ہے

ص ۳۹۸
۱۳ عن ابی سعید: اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ان لوگوں نے حضور کے ارشاد کا امتثال نہیں کیا اور ... کیا 40
یہ ہے؟ جواب یہ ہے کہ ان لوگوں نے قرینہ وغیرہ سے پہچان لیا کہ آپ کا امر امتثال کیلئے نہیں ہے

الفصل الثانی

ص ۳۹۸
۲۶ عن ابی امامۃ: اس حدیث پر اشکال ہے کہ یہاں سے اللہ آپ نے ابتداء بالسلام کرنے والے کو افضل قرار 46
دیا ہے اسکا تقاضہ ہے کہ راکب ماشی اور قلیل کثیر کی رعایت نہیں ہونی چاہیے بلکہ جو بھی ابتداء کرے اس
کو افضلیت حاصل ہوگی اور اس کے پہلے جو مطالب بیان کیا گیا وہ اس کے خلاف ہے جواب دیا کہ مقصود اس کا ترغیب ہے

ص۳۸۲.

ص ۳۹۹

4647 عن جریر: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضور نے عورتوں کو سلام کیا، اسی مسئلہ کے اندر علماء نے لکھا ہے کہ جوان ۳۹۹ ۱
عورتوں کو سلام کرنا مکروہ ہے اسی طرح ان پر جواب واجب نہیں ہے۔ قاضی ثناء اللہ صاحب پانی پتی فرماتے ہیں کہ جبکہ فتنہ
کا خوف ہو۔ ابن الملک فرماتے ہیں کہ اس حدیث سے جو جواز معلوم ہوا یہ حضور کے لئے خاص ہے کیونکہ آپ
فتنہ سے محفوظ تھے اور اب مسئلہ یہ ہے کہ بوڑھیا عورت کو سلام کرنا جائز ہے اور جوان کو مکروہ ہے

ص ۳۹۹

49 عن عمرو بن شعیب الخ: اگر سلام زبان سے کیا جائے تو بلا اختلاف جائز ہے اور سلام زبان اور اشارہ ۲
دونوں سے اولیٰ ہے اور صرف اشارہ سے سلام جائز نہیں ہے البتہ اگر سلام کرنے والا دور ہو تو اسکو چاہئے
کہ منہ زبان سے سلام کرتے ہوئے ہاتھ سے اشارہ بھی کر دے تاکہ معلوم ہو جائے کہ یہ سلام کر رہا ہے دیگر بعض
فرماتے ہیں اسنادہ ضعیف ملا علی قاری شرح مشکوۃ کے اندر تحریر فرماتے ہیں کہ شاید اسکے ضعف کی وجہ
یہ ہے کہ یہ روایت عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ سے مروی ہے اور اس سند کے اندر ایک صورت میں انقطاع
اور ایک صورت کے اندر ارسال ہے اسی وجہ سے اسکو ضعیف کہہ دیا ہوگا لیکن علامہ سیوطی نے اس حدیث کو
جامع صغیر کے اندر ابن عمر سے مسنداً نقل کیا ہے لہذا اب اشکال مندفع ہوگیا لیکن واضح رہے کہ ترمذی
کے اندر یہ ~~ہو~~ حدیث بروایت ابن لہیعہ مروی ہے اور وہ راوی ضعیف ہے لہذا اسنادی
ضعف کی وجہ یہ ہے چنانچہ علامہ نووی نے شرح مہذب کے اندر اس حدیث کی تضعیف کی ہے۔

ص ۳۹۹

58 عن زید بن ثابت: ضع القلم علی اذنک آپ نے قلم علی الاذن کا حکم اس لئے دیا کہ قلم کو [illegible] ۱۶
کہ قلم سے مناسبت لفظی حاصل ہے اور کان محسوس کرنے کا ذریعہ ہے تو باتیں کان کے اندر اسکے ذریعہ سے اتریں گی

ص ۳۹۹

59 وعنہ قال: اس حدیث کے دو ٹکڑے ہیں اول سے معلوم ہوا کہ آپ نے سریانی زبان کے سیکھنے کا امر ۲۱
فرمایا اور ثانی کے اندر آپ نے کتابِ یہود کا امر فرمایا دونوں کے اندر تعارض ہوگیا اسکا جواب علامہ عینی علامہ قسطلانی
اور حافظ عسقلانی نے یہ دیا کہ کتاب یہود سے کتابت مراد ہے اور جب کتابت سیکھ لی تو گویا ان کی زبان کو
سیکھ لیا اب اعتراض ہوگا کہ مشہور یہ ہے کہ ان کی زبان عبرانی تھی اور اس حدیث کے اندر سریانی کا
ذکر ہے اسکا جواب دیا کہ دونوں سیکھ لی ہوں گی اب ایک مسئلہ سنئے: اگر کسی حاکم والی کے پاس
کوئی خط ایسی زبان کے اندر لکھا ہوا آئے جس سے وہ واقف نہیں ہے اور غیر سے ترجمہ کرائے تو کیا اس ترجمہ کی
صحت پر شہادت تامہ ضروری ہے یا ایک آدمی کی شہادت کافی ہے امام بخاری ابن المنذر کا مشہور قول یہ ہے
اور امام احمد اور امام صاحب کے نزدیک بھی ایک شاہد کافی ہے امام شافعی کے نزدیک دو شاہدوں کا ہونا ضروری ہے
یہی امام محمد کا مشہور قول ہے اس صورت کے اندر مختلف شہر ہے ایک روایت کے اندر الفتوی علیہ ہے اور
دیگر کے اندر مشہور ایام میں بھی راجح ہے علماء کے نزدیک لہذا الفتوی علیہ سے مشہور ہوا ہوگا اور جہاں
شہر دور ہے وہاں یہ کہا جائے گا کہ دونوں کے اندر دوری کو حوض کرنے کے لئے یہ فرمایا **الفصل**

62 **الثالث عن ابی ہریرۃ:** متفق علیہ — اس حدیث سے معلوم ہوا سلام کے جواب کے اندر علیک السلام کہنا جائز ہے ۲۰ ۱
اور اس کے علاوہ حدیث کے اندر گزر چکا کہ فرشتوں نے سلام کا جواب السلام علیک کہنے تو دیا تھا ترتیب بدل کر
وہاں الگ سے پتہ علامہ نووی فرماتے ہیں کہ جیسے جائز ہے جواب دینے کا مشہور طریقہ وعلیکم السلام ہے

4662 کیونکہ سیدنا اللہ کے دست ابیاز کرتے ہیں ہے بلند ... کلام کا شروع میں اور اخیر میں بھی لفظ آتے ہیں ... نقیو ... یہ حقیقت اس کے معنی و مطلب بیان کرنے سے سکوت کیا اور بعض نے اگرچہ تاویل کی اور کہا کہ اللہ تعالیٰ کے وصف جمال اور وصف کمال دونوں کی طرف اشارہ ہو گیا ہے کلتا یدیہ یمین اس مطلب کے اندر مختلف اقوال ہیں (۱) دونوں کو یمین کہا کیونکہ یمین کے معنی لغت کے اندر قوت اور جارحہ دونوں معنی تو کیا اس اشارہ کیا کہ یہاں سے مراد جارحہ نہیں بلکہ قوت اور وصف مراد ہے کیونکہ جب جارحہ کے معنی میں ہے تو یمین کا ... کے مقابل شمال ہوتا ہے اور یہاں دونوں یمین ہے معلوم ہوا کہ یہاں جارحہ مراد نہیں ہے (۲) یمین کے معنی قوت کے ہیں اور یمین کا مقابل شمال ہے تو وہم ہوتا ہے کہ شمال کے اندر بہ نسبت یمین کے قوت کا کم ہے تو یہاں دونوں کو یمین کہہ کر بتلا دیا کہ کسی ایک میں کوئی نقص نہیں ہے (۳) یمین سے مراد نعمت ہے یعنی اللہ کی نعمتیں کثیر ہیں ~~...~~ (۴) یہاں ید سے دو صفت مراد ہیں ایک جود اور ایک کرم۔ یا ایک احسان اور ایک فضل اس حدیث کے حضرت داؤد علیہ السلام کی عمر چالیس سال اور وہ سب کچھ شروع کتاب کے اندر ایک حدیث میں گزر گیا کہ ساٹھ سال کی عمر ان کی تھی ملا علی قاری نے جمع فرمایا کہ اول جو چالیس تھی کہا اس پر اضافہ کر کے ساٹھ کر دی گئی تھی اس پر اور اضافہ کی بنا پر ... کی گئی تھی

باب الاستیذان (الفصل الاول) ۲۰/۲۱

استیذان کتاب جنت سے شروع ہے استیناس بمعنی ... کے اندر استیذان کے معنی میں ہے صفحہ

67 **عن ابی سعید** اس حدیث پاک پر اشکال وارد ہوا کہ جب ابو موسیٰ نے اجازت طلب کی تو حضرت عمرؓ نے توقف کیوں فرمایا؟ جواب یہ ہے کہ امور خلافت کے اندر مشغول تھے پیش نہیں ہوئے اس جواب پر اشکال ہوا کہ ان کی آواز تو حضرت عمرؓ نے سن لی تھی بعد اپنے ... کا کیا مطلب ہے؟ اس کا جواب دیا گیا کہ چونکہ حضرت کام میں مشغول تھے آواز سن لینے کے بعد یہ سوچا کہ اس کام سے فارغ ہو جاؤں پھر ان کی طرف مشغول ہوں گا لیکن یہ سوال و جواب اس حدیث کے اندر بھی درست نہیں ہے کیونکہ آگے حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ ما منعک ان تأتینا حتی دیر سے درخواست کی کہ ہو سکتا ہے ان کا نام نہ سنا اور ان کے آنے کا علم ہوا ہو؟ حضرت ابو موسیٰ فرماتے ہیں کہ اندر استأذن احدکم ثلاثا الخ ان تین مرتبہ استیذان کی وجہ علماء نے بیان فرمائی کہ اول مرتبہ تو وہ محسوس کیا گیا اور ثانی مرتبہ پر وہ غور کرے گا تیار کرے گا اور تیسری مرتبہ کے اندر اجازت دیدے گا اقم علیہ البینۃ اس پر اشکال ہے کہ الصحابۃ کلھم عدول کے تحت ان سے بینۃ کیوں طلب فرمایا اس کا جواب دیا کہ اس لئے کہ لوگوں کو آئندہ حضور کی طرف کسی بات کو غلط منسوب کرنے کی جرأت نہ ہو جائے نیز ہو سکتا ہے اور حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ میں بینۃ کو تہمت کی وجہ سے طلب نہیں کر رہا ہوں بلکہ اس لئے تاکہ لوگوں کو جرأت نہ ہو جائے کہ جو چاہیں کہیں۔ بعض لوگوں نے استدلال کیا کہ خبر واحد کا اعتبار نہیں ہے اس کا جواب ملا علی قاری وغیرہ نے دیا کہ حضرت عمرؓ کا ان کی بات خبر واحد ہونے کی وجہ سے مقبول نہیں ہوئی بلکہ احتیاط کی بنا پر ... کیا گیا نیز اگر حضرت ابو سعید نے ملکر شہادت دے دی ... تو بھی خبر واحد ہی ہے خبر مشہور نہیں بن سکتی لہذا

70 آپ کا استدلال صحیح نہیں ہے ۲۱/۱ **عن ابی ہریرۃ** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر کسی کو قاصد بنا کر

11670 بھیجا اور وہ لوگوں کو بلا کر لایا تو ان لوگوں کو اجازت جدید طلب کرنی پڑے گی اور اس کی وجہ فصل ثانی کی ایک حدیث خود ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ اگر کوئی شخص بلایا جائے اور وہ قاصد کے ساتھ آئے تو اس کا قاصد کے ساتھ آنا خود اذن ہے یعنی جدید استیذان کی ضرورت نہیں ہے اب دونوں کے اندر تعارض ہو گیا اس کا جواب ۱ ابو بکر جصاص حنفی نے دیا کہ جس حدیث کے اندر جدید اجازت کا ذکر نہیں ہے اس کے اندر نفی بھی نہیں ہے لہذا دوبارہ اجازت طلب کرنا مستحب ہے جواب ۲ چند شراح نے دیا کہ دونوں کا محل الگ الگ ہے اول حدیث کا محل تو یہ ہے کہ اگر قاصد کے بعد آئے تو جدید

61 اجازت کی ضرورت ہے اور اگر قاصد سے پہلے یا قاصد کے ساتھ آئے تو ضرورت نہیں ہے **الفصل الثانی عن** ۲۰۱/۳

ص ۴۰۱

کلدۃ بن حنبل ؓ :- بغیر سلام کئے اندر چلے گئے واپس ہوا اور سلام کا واقعہ ہے یہاں پر اولاً واپس ہوا اور بعض کے اندر وجہ اتہ واپس لوٹ گئے ہے اس سے معلوم ہوا کہ اس حدیث کے اندر او واضح یعنی یہ ہے ایک مسئلہ ہے کہ استیذان پہلے ہونا چاہئے یا سلام پہلے ہو تو استیذان ہو اس حدیث کے اندر حضور ﷺ کا ارشاد گرامی نقل ہے السلام علیکم أأدخل الخ سے معلوم ہوا کہ سلام پہلے اور استیذان بعد میں ہو یہی مذہب اکثرین شافعیہ - ابن قیم کا ہے امام بخاری نے اکثر شکل کے اندر اسی مذہب کو اختیار فرمایا ہے جس سے معلوم ہوا کہ حنفیہ کا مسلک یہی ہے - علامہ ماوردی شافعی فرماتے ہیں کہ پہلے استیذان اور بعد میں سلام کرے تیسرا مذہب یہ نقل کیا گیا ہے کہ اگر مستقر علیہ صاحب خانہ پر پہلے نظر پڑ جائے تو سلام پہلے اور پھر استیذان کرے اور اگر نظر نہ پڑے تو پہلے اجازت طلب کرے پھر سلام کرے علامہ ابن قیم ۲ نے ان دو

ص ۴۰۱

74 مذہب کے مذہب کو ضعیف مستند قرار دیا ہے **الفصل الثالث عن عطاء** :- قرآن شریف کے اندر ۱۱

ارشاد ہے کہ یا ایھا الذین آمنوا لیستاذنکم الذین ملکت ایمانکم الخ اس آیت کے اندر اختلاف ہے کہ یہ منسوخ ہے یا باقی ہے ایک جماعت کے اندر یہ ہے کہ اس کا حکم باقی ہے دوسری جماعت کہتی ہے کہ منسوخ ہے تیسری جماعت کے نزدیک عورتوں کیلئے حکم ہے اور مردوں کے بارے میں منسوخ ہے چوتھی جماعت اس کا عکس کہتی ہے پانچویں جماعت جس کے اندر حضرت ابن عباسؓ بھی ہیں فرماتے ہیں کہ یہ آیت اس وقت نازل ہوئی جبکہ گھروں کے اندر پردہ وغیرہ نہیں ہوتا تھا اب تو پردہ اور دروازہ لگ گئے ہیں جب پردہ ہو گیا ہے لہذا استیذان کی ضرورت نہیں ہے

باب المصافحة والمعانقة ۲۰۱/۱۸

مصافحہ کی تعریف علماء نے یہ کی ہے کہ صفحۃ الید کو صفحۃ الید سے ملانا اور ید اسم جنس ہے لہذا قلیل و کثیر سب پر صادق آئیگا لہذا معلوم ہوا کہ ایک ہاتھ اور دو ہاتھ دونوں طرح مصافحہ جائز ہے لیکن افضل طریقہ یہ ہے کہ دونوں ہاتھوں سے مصافحہ کیا جائے - آج کل غیر مقلدین کا مسلک یہ اصرار ہے کہ ایک ہاتھ سے مصافحہ ہونا چاہئے اور حنفیہ کا اصرار ہے کہ دو ہاتھوں سے مصافحہ کرنا چاہئے حالانکہ روایات میں کوئی ایک متعین حدیث کے اندر دونوں ہاتھوں کی تصریح نہیں وارد ہوئی اگر وارد ہوئی ہے بھی تو وہ دو ہاتھوں سے مصافحہ کرنا ہے کیونکہ آج کل نصاریٰ اور یہود کا طریقہ ہے کہ وہ ایک ہاتھ سے مصافحہ کرتے ہیں اور ہم کو حکم ہے مخالفت کا ان کی مخالفت کریں اب یہ استدلال کرنا صحیح نہیں ہے کہ اگر کسی طریقہ مسنونہ کو وہ لوگ اختیار کر لیں تو ہم اسکو کیسے چھوڑ دیں گے مثلاً اگر پانچوں نمازیں - قرآن شریف کی تلاوت وغیرہ اگر یہود و نصاریٰ کرنے لگیں تو اسکا مطلب یہ

4674 نہیں ہے کہ ہم ان چیزوں کو چھوڑ دیں۔ یہ استدلال صحیح اس وجہ سے نہیں کہ یہ تو اس وقت ہے جبکہ شریعت کے
اندر کوئی دوسری صورت نہ ہو اور یہاں شارع علیہ السلام نے دوسری صورت بیان کر دی ہے فلو استدلال اور
مصافحہ کے موجود ہوں اس میں نہیں ہیں۔ معانقہ: عنق کو عنق سے ملانا یعنی مرد مرد اور عورت عورت اور ایسے ہی محرم بلا شہوت
سے کرنا جائز ہے البتہ [illegible] کے اندر ہو تو جائز ہے جیسے کہ معانقہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کیا ہے

ص۲۰۱
78 **الفصل الاول عن ابی ہریرۃ**: علامہ نووی نے اس حدیث سے استدلال کیا کہ تقبیل ولد واجب ہے ۲۰۱/۱۹

ص۲۰۱
80 ملا علی قاری نے اعتراض کیا کہ شیخ کا استدلال واضح نہیں ہے۔ **الفصل الثانی عن انس**: حنظلہ سدوسی ۲۶
ایک راوی ہیں جو ضعیف ہے لیکن امام ترمذی نے اس حدیث کی تحسین فرمائی ہے اس کے اندر انحناء سے منع
فرمایا گیا ہے اس قسم روایت میں کہ مماثلت کی وجہ ہے کہ یہ انحناء رکوع کا سبب ہو جاتا ہے کہ اب تو انحناء کر لیا

ص۲۰۲
81 اور پھر سجدہ کرنا شروع کر دیا اور پھر کوئی تک یہ مشیتا مفضی ہوگی۔ **عن ابی امامۃ**: اس حدیث کے
اندر جیسے چیز کو تمام تحیۃ المریض قرار دیا گیا ہے یہ اس وقت ہے جبکہ مریض کو گرانی نہ ہو اور موقع محل کا ہو
تمام تحیات جمع اس وجہ سے لائے کہ اس کے انواع مختلف ہیں تحیۃ سلام تحیۃ ملاقات تحیۃ [illegible] وغیرہ

ص۲۰۲
82 کیونکہ ہر نوع کی تامیت مصافحہ سے ہے۔ **عن عائشۃ**: اس حدیث کے اندر جس واقعہ کا تذکرہ ہے یہ ۲۰۲/۳
کسی غزوہ سے واپسی کا ہے اور واللہ ما رأیتہ عریاناً کا ایک مطلب علماء نے یہ بیان کیا کہ اتنا زیادہ حضور کو
عریاں نہیں دیکھا لیکن یہ مطلب ایسا ہی ہے بلکہ دوسرا مطلب صحیح ہے وہ یہ کہ حضور نے کبھی اس طرح کسی کا استقبال کیا

ص۲۰۲
84 **عن عکرمۃ**: حضرت عکرمہ مسلمۃ الفتح میں سے ہیں اور فتح مکہ کے بعد آپ نے فرما دیا تھا کہ لا ہجرۃ بعد الفتح لہذا ۹
اس حدیث کے اندر حضور کا ان کو یہ فرمانا کہ مرحبا بالراکب المہاجر کیسے صحیح ہے؟ اس کا جواب ۱ یہ دیا کہ
مہاجر سے مہاجر الی المدینہ مراد نہیں ہے بلکہ الی اللہ و رسولہ مراد ہے۔ دوسرے علماء نے جواب ۲ کی طرف اشارہ کیا کہ
یہ حضرت عکرمہ اپنے باپ ابوجہل کی وجہ سے حضور سے سخت عداوت رکھتے تھے تو جب فتح مکہ ہوا تو یہ یمن بھاگ
گئے تھے تو اس کے بعد وہاں سے ان کو لایا گیا تو اس اعتبار سے مہاجر کہا کیونکہ یمن اس وقت تک فتح نہیں

ص۲۰۳
87 ہوا تھا وہ دار الحرب تھا تو وہاں سے ان کا آنا ہجرت شمار ہوگا۔ **عن جعفر بن ابی طالب**: اس میں اشکال ۱۴
یہ ہے کہ فتح خیبر سے اسلام کی خوب سربلندی اور ترقی ہوئی تو اس سے آپ کو خوش ہونا چاہیے تھا اس سے زیادہ
حضرت جعفر کے آنے پر کیسے خوش ہوئے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ فتح خیبر کے [illegible] بہت سے [illegible]
اس کے جدید مسلمان ہوں گے بخلاف حضرت جعفر اور ان کے ساتھیوں کے کہ یہ قدیم الاسلام ہیں اور افضل ہیں یہ
حدیث الاسلام ہیں اس لئے خوش ہوئے اور دوسری وجہ یہ ہے کہ آپ کے چچا زاد بھائی ہیں اہل بیت میں سے ہیں

ص۲۰۳
88 اور ممکن ہے کہ یہ آپ ان کی دل کو خوش کرنے کے لئے فرمایا ہو۔ **عن زارع**: اس حدیث سے تقبیل ید اور ۱۹
رجل ثابت ہوئی جمہور کے نزدیک جائز ہے امام مالک کے نزدیک جائز نہیں ہے علامہ نووی فرماتے ہیں کہ کسی عالم دین

ص۲۰۴
89 اور بزرگ کی وجہ سے تقبیل جائز ہے اور کسی دنیاوی غرض کے تحت جائز نہیں ہے۔ **عن عائشۃ**: اس روایت ۲۱
حدیث کے اندر حضرت عائشہ نے حضرت فاطمہ کے متعلق فرمایا کہ اشبہ سمتاً و دلاً حضور کے ساتھ تھیں اور ایک روایت
کے اندر حضرت حذیفہ فرماتے ہیں کہ اشبہ سمتاً و دلاً حضور کے حضرت ابن مسعود تھے اور امام مالک حضرت عمر کے متعلق

یہی فرماتے ہیں کہ ان اشبہ الناس برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سمتاً و دلاً ۔ اب ان آخر دو کے اندر جمع علماء نے یوں کی ہے کہ حضرت حذیفہ کا قول امام مالک سے راجح اور معتبر ہوگا دوسرے لوگوں کی کہ ایک کو دوسرے پر ترجیح دینے کی ضرورت نہیں ہے بلکہ حضرت حذیفہ کا قول ابن مسعود کے متعلق حضرت عمر کے انتقال کے بعد ہوگا لہذا ان دونوں کے اندر کوئی تعارض نہیں رہا اور اب ان دونوں اور حضرت عائشہ کی اس حدیث کے اندر جمع یہ ہے کہ یہ نسبت کے اعتبار سے ہے اور ۲۰۲/۲۴

ص ۴۰۲

95 حضرت حذیفہ کا قول رجال کے اعتبار سے ہے **عن البراء قال** ۔ اس پر اشکال ہے کہ حضرت براء بن عازب وصال حضرت ابوبکر کے گھر کے اندر گئے یہ بات وہ چلے گئے اسکا جواب شراح نے دیا کہ یہ واقعہ نزول حجاب سے پہلے کا ہے مصنف فرماتے ہیں کہ رواہ ~~[illegible]~~ ابوداؤد صاحب مرقاۃ حضرت شیخ مظاہر فرماتے ہیں کہ رواہ البخاری کہنا صحیح نہیں ہے کیونکہ بخاری کے اندر ص ۵۵۷ پر یہ حدیث موجود ہے دوسری بات قابل غور یہ ہے کہ حدیث کے جملہ اول ما قدم المدینۃ کے نیچے بین السطور میں لکھا ہوا ہے کہ بین غزوۃ یہ بات ہے یہ واقعہ کا ہے جب آپ ہجرت کر کے مکہ سے مدینہ آئے ۲۰۳/۶

باب القیام (الفصل الاول)

اس مسئلہ کے اندر اختلاف ہے کہ اگر کوئی بڑا آدمی آئے تو اس کی تعظیم کے اندر کھڑا ہونے کا کیا حکم ہے؟ بعض حضرات کے نزدیک جائز ہے اور سب کی دلیل حدیث حضرت ابو سعید خدری ہے جس سے استدلال کرتے ہیں آپ نے فرمایا تھا کہ قوموا الی سیدکم دوسری جماعت کے نزدیک قیام جائز نہیں ہے اور استدلال کرتے ہیں حضرت انس والی حدیث کہ آپ نے مکروہ فرمایا ہے علامہ تورپشتی فرماتے ہیں کہ ابو سعید خدری کی حدیث سے استدلال صحیح نہیں ہے کیونکہ آپ نے فرمایا قوموا الی سیدکم تو اگر اکرام کے لیے ہوتا تو لسیدکم فرماتے اور آپ نے الی سیدکم فرمایا ہے دلیل ہے اکرام کے لیے نہیں تھا بلکہ ان کے اکحل کے اندر چوٹ لگ گئی تھی تو مدد کے لیے آپ نے فرمایا قوموا الی سیدکم ۔ ایک جماعت کہتی ہے کہ اگر حاکم اپنے محل ولایت کے اندر آئے تو قیام ہونا چاہیے تاکہ اس کا رعب رہے اور اسکے اوامر کا انفاذ ہو اور اس کے علاوہ کے اندر قیام جائز نہیں ہے ۔ دراصل قیام کی چند صورتیں ہیں (۱) ایک آدمی بیٹھے ہوئے ہوں اور دوسرے شخص ان کو باادب ہوں اسکے سامنے قیام کرے (۲) ایک شخص ہے کہ وہ پسند کرتا ہے کہ اس کے سامنے لوگ قیام کریں جب وہ آئے تو یہ دونوں صورتیں حرام ہیں (۳) اگر یہ اندیشہ ہے کہ ہم کھڑے ہوں گے تو اسکے دل کے اندر تکبر پیدا ہو جائیگا تو یہ مکروہ ہے اب ان کے علاوہ اگر کوئی اور صورت پیش آجائے مثلاً حاکم محل ولایت کے اندر آئے ۔ استاد یا شیخ گزرے تو ان کے پاس سے گذرے ۔ کوئی پیر اپنے مریدوں کے حلقہ پر سے گزرے اور اس قسم کی صورتیں کہ جن کی شکل ہو تو جائز ہے ۔ ابن رشد فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص کسی کو مبارکباد دینے کے لیے کھڑا ہو تو یہ مستحب ہے مگر یہ تمام قیام اکرام کے لیے ہونا چاہیے اعظام کے لیے نہیں یعنی ایک شخص کی اور اسکے اندر کوئی قابل عظمت شی نہیں ہے تو محض اسکو بڑا بنانے کے لیے قیام نہ کرنا چاہیے ۔ اب یہاں پر ایک اشکال پیدا ہوا کہ حضور سے زیادہ کوئی عظیم نہیں ۔ ہادی بھی ہیں ۔ استاد و معظم بھی اسکے باوجود حضرات صحابہ کرام دیکھ کر قیام نہیں فرماتے تھے اسکی کیا وجہ ہے جواب یہ ہے کہ حضور نے ان کو منع فرما دیا تھا کیونکہ خوف تھا کہ یہ لوگ اسکو واجب نہ سمجھ لیں اور بعد میں بدعات کا ظہور ہو شاید فرضیت کہیں

ص ۴۰۳

96 نہ سمجھنے لگ جائیں **عن ابی ہریرۃ** ۔ اس مسئلہ کے اندر اختلاف ہے کہ اگر ایک شخص اپنی جگہ سے اٹھ کر 11

ص۲۰۹ 4697

کہ کام کیلئے چلا گیا اور دوسرا شخص اسکی جگہ پر بیٹھ گیا تو کیا اس رجل اول کے بعد اس دوسرے شخص کو اس جگہ سے
ص۲۰۲ اٹھا دینا ضروری ہے یا نہیں ایک جماعت کے نزدیک واجب ہے بعض کے نزدیک واجب نہیں ہے البتہ اٹھ جانا چاہیے

ص۲۰۳
۲۱ **الفصل الثانی عن ابی الدرداء:** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم حافیاً چلتے تھے 4702
۲۰۳

۲ باب الجلوس والنوم والمشی (الفصل الاول)

ص۲۰۳
۵ **عن عباد بن تمیم:** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضور مستلقیاً لیٹے ہیں اور مسلم کی بعد والی دونوں حدیث کے 4708
اندر استلقاء کی نفی کر دی گئی ہے تو اسکا جواب¹ بعض اہل علم نے دیا کہ جواز یہی منسوخ ہے لیکن علامہ حجر نے اسکا رد نقل کیا
جواب² جس حدیث کے اندر ثبوت ہے وہ بیان جواز کو بیان کرنے کیلئے ہے کہ یہ چیز استلقاء نہی کی ہے نہیں تحریمی
نہیں ہے بلکہ تنزیہی ہے کیونکہ اسکے اندر کشف عورت کا خوف ہے اس جواب کو علامہ خطابی نے اختیار کیا بیان کیا اور
علامہ بغوی اور ابو بکر بیہقی نے اسکو اختیار کیا ہے اور جمہور کے نزدیک یہی جواب مختار ہے جواب³: ملا علی قاری
فرماتے ہیں کہ استلقاء کے اندر دو چیزیں ہیں ایک قدم کو قدم پر رکھنا اور ایک رجل کو رجل پر رکھنا اور اسکی
ثانی میں کشف عورت ہوتا ہے لہذا یہ منع ہے اور اول سے کشف عورت نہیں ہے لہذا وہ جائز ہے **الفصل**
ص۲۰۴
۱۲ **الثانی عن جابر:** اس حدیث سے استدلال کیا گیا کہ (ترکہا علی الیسار) مسنون ہے ملا علی قاری فرماتے ہیں کہ 12
سنیت پر استدلال صحیح نہیں ہے کیونکہ آپ کا تکیہ لگانا اتفاقاً تھا ورنہ آپ کی عادت شریفہ داہنی طرف تکیہ
ص۲۰۴
۲۱ لگانے کی تھی **عن ابی ھریرۃ:** اس حدیث کے اندر (اضطجع علی البطن) سے کیا مراد ہوتی ہے خطیب 18
بغدادی نے تاریخ بغداد کے اندر ایک روایت نقل کی ہے کہ ایسی صورت کے اندر شیطان اسکو لواطت کرتا ہے
ص۲۰۴
۲۲ **عن یعیش بن طخفۃ:** اس پر اشکال ہے کہ جب ان رجل کے سینے کے اندر درد تھا تو حضور نے کیوں 19
منع فرمایا اسکا جواب¹ یہ ہے کہ آپ نے اتقاء کے اعلیٰ درجہ کی تعلیم دی جواب² آپ کو معلوم نہ ہوگا کہ درد ہے
ص۲۰۴
۲۷ **عن حذیفۃ:** ملعون علی لسان الخ اسکے اندر لعنت کی علماء نے مختلف وجوہ بیان فرمائی ہیں (۱) اسکے 22
اندر خلقی ترتیب کی مخالفت ہوتی ہے اور یہ امر نہیں ہے (۲) ایک کی طرف پشت ہوگی تو دوسرا اور اجتماع سے منع کر دیگا
۲۰۵ (۳) ملا علی قاری فرماتے ہیں کہ اس سے شعبدہ باز لوگ مراد ہیں کیونکہ وہ محفل کے درمیان میں بیٹھتے ہیں
ص۲۰۵
۳ (۴) بعض لوگوں نے کہا کہ اس سے وہ شخص مراد ہے جو تکبر کی وجہ سے درمیان کے اندر بیٹھے **عن ابی ھریرۃ:** 25
اس حدیث کے آخر میں فرمایا گیا کہ فانہ مجلس الشیطان یا تو یہ اپنی حقیقت پر محمول ہے یا اسلئے فرمایا کہ اس سے
شیطان راضی ہوتا ہے کیونکہ جب آدمی سایہ اور دھوپ کے اندر بیٹھتا ہے تو بیمار ہو جاتا ہے جس کی وجہ سے عبادت کے
ص۲۰۵
۱۳ اندر کوتاہی ہوتی ہے اور یہ شیطان کا عین مقصود ہے **الفصل الثالث عن عمرو بن الشرید:** 30
مغضوب علیہم سے مراد یا تو یہود و نصاریٰ مراد ہیں یا متکبرین و جابرین مراد ہیں کیونکہ وہ بھی مغضوب علیہم ہیں

۲۰۵/۱۷ باب العطاس والتثاؤب (الفصل الاول) 33

ص۲۰۵
۲۱ **وعنہ قال:** اس حدیث پاک کے اندر عاطس کو حکم دیا گیا کہ وہ یرحمک اللہ کے جواب میں یہدیکم اللہ ویصلح بالکم کہے
ابن بطال فرماتے ہیں کہ جمہور کا یہی مذہب ہے امام ابو حنیفہ صاحب فرماتے ہیں کہ اسکے جواب میں یغفر اللہ لکم کہنا چاہیے
امام مالک امام شافعی کے یہاں دونوں کا اختیار ہے کہ چاہے یرحمک اللہ اور چاہے یہدیکم اللہ کہے اسی کو امام طحاوی نے

۲۰۵/۲۵ اختیار کیا ہے ص ۲۰۵ عن ابی موسیٰ اس حدیث کے اندر آپ نے فرمایا کہ الرجل مزکوم اس سے معلوم ہوا کہ اگر کسی شخص کو 4735
زکام وغیرہ ہو تو اس کی چھینک پر یرحمک اللہ نہ کہنا چاہیے اس پر اشکال ہے کہ زکام والا تو بیمار ہے اور وہ
زیادہ محتاج دعاء کا ہے اور وہ بطریق اولیٰ دعاء کا مستحق ہے جواب دیا کہ یہاں دعاء سے مطلب ہے یعنی اسے اور
اس کے لیے دعاء صحت کی جا سکتی ہے اس روایت کے اندر دوسری مرتبہ میں الرجل مزکوم وارد ہوا لیکن اکثر روایت کے
۲۰۶/۲ اندر تیسری مرتبہ میں الرجل مزکوم وارد ہوا ہے ص ۲۰۶ عن ابی سعید اس حدیث کے اندر یہ ادب سکھایا گیا ہے 37
کہ تثاؤب کے وقت منہ پر ہاتھ رکھ لینا چاہیے اس پر دخول شیطان سے حقیقی معنی بھی مراد ہو سکتے ہیں اور
۵ تمثیل بھی مراد ہو سکتا ہے ص ۲۰۶ الفصل الثانی عن ابی ایوب اس حدیث کے اندر دعاء میں وارد ہوا 39
کہ یصلح بالکم بال کے معنی ہیں حال کے علماء نے تین معنی بیان کیے ہیں حال، عیش، قلب ملا علی قاری نے حاشیہ میں نقل
۹ کیے ہیں کہ اول معنی راجح ہیں ص عن ہلال بن یساف اس حدیث کے اندر سلام علیک وارد ہوا کہ علیک 41
اب یہ کہ آپ نے یہ لفظ کیوں فرمایا اس کا جواب یہ ہے کہ آپ نے اشارہ فرمایا کہ جیسے تیری ماں کا ذکر
کرنا غیر مناسب ہے ایسے ہی تیرا اس موقع پر سلام کرنا ہے جواب کے ماں کے ذکر سے اشارہ فرمایا کہ گویا تجھ کو تیری ماں
نے ابھی جنا ہے کہ بالکل جاہل معلوم ہوتا ہے جواب کے یہ ماں کی تربیت نہ کرنے کی طرف اشارہ کیا ہے

۲۰۶/۲۰ باب الضحک (الفصل الاول)

ضحک کہتے ہیں ما کان مسموعاً لہ ولم یکن مسموعاً لجیرانہ اور قہقہہ کہتے ہیں ما کان مسموعاً لجیرانہ
۲۰ اور تبسم کہتے ہیں ما لم یکن مسموعاً ص ۲۰۶ عن عائشۃ حتی اری منہ لہواتہ الخ اس سے اشارہ کیا کہ کھل کر منہ کھول کر 45
آپ ہنستے نہیں تھے اور اس سے ایک حدیث گزر چکی کہ آپ نے ضحک فرمایا جس کی وجہ سے آپ کے نواجذ
ظاہر ہو گئے اب دونوں حدیثوں کے اندر تعارض ہوگیا اس کا ایک جواب یہ ہے کہ اس حدیث کے اندر اکثر کے
اعتبار سے فرمایا اور اس پہلی حدیث کے اندر گاہے گاہے کا تذکرہ ہے دوسرا جواب دیا کہ یہ خوشی کا
اور غم کا اعتبار سے فرمایا اور پہلی کے اندر آپ کا ضحک رجال کے مجمع میں ہوا تیسرا جواب یہ ہے کہ ظہور
۲۵ انیاب سے رویت لہوۃ ضروری نہیں ہے دونوں حدیث کے اندر تعارض نہیں ہے ص الفصل الثانی عن عبد اللہ بن الحارث 48
ما رایت احداً اکثر الخ اس سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خوش طبعی اور ملاطفت و رحم کی طرف اشارہ فرمایا گیا
دوسرا مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم صرف تبسم فرمایا کرتے تھے بخلاف اور صحابہ کرام کے
کہ وہ تبسم تک تو ضحک اور قہقہہ بھی کر دیا کرتے تھے لیکن حضور ایسا نہیں فرماتے تھے۔

۲۰۷/۲ باب الاسامی (الفصل الاول)

اسامی اسم کی جمع ہے اور اسم کی اصل کے اندر علماء کا اختلاف ہے کوفیین کے نزدیک اس کی اصل وسم تھی
واؤ کو الف سے بدل دیا اور وسم کے معنی علامت کے ہیں چونکہ یہ بھی اپنے مسمی پر علامت ہوتا ہے بصریین فرماتے ہیں
کہ اس کی اصل سمو تھی جس کے معنی بلندی کے ہیں جیسے لکھائی ہوا اور واؤ کو الف سے بدل دیا اور دلیل کے اندر
پیش کرتے ہیں کہ اس کی جمع اسماء آتی ہے اگر یہ دراصل وسم ہوتا تو اس کی جمع اوسام آتی اس کے اندر
بھی اختلاف ہے کہ اسم عین مسمی ہوتا ہے یا غیر مسمی یا نہ عین اور نہ غیر علماء کے تین اس میں قول ہیں۔

۴۰۷/۲ علم کا اطلاق شئ معین پر ہوتا ہے اور وہ دو حال سے خالی نہیں یا تو مدح و ذم کے معنی پر دال ہوگا یا نہیں
اگر ہے تو اسکو لقب کہتے ہیں جیسے محی الدین، جلال الدین وغیرہ اور اگر مدح و ذم پر دال نہیں ہے تو وہ
دو حال سے خالی نہیں یا تو اسکے شروع میں اب یا ابن ہوگا یا نہیں ہے اگر ہے تو کنیت ورنہ اسم ہوگا
۴۰۷/۳ اور یہاں اسامی کے اندر اسم، کنیت، لقب جو کہ سب داخل ہیں **عن انس** (ص ۴۰۷) اس حدیث 4750
اور اسکے بعد والی حدیث سے یہی معلوم ہوئی کہ آپ کی کنیت رکھنی کی ۔ اب اس نہی کے اندر اختلاف ہے
ائمہ شوافع اور ظاہریہ کا مذہب ہے کہ یہ نہی مطلق ہے ۔ جمہور سلف و خلف کا یہ مذہب ہے کہ یہ نہی حضور کے
زمانے کے ساتھ مختص ہے اسی مذہب کو درمختار اور حضرت گنگوہی علیہ الرحمۃ نے حنفیہ سے نقل کیا ۔ ابن جریر
طبری کے نزدیک یہ نہی تنزیہی ہے ایک جماعت کے نزدیک کنیت رکھنا وغیرہ مطلقاً جائز ہے بعض کے نزدیک
حضور کے زمانہ میں مطلقاً ناجائز ہے اور حضور کے بعد نام کے ساتھ کنیت اور اسم دونوں جائز ہے بعض کے نزدیک
۶ جمع کرنا جائز ہے ابن حبان کا یہی قول ہے **عن ابن عمر** (ص ۴۰۷) اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ عبد اللہ اور عبد الرحمٰن 52
اور عبد الرشید سب سے پسندیدہ نام ہیں کیونکہ ~~[illegible]~~ حق تعالیٰ کی عبدیت کا اظہار ہے حضرت ابن مسعود
مروی ہے کہ اذا سمیتم فعبدوا ۔ اب یہ کہ ان دونوں کی تخصیص حدیث کے اندر کیوں ہے تو کہا جاتا ہے کہ قرآن کے
۱۰ اندر عبدیت کی اضافت انہی دو کی طرف ہے **عن جابر** (ص ۴۰۷) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضور نے ان 54
اسماء مذکورہ سے منع کرنے کا ارادہ فرمایا لیکن سکوت کیا جائے لیکن اسکے بعد آگے جو سمرہ بن جندب کی
حدیث گزری اسکے اندر ان اسماء کی صراحتاً نفی فرمائی گئی ہے لہذا ان دونوں کے اندر تعارض ہو گیا ہے اسکا
ایک مطلب یہ بیان کیا گیا کہ حدیث جابر حضور کے آثار سے یہ سمجھا کہ آپ منع کرنا چاہتے تھے لیکن منع نہیں فرمایا
دوسرا مطلب ملا علی قاری نے جو بیان فرمایا کہ آپ نے پہلے نہی تنزیہی فرمائی تھی اور بعد میں نہی تحریمی کا ارادہ
۱۶ فرمایا لیکن پھر نہی تحریمی نہیں فرمائی **عن ابن عباس** (ص ۴۰۷) اس حدیث کے اندر علت بیان کی گئی ہے کہ وہ 57
یکرہ ان یقال خرج من عند برۃ اسی طرح پچھلی حدیث کے اندر علت بیان کی گئی تھی کہ اپنے نفسوں کا تزکیہ
مت کرو دونوں علل الگ ہیں لہذا اب جواب دیا جائیگا کہ علل کے اندر تعدد منع نہیں ہوتا بلکہ ایک
۲۱ شئ کی مختلف علت ہو سکتی ہیں **عن ابی هريرة** (ص ۴۰۷) ولکن لیقل سیدی الخ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ 60.
سیدی کہنا جائز ہے اور آئندہ ایک حدیث آرہی ہے جس کے اندر آپ نے منع فرمایا کہ سیدی مت کہو
۲۶ اسکا جواب دیا کہ اپنے مولی پر سید کا اطلاق جائز ہے دوسرے پر جائز نہیں ہے **عن ابی هريرة** (ص) 63
اس حدیث پاک کے اندر عنب کو کرم کہنے سے منع فرمایا گیا اسوجہ سے کہ کرم کے معنی شریف کے ہیں اور شریف
اشیاء کی طرف ہر شخص کا میلان ہوتا ہے تو عنب کی طرف لوگوں کا میلان ہوگا اور پھر اسکے بعد اس کی
جاتی ہے تو میلان ہوگا یعنی شراب کی طرف اسلئے منع فرمادیا دوسرے اس بات کی طرف اشارہ کر دیا کہ
۴۰۸/۸ عنب کوئی مکرم شئ نہیں بلکہ قلب مومن مکرم ہے اسکا نام کرم ہونا چاہئے **الفصل الثانی** **عن مسروق** (ص ۴۰۸) 67
الاجدع شیطان اسکا ایک مطلب ہے کہ اسم من اسماء الشیطان اور دوسرا مطلب ہے کہ شیطان من الشیاطین 71
۱۵ **عن عائشة** (ص ۴۰۸) اس حدیث سے جمع بین الاسم والکنیۃ ثابت ہوا لیکن اسکا جواب ہے کہ اس حدیث کو [illegible]

۴۰۸/۲۰ عن بشیر بن میمون اس حدیث پاک کے اندر عاص - عزیز - عتلہ - شیطان - حکم - غراب - حباب 4775
شہاب کے نام کو حضور نے بدل دیا اور جو نام ان کے بدلے میں رکھا وہ علی ترتیب اللف والنشر حسب ذیل ہیں

ص۴۰۹
۴۰۹/۵ مطیع بن الاسود - عبدالرحمن - عتبہ - عبداللہ - عبداللہ - مسلم - عبداللہ عن ابی وهب 82
تسموا باسماء الانبیاء الخ جمہور کا یہی مذہب ہے کہ انبیاء کرام کے ناموں پر نام رکھا جا سکتا ہے - حضرت عمر سے کراہت
منقول ہے لیکن اس کی وجہ بیان کی گئی ہے کہ چونکہ ایک دور ایسا آ گیا کہ اس میں گالی وغیرہ دیتے ہیں تو اس سے بے ادبی
ہوتی ہے اس لیے حضرت عمر نے مکروہ کہا - اصدقہا حارث وهمام - یہ دونوں اصدق اس وجہ سے ہیں کہ حارث
حرث یحرث سے مشتق ہے کھیتی کرنا معنی ہیں جو شخص دنیا یا آخرت کی کھیتی کرتا ہے اور ہمام کے معنی قصد کرنے
والے کے ہیں اور ہر شخص کسی نہ کسی شی کا قصد کرتا ہے کوئی شخص اس سے خالی نہیں اس لیے یہ اصدق ہیں

باب البیان والشعر (الفصل الاول) ۴۰۹/۷

بیان مصدر ہے اظہار مافی الضمیر کے معنی ہیں اور شعر کہتے ہیں کلام موزون اور مقفی کو اور بعض نے اس کی قید
میں اس قید سے زیادتی کی ہے کہ بالقصد وتقفیتہ - یہ ماخوذ شعور سے ہے علم باریک کو کہتے ہیں اس لیے اس
باریکی بیان کی جاتی ہے - اب انشاء الشعر کا حکم سنیے امام احمد اور جمہور علماء کے نزدیک جائز ہے اور
عمرو بن شعیب عن ابیہ حسن بصری - شعبی - مسروق کے نزدیک جائز نہیں ہے - جمہور کی دلیل یہ ہے کہ حضور نے حضرت
حسان بن ثابت کو فرمایا کہ اھجہم - ایسے ہی کعب بن زہیر نے حضور کے سامنے قصیدہ طویلہ پڑھا اس سے بھی

ص۴۰۹
۸ جواز کا ثبوت ہوا ایسے ہی حضرات صحابہ کرام حضرت علی حضرت فاطمہ وغیرہ کے شعر ثابت ہیں عن ابن عمر 83
ان من البیان لسحرا الخ اس کے [illegible] علماء نے دو مطلب بیان فرمائے ہیں (۱) اس سے بیان کی مذمت مقصود
کہ جیسے سحر ایک مذموم شی ہے ایسے ہی بیان بھی ہے (۲) اس سے بیان کی تعریف مقصود ہے کہ بعض بیان ایسے زود

ص۴۰۹
۱۵ اثر ہوتے ہیں جیسے سحر عن جندب اس حدیث پر اشکال ہے کہ اس سے معلوم ہوا کہ حضور نے شعر پڑھا 88
حالانکہ قرآن پاک کہتا ہے وما علمناہ الشعر وما ینبغی لہ اس سے معلوم ہوا کہ آپ شعر نہیں کہہ سکتے اس کے علماء نے
مختلف جواب دیئے ہیں جواب ۱ - یہ حضور نے بالقصد شعر نہیں پڑھا بالکہ الہامی نثر آپ نے پڑھا تھا لیکن یہ
جواب بالبداہۃ العقل کے صحیح نہیں ہے جواب ۲ - یہ شعر آپ کا نہیں ہے بلکہ کسی دوسرے کا ہے جواب ۳ - آپ نے
رجز پڑھا تھا اور رجز شعر نہیں ہے لیکن یہ جواب بھی ضعیف ہے کیونکہ رجز من انواع الشعر ہے جواب ۴ -
چونکہ بلا قصد کے آپ سے یہ شعر صادر ہوا اور یہاں وزن مقصود نہیں تھا اور شعر کی تعریف میں قصد کی قید کا ہونا
ضروری ہے جواب ۵ - ایک دو شعر سے آدمی شاعر نہیں ہوتا - بعض روایات کے اندر آپ کا ایک دو شعر منقول ہے
انا النبی لا کذب - انا ابن عبد المطلب - اس پر بھی یہی اشکال اور جوابات ہیں البتہ اس کے ایک جواب یہ ہے کہ
کسی دوسرے شخص نے حضور کی تعریف کی تھی کہ انت النبی لا کذب انت ابن عبد المطلب تو حضور نے اس کو الٹا کر کے
فرما دیا اور یہ کہ انا کا لفظ آپ نے فرمایا دوسرا اشکال اس شعر پر ہے کہ اس کے اندر حضور نے فخر فرمایا حالانکہ
دوسری جگہ فخر کرنے سے منع فرمایا اس کا جواب ۱ - یہ فخر نہیں ہے بلکہ آپ نے اپنی تعریف کروائی تھی کہ میں ہی نبی ہوں
دوسرا جواب یہ ہے کہ یہاں فخر کفار کے مقابلہ میں ہے تیسرا اشکال یہ ہے کہ آپ کے [illegible]

ص ۹۳

بنا عبد المطلب کی طرف آپ نے نسبت کی اس لیے جواب یہ ہے کہ آپ کے والد ماجد عبد اللہ کا انتقال 4788
جوانی کے زمانہ ہی میں ہو گیا تھا اور حضرت کے دادا عبد المطلب زیادہ مشہور تھے اسلیے ان کی طرف نسبت کی
نیز بعض حضرات نے ابو اللیث سمرقندی نے خوشخطی کے ساتھ یہ حدیث نقل کی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم
کو شعر پسند نہیں تھا بلکہ کبھی کبھی بطور تمثیل کے اشعار پڑھا کرتے تھے چنانچہ ایک دفعہ آپ نے یہ شعر پڑھا
ویاتیک بالاخبار من لم تزود لیکن اسکو یوں کر کے پڑھا کہ ویاتیک ~~بالاخبار~~ من لم تزود بالاخبار حضرت
ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ حضور یہ شعر ایسے نہیں ہے بلکہ دوسری طرح ہے آپ نے فرمایا کہ اس کا اور اور
۲۰۹/۲۷ اس میں کیا فرق ہے حضرت ابوبکر نے فرمایا کہ صدق اللہ وما علمناہ الشعر وما ینبغی لہ ص۲۰۹ **عن ابی ہریرۃ** 94
لان یمتلئ جوف رجل الخ اس کے اندر اختلاف ہے کہ جوف سے کیا مراد ہے بعض لوگوں نے اس کو حقیقی معنی پر
رکھا کہ جیسے پیٹ کا پیپ سے بھر جانا بہتر ہے اس سے کہ وہ شعر کے اندر مشغول ہو اور بعض لوگوں نے کہا کہ اس کی
مراد قلب ہے اور قلب کی خصوصیت یہ ہے کہ اگر اس پر پیپ کا اثر ہو جاتا ہے تو آدمی فوراً مر جاتا ہے
تو گویا ہلاکت سے کنایہ ہے کہ اس کا ہلاک ہو جانا بہتر ہے اس سے کہ وہ شعر کو اپنا شعار بنائے لیکن
اول معنی راجح ہیں کیونکہ ایک روایت کے اندر ہے کہ حلق سے لیکر مثانہ تک پیپ بھر جائے اس صورت
کے اندر اس کا پیٹ مراد ہوگا اس حدیث سے علماء نے شعر کے عدم جواز پر استدلال کیا ہے لیکن دوسرے
فریق نے چند جواب دیے ہیں (۱) اس حدیث کے اندر شعر سے فحش اور لغو شعر مراد ہے (۲) وہ شعر
مراد ہے جسکے اندر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجو ہو (۳) ~~ہے~~ امام ابو عبید فرماتے ہیں کہ یہ میرے
نزدیک مراد نہیں کیونکہ پیٹ بھرنا اس صورت کے اندر قید نہیں ہے بلکہ ایک دو بھی کافی ہے اس لیے میرے
اور خود جواب دیتے ہیں کہ آدمی پر شعر کا غلبہ ہو اس کی وہ شعر مراد ہے اس صورت کے اندر صلوٰۃ
۲۱۰/۲۰ وصوم سے آدمی غافل ہو جاتا ہے علامہ طیبی نے بھی اسی کو اختیار کیا ص۲۱۰ **الفصل الثانی عن ابی اما** 96
اس حدیث پاک کے اندر بیان کو نفاق کا ایک شعبہ قرار دیا ہے اور اس کے پہلے ایک حدیث گذری ان من
البیان لسحرا اس کے اندر ایک حد تک بیان کی تعریف ہے اس اعتبار سے اس حدیث کے اندر اور
اس حدیث کے اندر تعارض ہو گیا ہے جواب ۱ یہ ہے کہ یہاں بیان سے مراد بیان مالا یجوز ہے
جواب ۲ یہ ہے کہ وہاں بیان مراد ہے جس کے اندر تکلف ہو جواب ۳ یہ بیان سے مراد بیان فی صفۃ اللہ
ہے کیونکہ وہ شخص جو علم کلام سے ناواقف ہے اور وہ صفات باری کو بیان کرنا شروع کر دے کہ ید اللہ کے
معنی یہ ہیں اور استواء کے معنی یہ ہیں وغیرہ ذلک جواب ۴ اس بیان سے مراد المجاہرۃ بما یستحی منہ
ایسی چیز کو بیان کرنا جس سے شرم آتی ہے جواب ۵ اس سے وہ بیان مراد ہے جس کے اندر کوئی حقیقت نہ ہو
۲۵ ص۲۱۱ **الفصل الثالث عن انس** قال حدی خوان کو کہتے ہیں حدی ایک خاص شعر ہوتا ہے جو اونٹ 4806
کو چلاتے وقت پڑھتے تھے جس کی وجہ سے تیز چلنے لگتے (اونٹ جھوم اٹھتے تھے اور خوب تیزی سے
چلتے تھے تو حضور کے حدی خواں جن کا نام انجشہ تھا حضور نے ان کو منع فرمایا کہ تم اتنے زور سے
نہ پڑھو کیونکہ ہودج کے اندر عورتیں ہیں جو مثل شیشہ کے شکستہ ہو جائیں گی اس کی طرف اشارہ فرمایا کہ

لا تکلم القوا فیہ اس سے ایک مسئلہ یہ معلوم ہوا کہ رشوت دینا اور لینا یہ ناجائز ہے (اب حضوری پڑھ میں تا حکم [illegible]

جیسے کہ ناجائز ہے اور اس کی حرمت سے استدلال کرتے ہیں بعض حنفیہ کا قول ہے کہ جائز نہیں [illegible]

٢١١/٢ و ہو مجروح باب الاحادیث عن ابی سعید ص ٤١١ [illegible] والشیطان اس کو حضور نے شیطان [illegible] (۱) کلمہ ٥٩

کہ یہ حلت کا کافر ہو (۲) استحلال کرتا ہو [illegible] حقوق اللہ [illegible] (۳) اسے استغفار [illegible]

٤ اندر حضور کی ہجو تھی (۴) کوئی ایسا شعر [illegible] ص ٤١١ عن جابر الغناء ینبت النفاق ٦٥

غناء [illegible] سے اول صورت کے اندر [illegible]

اندر اس کی تغنی مراد ہے [illegible]

کہ کر دونوں [illegible] تفصیل الکلام میں یعنی غناء کی تغنی مراد ہے تغنی کا حکم [illegible]

مکروہ ہے [illegible] فرمایا ہے

٢١١/٩ باب حفظ اللسان والغیبة والشتم

حفظ اللسان کے اندر حفظ نفس کی حفاظت [illegible] غیبت کے معنی ہیں [illegible]

١٣ [illegible] ص ٤١١ الفصل الاول عن عبد اللہ [illegible] ١٦

کے اندر فرمایا ہے کہ قتالہ کفر اس کے اندر علماء کی مختلف توجیہات ہیں (۱) یہ تشدید [illegible]

قتل سے خود کافر نہیں ہوگا (۲) وہ شخص مراد ہے جو مسلمان کے قتل کو حلال سمجھے [illegible]

کے اندر وہ قاتل کافر ہے (۳) ایسا شخص مراد ہے جو قتل کرے اس وجہ سے کہ وہ مسلمان ہے تو گویا اسلام [illegible]

اور دشمنی کی وجہ سے اس نے قتل کیا ہے لہذا اس صورت کے اندر بھی وہ کافر ہے (۴) یعنی اس کی مراد [illegible]

کہ جو شخص اپنا پیشہ مسلمانوں کو قتل و غارت کرنا ہے اور اس کا یہ گناہ کا [illegible]

١٥ قلب گناہ کبیرہ کی وجہ سے تاریک ہو جائیگا [illegible] ص ٤١١ عن ابن عمر فقد باء 15

بہا احدہما الخ یعنی قاتل اور مقتول میں سے ایک کی طرف [illegible] لوٹے گا اگر اول یعنی مقتول کافر ہے [illegible]

ہو جائیگا اور اگر وہ مقتول مسلمان ہے تو پھر یہ مقتول قاتل کی طرف لوٹے گا اب اشکال ہوا کہ اس [illegible]

معلوم ہوا کہ کافر کہنے سے آدمی کافر ہو جاتا ہے [illegible] علماء نے چند جواب دیئے ہیں

جواب (۱) یہ مستحل پر محمول ہے یعنی جو مسلمان کے قتل کو حلال سمجھے (۲) فقد باء بہا کا مطلب ہے کہ [illegible]

فقد باء ~~بمعصیتہا~~ بمعصیۃ ذلک یعنی وہ گنہگار ہو کر لوٹے گا [illegible] خوارج [illegible] محمول ہے [illegible]

امام مالک سے منقول ہے [illegible] خوارج [illegible]

[illegible] تفسیق [illegible] لیکن تکفیر جائز نہیں [illegible]

کیونکہ خوارج کے اندر [illegible]

[illegible] حضرت عائشہ حضرت ابوبکر وغیرہ کو نعوذ باللہ کافر کہتا تھا [illegible]

(۴) مطلب یہ کہ جب تم نے اس کو کافر کہا تو اگر وہ [illegible] تو وہ کلمہ تمہاری طرف واپس [illegible]

٢١ [illegible] ص ٤١١ عن ابی ہریرة [illegible] ١٩

۳۱۱/۲۸ آپ نے ارشاد فرمایا جبکہ آپ کا گزر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر ہوا اور وہ ایک اپنے غلام کو لعنت اور ملامت 4819
کررہے تھے آپ نے فرمایا کہ تمہارے لعنت کرنا مناسب نہیں ہے ص۲۱۱/۲۲ **عن ابی الدرداء** اللعانین لا یکونون شہداء 20
اس کی علماء نے مختلف مطالب بیان کئے ہیں (۱) جب امت محمدیہ کو گواہی دینے کیلئے پیش کیا جائیگا تو ان میں سے
جو لوگ لعنت کرنے والے ہونگے ان کو اس میں شریک نہیں کیا جائیگا (۲) لعانین کی شہادت دنیا کے اندر معتبر
۲۳ نہیں ہے کیونکہ وہ لوگ مرتکب کبیرہ ہیں (۳) ایسے لوگوں کو درجہ شہادت حاصل نہ ہوگا ص۲۱۱/۲۴ **عن ابی ھریرۃ** 21
فہو اھلکھم اگر یہ مرفوع ہے تو مبتدا کی خبر ہے یعنی اس کی تکبر کی وجہ سے لوگوں کو ھلک الناس سے تعبیر کیا تو اس کا
وبال اسی پر آئیگا اور خود سب سے زیادہ ہلاکت کے اندر ہوگا اور اگر ماضی کا صیغہ ہے تو باب افعال کی نسبت
بیان کرنے کیلئے آتا ہے تو مطلب ہوگا کہ اس نے لوگوں کو ہلاکت کی طرف منسوب کیا ہے علماء نے بیان کیا
کہ یہ شخص جس نے ھلک الناس کہا یہ دو حال سے خالی نہیں یا تو وہ تکبر کی وجہ سے کہتا ہے یا تحسر کی وجہ
۲۴ اول صورت میں اسی پر تکبر کا وبال ہے اور ثانی صورت کے اندر وبال نہیں ہے ص۲۱۱/۲۵ **وعنہ** یاتی ھؤلاء بوجہ 22
وھؤلاء بوجہ الخ ان کے مصداق میں تین قول ہیں (۱) اس سے منافقین مراد ہیں (۲) نمام مراد ہے کیونکہ یہ لوگ
ایک جگہ جاکر کچھ کہتے ہیں اور دوسری جگہ اس کے موافق بات کرتے ہیں (۳) اس سے مرائی ریا کرنے والا مراد ہے
لیکن یہ مطلب بعید ہے حافظ ابن عبدالبر فرماتے ہیں کہ اس سے مرائی الاعمال مراد ہے لیکن چونکہ آپ نے فرمایا کہ
ھؤلاء بوجہ وھؤلاء بوجہ تو اس سے مرائی مراد لینا صحیح نہیں ہے کیونکہ یہ بات اس کے اندر نہیں بلکہ ایک جگہ
۲۷ ھؤلاء بوجہ اس کے اندر پایا جاتا ہے ص۲۱۲/۲۷ **عن عبداللہ بن مسعود** حتی یکتب عند اللہ الخ اس کے اندر 24
اشکال ہے کہ وہ تو پہلے ہی لوح محفوظ کے اندر صدیق لکھا ہوا ہوتا ہے لہذا اس کا کیا مطلب ہے؟ اس کا جواب
دیا کہ یہی مراد اشتہار فیما بین الملائکۃ ہے یعنی وہ ~~[illegible]~~ فرشتوں کے درمیان مشہور ہوتا ہے اور یہ صدق کی
۳۱۲/۶ اس کی شہرت آسمان دنیا کی طرف اور پھر عام مخلوق کو ہوجاتی ہے ص۲۱۲/۲۶ **عن المقداد بن الاسود** 26
مداحین کہتے ہیں تعریف کرنے والے کو حضور نے مٹی ڈالنے کو کیوں فرمایا؟ اس کی چند وجوہ ہیں (۱) مداحین
عام طور سے جھوٹے ہوتے ہیں (۲) مبالغہ کرتے ہیں (۳) اس کے اندر دوسرے کی تنقیص لازم آتی ہے (۴) ممدوح
ممدوح کے اندر رذیلہ کے پیدا ہوجانے کا خطرہ رہتا ہے فاحثوا فی وجوھھم التراب الخ اس کے اندر بھی
علماء کے مختلف اقوال ہیں (۱) واقعۃً ان کے منہ میں تراب ڈالدی جائے (۲) تراب سے مال مراد ہے کہ ان
کو مال دیدیا جائے (۳) مال قلیل کی طرف اشارہ ہے کہ تھوڑا سا مال دیدو (۴) اشارہ ہے کہ ان کو کچھ بھی نہ
دیا جائے جیسا کہ عام طور سے نہ ملنے کی صورت میں کہا جاتا ہے کہ خاک دیا (۵) اہل عرب کا دستور تھا کہ وہ ایسے موقع
پر کہا کرتے تھے بفیک التراب (۶) یہ مادح کے اعتبار سے نہیں ہے بلکہ ممدوح کے اعتبار سے ہے کہ اس کو
چاہیئے کہ جو اس کی تعریف کرے اپنے آپ کو کچھ نہ سمجھے بلکہ مٹی اپنے سر میں ڈالے اور غور کرے کہ میں اس خاک سے
۱۳ پیدا ہوا ہوں اور اسی کی طرف لوٹوں گا خود تکبر ختم ہوجائیگا ص۲۱۳ **عن عائشۃ** ان رجلا استاذن 29
اس رجل کے نام میں دو قول ہیں (۱) عیینہ بن حصن (۲) مخرمہ بن نوفل اس کو آپ نے فرمایا بئس اخو العشیرۃ
پھر آپ نے اسے فرمایا یہ مولفۃ القلوب میں سے تھا اور آپ کے انتقال کے بعد مرتد ہوگیا تھا اور حضرت ابوبکر نے اس سے قتال کیا اور

ص۲۱۲

۲۱۲/۱۷ ہوتے ہیں تو ہوگی لیکن حدیث مذکورہ باب میں عن ابی ھریرۃؓ :۔ الا المجاھرون استثناء صحیح نہیں ہوتا ہے 4830

اس لئے کہ یہاں مرفوع ہے اسکا جواب ہے کہ یہاں عبارت محذوف ہے اور یہ استثناء لغو ہے اور یہ حدیث مرفوع ہوتا ہے

اور عبارت یہ ہے لا یغتاب احد الا المجاھرون اور ایک روایت کے اندر الا المجاھرین حالت نصبی کے اندر ہے

ص۲۱۲

۲۱۲/۱۰ الفصل الثانی عن ابی ھریرۃؓ :۔ الاجوفان الفم والفرج علامہ تمام روایات کے اندر ایسے ہی واقع ہوا 32

علامہ سہروردی نے عوارف المعارف کے اندر ایک روایت نقل کی ہے اسکے اندر اجوفان کی تفسیر البطن والفرج

سے کی گئی ہے اس کے علاوہ شیخ نے اسکی توجیہ یہ کی ہے کہ دنیا کی محبت پیدا ہونا اور ان کی ابتدا انہی سے

ص۲۱۳

۲۱۳/۷ شروع ہونا اس سے مراد ہے عن ابی سعیدؓ :۔ اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ استقامت کا مدار لسان پر ہے 38

حالانکہ اسکی نفی شروع کی ہے کے اندر ایک حدیث گزر رہا ہے کہ ان فی الجسد مضغۃ اذا صلحت صلح الجسد کلہ واذا

فسدت فسد الجسد کلہ الا وھی القلب تو اس سے معلوم ہوا کہ استقامت اور عدم استقامت کا مدار قلب پر ہے اسکا

ص۲۱۴

۲۱۴/۲ جواب علامہ طیبی نے دیا کہ زبان اثر القلب ہے عن عائشۃؓ :۔ لو مزج بھا البحر لمزجتہ اس پر اشکال ہے 53

کہ اس عبارت سے معلوم ہوا کہ ممزوج بحر ہے حالانکہ ممزوج تو کلمہ ہے نہ کہ بحر لہذا علامہ تورپشتی نے جواب دیا کہ

عبارت اصل میں یہ تھی لو مزجت بالبحر لمزجتہ۔ علامہ طیبی فرماتے ہیں کہ مصابیح کے اندر اور ابوداود شریف کے

اندر لو مزج بھا البحر وارد ہوا ہے لہذا معلوم ہوا کہ حدیث ایسے ہی ہے لہذا دونوں کی توجیہ کی طرف احتیاج ہے

وہ یہ کہ مولانا عبدالحق صاحب محدث دہلوی فرماتے ہیں کہ یہ باب القلب ہے (۲) ایک شی جب دوسری شی سے ملتی ہے تو

ص۲۱۴

۱۵ دوسری شی بھی اس سے ملتی ہی ہے لہذا ہو بھی ممزوج ہے الفصل الثالث عن انسؓ :۔ اس حدیث پاک کے اندر فاسق 59

کی تعریف پر خدا کے غضب ہونے کو بیان کیا گیا ہے اسکی وجہ یہ ہے کہ اسکی تعریف سے دین اور اہل دین کی مذمت لازم آتی ہے

ص۲۱۴

۱۶ عن ابی امامۃؓ :۔ اس حدیث پر اشکال ہے کہ یہ واقعہ کے خلاف ہے کیونکہ بہت سے آدمیوں کے اندر خیانت یا 60

کذب پایا جاتا ہے ایک جواب دیا گیا کہ یکجا دونوں صفتوں کی نفی کی ہے ایک ممکن ہے لیکن یہ جواب بھی واقعہ کے

خلاف ہے لہذا جواب یہ ہوگا کہ اس سے مومن کامل مراد ہے کہ اسکی فطرۃ ان دونوں برائیوں سے پاک ہے۔

ص۲۱۴

۲۰ عن ابن مسعودؓ :۔ ان الشیطان لیتمثل الخ شیطان سے مراد شیطان الجن والانس دونوں مراد ہو سکتے ہیں 63

فیحدثھم بالحدیث کے اندر بھی دونوں احتمال ہیں کہ حدیث سے حضور کی حدیث مراد ہو یا لوگوں کا کلام مراد ہو ظاہر یہ ہے کہ اس سے

شیطان الجن اور حدیث سے لوگوں کا کلام مراد ہے اور اگر اس سے شیطان الانس مراد ہے اور حدیث سے حدیث نبوی

تو مطلب یہ نکلے گا کہ وہ بزرگوں کی شکل میں آکر جھوٹی حدیث بیان کریگا امام مسلم کی وضع سے معلوم ہوتا ہے کہ ان

کا رجحان بھی اسی طرف ہے کہ اس سے حدیث نبوی مراد ہے علامہ نووی نے اسکی شرح میں بیان فرماتے ہیں کہ یہاں مجلس کی

ص۲۱۴

۲۵ احادیث نہیں جا رہی عن عمران بن حصینؓ :۔ مقام الرجل بالصمت بیہقی کی کبریٰ میں بالصمت کے بجائے ضعف وارد ہے 64

ص۲۱۵

۲۱۵/۱۷ دارمی اور مستدرک کے اندر بھی ایسا ہی ہے عن ابن عباسؓ :۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ غیبت سے روزہ ٹوٹ گیا امام اوزاعی سفیان 65

ص۲۱۵

۲۵ ثوری سے بھی نقل کیا گیا ہے جمہور کے نزدیک قضا وغیرہ کچھ نہیں ہے روزہ فاسد ہوتا ہے عن انسؓ :۔ اس حدیث سے معلوم ہوا 66

غیبت سے توبہ یہ ہے کہ اس مغتاب کیلئے مغفرت کی دعا کرے علامہ نووی فرماتے ہیں کہ توبہ کے تین رکن ہیں ایک یہ کہ

آئندہ کبھی نہ کروں گا دوم اس کبیرہ کو ترک کرے تیسرے یہ کہ اس پر نادم ہو لیکن یہ حقوق اللہ کے اندر ہے اور حقوق العباد کے

مرقم ٩٥

4866 کے ایفاء استحلال اور ابراء الوری کی امام احمد سے مروی ہے کہ استحلال ضروری ہے اور ایک روایت ان سے یہ ہے کہ ضروری نہیں ہے
اول قسم میں ان کا زبان طاہر اور راجح ہے حنفیہ کے نزدیک اگر مغتاب کو غیبت کی خبر پہنچ گئی تو اس کی بخشش سے معافی طلب کرنا ہے

باب الوعد (الفصل الثانی) ٢١٦/١

وعدہ کرنے کے وقت اگر اس کے دل میں پورا کرنے کا ارادہ ہو مگر کسی عذر سے پورا نہ کر سکے تو گنہگار نہ ہوگا اور اگر
اسی وقت سے پورا کرنے کا ارادہ نہیں ہے تو گنہگار ہوگا جمہور کے نزدیک وعدہ کا پورا کرنا مستحسن ہے عمر بن
عبد العزیز سے وجوب نقل کیا گیا ہے ممکن ہے کہ ان کی مراد وجوب سے وجوب اخلاقی ہو ابن مسعود کی روایت
ص ٢١٦
طبرانی نے نقل کی ہے کہ العدة دین عن عبد الله بن ابی الحمساء ؓ اس حدیث سے یہ مسئلہ معلوم ہوا کہ آپ نے
قبل البعثت بیعت فرمائی ہے اس کی ابتداء میں اختلاف ہے کہ بعد البعثت ثابت ہے یا نہیں علماء کے دونوں قول ہیں
ص ٢١٦
82 عن عبد الله بن عامر ؓ اس حدیث پر اشکال ہے کہ حضور نے اجنبیہ کے گھر کیسے داخل ہوئے ٨
اس کا جواب یہ ہے کہ حضور کی خصوصیات میں سے ہے کہ آپ اجنبیات سے خلاء کر سکتے ہیں اگرچہ دوسرے بعض علماء نے
اس جواب کو رد کر دیا جواب٢ قبل الاحتجاب یہ واقعہ ہے جواب٣ ممکن ہو کہ دوسرے لوگ وہاں موجود ہوں

باب المزاح ٢١٦/١٧

مزاح کرنا یہ ہے کہ بقدر اس حد تک ہے تو اسم ہے خوش طبعی کو کہتے ہیں اگر اس سے لوگوں کو اذیت
پہنچے تو ممنوع ہے اور ویسے ایک مقدار تک جائز ہے مبالغہ کرنا جائز نہیں ہے اور حضور لوگوں سے مزاح اس وجہ سے
فرماتے تھے کہ لوگوں کو انشراح ہو اور کسی قسم کا حجاب نہ ہو دین کے سوال کرنے میں نہ ہو

باب المفاخرة والعصبية (الفصل الاول) ٢١٧/١٢

مفاخرة کے معنی ہیں تمدح بالخصال کے اور عصبیة کے معنی ہیں اپنوں کی حمایت کرنا خواہ سبب ظالم ہو یا مظلوم
ص ٢١٧
93 عن ابی ہریرة ؓ حضور سے یہ لوگ نسب کے اعتبار سے اکرم کو پوچھتے ہیں اسلئے آپ نے فرمایا اکرم ١٢
اعتبار سے اکرم ہونا کوئی شئی نہیں ہے بلکہ اصل شئی حسب کے اعتبار سے ہے اس لئے وہ لوگ ہیں جو متقی ہیں جب
اس کی بھی صحابہ نے نفی کی تو آپ نے سمجھا کہ شاید یہ لوگ حسب و نسب دونوں کے اعتبار سے اکرم کو پوچھتے ہیں
تو پھر آپ نے اس کا جواب دیا لیکن اس کی بھی لوگوں نے نفی کر دی تو پھر آپ سمجھے اور آپ نے جواب دیا کہ کون
سب سے اکرم وہ شخص ہے جو پہلے ہی زمانہ جاہلیت کے اندر اشرف تھا اور پھر وہ اسلام لے آیا اور تفقہ
ص ٢١٧
95 فی الدین بھی حاصل کیا عن البراء بن عازب ؓ اس حدیث پاک کے اندر جو شعر مذکور ہے اس کا تعلق باب میں ١٩
بھی کچھ تفصیل گذر چکی ہے ایک اشکال یہ تھا کہ آپ نے فخر فرمایا اور شعر کے اندر فخر ہے حالانکہ آپ نے فخر سے منع فرمایا ہے
اس کا جواب دیا گیا ہے کہ فخر کی دو قسمیں ہیں ایک مفاخرة محمودہ ایک مذمومہ ۔ مفاخرة مذمومہ تو یہ ہے کہ
مسلمانوں کے مقابلہ میں بڑائی جتائے اور ایک محمودہ ہے جو کفار کے مقابلہ میں ہو ۔ تو یہاں پر یہی
مفاخرة مراد ہے بعض لوگوں نے اس حدیث پر اشکال کیا کہ آپ نے اپنے دادا مشرک پر فخر فرمایا حالانکہ
ایک دوسری حدیث کے اندر اس کی ممانعت ہے جواب ہے کہ اس مسئلہ کے اندر تو خود علماء کا اختلاف ہے
کہ آپ کے اباء مشرک تھے یا مسلمان علامہ سیوطی کی رائے ہے کہ آپ کے سلسلہ نسب کے اندر مشرک کوئی نہیں ہے

لہذا ان کے قول کی بناء پر کوئی اعتراض ہی نہیں ہے اور نیز یہاں آپ کے مخاطب کفار ہیں اور ان کو سرنگوں کرنا مقصود ہے
اسلام اور شرک کی بحث نہیں ہے ص۴۱۷ **عن انس** ؓ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام حضور سے
افضل ہیں جبکہ دوسری احادیث کے اندر تشریح کیا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی سیادت کا ذکر ہے کہ
انا سید ولد آدم وغیرہ وغیرہ لہذا دونوں کے اندر تعارض ہوگیا اسکا جواب ۱ یہ ہے کہ آپ کو اپنے مرتبہ کا
علم نہیں ہوا تھا اس وقت کا یہ ارشاد ہے جواب ۲ یہ ہے کہ آپ نے تواضعاً فرمایا ہے ص۴۱۸ **الفصل الثانی عن مطرف**
اس حدیث سے غیر مقلدین نے استدلال کیا کہ سید کا اطلاق حضور پر بھی جائز نہیں ہے لیکن اسکا جواب یہ ہے کہ
اکثر احادیث کے اندر حضور نے اپنے آپ کو سید سے تعبیر فرمایا ہے لہذا اگر باب ترجیح اختیار کریں گے تو وہی روایات
راجح ہوں گی اور اگر باب جمع اختیار کریں گے تو پھر جمع یہ ہوگا کہ اس حدیث کے اندر ممانعت اس وجہ سے ہے
کہ لوگ کہیں مبالغہ نہ کرنے لگیں ص۴۱۸ **عن الحسن** ؓ اس حدیث کے اندر فرمایا کہ الحسب المال اور مشکوٰۃ ص۴۳۰
پر ایک حدیث آرہی ہے کہ لا حسب کحسن الخلق اس سے معلوم ہوا کہ حسن خلق ہی کے اندر حسب مخفی ہے اور اس حدیث
کے اندر مال اور حسب کو معرف باللام ذکر فرمایا جس کے اندر انحصار بیان فرمایا دونوں کے اندر تعارض ہوگیا اب
جواب یہ ہے کہ جس مال کو حسب قرار دیا وہ اہل دنیا کے اعتبار سے ہے اور اہل دین کے نزدیک حسب
حسن اخلاق کے اندر ہے اور جو جیسا کہ حضرت عمر سے مروی ہے کہ الحسب الدین اسکا مطلب بھی یہی ہے کیونکہ
مکارم اخلاق دین کا ایک جزو اعظم ہے آقائے نامدار کا ارشاد ہے بعثت لاتمم مکارم الاخلاق ۔

باب البر والصلة

(الفصل الاول)

ص۴۱۸
عن ابی ہریرۃ ؓ اس حدیث کے اندر قال رجل کے متعلق حافظ فرماتے ہیں کہ یہ معاویہ بن حیدہ قشیری ہیں اس
پر بعض لوگوں نے اعتراض کیا کہ یہ کہنا غلط ہے بلکہ یہ معاویہ بن جاہمہ ہیں لیکن حافظ نے کوئی تحقیق کیساتھ
ابن حیدہ کا نام ذکر نہیں کیا لہذا ان پر اعتراض غلط ہے البتہ جو شواہد اور دلائل ابن حیدہ کے ثبوت
پر ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ معاویہ ابن جاہمہ نہیں ہیں لہذا حافظ کا قول راجح ہے [illegible]
نے اس حدیث سے استدلال کیا کہ باپ کے مال مدد وغیرہ کے اعتبار سے مقدم ہے ص۴۱۸ **عن اسماء بنت ابی بکر**
وہی راغبة اسکے مصداق میں چند قول ہیں (۱) ای راغبة فی الاسلام (۲) راغبة عن الاسلام اور یہ
(۳) راغبة فی مال ۔ محققین کے نزدیک اول معنیٰ مراد نہیں ہیں کیونکہ ایک روایت کے اندر راغمة وارد ہے
جسکے معنی کارہة کے ہیں اس حدیث سے معلوم ہوا کہ والدین کی صلہ رحمی واجب ہے اگرچہ وہ مشرک ہوں
ص۴۱۹
عن عمرو بن العاص ان آل ابی فلان الخ اس فلان کے مصداق میں علماء کے مختلف قول ہیں (۱) حکم بن
العاص مراد ہے (۲) عمرو بن العاص (۳) ابولہب مراد ہے (۴) ابن الجوزی والی بات یہی ہے کہ اس سے مراد
ابوطالب ہیں چنانچہ بعض روایات سے اسکی ہی قریب قریب معلوم ہوتا ہے اگرچہ بعض نے اس قول کی
تردید کی ہے لیکن ان کی تردید صحیح نہیں ہے ص۴۱۹ **وعن انس** ؓ وینسأ له فی اثره النساء یعنی کہ
تاخیر کرنے کے ہیں اور اثر سے مراد اجل ہے یعنی اسکی موت کے اندر تاخیر کی جائیگی تو بالفاظ دیگر لفظوں میں
یہ ہوا کہ اسکی عمر کے اندر زیادتی ہوجائیگی اس پر اشکال ہے کہ یہ مطلب آیات قرآن کے خلاف ہے کیونکہ

قرآن کہتا ہے اذا جاء اجلهم لا یستاخرون ساعة ولا یستقدمون اب علماء نے اس کی مختلف جوابات دیئے
ہیں (۱) زیادتی عمر سے مراد یہ ہے کہ اس میں برکت ہے یعنی آدمی جو کام ایک ماہ کے اندر کرتا ہے وہ ایک ہفتہ
کے اندر کر لیگا (۲) اس کا واقعی زیادتی عمر مراد ہے اور آیت کریمہ کا محل کچھ اور ہے اور اس حدیث کا
محل کچھ اور ہے قرآن کا محل تو علم الٰہی ہے اور اس حدیث کا محل علم ملائکہ ہے مثلاً ملائکہ کو بتلا دیا گیا
کہ اگر یہ فلاں نیک کام کریگا تو عمر کے اندر برکت ہوگی ورنہ نہیں پس یہ علم ہے ملائکہ کا لیکن اللہ تعالیٰ عالم
ہے اس بات کا کہ یہ شخص نیک کام ہی کریگا یا نیک کام کریگا ہی نہیں چنانچہ یہی دونوں محل قرآن کی
دو آیات جو متعارض ہیں ایک اذا جاء اجلهم لا یستاخرون الخ اور ایک یمحو اللہ ما یشاء و یثبت
اور حنفیہ اور اشاعرہ کے اندر بھی اختلاف ہے حنفیہ کے نزدیک تقدیر کے اندر تبدیل و تغیر ہوتا ہے اور اشاعرہ
کے نزدیک نہیں ہوتا لیکن دراصل یہ اصولی اختلاف بھی لفظی ہے کیونکہ مآل دونوں کا ایک ہے یہ تمام اس وقت
ہے جبکہ اس کی زیادتی فی العمر یا برکت فی العمر مراد لیں بعض لوگوں نے اس کی مراد لیا کہ اللہ تعالیٰ اس کو ذریت صالحہ
نصیب فرما دینگے اور بعض نے کہا کہ اس کا ذکر خیر مراد ہے **عن ابی ھریرۃ** خلق اللہ الخلق اس کی مصداق کے
اندر تین قول ہیں (۱) انواع مخلوق مراد ہے (۲) خلق سموات والارض مراد ہے (۳) عقل اور ارواح خلق
مراد ہے کہ جب اللہ کو عالم ذر کے اندر پیدا فرمایا قالت ھذا مقام العائذ بعض لوگوں کے نزدیک لسان حال سے
اور بعض کے نزدیک زبان قال سے اس نے یہ کہا اسی میں اختلاف ہے بعض لوگوں نے کہا کہ اس نے ملک کی زبانی
یہ پیغام بھیجا بعض لوگوں نے کہا کہ ملائکہ وغیرہ وغیرہ کچھ نہ تھا بلکہ محض تشبیہ و تمثیل اس کا مقصود ہے

الفصل الثانی عن ثوبان ۲۱۹ لا یزید فی العمر الا البر الخ اس پر اشکال ہے کہ طبرانی وغیرہ کے اندر روایت
ہے کہ ان الرزق لا تنقصہ المعصیۃ ولا تزیدہ الحسنۃ الخ اس سے معلوم ہوا کہ زیادتی نہیں ہوگی تو دونوں کے
اندر تعارض ہوگیا ہے؟ جواب۱ یہ ہے کہ طبرانی کی روایت میں مطلق معصیت مراد ہے اور اس حدیث کے اندر
ماں باپ کی معصیت مراد ہے لہذا اگر کوئی شخص ماں باپ کی معصیت کرتا ہے تو اس کی عمر کے اندر کمی زیادتی کا بھی
فرق ہوتا ہے اور ان کے علاوہ کی معصیت سے فرق نہیں پڑتا جواب۲ رزق سے محروم ہونیکا مطلب یہ ہے کہ حلال
رزق سے محروم ہوجاتا ہے جواب۳ رزق وغیرہ کے اندر برکت نہیں ہوتی جواب۴ وجوہ خیر کے اندر اس کو صرف
نہیں کرسکتا **عن عبد اللہ بن ابی اوفی** ۲۲۱ لا تنزل الرحمۃ علی قوم فیہم قاطع رحم اشکال ہے کہ اس سے معلوم ہوا کہ اگر ایک آدمی
بھی کسی قوم کے اندر قاطع رحم ہو تو اس کے وبال کے اندر تمام قوم رحمت سے محروم ہوجاتی ہے حالانکہ قرآن کہتا ہے کہ ولا تزر
وازرۃ وزر اخری الخ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کسی دوسرے کو کسی کے گناہ میں نہیں پکڑا جائیگا اسکا جواب دیا کہ
جو لوگ اس کے علاوہ ہیں چونکہ وہ اس کو اس فعل بد سے نہیں روکتے تھے لہذا وہ بھی معصیت کے اندر شریک ہوگئے
اور حدیث پاک کے اندر رحمت سے مطلق رحمت اور بارش دونوں مراد ہوسکتی ہیں **عن ابی ھریرۃ** ۲۳۰ تعلموا من انسابکم الخ
اس حدیث سے علم نسب کی تعلیم کی ترغیب دی گئی ہے اور ایک حدیث کے اندر اس کی معارض وارد ہوا ہے کہ
علم النسب علم لا ینفع وجھالۃ لا تضر اسکو ابن عساکر اور ابو نعیم نے نقل کیا ہے اسکا جواب ہے کہ جس
نفی معلوم ہوتی ہے اس کی انتہا کثیر مراد ہے یعنی اتنا علم کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کس کی صاحبزادے ہیں کہ

4895 ص ۳

دیکھے رنگ اور حالات کا تصور اسے جاننا واجبات میں سے ہے اگر کوئی شخص کبھی خواب میں حضور کو والد ماجد میں پاتا

اور اسے معلوم نہیں کہ آپ کس کی شکل میں دیکھا وغیرہ وغیرہ تو ایسا شخص کا فرار قابل گرفت نہیں ہے

4937 ص ۲۲۰ **عن ابی الطفیل** اذا اقبلت امراۃ ۔ اکثر ہی کے نزدیک حضرت حلیمہ سعدیہ مراد ہیں اور یہ کہ حضرت ۱۴/۱۷

کے انتقال کا سن معلوم ہوا کہ ان کی عمر کافی ہوگی ہے علامہ دمیاطی نے لکھا ہے کہ ان کی صحبت اور اسلام حضورؐ

ثابت نہیں ہے اور وہ فرماتے ہیں کہ یہاں امراۃ سے مراد حضرت شیما حضور کی رضاعی بہن اور حضرت حلیمہ کی

لڑکی مراد ہیں لیکن حافظ مغلطائی - حافظ ابن حجر اور دوسرے بعض شارحین کے نزدیک ان کا اسلام ثابت ہے

چنانچہ حافظ مغلطائی نے ایک رسالہ تحریر فرمایا "التحفة الجسیمة فی اسلام سیدة حلیمة" **الفصل الثالث**

38 ص ۲۲۰ **عن ابن عمر** ۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ توسل بالاعمال الصالحہ جائز ہے اور دوسرا مسئلہ یہ معلوم ہوا کہ ۱۹

بیع فضولی جائز ہے چنانچہ امام بخاری نے اس حدیث پر باب منعقد کیا "باب بیع الفضولی" اب بیع فضولی کے

اندر حکم کیا اختلاف ہے ۔ امام صاحب امام مالک امام احمد کے نزدیک جائز ہے اور اصل کی اجازت پر موقوف

ہے امام شافعی کے نزدیک جائز نہیں ہے ۔ امام احمد سے دونوں روایتیں ہیں ۔ شراء فضولی کے اندر بھی

اختلاف ہے امام مالک کے نزدیک جائز ہے امام شافعی کے نزدیک جائز نہیں ہے حنفیہ سے عدم جواز نقل کیا گیا ہے لیکن

حنفیہ کے مسلک کے اندر تفصیل ہے ص ۲۲۱ **وعنہ** ۔ اس کے اندر ایک راوی کا نام نہیں ہے جو کہ آپ نے اس حدیث کو موضوع

باب الشفقة والرحمة على الخلق (الفصل الاول) ۴۲۱/۲۱

50 ص ۲۲۱ **عن انس** ۔ یہ حدیث ۔ استعمال کیا گیا ہے ۔ بعد اور بغیر بعد ہے ۔ ۲۶

اور گزر گئی تعلیقا اور دوسرا اس کے بلوغ مراد ہے اور یہ بھی مراد لیا گیا ہے کہ وہ ذات الزوج ہو جائیں

51 ص ۲۲۱ **عن ابی هریرة** ۔ اس کے اندر اختلاف ہے ۔ واحسب قال بعض کے طرز سے معلوم ہوا کہ یہ حضور کا قول ہے لیکن ۲۷

60 ص ۲۲۳ یہ عبد اللہ بن مسلمة القعنبی کا قول ہے چنانچہ ایک روایت کے اندر ہے قال القعنبی **عن عیاض بن حمار** ۴۲۲/۱۶

اس حدیث پاک کے اندر کئی آدمیوں کا ذکر ہے ان میں تین اہل جنت اور پانچ اہل نار ہیں ان پانچوں میں سے اول

کے متعلق حضور فرماتے ہیں کہ الذی لا زبر لہ ای لا عقل لہ اس پر علامہ تورپشتی نے اعتراض کیا کہ جب عقل نہیں ہے

وہ تو مکلف ہی نہیں ہے پھر اس کو اہل نار سے کیوں قرار دیا گیا جواب دیتے ہیں کہ لا زبر سے مراد ہے کہ

لا تعفف لہ یعنی وہ بری بات اور برے کاموں سے نہیں رکتا ہو آگے چل کر فرماتے ہیں کہ الذین ہم فیکم تبعا الخ

اس کے اندر اختلاف ہے کہ یہ اول رجل کے بعد اقسام میں داخل ہے یا اس کی تنہا دوسری قسم مراد ہے جمہور کے نزدیک

65 تو اول کے اندر ہی داخل ہے اور بعض لوگوں کے نزدیک الگ ہے ص ۲۲۳ **عن عبد الله بن مسعود** اس حدیث کے اندر منع ۲۶

فرمایا گیا اس بات سے کہ ایک شخص دو آدمیوں کے ساتھ ہو تو ایسا نہ ہو کہ دوسرے سے سرگوشی شروع کر دیں اس کے

تیسرے ساتھی کو جو الگ رہ گیا رنج ہو گا اور سمجھے گا کہ نہ معلوم میرے قتل کی سازش کرتے ہیں یا کیا کرتے ہیں اب سوچ

فرمایا اب اس کے اندر اختلاف ہے کہ اس کا مطلق نہی ہے یا یہ نہی حضور کے زمانے کے ساتھ خاص ہے بعض کے نزدیک

یہ حکم خاص حضور کے زمانے کے ساتھ تھا اور چونکہ اس وقت منافقت کا زور تھا اور اب یہ ختم ہو گیا اور جمہور کے نزدیک ۴۲۳

72 یہ حکم اب بھی باقی ہے کیونکہ اس کے اندر ایذاء مسلم ہے ص ۲۳۰ **الفصل الثانی عن ابی موسی** رضی اللہ تعالیٰ عنہ اذا سلم ۹

۲۰۱

غلو فی اللفظ مراد ہے کہ خوب دکھا دکھا کر پڑھتا اور سناتا ہے بعض کے نزدیک غلو فی المعانی مراد ہے یعنی اس کے 4872

۴۲۳/۱۲ احکام پر عمل نہیں کرتا یا غلو فی القراءۃ مراد ہے ص۴۲۳ عن ابی امامۃ: اس حدیث کے اندر مسیح سے مراد 74

یا حقیقی معنی ہیں اور دوسرا مطلب یہ ہو سکتا ہے کہ یہ کنایہ ہو شفقت سے اور اس صورت کے اندر بکل شہوۃ

۴۲۴/۲۵ سے مراد یہ ہوگا کہ کتا ہے یہ بات شمار نہیں ہوگی ص۴۲۵ **الفصل الثالث عن ابی ہریرۃ**: اس حدیث نے مسئلہ 92

۱ کہ کون سا ~~عزلت~~ اختلاط اولیٰ ہے اس کے اندر اختلاف ہے کہ عزلت اولیٰ ہے یا اختلاط اکثر کے نزدیک اختلاط

اولیٰ ہے اور اسی حدیث سے استدلال کرتے ہیں۔ صوفیاء حضرات کے نزدیک عزلت اولیٰ ہے علامہ خطابیؒ

مسعودی فرماتے ہیں کہ یہاں حضورؐ نے اس کی جبلت اور خلقت کی طرف اشارہ فرمایا ہے **عن عقبۃ** 5008

۴۲۵/۱۵ ص۴۲۵ **بن عامرؓ**: اول خصمین یوم القیامۃ الخ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سب سے پہلے پڑوسی کا معاملہ پیش ہوگا اور کتاب کی

ایک حدیث کے اندر گذرا کہ نماز کا حساب ہوگا تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہاں خاص حکم کے اعتبار سے فرمایا اور نماز کا تعلق حقوق کے اعتبار سے فرمایا

۴۲۵/۱۸ باب الحب فی اللہ ومن اللہ (الفصل الاول)

حب کی حقیقی تعریفیں کی گئی ہیں قاضی عیاض مالکیؒ فرماتے ہیں کہ ان تمام کا خلاصہ و مآل ایک ہی تعریف نکلتی ہے وہ میل النفس الی ما تشتہی۔ محبت کبھی ظاہری صورت کے اعتبار سے ہوتی ہے اور کبھی کمالات باطنیہ کی بنا پر ہوتی ہے اور کبھی احسانات کی وجہ سے ہوتی ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اندر یہ تمام اشیاء ثلاثہ موجود تھیں ولکن بالاکمال ہیں۔ محبت کی تین قسمیں ہیں محبت الٰہی، محبت روحانی، محبت طبعی اول کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کی محبت فرمانے لگتے ہیں جس کی صورت یہ ہوتی ہے کہ اس کے لئے منافع کی چیزیں پیدا فرماتے ہیں اور کفار کا قلع قمع فرماتے ہیں وغیرہ وغیرہ محبت روحانی یہ ہے کہ ملائکہ اس کی محبت کرنے لگتے ہیں کہ اس کے لئے مغفرت کی دعا، صحت و عافیت اور خیر کی دعائیں، استغفار وغیرہ وغیرہ اور تیسری محبت طبعی وہ محبت جو انسان میں لوگوں کے درمیان ہوتی ہے۔ علامہ ابن قیمؒ نے اس پر تفصیلی روشنی ڈالی اور آخر میں فرماتے ہیں کہ غیر اللہ کی محبت دل کے اندر اسی لئے پیدا ہوتی ہے کہ وہ قلب اللہ کی محبت سے خالی ہوتا ہے۔ حضرت شیخ عبد الحقؒ فرماتے ہیں باب الحب فی اللہ ای فی ذات اللہ ای بوجہ اللہ یعنی اللہ کے لئے محبت کرنا اپنی کسی غرض کے لئے محبت نہ کرنا اور والحب من اللہ اللہ کی طرف سے محبت کا پیدا ہونا یعنی گویا پہلا جملہ تخم کے درجہ میں ہے کہ بندہ اللہ کے لئے محبت کرتا ہے اور دوسرا جملہ ثمرہ کے درجہ میں ہے کہ اس محبت کی وجہ سے یہ ثمرہ ملتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کی محبت 5002

۱۹ فرمانے لگتے ہیں ص۴۲۵ **عن عائشۃؓ**: اس حدیث کے اندر دو مطلب بیان کئے (۱) دنیا کے اندر جتنی ارواح ہیں ان میں بعض کے اندر صفت خیر ہے اور بعض کے اندر صفت شر ہے جو خیر والی ہیں وہ خیر کی طرف اور جو شر والی ہیں وہ شر کی طرف مائل ہو جاتی ہیں (۲) اس کا تعلق عالم ارواح سے ہے یعنی جن ارواح کا تعارف دوسری ارواح سے عالم ذر کے اندر رہا ہے دنیا کے اندر بھی وہ اپنے تعارف کی وجہ سے قریب ہیں اور یہ ابتدائی منزل ہے ورنہ بعض مرتبہ ایسا ہوتا ہے کہ روح کے درمیان پہلے اتفاق تھا

۴۲۵ پھر اختلاف ہو جاتا ہے اور اس کا عکس بھی ہوتا ہے ص۴۲۵ **وعنہ قال لا تاکل** الزطاہلی الخ اس کے مصداق 06

506 میں چند قول ہیں (۱) اپنا سایہ مراد ہے (۲) محل کا سایہ مراد ہے (۳) جنت کا سایہ مراد ہے اور دوسرا احتمال اس
کے بعد منبر [illegible] عرش الٰہی کا دائیں ہے لہذا جنت کا سایہ مراد لیں گے اور زیادہ صحیح یہی ہے (۴) بعض لوگ کہتے ہیں کہ
11 ظل سے مراد سایہ وغیرہ نہیں بلکہ کنف حفظ و کرم مراد ہے ص۲۲۶ **الفصل الثانی عن معاذ** یغبطہم النبیون ۲۲۶/۹
غبطہ کہتے ہیں تمنی مثل نعمۃ الغیر [illegible] اب اشکال یہ ہے کہ انبیاء کرام امت سے باتفاق علماء افضل ہیں لہذا
اس حدیث کا مطلب کیا ہے مفضول کی شئی پر غبطہ کیوں کر سکتے ہیں اس کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ بسا اوقات
مفضول کو ایسی شئی دی جاتی ہے جس کی تمنی افضل بھی کرتا ہے مثلاً ایک شخص کے پاس تاج ہے اور دوسرا
شخص جو بادشاہ ہے تاج وغیرہ اس کے پاس کچھ نہیں ہے لیکن ایک گلاب کا پھول ہے اب تاج والا اگرچہ افضل ہے لیکن
وہ تمنی کرتا ہے کہ یہ خوبصورت پھول مجھے بھی مل جاتا جواب۲ مقصود ان کا غبطہ کرنا کو بیان کرنا نہیں بلکہ
مقصود ممدوح شئی کے حسن و جمال کو بیان کرنا ہے یعنی اس کی اتنی عمدہ صفت ہوگی کہ اسپر غبطہ کیا جاسکے
18 جواب۳ یہ علی سبیل الفرض والتقدیر ہے ص۲۲۶ **عن ابی سعید** لا تصاحب الا مومنا [illegible] مصاحبت مومن ۲۶
کی قید سے یہ سمجھ میں آیا کہ مصاحبت کافر جائز نہیں ہے اور وجہ اس کی یہ ہے کہ مصاحبت ملاقات و ہم نشینی سے دوسرے
کا اثر جلدی آتا ہے حضرت علی کا شعر ہے **شعر** وللقلب علی القلب دلیل حین یلقاہ [illegible] ولا یاکل طعامک الا
19 ص۲۲۷ کھانا کھلانے سے طعام مودۃ و محبت مراد ہے۔ اور ایک شعر ہے طعام حاجت اس کی اجازت ہے **عن ابی ہریرۃ** ۲۲۷/۱
مصنف نے اس کی صحت پر اشارہ اسلئے باندھا کہ علامہ قزوینی اس حدیث کو موضوعات میں شمار
کر دیا حالانکہ یہ حدیث صحیح حسن ہے ص۲۲۷ **الفصل الثالث عن ابی ذر** اس حدیث کے اندر افضل الاعمال الحب ۵
فی اللہ کو قرار دیا حالانکہ مشہور تین ہے کہ سب سے افضل نماز روزہ زکوۃ حج وغیرہ ہے اس کا جواب یہ ہے کہ
صحیح اوامر کا امتثال اور نواہی کا اجتناب ہے یہ جو مرتبہ سب سے افضل ہے وہ حب فی اللہ کا اثر ہے۔
جواب۲ نمبر یہ ہے کہ جب آدمی اللہ سے محبت کرنے لگتا ہے تو اوامر کا امتثال اور نواہی سے اجتناب خود کرنے
23 لگ جاتا ص۲۲۷ **عن اسماء** [illegible] یہ حدیث باب الاذکار سے مناسبت رکھتی ہے لیکن اسکو اس باب میں اسلئے ذکر ۶
کیا کہ فی الجملہ اس باب سے بھی مناسبت ہے وہ یہ کہ محب کو دیکھکر محبوب یاد آتا ہے تو وہ ذکر کرنا الا شخص
چونکہ اللہ سے محبت کرتا ہے تو یہی باب الحب فی اللہ ومن اللہ سے مناسبت ہوگی

(اللہ ما [illegible]) باب ما ینھی عنہ من التھاجر والتقاطع واتباع العورات ۲۲۷/۲۱

تھاجر کے معنی چھوڑ دینے کے ہیں اور تقاطع کے معنی بھی قطع رحمی کے ہیں اور اتباع العورات میں عورت
27 سے ستر مراد ہے یا مطلق ستر اور عیب وغیرہ مراد ہے ص۲۲۷ **عن ابی ایوب** اس حدیث کے اندر فوق ثلاث ۲۲
سے استدلال کیا کہ تین دن تک جائز ہے یہی مذہب جمہور کا ہے لیکن احناف کی [illegible] اسپر اشکال
کیا کہ حنفیہ کے نزدیک تو مفہوم مخالف معتبر نہیں ہے لہذا یہ معنی صحیح نہیں ہیں لیکن اسکا جواب یہ ہے کہ
اگر تین دن کی قید نہ لگاتے تو اس صورت کے اندر لازم آتا کہ ایک گھڑی بھی [illegible] جائز نہیں ہے
حالانکہ یہ صحیح نہیں ہے اسلئے تین دن کی تحدید کر دی نیز ایسی صورت کے اندر غصہ بھی تین دن میں
ٹھنڈا ہوتا ہے دوسرا مسئلہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سلام سے ہجرت ختم ہو جاتی ہے یہی

5027 جمہور کا مذہب ہے۔ امام احمد فرماتے ہیں کہ محض اسلام سے ختم نہیں ہوتی بلکہ جس حالت کے اندر پہلے تھے ایسے ہی وراثت
30 کی طرف لوٹ آنا ضروری ہے **عن ابی ھریرۃ** ص ۴۲۷ ولا تحسسوا ولا تجسسوا۔ بعض علماء کے نزدیک تحسس اور ۴۲۷/۲۲
تجسس دونوں ایک ہی معنی کے اندر ہیں بعض فرق کرتے ہیں۔ اور بعض لوگ کہتے ہیں کہ تحسس کہتے ہیں اپنا تعلق جاننے کو
دوسرے عیوب کو اور تجسس عام ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ تحسس کا تعلق اوپر شر کے ساتھ ہے اور ثانی کا تعلق عام ہے
لا تناجشوا اس کے تین مطلب بیان کئے گئے ہیں (۱) نجش مت کرو (۲) شر فتنہ اندر اپنے دیکھو بڑا
مت سمجھو (۳) تعلق سلام کے وقت [illegible] کے اندر اضافہ نہ کرو۔ یعنی اول معنی الراجح ہیں لا تنافسوا
غبطہ نہ کرو۔ حسد نہ کرو اس معنی کو [illegible] ترجیح دی گئی ہے کیونکہ ولا تحاسدوا آگے اس کے بعد خود حدیث
33 کے اندر وارد ہے **الفصل الثانی عن اسماء** ص ۴۲۸ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ تین جگہ کذب جائز ہے علامہ ۴۲۸/۱۸
شمس الائمہ سرخسی فرماتے ہیں کہ یہاں حقیقی کذب مراد نہیں ہے بلکہ توریہ مراد ہے کیونکہ کذب ناجائز ہے
جیسا کہ حدیث کے اندر آتا ہے کہ کذب ابراہیم ثلاث کذبات تو وہاں کذبات سے توریہ مراد ہے اسی معنی پر
دیگر محدثین۔ اور علامہ الحصکفی نے اس کو حمل کیا ہے اس کے برخلاف دوسرے علماء کے نزدیک اس کے حقیقی
معنی یہاں مراد ہیں اور ان لوگوں کے نزدیک حقیقی کذب جائز ہے اور اسی طرف حضرت گنگوہی کا رجحان ہے
34 ص ۴۲۸ **عن عائشۃ** فقد باء بہا الخ اس کی ضمیر اگر مسلم کی طرف راجع ہے تو مطلب ہے کہ اس کا گناہ پھر ان کا جو ۱۰
ظاہر ہوسکی جانب سے ابتداء بالسلام کی وجہ سے ختم ہوجائیگا اور اگر اس کی ضمیر مستقل طلب کی طرف راجع ہے
38 تو مطلب ہوگا کہ اپنے گناہ کے ساتھ اس کا گناہ بھی ختم ہوجائیگا ص ۴۲۸ **عن ابی الدرداء** اس حدیث ۱۷
کے اندر اصلاح ذات البین کو نماز۔ روزہ۔ زکوۃ وغیرہ سے افضل قرار دیا ہے حالانکہ نماز وغیرہ سب سے
افضل ہے اس کا جواب (۱) علامہ اشرف شارح مصابیح فرماتے ہیں کہ یہاں نماز روزہ زکوۃ سے نافلہ مراد ہیں
جواب (۲) ملا علی قاری فرماتے ہیں کہ اگر اصلاح ذات البین کے نہ ہونے سے فساد وغیرہ سفک دماء کا اندیشہ
40 ہو تو ایسی صورت کے اندر اصلاح ذات البین نماز روزہ سے بڑھ جائیگا ص ۴۲۸ **عن ابی ھریرۃ** فان الحسد ۲۱
یأکل الحسنات الخ اس حدیث سے معتزلہ نے استدلال کیا کہ معاصی سے حسنات کا ضیاع ہوجاتا ہے لیکن جمہور
کے نزدیک حبط عمل صرف کفر سے ہے اور اس حدیث کا جواب (۱) یہ ہے کہ یہاں حبط سے مراد یہ ہے کہ جب حاسد غیبت
کرتا ہے تو اس کی وجہ سے مغتاب کے نامہ اعمال کے اندر اس غیبت کرنے والے کے حسنات لکھ دیئے جاتے ہیں
یہی حبط سے مراد ہے جواب (۲) حسنات اصلیہ کا حبط نہیں ہوتا بلکہ حسنات مضاعفہ کا حبط ہوتا ہے
جواب (۳) اس کا محل اس وقت ہے جبکہ حاسد حسد میں کسی کی تقدیر الہی پر اعتراض کرے
47 ص ۴۲۹ کیونکہ اس کے اندر عدم الایمان بالقدر ہے پس وہ کافر ہے **عن المستورد** من اکل برجل مسلم اکلۃ ۴۲۹/۲
کسی معروف اور مجہول دونوں کا صیغہ ہوسکتا ہے اگر معروف کا صیغہ ہو تو مطلب ہوگا کہ جس کسی شخص نے دوسرے کو
ذلت کا جوڑا پہنایا کے اندر پہنایا یا تو اس کو [illegible] مستور [illegible] کے اندر پہنایا جائیگا اور [illegible] فعلہ ذلت کے بھی ہے
عزت کا جوڑا پہنایا ہو اور اگر مجہول کا صیغہ ہے تو مطلب یہ ہے کہ جو شخص کسی دوسرے رجل کی وجہ سے جوڑا پہنایا
گیا مثلاً ایک شخص نے دوسرے کو [illegible] اس کو ذلیل کرتا تو وہ اس کے [illegible] کی وجہ سے ذلیل کیا جاتا ہے پس اس کا [illegible]

ص ۲۲۹

باب الحذر والتأنی فی الامور (الفصل الاول)

۲۰ عن ابی ہریرۃ لا یلدغ المؤمن الخ یعنی لا یلدغ مجہول اور دونوں کا صیغہ ہو سکتا ہے اگر لا نافیہ ہے تو مطلب یہ ہے کہ اس بات کا اشارہ ہے کہ کوئی مسلمان ایک مرتبہ دھوکہ کھا لیتا ہے تو پھر دوبارہ نہیں کھا سکتا ہے اور اگر نہی کا صیغہ ہے تو مطلب ہے کہ امور دین و دنیا کے اندر اگر ایک مرتبہ دھوکہ کھا جاؤ تو دوسری مرتبہ نہ کھاؤ علامہ تورپشتی فرماتے ہیں کہ اگر نفی کا صیغہ جاری لینا زیادہ راجح ہے کیونکہ جب حضور کے سامنے ابو عزہ جمحی گرفتار کیا گیا تو آپ نے اسکو چھوڑ دیا کہ وہ آئندہ کو گالیاں وغیرہ اور حضور کے خلاف کوئی ہجو بیان نہیں کریگا لیکن اس نے پھر دوبارہ اسی قسم کی اشعار اور اقوال حضور اور مسلمانوں کی شان میں کہے اور پھر وہ حضور کے پاس لایا گیا تو لوگوں نے کہا کہ حضور اسکو چھوڑ دیجئے تو آپ نے فرمایا کہ مسلمان دوسری مرتبہ دھوکہ نہیں کھا سکتا لہذا اگر اول مرتبہ میں چھوڑ دیا تو اس وقت دھوکہ نہیں کھا سکتا اور آپ نے اسکی گردن کٹوا دی تو اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ یہ امر کا صیغہ نہیں ہے علامہ طیبی وغیرہ کی رائے ہے کہ یہ امر کا صیغہ ہے لہذا آپ نے تجربہ کار ہوگا کہ اپنے نفس کے اندر انسان کی تجربہ کاری اسکے خلاف کیا ہوگا

ص ۲۲۹

55 الفصل الثانی عن سہل السمت من الشیطان یعنی عجلت کی مذمت آگئی ہے لیکن دوسری روایت کے اندر دو چیزوں کا استثناء ہے چنانچہ حضرت حاتم الاصم فرماتے ہیں کہ اس کی پانچ اشیاء مستثنیٰ ہیں (۱) اطعام الطعام (۲) تجہیز ۲۳ ص ۲۳۰

60 المیت (۳) انکاح البکر (۴) ادا الدین (۵) توبہ کرنا اور ان کے اندر عجلت مسنون ہے عن ابن عباس ۲۳۰ / ۷ ایک روایت کے اندر اس حدیث کے اندر پچیس اور ایک روایت کے اندر چھبیس وارد ہوا اور ایک روایت کے اندر بیالیس حصہ وارد ہوا لہذا ان میں تعارض ہے کہ ان کے مقصود بیان کثرت ہے و علم یتوقف علی علم النبوۃ اس حدیث کے اندر وارد ہوا الاقتصاد اسکے معنی توسط کے ہیں علامہ تورپشتی فرماتے ہیں کہ ایک اقتصاد اور توسط بین المذموم والمحمود ہوتا جیسے عدل ظلم کے درمیان اور بخل جو سخاوت کے درمیان ہو اور ایک توسط محمود محض ہوتا ہے جو افراط و تفریط

61 کے درمیان ہوتا ہے اور یہاں یہی توسط مراد ہے عن جابر ثم التفت فہی امانۃ الخ اسکے دو مطلب ہیں ۸ ص ۲۳۰ ایک یہ کہ آدمی تم سے ایک بات کہے اور پھر وہ چلا جائے تو اسکی غیبت کے اندر وہ بات کسی اور سے بیان نہ کرو دوسرا مطلب ہے کہ ایک شخص تم سے بات کرتے ہوئے ادھر ادھر دیکھ رہا ہے تو معلوم ہوا کہ وہ اپنی گفتگو کو دوسرے پوشیدہ رکھنا چاہتا ہے لہذا اسکو کسی سے بیان نہ کرو الفصل الثالث عن ابی ہریرۃ اس حدیث کو مجمع الزوائد [illegible] ۱۷ ص ۲۳۰

باب الرفق والحیاء وحسن الخلق (الفصل الاول)

۲۳۰ / ۲۷

68 عن عائشۃ ویعطی علی الرفق الخ اسکے دو مطلب ہیں (۱) یعنی رفق کے اندر اسکو زیادہ ثواب ملتا ہے (۲) رفق کرنے ۲۳۱ / ۱ ص ۲۳۱

71 والے کو دوسرے کاموں کی نسبت زیادہ ثواب ملتا ہے عن عمران بن حصین اس حدیث پر اعتراض ہوا کہ حدیث کے اندر ۷ ص ۲۳۱ حیاء بہتر ہے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ~~[illegible]~~ بعض اوقات اسکے حقوق کا نقصان ہوتا ہے لہذا ایسی علم کے اندر حیاء صحیح نہیں ہے اسکا جواب علامہ طیبی نے دیا کہ ~~[illegible]~~ علم وغیرہ کے اندر حیاء نہیں ہے بلکہ یہ درحقیقت حیاء

72 در اصل جبن ہے کیونکہ حیاء کہتے ہیں برے کاموں کے کرنے سے اور اس سے بات سے رکنے کو عن ابن مسعود ۸ ص ۲۳۱ اذا لم تستحی فاصنع ما شئت الخ اسکے مطلب کے اندر تین قول ہیں (۱) یہ ~~[illegible]~~ جملہ خبریہ کے معنی میں ہے (۲) یہ امر تہدید کے لئے ہے (۳) اگر کوئی بات ایسی ہو کہ جس کے کرنے سے شرم آئے تو مت کرو اور اگر ایسی بات

80 نہ ہو تو کر لو الفصل الثانی عن حارثۃ الجواظ اسکی تفسیر (۱) خود حدیث کے اندر ہے کہ الذی جمع ومنع ۲۰ ص ۲۳۲

۲۳۲ (۲) مسئلہ (۳) نہایت لوٹا (م) خوب چیخنے والا (یہ سب بھی صحیح [illegible] کے اندر ایک تفسیر ہے کہ [illegible] مولانا [illegible] مفتی اعظم [illegible] 508

ص۳۲۵

۵ عن ابی ھریرۃ المؤمن [illegible] اس حدیث کا مطلب ہوا کہ مومن بہت بھولا بھالا ہوتا ہے اور ایک حدیث کے اندر ہے 85

المؤمن لا یلدغ [illegible] اس کا معلوم ہوتا ہے کہ مومن سمجھدار ہوتا ہے دونوں کے اندر تعارض ہوگیا جواب۱ یہ ہے کہ اس

حدیث الباب کا محل امور دینیہ میں اور لا یلدغ کا محل امور شرعیہ و ما یتعلق بہا ہیں جواب۲ لا یلدغ سے جو سمجھداری

سمجھ میں آتی ہے وہ فطرت کے اعتبار سے ہے اور حدیث الباب کا مطلب ہے کہ سمجھداری کی باوجود وہ دنیاوی

امور کے اندر صرف نظر کر لیتا ہے جواب۳ ابن الجوزی وغیرہ نے اس حدیث کی تضعیف کی ہے

ص۳۳۴

۲۱ عن مالک بلغہ لاتمم حسن الاخلاق [illegible] حسن اخلاق ابراہیمی کا [illegible] حصہ موجود تھی لیکن اب آخر کے 96

اندر مکارم الاخلاق [illegible] ہوگیا تھا تو حضور نے اس کی طرف ارشاد فرمایا کہ میں اس کی تکمیل کے لئے دنیا میں تشریف لایا ہوں

یہ وجہ بعثت [illegible] بیان کی ۔ جمہور حکماء کے اندر حکیم ترمذی اور [illegible] محققین حدیث ہیں وہ کہتے ہیں کہ دنیا کے اندر

۲۲ حتی انبیاء کرام تشریف لائے ہیں ان کی تعلیمات کے اندر جو کمی رہ گئی تھی حضور اس کو تام کرنے کے لئے تشریف لائے 98

ص۳۳۲

عن جعفر [illegible] اگر یہ خصوصی طور پر حضور کا ہے تو کوئی اشکال نہیں ہے اور اگر عمومی

طور پر حضور نے فرمایا تو یہ کہا جائے گا کہ [illegible] امت بقیہ دوسری امم سے زیادہ [illegible] ہوئی ہے

ص۳۳۴

۲۳ عن عائشۃ اس حدیث پر اشکال ہے کہ آپ نے حسن اخلاق کی تحسین کی دعا فرمائی جو تقاضا ہے اس بات کو 99

کہ آپ کے اندر اخلاق کی تحسین میں کمی ہے حالانکہ دوسری حدیث کے اندر آپ نے فرمایا کہ میں حسن اخلاق کی تکمیل

کے لئے آیا ہوں اس کا تقاضا ہے کہ آپ پہلے اس کے اندر کامل ہوں لہذا اب دونوں کے اندر تعارض ہوگیا لہذا اس کا

ص۳۳۵

۲۳۳ ۱ جواب۱ یہ ہوگا کہ آپ نے تعلیم کے طور پر کیا جواب۲ یہ ہے کہ آپ نے ثبات علی حسن الاخلاق کی دعا کی ہے وعنہ 5102

اس حدیث پر اشکال ہے کہ قرآن پاک فرماتا ہے کہ [illegible] ما علیہم من سبیل لہذا حضرت ابو بکر

صدیق اس آیت کریمہ کے تحت داخل ہیں تو حضور نے ان سے مواخذہ کیوں فرمایا اس کا علماء نے مختلف جواب

دیئے ہیں جواب۱ یہ ہے کہ یہ مواخذہ نہیں ہے بلکہ تنبیہ ہے جواب۲ آیت کریمہ کے اندر سبیل سے مراد گناہ کی نفی ہے حکم

اور گناہ نہ ہونے سے لازم نہیں آتا کہ ان کا فعل خلاف اولیٰ نہ ہو جواب۳ چونکہ حضور کی موجودگی میں انہوں نے جرأت کا جواز

کی اس پر حضور نے مواخذہ فرمایا ہے اب ایک دوسرا اشکال ہے کہ نسائی وغیرہ کی روایات کے اندر ہے کہ ایک مرتبہ حضور

جب آپ کی ازواج نے حضرت فاطمہ کو بھیجا کہ وہ جاکر حضرت عائشہ کے بارے میں آپ سے عدل کا سوال کریں تو حضور

ان سے فرمایا کہ میں حضرت عائشہ سے محبت کرتا ہوں تو بھی اس سے محبت کر وہ چلی گئیں اس کے بعد حضرت زینب آئیں اور

انہوں نے بھی [illegible] حضور [illegible] حضرت عائشہ کو برا بھلا کہا اس پر حضرت عائشہ نے جواب دیا

اور اپنے برا بھلا کہنے کا بدلہ اتار لیا تو اس وقت حضور نے سکوت فرمایا تو یہاں مواخذہ کیوں نہیں فرمایا ج:

جواب۱ یہ ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق کا مقام کچھ اور ہے اور حضرت عائشہ کا مقام دیگر ہے جواب۲ حضرت عائشہ نے

جائز اجازت لے لی تھی بعد حضرت ابو بکر نے کسی قسم کی اجازت نہیں لی تھی جواب۳ حضرت ابو بکر کے معاملہ میں شیطان

آگیا تھا اور یہاں ازواج کا معاملہ تھا اور شیطان نہیں آسکتا تھا لہذا خود جواب دیا جواب۴ حضرت زینب

کا اعتراض دراصل حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پر تھا اور ان کو غصہ [illegible] اور [illegible] تھا اسی لئے جواب

باب الغضب والكبر

(الفصل الاول)

۴۳۴ ۸ الغضب اسکی تفسیر کی گئی ہے غلیان دم القلب عند ارادۃ الانتقام اور الکبر کہتے ہیں تعاظم کو اور تکبر دو طرح کا ایک یہ کہ آدمی کے اندر وہ صفات نہ ہوں جن پر وہ تکبر کرتا ہے اور دوسرا یہ کہ وہ صفات اس کی ذات کے اندر موجود ہوں جن پر وہ تکبر کرتا ہے اول خلاف طریق السداد کے اندر ہوتا ہے اور ثانی خدا ہی کو لائق ہے

ص ۴۳۳

5104 ۹ عن ابی ھریرۃ ان رجلاً اسکی تعیین میں چار قول ہیں (۱) حضرت ابن عمر (۲) جاریہ بن قدامہ (۳) سفیان بن عبد اللہ ثقفی (۴) حضرت ابو الدرداء — ممکن ہے کہ ان چاروں نے سوال کیا ہو قال لا تغضب الخ اسکے دو مطلب علماء نے بیان کئے ہیں (۱) اسباب غضب کو اختیار مت کرو (۲) مقتضائے غضب پر عمل نہ کرو

ص ۴۳۳

۵۶ ۱۴ کیونکہ نفس غضب ایک طبیعت ہے جسکا دفع کرنا محال ہے عن ابن مسعود اس حدیث پر اشکال ہے کہ ہر مسلمان جنت کے اندر یقیناً جائیگا خواہ کتنا ہی زبردست گنہگار ہو لہذا حضور کے اس جملے کا کیا مطلب ہے کہ جسکے دل کے اندر ذرا سا بھی تکبر ہوگا وہ جنت میں داخل نہیں ہوگا جواب ۱ دخول اولی کی نفی ہے جواب ۲ تکبر عن الایمان مراد ہے مطلق تکبر مراد نہیں ہے جواب ۳ جنت کے اندر ایسی حالت میں وہ داخل ہوگا کہ تکبر وغیرہ رذائل سب کچھ ختم ہو جائیگا جواب ۴ یہ تغلیظاً حکم ہے اگر اسکو بدلہ دیا گیا تو یہ دیا جاتا

فقال الرجل ان الرجل اس رجل کے بارے میں چند قول ہیں سواد بن عمرو، مالک بن مرارۃ، ابو ریحانہ، خریم بن فاتک، عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ فرمایا کہ ان اللہ جمیل اسکے مطلب کئی طرح بیان کئے گئے ہیں (۱) الجمیل (۲) ای مالک النور والبہجۃ (۳) جمیل الافعال بکم (۴) ای جلیل — اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ پر جمیل کا اطلاق جائز ہے اسکے اندر اختلاف ہے کہ بعض اسماء کا ذکر احادیث کے اندر ہے ان کا اطلاق اللہ تعالیٰ پر جائز ہے یا نہیں ایک قول ہے کہ جائز نہیں دوسرا قول ہے کہ اگر اس نام سے عظمت شان کے اندر فرق نہ آئے تو اطلاق

ص ۴۳۴

۱۶ جائز ہے ورنہ جائز نہیں ہے وعنہ اس حدیث کو احادیث صفات میں سے قرار دیکر حقیقی معنی میں کہا گیا کہ جاوے اور مشائخ نے بیان کیا کہ جیسے ازار ردا وغیرہ انسان کے ساتھ لازم ہیں ایسے ہی اللہ کی صفات لازم ہیں

باب الامر بالمعروف

۴۳۶ ۵ (الفصل الاول)

اس باب سے پہلے باب الظلم گذرا لیکن اسکے اندر قابل ذکر تشریح نہیں تھی تو ویسے کوئی حدیث نہیں تھی اسیلئے ذکر نہیں کیا اب باب شروع کیا گیا ہے لفظ المعروف شریعت کے اندر ایسا عام لفظ ہے کہ اسکے اندر تمام وہ امور داخل ہیں جنکا شریعت نے حکم دیا ہے اب یہ کہ مصنف نے امر بالمعروف کا باب باندھا لیکن نہی عن المنکر کا باب مستقل نہیں کیا اسکی دو وجہ ہیں (۱) جب آدمی امر بالمعروف کرتا ہے تو اس کیلئے نہی عن المنکر لازم ہے لہذا جب ملزوم ذکر کردیا تو لازم خود بخود آگیا (۲) یہ عنوان بطور اکتفاء ہے — جمہور اہل سنت کے نزدیک امر بالمعروف اور نہی عن المنکر واجب ہے اگرچہ روافض نے اسکے وجوب کا انکار کردیا لیکن ان کا اختلاف اعتبار کے لائق نہیں ہے — یہ فرض کفایہ ہے اور بعض اوقات کے اندر فرض عین ہے — اب یہ مسئلہ کہ کس شخص پر امر بالمعروف واجب ہے یا مطلق واجب ہے علماء کے نزدیک مطلق واجب ہے اور مسئلہ کے اندر پیش کرتے ہیں افضل الجہاد کلمۃ حق عند سلطان جائر — ایک روایت لا یامر کا نزدیک امر بالمعروف مفید ہے اس کے ساتھ کہ امر کرنے والا خود بھی کرنے والا ہو ضروری نہیں اسکی ترغیب دیتے ہیں

۲۳۶ / ۶ ص ۲۳۶ **عن ابی سعید الخدری** اس حدیث کے اندر امر بالمعروف کے تین درجوں کا ذکر ہے جمہور کے نزدیک تینوں ہی امر
عام کے لئے ہیں یعنی اثبات ہیں ترتیب کے لئے بعض علماء کی رائے یہ ہے کہ یہ مراتب مختلف اشخاص کے لئے الگ
الگ ہے اول مرتبہ امراء کے لئے ثانی علماء کے لئے اور ثالث عوام الناس کے لئے ہے (۲) اسکی تاویل یہ
ہوگی کہ یہ تینوں مرتبے اللہ تعالیٰ کے ایک ایک کے [illegible] قاضی صاحب نے یہ بیان فرمایا کہ
اگر امر بالمعروف کرنے والا اس شی کو مٹا سکتا ہے اور اسکے متعلق کچھ علم رکھتا ہے تو وہ حکم کرے آخر
بنا جائز ہے اور اگر امر بالمعروف کے متعلق اسکو کچھ علم نہ ہو اور وہ امر مشتبہ ہو تو زبان سے خواہ مخواہ
۸ آخر بالمعروف نہ ہو [illegible] ذلک اضعف الایمان ملا علی قاری فرماتے ہیں کہ اضعف ثمرة الایمان ہے

ص ۲۳۶ **عن النعمان بن بشیر** اس حدیث کے اندر جو تشبیہ دی گئی ہے حقیقی ہے کہ حضور نے مشتبہ کے اندر دو
38 ۱۳ چیزیں ذکر کی ہیں ایک یہ کہ جو شبہ کے اندر پڑ گیا اس کو چاہیے کہ حذر کرے شبہ کے اندر حرام کے اور واقع فی الحرام
39 ص ۲۳۶ دونوں الگ الگ نہیں ہیں بلکہ ایک ہی شئ کے اندر ہے **عن اسامة بن زید** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ
امر بالمعروف کرنے والے کے لئے ضروری ہے کہ خود بھی پہلے اس معروف پر عمل کرے یہی ایک جماعت کی رائے ہے
لیکن محققین کے نزدیک یہ ضروری نہیں ہے کیونکہ معروف پر خود عمل کرنا اور دوسرے کو اسکا امر کرنا دونوں
41 ۱۹ ص ۲۳۶ الگ الگ فریضے ہیں **الفصل الثانی عن العرس** من شہدها کے متعلق امام غزالی فرماتے ہیں کہ
یہ اتفاقاً حاضر ہو جانا مراد ہے اور اگر قصداً تماشہ دیکھنے کے طور پر چلا گیا تو وہ بھی اس کے اندر داخل
ہوگا کیونکہ یہ ممنوع اور منہی عنہ ہے حضور کا ارشاد ہے لا تقفن عند رجل یقتل ظلما اگرچہ اس حدیث کو
42 ۲۲ ص ۲۳۶ ضعیف قرار دیا گیا مگر شواہد موجود ہیں جن کی وجہ سے ترقی آ گئی ہے **عن ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ**
اس حدیث پاک کا خلاصہ یہ ہے کہ قرآن کریم کی آیت علیکم انفسکم لا یضرکم من ضل اذا اهتدیتم
سے سمجھ میں آتا تھا کہ آدمی اپنے نفس کو محفوظ رکھے اور خود گمراہی سے بچتا رہے بس یہ اسکے لئے
کافی ہے اسکو امر بالمعروف کرنے کی ضرورت نہیں ہے تو حضور نے فرمایا کہ یہ آخر زمانہ پر محمول ہے کہ ایسا وقت
آئیگا کہ اس وقت اپنی ہی حفاظت ضروری ہوگی امر بالمعروف ضروری نہ ہوگا ورنہ ہر وقت امر بالمعروف
کا حکم ہے یا یہ آیت محمول ہے امر بالمعروف کرنے کے بعد یعنی جب کوئی شخص امر بالمعروف کر دے تو
اگر وہ اسکے حکم پر عمل نہ کرے تو تم پر کوئی ضرر نہیں ہے کہ اسکو مجبور کرو بلکہ اپنی خود اپنی حفاظت کرو
نہ فکر کرو یہ ہے جو امر بالمعروف ضروری نہ ہو یا محمول ہے اسکا محل آخر زمانہ ہے یا امر بالمعروف کرنے کے بعد ہے

45 ۲۴۷ / ۱۱ ص ۲۳۶ **عن ابی سعید** والا غیر الکبرٰی [illegible] مقصود امیر کے غیر شرعی امور کی مذمت کو بیان کرنا ہے (۲) قاضی
عیاض مالکی نے رحمۃ اللہ علیہ اور مطلب یہ نقل فرمایا کہ رعیت کو امیر کے عذر کرنے سے شروع ہو گیا ہے لیکن اول
مطلب راجح ہے کیونکہ امام نووی نے اسی کو صحیح قرار دیا ہے اسکے علاوہ مخصوص کا [illegible] نے بیان فرمایا کہ ولیتارکن
بالارض دوسرا مطلب یہ ہے کہ زمین میں بیٹھ جائے کیونکہ زمین کے اندر اللہ ہے تو اسکا اثر کچھ آئیگا
(۳) تیسرا مطلب یہ ہے کہ سجدہ کے اندر پڑ جائے امام غزالی نے اسکو بیان فرمایا اس حدیث کا راوی علی بن زید
46 ۲۴۸ / ۳ ص ۲۳۸ بن جدعان ہے اور ضعیف ہے **عن ابی البختری** لن یهلک الناس حتی یعذروا الخ اسکا ایک مطلب ہے
کہ ان لوگوں کے گناہ زیادہ ہو جائیں (۲) یا اعمال کا خاتمہ ہو جائے تو مطلب ہے کہ کوئی عذر نہ رہے اور عذاب کے مستحق ہو جائیں

کتاب الرقاق

۴۳۹
۹ حضرات محدثین کا دستور ہے کہ وہ ایسی احادیث کو جو قلب کے اندر رقت پیدا کرنے والی ہوتی ہیں کسی ایک مستقل باب
کے اندر ذکر فرماتے ہیں اور بعض نے اس کا نام کتاب الرقائق جمع کے صیغہ کے ساتھ اور بعض نے مفرد کیا تو یہی کتاب الرقاق
۹ کتاب الزہد سے بھی موسوم کرتے ہیں اور یہ صفت ہے موصوف محذوف کی ای الاحادیث الرقائق اور رقاق رقیق کی جمع
ص ۴۳۹
5155 ہے جیسے ای الاحادیث المرقق۔ عن ابن عباسؓ اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ آدمی کے اندر ایسی نعمتیں ہوتی ہیں
کہ صحت اور فرصت دونوں جمع ہو جاتی ہیں اگر آدمی غنی ہوتا ہے تو صحت اس کو نصیب نہیں ہوتی بلکہ مریض ہو جاتا ہے
اور اگر کوئی شخص تندرست ہوتا ہے تو عام طور سے غریب اور نادار ہوتا ہے لہذا اگر کسی کے اندر دونوں نعمتیں
جمع ہو جائیں تو اس کو چاہیے کہ وہ اللہ کا شکر ادا کرے تو وہ ایسی صورت کے اندر مغبوط ہوگا یعنی اس قابل
ہوگا کہ دوسرے لوگ اس پر غبطہ کریں اور اگر وہ خدا کا شکر گزار نہ ہوا تو وہ مغبون اور خسارہ کے اندر ہوگا۔
ص ۴۳۹
56 عن جابرؓ بجدی اسک میت اسک کی تین تفسیریں ہیں (۱) الذی لیس اذنان (۲) صغیر الاذنین (۳) مقطوع الاذنین ۱۳
ص ۴۳۹
60 عن ابی ہریرہؓ الدنیا سجن المؤمن وجنة الکافر اس کا ایک مطلب یہ ہے کہ مومن اس عالم میں دنیا کے اندر بلایا ۱۵
اور مصیبت کے اندر مبتلا رہتا ہے بخلاف کافر کے کہ وہ راحت و آرام کے اندر رہتا ہے دوسرا مطلب یہ ہے کہ
مومن دنیا سے جلدی سے نکلنے کی کوشش کرتا ہے جیسے قیدی جیل خانہ سے جلدی نکلنا چاہتا ہے بخلاف کافر
کے کہ وہ دنیا کے اندر رہنے کا اسباب اور سامان تیار کرتا رہتا ہے اب یہ اشکال ہوتا کہ بعض مسلمان
مالدار اور غنی ہوتے ہیں اور کافر نہایت غریب اور مصیبت کے اندر ہوتے ہیں تو یہ حدیث کے خلاف ہوگی تو
اس کا جواب دیا کہ یہاں حدیث کا ایک اور تیسرا مطلب ہے اس کو اختیار کیا تو اشکال نہیں ہوگا وہ یہ کہ دنیا کا آرام
آخرت کی نعمتوں اور راحتوں کے مقابلہ میں ایسا ہے جیسے قید خانہ کا سامان اور غیر قید خانہ کے مقابلہ میں ہوتا ہے
ص ۴۳۹
61 وعنه قال حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا کے طلب کرنے والے کو عبد الدینار اور عبد الدرہم کہا اور بد دعا دی ۲۰
کیونکہ جیسے بندہ اپنے مولی کی رضامندی کی تحصیل اور اس کو راضی رکھنے کی فکر رکھتا ہے اور طلب رکھتا ہے
ایسے ہی یہ شخص دنیا کی طلب رکھتا ہے تعس اس کی تفسیر مختلف ہیں (۱) خیبت خسران شقاوت
ہلاکت مرتعلی وجہہ منہ کے بل گرنا بعض لوگوں نے انتکس کو بھی تعس کا ہم معنی قرار دیا ہے اور بعض نے
فرق کیا کہ تعس کے معنی منہ کے بل گرنا اور انتکس کے معنی سر کے بل گرنا۔ قاضی عیاض مالکی نے بعض حضرات سے انتقش
نقل کیا بالشین المعجمہ ایسے کہ یہ حضور کی جانب سے بد دعا ہے لیکن چونکہ یہ صحیح انتکس ہے اور حضور کی طرف سے بد دعا
طوبی حافظ زکی الدین منذری نے علماء سے نقل کیا ہے کہ اس کے معنی مختلف ہیں (۱) جنت کا نام ہے (۲) کسی درخت کا
نام ہے (۳) ہر اچھی شی اس سے مراد ہے ان کان فی الحراسة کان فی الحراسة یہ شرط و جزا ایک کا اتحاد لازم آتا ہے
اس کا جواب دیا کہ جزا کے اندر ایک لفظ محذوف ہے ای کان فی ثواب الحراسة جزا سے تعظیم بیان کرنی مقصود
ص ۴۴۰
61 اتحاد ہے جیسے شعری شعری ہے **الفصل الثانی عن ابی ہریرہؓ** اس حدیث کے اندر فرمایا کہ احسن الی جارک تکن مومنا ۴۴۰/۲۱
اس کو سمجھ میں آیا کہ مومن ہونا احسان پر موقوف ہے اس کا جواب دیا کہ یہاں ایمان سے کامل مراد ہے جیسے لا صلاة الا
ص ۴۴۰
63 مراد ہے عن جابرؓ [illegible] یہ نہی کا صیغہ ہے اور [illegible] کا صیغہ دونوں [illegible] ۲۷
اندر مبادرة نہ ہوگی تو ورع کی تعریف علامہ راغب نے کی ہے کہ ترک التسرع الی تناول اعراض الدنیا اس کے تین

ص۹۰م 573

۲۳۱/۲ ترتیب میں اولی و احسن یہ ہے کہ کلام سے بچا جائے یہ جو علماء مکروہ کہتے ہیں (ادھم) مندوب ہے کہ مشتبہات سے احتراز کیا جائے

74 یہ تو مستحب کہتے ہیں اور سوم مباحات سے احتراز کیا جائے یہ خواص کرتے ہیں ص۲۱۱ **عن عمرو بن میمون** عن رجل الخ

۷ شیخ جیلی غنیۃ الطالبین کے اندر تحریر فرماتے ہیں کہ یہ رجل حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہ ہیں لیکن تتبع و تلاش کے

76 کسی اور جگہ اسکی سند نہیں مل سکی ص۲۱۱ **وعنہ قال** الا ذکر اللہ الخ اس پر اشکال ہے کہ یہ استثناء کلام موجب کے

اندر واقع ہے اور جو ایسا استثناء منصوب ہوتا ہے لہذا اس کا رفع کی کیا وجہ ہے؟ جواب یہ ہے کہ یہاں عبارت

محذوف ہے لا یجی الا ذکر اللہ اور یہ کلام منفی ہے لہذا مرفوع ہے دوسرا جواب یہ ہے کہ محدثین کے یہاں منصوب کے اندر

بھی ایک یہ کر سکتے ہیں تو الف علامت نصب لکھا جائے اور بعض حضرات یہ ہے کہ اس الف کو ترک کر دیتے ہیں لہذا

یہاں حقیقۃ وہ منصوب ہے لیکن الف کو ترک کر دیا ہے اور تیسرا جواب یہ ہے کہ اس کے اندر حدیث حضرت جابر کی طرز

جس کے اندر حروفات منصوبات کی جگہ مرفوع ہے اور دلیل اس کے منصوب ہونے کی ابن ماجہ شریف کی روایت ہے وہاں الفاظ

78 منصوبا مروی ہیں دونوں احادیث کا ترجمہ ایک ہے ص۲۱۱ **عن ابن مسعود** لا تتخذوا الضیعۃ الخ ضیعہ کے معنی پیشہ اور ۱۱

صناعت کے ہیں اور دوسرے معنی ہیں زمین کھیتی باغات وغیرہ مثلا ہیں اس پر اشکال ہوا کہ حضور نے سامان وغیرہ رکھنا

منع فرما دیا حالانکہ ترقی کیلئے چھوڑنا ثابت ہے اس کا جواب یہ ہے کہ یہاں توغل کی نفی کی گئی ہے۔

82 ص۲۱۱ **عن خباب** فی ھذا التراب الخ اس کی مصداق میں اختلاف ہے (۱) بناء اول ہے (۲) مکانات مراد ہیں یہی ۱۸

راجح ہیں کیونکہ ابن ماجہ کے اندر فی ھذا التراب کے بعد او قال فی البناء وارد ہوا ہے۔ ملا علی قاری شیخ عبد الحق محدث دہلوی

فرماتے ہیں کہ اس کا حاجت سے زیادہ جو بناء ہو وہ مراد ہے۔ حکیم ترمذی نوادر الاصول میں تحریر فرماتے ہیں کہ اس سے

مطلقا بناء مراد ہے اول قول کی تائید اس کے بعد والی حدیث سے ہوتی ہے جس کے اندر قبہ صحابی پر آپ نے نکیر فرمائی ہے

26 ص۲۳۲ **عن عثمان** جلف یہ خود واحد جمع دونوں ہو سکتا ہے اول کے ٹکڑے کو کہتے ہیں اور ابن الاعرابی فرماتے ہیں کہ ۲۳۲/۲

92 روٹی بغیر سالن کے ہے برتن کو کہتے ہیں یہاں ظرف بول کر مظروف مراد ہے ص۲۳۲ **عن المقدام** اس حدیث سے معلوم ۲۰

ہوا کہ کھانے [illegible] کے وقت آدمی کو چاہئے کہ وہ اپنے پیٹ کو تین خانوں پر (حصوں) منقسم کر دے

(۱) ایک ثلث کے اندر کھانا دوسرے کے اندر پانی تیسرے کے اندر سانس لینے کیلئے۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں آدمیوں

ایک فرقہ ہے وہ یہ کہتا ہے کہ گردن تک کھانا چاہئے اور پانی اپنی جگہ خود کر لے گا اور سانس لینے جگہ کی ضرورت

نہیں ہے آتے جاتے رہے گا اب اس حدیث پر ایک اشکال ہے کہ اس سے معلوم ہوا کہ پانی پینے کی ایک مقدار خاص ہے اور

ایک مرتبہ آپ کے لشکر کے اندر پانی کم ہو گیا تو حضور نے ایک برتن پانی میں رکھا کر اپنی انگلیاں اس کے اندر ڈالدیں حضرت

جابر فرماتے ہیں کہ ان انگلیوں سے پانی نکلنا شروع ہو گیا اور ہم نے بے انتہا خوب پانی پیا تو دونوں کے اندر تعارض ہو گیا

اس کا جواب یہ ہے کہ اس حدیث کے اندر عام اعتیاد کا حکم بیان کیا گیا ہے اور حضرت جابر کی روایت [illegible] ہے

دوسرے یہ کہ اس حدیث سے تقلیل طعام کی طرف اشارہ ہے اور ایک حدیث کے اندر ہے کہ تعشوا ولو بکف حشف

یعنی شام کو کھانا ضرور کھاؤ خواہ ادنی کھجوروں کی مٹھی سے ہو تو اس حدیث کے عموم سے معلوم ہوا کہ کھانا کھاؤ تو دونوں کے

عموم کے اندر تعارض ہے جواب یہ ہے کہ اس حدیث کے اندر تو قلت سے مراد ہے لہذا کم کھاؤ اور دوسری حدیث

کے اندر اکثار اور زیادتی کا ذکر کیا گیا ہے کہ آپ نے جس کی بناء پر تعارض ثابت کر دیا جواب یہ ہے کہ وہ حدیث موضوع ہے

ص ۱۰۴

ص ۴۴۴

۲۴۳ ۶ عن ابن مسعود اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کل لوگوں کے دن پانچ کا سوال ہوگا اور حضرت ابن ایک حدیث ہے 5197
کہ ستر ہزار آدمی بغیر حساب و سوال کے جنت کے اندر جائیں گے اسکا جواب ابو العباس قرطبی نے دیا کہ اس حدیث
کا عموم اس دوسری حدیث سے خاص ہے اور ایسے ہی وہ لوگ جو بغیر حساب کے جنت کے اندر جائیں گے خارج ہیں

ص ۴۴۳

۲۰ الفصل الثالث عن ابی امامة اس حدیث پر اشکال یہ ہے کہ اس سے معلوم ہوا کہ ایک دو درہم کا چھوڑنا بھی موجب 5202
عذاب ہے حالانکہ شریعت کے اندر اتنی مقدار معفو عنہ ہے جواب دیا کہ یہ دونوں رجل اہل صفہ میں سے تھے
تھے اور یہ لوگ فقراء کہلاتے تھے تو انہوں نے اپنے کو ظاہراً فقیر دکھلایا اور باطن کے اندر ~~[illegible]~~ یہ چھپا رکھا

ص ۴۴۵

۲۴۵ ۲۶ اس لئے آپ نے یہ وعید بیان کی عن معاذ بن جبل اس حدیث سے معلوم ہوا کہ شہادت کے وقت اگر بڑا 27
نیچے اور چھوٹا اوپر ہو تو کوئی مضائقہ نہیں ہے اور مشہور جو ہے وہ اس لئے کہ [illegible] زیادہ [illegible] اگر بڑا اوپر ہو [illegible]

۹ باب فضل الفقراء وما كان من عيش النبي صلى الله عليه وسلم

فقر فقدان سے ماخوذ ہے کہ کسی چیز کو کھو دینا کیونکہ فقیر کی وجہ سے ٹوٹ جاتا ہے اسمیں ایک مسئلہ مختلف فیہ ہے کہ فقیر
افضل ہے یا غنی اس بات کے اندر اتفاق ہے کہ فقیر اگر صابر نہ ہو بلکہ جزع فزع ہو تو وہ افضل نہیں اور اگر
غنی کے اندر شکر اور حلم نہ ہو تو وہ افضل نہیں ہے اب دونوں غنی شاکر اور فقیر صابر پایا جائے تو کون افضل
ایک جماعت کی رائے ہے کہ فقیر صابر افضل ہے اور ان کے مستدل اس باب کی جملہ احادیث ہیں اور دوسری
جماعت کے نزدیک غنی شاکر افضل ہے ان کا استدلال اس حدیث سے ہے کہ جس کے اندر ہے کہ فقراء مہاجرین
نے آکر عرض کیا کہ حضور یہ مالدار لوگ ہم سے بڑھ جائیں گے اور ہم پیچھے رہ جائیں گے تو حضور نے ان کو تسبیح وغیرہ
کی تعلیم دی انہوں نے دوبارہ آکر عرض کیا کہ اس کی تعلیم تو ان اغنیاء نے سن لی اور وہ بھی اس پر عمل کرنے
لگے آپ نے فرمایا ذلك فضل الله يؤتيه من يشاء۔ ایسے ہی ایک حدیث کے اندر سعد بن مالک سے آپ نے فرمایا
کہ امسك عليك بعض مالك اور اس قسم کی روایات متعددہ سے غنی کا افضل ہونا معلوم ہوتا ہے ایسے ہی ایک
روایت کے اندر ہے کہ آپ نے فرمایا کہ ایک زمانہ آئے گا کہ مال والا ہی اس وقت نفع دے گا۔ بعض لوگوں نے کہا کہ
مالداری اور فقیری کا معیار علیحدہ قائم نہیں ہو سکتا بلکہ بہتر یہ ہے کہ خود حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی
سیرۃ مبارکہ کو دیکھیں گے کہ انہوں نے فقر کے اندر زندگی بسر کی یا غنی کے اندر اور آپ نے خود اپنے لئے فقر کے اندر بسر کی
لہذا فقر افضل ہے لیکن ان لوگوں کا یہ استدلال صحیح نہیں ہے کیونکہ سیر اور تاریخ کی کتب سے معلوم ہوتا ہے کہ
اکثر صحابہ مالدار تھے۔ علامہ ابو العباس قرطبی فرماتے ہیں کہ نہ غنی افضل ہے اور نہ فقر بلکہ کفاف افضل ہے
لیکن یہ فیصلہ ہمارے بحث سے خارج ہے کیونکہ غنی اور فقر کے اندر بحث ہے اور یہ تو متوسط درجہ ہے الحاصل

ص ۴۴۶

۱۰ کے نزدیک فقر ہی افضل ہے الفصل الاول عن ابی ھریرة رب اشعث مدفوع بالابواب اسکا ایک مطلب یہ ہے کہ 31
قسم کھا لے تو اللہ تعالی پوری کر دیتا ہے (۲) قسم کھانے سے ہوگا کہ یہ کام تمہارے [illegible] ہو

ص ۴۴۶

۱۸ (۳) حقیقی قسم مراد نہیں ہے بلکہ عن عبد الله بن عمرو اس حدیث کے اندر ہے المعین چالیس 35
اور دوسری حدیث کے اندر پانچ سو کا ذکر ہے لہذا یہ فقراء کے اختلاف پر مبنی ہے اور یہ کہ یہ اپنے عموم کی وجہ سے
انبیاء کو بھی شامل ہے کہ جو مالدار اور غنی تھے اسکا جواب یہ ہے کہ وہ اسکے مستثنی ہیں فقط واللہ اعلم

5239 ۳۴۷/۲ عن انس رضی اللہ عنہ ـ رھن درعہ عند یہودی و اخذ منہ شعیراً الخ ۔ یہ یہودی بنو ظفر کا رہنے والا تھا ابو الشحم اس کا نام ہے اور
حضور نے تیس ۳۰ صاع اس سے شعیر لیا تھا اور کسی روایت کے اندر بیس ۲۰ ہے حافظ نے جمع کیا کہ بیس ۲۰ سے زیادہ اور
تیس ۳۰ سے کم تھا آگے فرماتے ہیں ولقد سمعتہ یقول الخ علامہ کرمانی فرماتے ہیں کہ یہ حضرت قتادہ کا مقولہ ہے
اور سمعتہ کا مرجع ان کے استاد حضرت انس رضی اللہ عنہ ہیں ان کی طرف سے حافظ فرماتے ہیں کہ یہ مقولہ حضرت
انس کا ہے اور ضمیر کا مرجع حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ہیں علامہ عینی نے حافظ کے قول کی تردید کرتے ہوئے علامہ
کرمانی کے قول کو راجح قرار دیا کیونکہ حضور سے ایسا مقولہ بعید ہے۔ لیکن یہ تردید صحیح نہیں بلکہ جو بات حافظ
نے فرمائی وہ صحیح ہے اس کی دلیل اس کی مسند احمد کی روایت ہے جس کے اندر صراحۃً ہے کہ سمعت رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم یقول مراراً والذی نفس محمد بیدہ ما اصبح عند آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم صاع بر الخ حافظ ابن حجر
41 ۹ نے اسی مطلب کو راجح قرار دیا ہے عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ رأیت سبعین من اصحاب الصفۃ الخ صفہ اس چبوترہ
کو کہتے ہیں جو مسجد نبوی کے اندر بنا ہوا ہے اور جس پر وہ فقراء صحابہ کرام رہتے تھے جن کا کوئی مسکن وغیرہ نہ ہو سوائے
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے یہیں تھا ان کی تعداد کے اندر علماء نے مختلف قول نقل کیے ہیں اس کے اندر ستر ۷۰ سے
بعض لوگوں نے تین سو ۳۰۰ نقل کیا۔ بیر معونہ کے اندر ستر صحابہ قتل کر دیئے گئے تھے وہ اصحاب صفہ میں سے تھے اور ان
ستر کے علاوہ تھے جن کا ذکر اس حدیث کے اندر ہے۔ بعض نے کہا کہ چار سو تک ان کا عدد پہنچتا ہے
44 ۱۶ الفصل الثانی عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم علامہ ابن الجوزی اور علامہ قزوینی نے اس حدیث کو موضوع قرار دیا ہے
حافظ علاء الدین کیکلدی نے قزوینی پر رد کیا اور اس حدیث کو ثابت قرار دیا ہے ایسے ہی دوسرے علماء نے
جن میں علامہ جلال الدین سیوطی بھی ہیں علامہ ابن الجوزی کا تعاقب کیا اور کہا کہ یہ حدیث ثابت ہے
جن لوگوں نے اس حدیث کا انکار کیا اس کی وجہ وہ یہ بیان کرتے ہیں کہ اس حدیث کے اندر فقر کا سوال
کیا گیا ہے حالانکہ ایک حدیث کے اندر ہے کہ کاد الفقر ان یکون کفراً لہٰذا حضور فقر کا سوال کیسے کر سکتے ہیں
لیکن اس کا جواب یہ ہے کہ یہاں مسکنت سے مراد مسکنت قلبی جس کو تواضع کہتے ہیں وہ مراد ہے اس
ایک تنبیہ: [illegible] النسۃ پر عام طور سے یہ مشہور ہے کہ الفقر فخری حدیث ہے حالانکہ یہ حدیث نہیں ہے
ابن تیمیہ سے اس کے متعلق سوال کیا گیا تو فرمایا کہ کذب لا یوجد فی کتب المسلمین حافظ وغیرہ نے بھی اس کو کذب قرار دیا
53 ۳۲۱/۷ عن انس رضی اللہ عنہ اس حدیث کے اندر علماء کا اختلاف ہے اور کوئی محل [illegible] کا معلوم نہیں ہو سکا اس کے اندر ایک
واقعہ کا ذکر ہے اور اس کی مدت ثلاثون یوم ولیلۃ تک بیان کی گئی ہے۔ حضور فرماتے ہیں کہ مجھے اس واقعہ کے
اندر ایسی تکلیف اور مشقت پہنچائی گئی کہ شاید کسی کو نہ پہنچائی گئی ہو اور حضور کے ساتھ بلال بھی تھے بعض
لوگوں نے کہا کہ اس کا ہجرۃ الی المدینہ کا واقعہ مراد ہے کیونکہ اس وقت اہل مکہ نے آپ کو تکالیف پہنچائیں لیکن
اس پر اشکال ہے کہ وہاں تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے علاوہ پورے سفر کے اندر کوئی ساتھی نہ تھا
لہٰذا حضرت بلال کا ذکر کیسے ہو سکتا ہے۔ بعض لوگوں نے کہا کہ طائف کا واقعہ ہے کیونکہ قیام مکہ کے زمانہ میں کبھی کبھی آپ طائف
کی طرف جاتے اور وہاں کے سردار عبد یالیل سے دعوت طلب کی لیکن اس کمبخت خبیث نے
اپنے پیچھے بچوں کو لگا دیا وہ آپ کو گالیاں دیتے اور پتھر پھینکتے وغیرہ خوب مارتے جس سے آپ کی [illegible]

5253 حضور اکرم کو دیر ہوگئی اور آپ کے ساتھ حضرت زید بن حارثہ تھے جو آپ کی حفاظت کرتے تھے اسکے بعد آپ واپس آنے لگے تو
ایک درخت کے نیچے آرام کی غرض سے ٹھہرے تو حضرت جبرئیل علیہ السلام نازل ہوئے اور عرض کیا کہ اگر حکم دیں تو میں دونوں
پہاڑوں کو ملا کر اس بستی کے لوگوں کو کچل دوں آپ نے منع فرمایا ارشاد فرمایا ممکن ہے ان کی اولاد میں کوئی اللہ کا نام لیوا
پیدا ہو جائے تو یہ مکمل واقعہ ہے بعض لوگوں نے یہ اد لیا اب اس پر اشکال ہے کہ اسکے اندر حضرت زید ساتھ تھے
حضرت بلال کہاں تھے اور حدیث کے اندر بلال کا ذکر ہے لہذا دونوں واقعات کو منطبق کہاں ہوا۔ اب اسکے اندر توجیہات
مشہور ہیں ملا علی قاری فرماتے ہیں کہ ممکن ہے کہ اس واقعہ کے اندر حضرت زید بن حارثہ کے ساتھ حضرت بلال بھی
ہوں لیکن ایک کے ذکر پر اکتفاء کر لیا ہو۔ بعض لوگوں نے دوسرے احتمالات میں سے ایک یہ بیان کیا کہ اس حدیث کے
اندر تصحیف ہوگئی ہے بلال کو عیال کی جگہ لکھ دیا ہے در اصل عیال کا ذکر ہے اور مکہ کے اندر ہی کوئی واقعہ پیش آیا
ہوگا لیکن اس حدیث کے اندر اختلاف کثیر ہے کہ کیا مراد ہے نیز ثلثون میں اسکی تعیین میں دن مراد ہیں یا تیس دن
چنانچہ ایک روایت کے اندر تین دن ہے اور جو تیس دن کہتے ہیں وہ یوں توضیح کرتے ہیں کہ اس کو پورا ماہ مراد ہے
54 بلکہ نصف ماہ مراد ہے بعض کہتے ہیں کہ پورا ماہ مراد ہے عن ابی طلحة صہ ۲۲۸ فرفعنا عن بطوننا عن حجر حجر ۲۴۸/۱۱
اس پر اشکال ہے کہ قاعدہ نحویہ ہے کہ ایک جنس کے دو حرف جار ایک فعل کے متعلق نہیں ہو سکتے لہذا اس عبارت کی
اصلاح کیا ہے؟ اسکا جواب علامہ طیبی نے دیا کہ یہاں رفعنا کے اندر تضمین ہو کر کشفنا کے معنی ہیں اور عن بطوننا کا
متعلق ہے اور عن حجر کا متعلق کشفنا کا مصدر کشفا ہے ای کشفنا عن بطوننا کشفا عن حجر حجر۔ اس سے
معلوم ہوا کہ بھوک کے وقت یہ لوگ پیٹ پر پتھر باندھ لیا کرتے تھے الانسان کی جبلہ اور حدیث کا ابن حبان نے انکار
کر دیا اور استدلال کرتے ہیں صحیح بخاری و مسلم کی روایت سے کہ یطعمنی ربی ویسقینی الخ لہذا جب آپ کو اپنے
رب کھلا دیتے پلاتے رہتے ہیں تو بھوک کی وجہ سے شدۃ جوع کا کیا مطلب ہے ہماری طرف سے جواب یہ ہے کہ آپ کے اندر
بھی تو صحیحین کی روایت موجود ہے کہ ایک مرتبہ حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما آپ کو آپ شدت جوع کی وجہ سے نکلے
اور آپ حضرت ابو ایوب انصاری کے مکان پر تشریف لے گئے اور جلد واقعہ گذر گیا ہے تو اس سے معلوم ہوا کہ حضور کو بھی
جوع لگتی ہے۔ ہو ذرا ابن حبان نے اپنے مذہب کی بنا پر حدیث کی توجیہ یہ کی کہ یہ حجر بالراء المہملہ نہیں ہے
بلکہ بالزاء المعجمہ ہے حجز کہتے ہیں کمر کو لہذا حدیث کا مطلب ہے کہ آپ کمر پر پٹکہ باندھ لیتے تھے لیکن یہ سب
توجیہات غلط اور تشبیل لا یعنی ہے اب یہ کہ پتھر بھوک کے اندر کیوں لگایا جاتا ہے اسکی علماء نے چند وجوہ بیان کی
(۱) خوش شکمی کی وجہ سے کمر کی ہڈی جھک جاتی ہے اس کو سیدھا رکھنے کیلئے اسکو رکھتے ہیں (۲) معدہ کے اندر خالی ہونے کی
وجہ سے حرارۃ پیدا ہو جاتی ہے اور پتھر کے اندر ایک قسم کی برودۃ ہوتی ہے تو اس سے اسکی حرارۃ ختم ہو جاتی ہے
57 (۳) عرب کے اندر ایک خاص قسم کا پتھر ہوا کرتا ہے تھا جو بھوک کے روکنے میں کچھ دخیل ہوتا تھا الفصل الثالث
عن ابی عبد الرحمن صہ ۲۴۸ ان کا نام عبد اللہ بن یزید ہے اور سلیمان سے مراد حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ ہیں ۱۹
64 عن انس صہ ۲۴۹ حبب الی الطیب والنساء الخ بعض علماء نے یہ اسلوب نقل کیا کہ ۲۴۹/۹
حبب الی من دنیاکم ثلاث الخ علامہ سخاوی فرماتے ہیں کہ میں اس لفظ ثلث کی زیادتی پر کسی جگہ واقف
نہیں ہوسکا سوائے احیاء العلوم کے کہ اسکے اندر دو جگہ حضرت امام غزالی نے اس کی زیادتی کو روایت کیا ہے

اور علامہ زمخشری نے ایک جگہ کشاف میں اسکو روایت کیا ہے۔ عبد ضعیف کہتا ہے کہ امام غزالی نے دو جگہ نہیں بلکہ تین جگہ اس روایت کو نقل کیا ہے ایسے ہی زمخشری کے علاوہ امام رافعی۔ اور شیخ عبد القادر جیلانی نے بھی اس روایت کو مع ثلاث کی زیادتی کے نقل کیا ہے۔ اب یہ کہ روایتی حیثیت سے کیا یہ ثابت ہے یا نہیں علامہ جمہور محدثین کے نزدیک یہ زیادتی ثابت نہیں اور وجہ اسکی یہ ہے کہ اس صورت کے اندر ثلاث میں چونکہ نماز داخل ہے لہذا لازم آئیگا کہ نماز بھی دنیا میں سے ہو جیسے عورتیں اور خوشبو۔ لیکن اگر اس زیادتی کو ثابت مان لیا جائے تو پھر علماء نے اسکے اندر مختلف توجیہات کی ہیں (۱) من دنیاکم میں لفظ من فی کے معنی میں ہے ~~یعنی دنیا میں~~ تو مطلب ہے کہ دنیا میں مجھے تین چیزیں محبوب ہیں (۲) من کو من صلی کے اندر رکھا جائے اور نماز اس صورت کے اندر دنیا میں سے ہوگی اس اعتبار سے کہ وہ دنیا کے اندر واقع ہوتی ہے (۳) بعض نے کہا ثلاث میں سے دو کا ذکر ہے ایک النساء اور ایک الطیب اور تیسرا امر محذوف ہے نماز ان تین میں سے نہیں ہے چنانچہ نماز کے متعلق حضور نے عنوان بدل دیا اور فرمایا وجعلت قرة عینی الخ اس سے معلوم ہوا کہ یہ الگ ہے اب یہ کہ وہ امر ثالث کیا ہے اس کے اندر علماء کے دو قول ہیں ایک یہ کہ وہ طعام ہے جیسا کہ اسکا پتہ حضرت عائشہ کی حدیث کے اندر گزرا اور دوسرا قول یہ ہے کہ وہ خیل ہے جیسا کہ نسائی کی ایک روایت کے اندر ہے لیکن صحیح یہ ہے کہ یہ زیادتی ثابت نہیں ہے کہ احتیاج توجیہ ہو۔ اب یہ کہ حضور کو نساء محبوب کیوں تھیں اسکی علماء نے چند وجوہات بیان کی ہیں چند وجوہات یہ ہیں (۱) ان عورتوں کی تزوج کی تکثیر رہے (۲) تاکہ ان عورتوں کی کفالت ہو سکے کیونکہ اکثر ان میں بیوہ تھیں (۳) قبائل عرب سے رشتہ قائم رہے (۴) دعوت دین زیادہ ہو (۵) اخلاق طیبہ گھروں کی طرف منتقل ہوں (۶) سنن النکاح من سنتی ہے مرسلین کی اور آپ کو حکم ہے فبهداهم اقتده (۷) امت کے اندر اضافہ ہو (۸) ان عورتوں کے ذریعہ گھروں تک تعلیمات پہنچیں اور خوشبو سے محبت بھی اسی بنا پر تھی ہے (۱) خود آپ ذاتی طور پر طیب تھے اور خوشبو بھی طیب ہے (۲) اس سے دماغ کے اندر قوت ملتی ہے (۳) فرشتے آپ کے پاس آتے تھے اور ان کو بھی خوشبو پسند ہے (۴) شیطان اسکی وجہ سے بھاگتا ہے۔ اسکے آگے فرمایا وجعلت قرة عینی الخ قرة یا قرار بمعنی سکون سے ماخوذ ہے یا قُر بمعنی برودة سے ماخوذ ہے فی الصلوة اسکا تعلق کے اندر اختلاف ہے ابوبکر فورک فرماتے ہیں کہ اس سے حقیقی معنی مراد ہے یعنی ہر دو اسے کہ جیسے الاکول سے کہ وہ اپنے محبوب ہوا سکے شایان شان رحمت نازل فرماتا اسے جو رحمت اللہ تعالیٰ اپنے خاص حبیب پر نازل فرماتے ہوں گے وہ یقیناً اس قابل ہوگی کہ اس سے سکون اور ٹھنڈک حاصل ہو اور بعض لوگوں نے اسکے صلوة موصوف مراد لی ہے یعنی اسکی بات ہو فرمایا کہ میرا دنیا سے کوئی تعلق کہ

باب الامل والحرص

(الفصل الاول)

74 عن ابن عمر بمنکبی حدیث کی ایک روایت کے اندر منکبی واحد ہوا ہے اس سے معلوم ہوا کہ ایک ہی کندھا مراد ہے کن فی الدنیا کانک غریب او عابر سبیل کے اندر او شک کیلئے نہیں بلکہ تنویع ہے اس ترقی کیلئے ہے بل کے معنی میں ہے یعنی دنیا کے اندر ایسے رہنا چاہئے کہ گویا کہ وہ مسافر کی طرح دوسری جگہ چلا جائیگا بلکہ اسکی بھی زیادہ

5273 جاہیے کہ مسافر تو ایک دو دن قیام کا ارادہ بھی کرتا ہے مگر میں تو راستہ طے کرنے والے کی مانند ہوں [illegible] نے فرمایا کہ
رواہ البخاری یہ صحیح نہیں ہے بلکہ یہ روایت امام احمد کی مسند ترمذی ابن ماجہ بیہقی کے اندر ہے اور دوسرے الفاظ ترمذی کے
۲۵۰/۹ الفصل الثانی عن ابن عباسؓ کان یھریق الماء [illegible] پیشاب کرتے تھے [illegible] اور پھر تیمم کیا [illegible] 76
[illegible] علامہ اشرف نے اسکا مطلب یہ بیان کیا کہ آپ پانی استعمال کرتے تھے ملا علی قاری نے اس توجیہ کو غلط قرار دیا ہے
چنانچہ ایک روایت کے اندر ہے ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بال ثم تیمم [illegible] اپنی مسند کے اندر اس
۱۵ کو نقل کیا ہے لیکن اس حدیث کے اندر ایک راوی حسین بن قیس نامی ضعیف ہے عن ابی ھریرۃ اس حدیث کا مطلب 79
یہ ہے کہ عام طور پر میری امت کے لوگوں کی عمر ساٹھ اور ستر سال کے درمیان رہے گی۔ بعض لوگوں نے اسکا مطلب بیان کیا کہ
[illegible] ساٹھ اور ستر کے درمیان ہے جیسا کہ [illegible] الفاظ [illegible] لیکن یہ صحیح نہیں ہے

۲۵۰/۲۴ باب استحباب المال والعمر للطاعۃ (۱) الفصل الاول

عن سعدؓ اس حدیث سے ان لوگوں نے استدلال کیا ہے جو کہتے ہیں کہ غنی افضل ہے فقیر سے اور کہتے ہیں کہ اس حدیث
کے اندر غنی سے یا تو مال کا غنی مراد ہے یا قلب کا۔ اول صورت کے اندر تو استدلال ٹھیک ہے اور ثانی صورت کے اندر اپنے عموم
۲۵۱/۱ کی وجہ سے غنی مال کو بھی شامل ہوگا الفصل الثانی عن عبید بن خالد آخی بین رجلین یہ دونوں آدمی قبیلہ 86
قزاعہ کے اندر ایک بطن ہے جسکا نام بہز ہے اسکے رہنے والے تھے اس روایت کے اندر ایک جمعہ کا ذکر ہے لیکن
مسند [illegible] کے اندر ایک سال کا ذکر ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ایک آدمی اگر شہید ہو جائے
اور دوسرا اسکے بعد اعمال کرتا رہے تو اسکا درجہ بڑھ جائیگا حالانکہ شہید کی فضیلت اتنی بیان کی گئی ہے کہ جس سے
معلوم ہوتا ہے کہ اس سے بڑھکر درجہ نہیں ہے ایک روایت کے اندر ہے کہ جہاد ایک سال کے روزوں سے افضل ہے ایک
روایت کے اندر ہے کہ [illegible] سے بھی افضل ہے اب اس حدیث کا کیا مطلب ہے قاضی ثناء اللہ صاحب پانی پتی
فرماتے ہیں کہ اس حدیث سے ایک شبہ معلوم ہوتی ہے کہ شہید سے بعض اوقات غیر شہید کا درجہ بڑھ جاتا ہے اس میں کمال [illegible]
لیکن یہ کوئی جواب نہیں ہے۔ دوسرا جواب یہ ہوگا کہ [illegible] کے اندر [illegible] ہوگا اور دوسرے کا [illegible]
تیسرا جواب [illegible] دونوں ساتھ آئے مسلمان ہوئے ساتھ رہے [illegible] اور پھر دونوں ایک
ساتھ جہاد کے اندر چلے گئے وہاں جاکر ایک شہید ہوگیا تو اس شہید کی وجہ سے اسکا درجہ بڑھ گیا لیکن یہ دوسرا
بھی شہادت کی نیت رکھتا تھا اور پھر [illegible] اعمال کئے اس حدیث کے اندر [illegible] المؤمن خیر من عملہ
۵ [illegible] اور پھر اعمال کی وجہ سے اسکا درجہ بڑھ جانا [illegible] عن ابی کبشۃ فہذا 87
بافضل المنازل اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی آدمی نیت کرے تو [illegible] ہوگا حالانکہ باب الوسوسہ کے اندر حدیث
گذر چکی ان اللہ تجاوز عن امتی ما وسوست بہ صدورھا ما لم تعمل او تتکلم اس سے معلوم ہوتا ہے کہ [illegible] نہیں ہے
دونوں کے اندر تعارض ہوگیا [illegible] ابن الملک [illegible] دیتے ہیں کہ [illegible] اور ایک عمل
[illegible] نیت [illegible] جواب
صحیح نہیں ہے [illegible] باب الوسوسہ کی حدیث میں [illegible] ارادہ [illegible] ہے
نہیں ہے اور [illegible] حدیث کے اندر [illegible] معصیت پر اکثر [illegible] کے نزدیک گرفت ہے

5287 رب اگرچہ امام شافعی کا مذہب بھی کرتے نہیں ہے اور ممتاز اور امام شافعی کا اختیارات ان امثال کے اندر
ہے متفاشق المعنی ہیں ہے ہر حال وہاں بلال اور متفق علیہ ہے وہاں ہر ہیچ اور امام [illegible]

5291 الفصل الثالث عن سفیان صـ۲۵۱ الحلال لا یحتمل السرف اس کا ایک مطلب ملا علی قاری نے یہ بیان کیا کہ حلال مال اتنا زیادہ ۲۵۱/۲۰
ہوتا ہی نہیں کہ اس میں اسراف کیا جا سکے دوسرا مطلب یہ ہے کہ حلال مال کو اسراف کے اندر خرچ نہ کرنا چاہیے علامہ طیبی
نے ان دونوں مطلبوں کو رد کیا اور کہا کہ یہاں تیسرا مطلب مراد ہے وہ یہ کہ حلال مال کے اندر فطرتاً یہ ہے کہ وہ اسراف

5292 صـ۲۵۱/۲۳ کے اندر خرچ ہی نہیں ہوتا عن ابن عباس آیت کریمہ اولم نعمرکم ما یتذکر فیہ من تذکر الخ کے اندر نعمرکم میں عمر کی مقدار ۲۳
حدیث کے اندر ساٹھ سال بیان کی گئی ہے لیکن اس کے اندر علماء کے چند قول ہیں (۱) امام زین العابدین فرماتے ہیں کہ
اس سے سترہ سال مراد ہے (۲) قتادہ فرماتے ہیں کہ اٹھارہ سال مراد ہے (۳) وہب بن منبہ فرماتے ہیں کہ
بیس سال مراد ہے (۴) مسروق فرماتے ہیں کہ چالیس سال مراد ہے (۵) ابن عباس کی ایک روایت ہے کہ چھیالیس
سال مراد ہیں (۶) دوسری روایت ساٹھ سال کی ہے (۷) ایک روایت کے اندر ساٹھ اور ستر کے درمیان تردد کیا
بیان کیا گیا ہے (۸) ایک روایت کے اندر ساٹھ اور ستر کے درمیان کی مدۃ کا ذکر ہے ان میں صحیح ساٹھ والی روایت ہے
اسی پر اکثر احادیث کے اندر وارد ہے حافظ ابن کثیر ۔ حافظ عینی قسطلانی وغیرہ نے اسی کو راجح قرار دیا ہے آیت کے
آخر میں ہے وجاءکم النذیر اس نذیر کے مصداق میں کئی قول ہیں (۱) بڑھاپا مراد ہے (۲) حضرت عکرمہ اور
زید بن اسلم فرماتے ہیں کہ اس سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم مراد ہیں (۳) موت مراد ہے (۴) قرآن کریم مراد ہے

باب التوکل والصبر

(الفصل الاول) ۲۵۲/۷

علامہ ابن الملک توکل کی تعریف کرتے ہیں کہ یقین کیا جائے اس بات کا کہ اس کی تقدیر میں پہنچے گا وہ جو اس کی
تقدیر میں لکھا ہوگا ۔ شیخ سری سقطی فرماتے ہیں کہ اپنی قوت سے الگ ہو جانے اور صرف اسی پر اعتماد اس کے
علاوہ مختلف تعبیرات ہیں الصبر ایک بار ضبط وافر لہ صبر کے معنی حبس کے ہیں اس کی تین قسمیں ہیں اول
صبر علی الطاعۃ دوم صبر عن المعصیۃ سوم صبر علی المصیبۃ اول کا مطلب یہ ہے کہ شریعت نے جن کا حکم دیا ہے
اس پر نفس کو چلائے اس دوسری قسم کا مطلب ہے کہ اگر معصیت کی طرف طبیعت چلے تو انکار کر دے اور اس کی طرف
نہ چلے اور تیسرے کا مطلب ہے کہ اگر کوئی مصیبت آئے تو گھبرا کر شریعت کے تقاضے کے خلاف عمل اور کلام نہ کرے

96 صـ۲۵۲ وعنہ [illegible] کما بخاری وغیرہ [illegible] آتا ہے ہم الذین لا یسترقون الخ اس کے اندر دو قول ۹
اقوال ہیں یہ لوگ ہیں جو [illegible] الا جابت کثیرہ کے علاوہ میں ہوں [illegible] بتخفیف الکاف وتشدید
دونوں طرح ہے آگے آپ نے فرمایا کہ سبقک بہا عکاشۃ ایک دوسرے شخص نے کیوں دعا نہیں فرمائی اس کی
چند وجوہ ہیں (۱) اس خوف سے نہیں کی کہ اگر اس کے لئے کریں تو یہ سلسلہ لامتناہی چلتا (۲) وہ اہلیت
نہیں رکھتا تھا اس لئے [illegible] نہیں فرمایا کہ ان کی دل شکنی ہوگی (۳) وہ رجل منافق تھا اس لئے آپ نے
ان کے لئے دعا نہیں کی لیکن یہ صحیح نہیں ہے کیونکہ یہ سوال کرنے والے حضرت سعد بن عبادہ ہیں ان کو منافق

98 صـ۲۵۲/۱۹ کہنا صحیح نہیں ہے (۴) آپ کو وحی کے ذریعہ منع کر دیا گیا ہو عن ابی ہریرۃ فان لو تفتح عمل الشیطان ۱۸
اس حدیث سے معلوم ہوا کہ لفظ لو کا استعمال جائز نہیں ہے کیونکہ وہ عمل شیطان ہے حالانکہ اس کی [illegible]

۲۵۲ ۱/۱ اضافت کے اندر حضرت نے لفظ تو کو استعمال فرمایا ہے ۶ اسکا جواب یہ ہے کہ اگر اسکے مدخول کو یقینی تسلیم
کیا جائے تو معنی غلط ہے اور اگر تحسیر صرف کی حیثیت کیا جائے تو جائز ہے کیونکہ یقین کی صورت میں
5300 ۲۳ تقریر کیساتھ تعارض لازم آئیگا **الفصل الثانی عن ابن مسعود** ص ۲۵۲ واجملوا فی الطلب الخ اسکا ایک مطلب
حکیم ترمذی نے نوادر الاصول کے اندر بیان فرمایا کہ طلب کرتے وقت خیر کی نیت کرے صرف خیر اشیاء کو دیکھو
دین اور حاجۃ جلی التقریر والتحبیر کے اندر اسکا ایک مطلب یہ بیان کرتے ہیں کہ مال کی طلب کیلئے
اسباب مشروعہ کو اختیار کرے اور دوسرا مطلب یہ بیان کیا کہ طلب کے اندر حرص اور مبالغہ نہ کرے

۲۵۳ ۱۱ **الفصل الثالث عن جابر** ص ۲۵۳ اس حدیث کے اندر جس غزوہ کا ذکر ہے یہ غزوہ ذات الرقاع ہے اور جس
رجل نے تلوار اٹھائی تھی اسکے نام کے اندر چند قول ہیں (۱) غورث بن الحارث (۲) غویرث (۳) اور
بعض نے غورث بالعین المہملہ بیان کیا ہے لیکن پہلی روایت کے اندر مشہور ہے

باب الریاء والسمعۃ (الفصل الاول)

۲۵۴ ۱۰

14 ۱۰ عن ابی ھریرۃ ص ۲۵۴ امام ابو بکر بیہقی اس حدیث کے تحت فرماتے ہیں کہ یہ جو آجکل السنہ پر مشہور ہے کہ ان اللہ لا ینظر
الی صورکم والی اعمالکم ولکن ینظر الی قلوبکم ونیاتکم یہ حدیث بے اصل اور غیر ثابت ہے عن جندب ص ۲۵۴ اس نام
کے نیچے بین السطور میں ان کا نام ابوذر غفاری لکھا ہے لیکن یہ صحیح نہیں ہے کیونکہ یہاں جندب سے مراد جندب بن عبداللہ البجلی
ہیں اور ابوذر غفاری کا نام جندب بن جنادہ یا بریر بن جنادہ ہے من سمّع سمّع اللہ بہ تسمیع کے معنی تشہیر اور تسمیع
ہے اور یہاں اسکے معنی کے اندر چند قول ہیں (۱) اگر کوئی شخص اپنے فضائل بیان کرتا ہے تو پھر اللہ تعالی لوگوں کو
اسکے معایب پر بھی مطلع کر دیتا ہے (۲) ایک آدمی کہتا ہے کہ میں نے فلاں فلاں کام کئے ہیں اور اپنی بڑائی جتلانے
لگے اور حالانکہ اس نے کچھ بھی نہیں کیا تو اللہ تعالی لوگوں کو حقیقت حال پر مطلع کر دینگے (۳) ایسے شخص کو
آخرت کے اندر اللہ اسکو رسوا کریگا (۴) ایسے شخص کو اسکی بڑائی جتلانے کا بدلہ دنیا ہی کے اندر مل جائیگا
22 ۲۳ اور وہ یہ کہ لوگ اسکو بڑا کہنے لگینگے اور آخرت میں اسکو کوئی ثواب نہیں ملیگا **الفصل الثانی عن ابی ھریرۃ** ص ۲۵۴ / ۲۳
اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر آدمی کے اچھے اعمال کو کوئی دیکھے تو یہ آدمی اس پر خوش ہو سکتا ہے حالانکہ یہ ایک قسم
مشابہ ہے ریاء اور سمعۃ کے اندر داخل ہے اسکا جواب یہ دیا کہ اسکو خوشی اسوجہ سے ہوئی کہ لوگوں کو اسکے
حال حسن پر مطلع ہوئے اور اعمال بد اور برے حال پر کوئی مطلع نہ ہوا شیخ عبدالقادر جیلانی حکیم ترمذی نے اسکا
جواب یہ دیا کہ وہ خوشی اسوجہ سے ہوئی کہ لوگ اسکے حال حسن کو دیکھکر خود بھی نیک کام کرینگے

۲۵۵ ۲۵
23 **الفصل الثالث وعنہ** ص ۲۵۵ / ۲۵ اس حدیث کے اندر شہوۃ خفیہ سے مراد کیا ہے اسکے اندر چند قول ہیں
(۱) عورتوں کی شہوۃ مراد ہے (۲) مطلق معصیۃ مراد ہے (۳) ایک کسی عورت پر نظر پڑی اور پھر جب نظر کو
ہٹالی تو اسکے بعد دل کے اندر اسکو یاد کرنا شروع کیا (۴) ذوات المحارم پر نظر کرنا مراد ہے واللہ اعلم

باب البکاء والخوف (الفصل الاول)

۲۵۶ ۱۳
39 عن ابی ھریرۃ ص ۲۵۶ / ۱۳ لو تعلمون ما اعلم الخ اس علم سے مراد اللہ تعالی کی صفات انتقام صفات غضب اور عذاب
40 وغیرہ مراد ہیں عن ام العلاء ص ۲۵۶ / ۱۵ الانصاریہ واللہ ما ادری وانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما یفعل بی ولا بکم الخ اسکے معنی ایک مطلب

5340 اور کمال کے ساتھ اقتران سے ہے (۱) علامہ طیبی فرماتے ہیں کہ یہ واقعہ اس حدیث کا ہے جبکہ ایک عورت نے حضرت عثمان سے کہا کہ تم جنتی ہو اور تم کو مبارک ہے۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں کہ یہ تو دو حدیث ہے اس کا احتمال کا واقعہ نہیں ہوا تھا اور اشکال یہ ہے کہ قرآن کے اندر ہے لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک الخ اس سے معلوم ہوا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے آخرت کے اندر کسی کا کوئی مواخذہ نہیں ہے تمام اگلے پچھلے گناہ دنیا کے اندر ہی معاف کر دیئے گئے ہیں اور یہاں آپ نے فرمایا کہ لا ادری ما یفعل بی تو اس کا علامہ طیبی کا جواب صحیح ہے دوسرا جواب علامہ برماوی علامہ زرکشی۔ علامہ کرمانی نے دیا کہ یہ حدیث منسوخ ہے اور ناسخ یہی آیت مذکورہ ہے ملا علی قاری فرماتے ہیں کہ نسخ کیسے ہو سکتا ہے جبکہ ناسخ مؤخر اور منسوخ مقدم ہے اور یہاں معلوم نہیں کہ کون مقدم ہے کون مؤخر ہے اور اگر یہ ثابت بھی ہو جائے تو یہ حدیث تو باب الاخبار سے ہے اور نسخ اخبار کے اندر داخل نہیں ہوتا۔ علامہ سندی کہنا ہے کہ یہاں کچھ توضیح اور تفصیل کی ضرورت ہے وہ یہ کہ یہ حدیث آیت کریمہ قل ما کنت بدعا من الرسل وما ادری ما یفعل بی ولا بکم کے تحت آپ نے بیان فرمائی تھی اور اس کے بعد آیت کریمہ لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک وما تاخر نازل ہوئی اور یہ قطعی و یقینی بات ہے کہ یہ آیت کریمہ اول آیت کے بعد نازل ہوئی ہے لہذا اس کا ذکر یہ ہے نسخ واقع ہوگا۔ اب یہ کہنا کہ اخبار کے اندر نسخ داخل نہیں ہوتا یہ تو علامہ سندی فرماتے ہیں کہ ہم کو تسلیم ہے لیکن نیز آیت کریمہ کے اندر حکم بھی مذکور ہے وہ یہ کہ ہم کو خبر کی دی ہے جس پر دوسری آیت کے اندر خبر دیا گیا ہے لہذا اس حکم کے اندر نسخ ہو سکتا ہے تیسرا جواب علامہ نے یہ دیا کہ لا ادری ما یفعل بی کا مطلب ہے کہ میں بالتفصیل نہیں جانتا یعنی دنیا کے احوال کی تفصیل میں نہیں

47 جانتا کہ میں کامیاب ہوں گا یا ناکام ہوں گا۔ مراد یہ ہیں علم غیب نہیں جانتا ص۲۵۶ **الفصل الثانی عن ابی ذر** ؓ اطت السماء ۲۵۶/۵

اطیط کے معنی آواز کرنے کے ہیں جیسا کہ اونٹ چلتے وقت چرچر کرتا ہے اسی آسمان کے اندر اطیط یا تو ملائکہ کے ازدحام کی وجہ سے یا خشیت یعنی العرش کے فوقیت کی بنا پر ہوتا ہے اسی حدیث کے اندر فرمایا کہ یا لیتنی کنت شجرۃ اس کے موقوف اور مرفوع ہونے کے اندر علماء کے دو قول ہیں۔ قاضی عیاض مالکی کتاب الشفاء کے اندر تحریر فرماتے ہیں کہ یہ موقوفاً صحیح ہے اگرچہ مرفوعاً بھی نقل کیا گیا ہے اور وجہ یہ ہے کہ حضور تو مامون اور مغفور تھے

50 اس لئے ان کی تمنا کی کیا ضرورت تھی ص۲۵۵ **عن عائشۃ** ؓ حضرت عائشہ نے اس آیت کے متعلق سوال اس لئے کیا کہ حضرت عائشہ کی قراءۃ والذین یأتون ما اتوا ہے جس کا ترجمہ ہے کہ وہ لوگ جو کچھ بھی کرتے رہے الخ ۱۳

52 اس لئے سوال فرمایا ص۲۵۷ **عن ابی سعید** ؓ حتی تختلف اضلاعہ یا تو اپنی حقیقت پر محمول ہے یا شدت عذاب سے ۱۹

53 کنایہ ہے ص۲۵۸ **عن ابی جحیفۃ** ؓ قد شبت ابن مردویہ نے ایک روایت نقل کی ہے جس کے اندر ہے قد شبت قبل المشیب ۲۵۸/۳

اس حدیث پر اعتراض ہے کہ اس سے معلوم ہوا کہ آپ بوڑھے ہو گئے تھے اور ترمذی کی ایک روایت کے اندر ہے کہ آپ کی داڑھی کے چودہ بال سفید ہوئے تھے ایسے ہی ایک اور روایت کے اندر ہے کہ بیس بال بھی سفید نہ تھے دونوں کے اندر تعارض ہو گیا۔ ملا علی قاری نے جواب دیا کہ اس حدیث کے اندر قد شبت کا مطلب یہ ہے کہ آپ بوڑھے ہو چلے یعنی ابتداء اور آغاز بڑھاپے کا ہو گیا ہے۔ علامہ بغوی نے شرح السنۃ کے اندر نقل کیا ہے کہ ایک شخص نے آپ کو خواب میں دیکھا اور اس نے سوال کیا کہ سورۂ ہود کی کس چیز نے آنحضرت کو بوڑھا

کہ دیا کہ آپ نے فرمایا کہ اس کے اندر مجھ کو حکم دیا گیا ہے فاستقم کا اور امت کے اندر اتنی طاقت نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ کے 53
اوامر کا پورا حق و استقامت اختیار کر سکے - دوسرے علماء نے اس کی وجہ یہ بیان کی کہ سورہ ہود وغیرہ کے اندر چونکہ
آخرت کے احوال اور ہولناک مناظر کا تذکرہ ہے اس لئے آپ پر بڑھاپا آگیا اور خوف تھا اس کی تفسیر دوسری حدیث
کے اندر اس کے بعد ابن عباس والی میں موجود ہے کہ سورہ واقعہ - مرسلات - عم یتساءلون - اذا الشمس کورت ہیں
طبرانی کے اندر الحاقہ کی بھی زیادتی ہے اسکے علاوہ دوسری روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ الھکم التکاثر - القارعہ

۲۵۸/۶ سأل سائل - اقتربت الساعۃ وغیرہ اسکا اندراج ہے۔ ص۲۵۸ **الفصل الثالث عن انس:** - ہی ادق فی اعینکم 55
ادق کے معنی باریک اور لطیف کے ہیں یعنی بایں طور کہ تم کو بہت ہلکے معلوم ہوتے ہیں اور بعض کے نزدیک اہون کے معنی میں ہے
یعنی تم لوگ ان اعمال کو کچھ اہم نہیں سمجھتے اور کوئی حیثیت نہیں تمہارے نزدیک حالانکہ یہ ہلاک کر دینے والے ہیں اور ان کی
ہلاکت کا باعث ہونا اسکے بعد والی حدیث سے ہوتی ہے جس کے اندر ہے ایاک و محقرات الذنوب - اور یہ تنبیہ اس لئے
کی گئی ہے کہ عامۃ لوگ بڑے گناہوں کو تو گناہ سمجھتے ہیں لیکن چھوٹے گناہوں کی پرواہ نہیں کرتا نیز حضرت عائشہ کی

۱۶ حدیث کے اندر چھوٹے گناہوں پر تنبیہ کر دی گئی تو بڑے گناہوں سے بطریق اولیٰ بچنا معلوم ہو گیا ص۲۵۸ **عن ابی ہریرۃ** 59
اس کے اندر آپ نے حسبی فی الفقر والغنی کا حکم دیا اس کا ایک مطلب تو یہ ہے کہ توسط رکھو یعنی کفاف کو اختیار کرے
اور دوسرا مطلب ہے کہ اگر کوئی غنی ہے تو اسکو اپنے اوپر اور دوسروں پر خرچ کرنا چاہئے اور اگر فقیر ہے تو لوگوں کے
سامنے تذلل اور تضرع اختیار نہ کرنا چاہئے اب یہ کہ آپ نے اجمال کے اندر فرمایا کہ امر ثلث ہے اور جب ان کی
تفصیل بیان کی تو ایک اور مزید بیان کیا اجمال اور تفصیل کے اندر تطابق نہیں ہے جواب ۱ یہ ہے کہ امر بالمعروف اور اندر
ہے جیسا کہ عام طور سے لوگ ہیں بعد مزید کسی امر کو ذکر فرماتے ہیں جواب ۲ حضور نے پہلے دو ایک امر کو مستقل بیان
فرمایا اور اسکے بعد ایک امر جامع کو بیان فرمایا کیونکہ معروف منکر حدیث کے اندر وہ امر جامع ہے جو چاروں کو شامل ہے

باب تغیر الناس (الفصل الاول) ۲۵۸/۲۲

۲۳ ص۲۵۹ **عن ابن عمر:** - علامہ تورپشتی نے اس حدیث کا مطلب یہ بیان کیا کہ لوگ سارے کے سارے استعداد کے 60
ہونے کے اندر برابر ہیں ایک بھی قابل نہیں ہے جیسے کوئی سو اونٹ ہوں اور ان میں ایک بھی سواری کے لائق نہ ہو
دوسرا مطلب اسکا یہ بیان کیا گیا ہے کہ اسلام کی وجہ سے تمام لوگ برابر ہیں کسی کو دوسرے پر فضیلت نہیں ہے
بعض لوگوں نے کہا کہ ایسا آخر زمانہ کے اندر ہوگا اور بعض علماء کی رائے ہے کہ ہر زمانہ کے اندر ایسا ہی ہوتا ہے
کیونکہ جہلاء اور عوام علماء سے کہیں زیادہ ہوتے ہیں واللہ اعلم

باب الانذار والتحذیر (الفصل الاول) ۲۵۹/۲۶ 72

ص۲۶۰ **عن ابن عباس:** - فقال ابولھب تبا لک ابولہب کیوں کہتے ہیں بعض نے کہا کہ اسکا لڑکا لہب تھا اور بعض نے کہا
کہ اس کے وجنتین (گال) نہایت سرخ تھے اس لئے کہتے تھے اس بعض لوگوں نے اشکال کیا کہ کفار کو ان کی کنیت
کے ساتھ خطاب جائز ہے لیکن جمہور کے نزدیک جائز نہیں ہے اور اس حدیث کا جواب ۱ یہ ہے کہ وہ کنیت کے ساتھ زیادہ مشہور تھا
جواب ۲ اسکا نام اصلی عبد العزیٰ تھا اور یہ نہایت قبیح نام ہے ایسے نام کو قرآن پاک اور احادیث کے اندر ذکر نہیں کیا گیا
جواب ۳ کنیت ہر جگہ تعظیم کیلئے نہیں ہوتی اس لئے کوئی اشکال نہیں - اور اگر تعظیم کیلئے ہو بھی تو یہاں تعظیم کیلئے نہیں ہے

جلد ۹ / ۱۰

ص ۴۶۰

5374 الفصل الثانی عن ابی موسیٰ: لیس علیها عذاب فی الآخرۃ الخ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ امت محمدیہ کو عذاب نہیں دیا ۴۶۰/۲۱
جائیگا حالانکہ سینکڑوں آیات اور احادیث اسکے خلاف ہیں لہذا تعارض کے دفعیہ کیلئے جواب ۱ یہ ہے کہ یہ حدیث حضرات
صحابہ کرام کیساتھ مخصوص ہے رضی اللہ عنہم جواب ۲ اس حدیث کا مصداق امت محمدیہ کے وہ افراد ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کے طریقے پر گامزن ہیں جواب ۳ اس سے وہ لوگ مراد ہیں جو کبائر کا ارتکاب نہیں کرتے فقط واللہ اعلم۔

کتاب الفتن ۴۶۱/۸

(الفصل الاول)

فتن فتنہ کی جمع ہے اسکے لغوی معنی اختبار اور امتحان کے ہیں اسکے بعد اسکا اطلاق ہر اس شیٔ پر ہونے لگا جو
اختبار کے بعد ظاہر ہو یعنی جو معصیت ہو اسکا اطلاق ہونے لگا۔ شیخ عبد الحق محدث دہلوی فرماتے ہیں کہ مصنف
نے یہ آخری کتاب منعقد کی ہے اور اسکے اندر مناقب کو بھی ذکر کر دیا حالانکہ فتن سے مناقب کا کوئی تعلق نہیں ہے

ص ۴۶۱

5380 وعنہ ۱۱: تعرض الفتن عرض کے معنی پیش کرنا۔ دکھانا۔ رکھدینا ہے اور یہاں تینوں میں سے ہر ایک مراد ہو سکتا ہے ۱۱
کالحصیر عوداً عوداً اسکے ضبط کے اندر اختلاف ہے (۱) بعض نے عوداً بضم العین وسکون الواو ضبط کیا اور اس صورت
میں مطلب ہے کہ فتنے ایسے طرح پیش کیئے جائیں گے جیسے چٹائی کی لکڑیاں اوپر نیچے ہوتی ہیں اور لکڑیوں سے مراد
وہ ہے جس سے وہ بوریا اور چٹائی بنی جاتی ہے تو جیسے وہ نہایت کثیر ہوتی ہیں ایسے ہی فتنے بھی تہ بہ تہ ہونگے
(۲) عَوداً بفتحتین مصدر ہے عاد کا اسکے معنی ہیں یعنی لوٹ لوٹ کر فتنے آئیں گے (۳) عُوذاً بضم العین اور
بالذال المعجمہ مصدر ہوگا اور مطلب ہے کہ پناہ چاہتے ہیں پناہ چاہنا ان میں پہلی صورت مشہور اور مختار ہے
فلا تضرہ فتنۃ یعنی جیسے کوئی چکنی چیز ہوتی ہے اور اسپر کوئی شی جمتی نہیں ہے اور چکنا ہونے کی وجہ سے ڈھل جاتی ہے
ایسے ہی قلب پر اسکا اثر نہ ہوگا۔ مرباداً اسکو مُحمرّاً کے وزن پر مُربدّاً ضبط کیا ہے اور تیسرا ضبط مربئداً

ص ۴۶۴

81 مجنئباً کے وزن پر ہے اکھاڑ ہوا ہونے کے معنی میں ہے وعنہ ۱۵: ان الامانۃ نزلت الخ اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ۱۵
انا عرضنا الامانۃ علی السموات والارض والجبال الخ اس آیت کے اندر امانت کی تفسیر کے اندر اختلاف ہے
(۱) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ امانت سے مراد ہی الفرائض التی امر عباد و نہی عنہا (۲) حسن بصری
فرماتے ہیں کہ ہی الدین والدین کلہ امانۃ (۳) مقاتل فرماتے ہیں کہ ہی الطاعۃ (۴) اسکا مصداق تکالیف
ہیں (۵) وہ عہد جو اللہ تبارک وتعالیٰ نے بندوں سے لیا ہے شارح مسلم شریف صاحب التحریر فرماتے ہیں کہ حدیث
پاک کے اندر امانت سے مراد وہی امانت ہے جسکا ذکر آیت کریمہ کے اندر ہے فرماتے ہیں کہ ایمان کے ذریعہ انسان
کے اندر ایسی صلاحیت پیدا ہو جاتی ہے کہ اوامر کا امتثال کرے اور نواہی سے اجتناب کرے تمام محققین کے
نزدیک اس سے ایمان ہی مراد ہے مثل اثر الوکت اس وکت کے اندر بھی اختلاف ہے (۱) علامہ جوہری کہتے ہیں کہ
اس سے اثر الیسیر مراد ہے (۲) سواد لیسیر مراد ہے (۳) وہ لون مراد ہے جو اصلی شی کے لون سے مخالف ہو
مثل اثر المجل مجل بکسر المیم وسکون الجیم اور بفتحتین دونوں طرح پڑھا جاسکتا ہے چھالے کو کہتے ہیں اور حاصل دونوں کا
یہ ہے کہ قلوب بظاہر نہایت صاف ستھرے معلوم ہونگے لیکن ان کی حقیقت کچھ نہ ہوگی جیسے چھالہ پھولا ہوا معلوم ہوتا ہے

ص ۴۶۶

82 لیکن اس کے اندر کوئی حقیقت نہیں ہوتی ہے وعنہ ۲۱: فہل بعد ہذا الخیر شر الخ اس شر سے مراد حضرت ۲۱
عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے زمانے کا فتنہ مراد ہے۔ وہل بعد ذالک الشر من خیر اس خیر سے مراد (۱) وہ صلح ہے جو حضرت

5384 ٣٦٢/٦ حسن بن علی اور پھر حضرت امیر معاویہ کے درمیان ہوئی تھی اور بعض نے (۲) کہا کہ پہلے شر سے مراد وہ فتنہ ہے جو حضرت عمر بن
عبد العزیز کی خلافت میں ظہور پذیر ہوئی۔ ص۶۷۲ و دخن: القاعد فیہا خیر من القائم الخ حضرت ملا علی قاری نے اس کی
وجہ یہ بیان کی ہے کہ قاعد فتنے سے بعید ہے بہ نسبت قائم کے کیونکہ قاعد نہ مشاہدہ کر سکتا ہے اور نہ سن سکتا ہے
اور قائم اگرچہ نہ سنے لیکن مشاہدہ بوجہ قیام کے کر سکتا ہے۔ بعض لوگوں نے کہا کہ قاعد سے مراد وہ شخص ہے
جو اپنی جگہ پر ثابت قدم رہے اور اس کے اندر شرکت نہ کرے اور قائم کا مصداق یہ ہے کہ جو فی الجملہ شرکت
کرے لیکن قول اول صحیح ہے کیونکہ تمام صورت کے اندر حدیث قائم سے مراد وہ شخص ہے جو فی الجملہ شرکت کرے تو
آگے ماشی سے مراد وہ شخص ہوگا جو پوری پوری شرکت کرے اور ایسے شخص کے اندر خیر بالکل نہیں ہو سکتی
85 لہذا آگے آپ کا فرمانا کہ والماشی فیہا خیر من الساعی کہنا بالکل غلط ہوگا ص۶۷۳ عن ابی بکرۃ: یعمد الی سیفہ فیدق ١٠
اس کی معنی کے اندر مختلف قول ہیں (۱) یہ اپنی حقیقت پر محمول ہے کہ اس کو چاہیے کہ وہ اپنی تلوار کو توڑ دے۔
(۲) یہ کنایہ ہے ترک قتال سے اب یہ کہ ایسے وقت کے اندر کیا کرنا چاہیے اس کے اندر صحابہ کرام کی دو جماعتیں ہیں
ایک جماعت جن میں حضرت ابن عمر اور حضرت ابو بکرہ وغیرہ ہیں ان کا کہنا ہے کہ ایسے وقت کے اندر آدمی کو چاہیے کہ
گھر میں رہے اور گھر میں بیٹھ جائے یا کسی دوسری جگہ چلا جائے اور دوسری جماعت کے نزدیک اس کو چاہیے کہ اہل حق کی تائید
کرے اور اہل باطل کی سرکوبی کرے۔ لیکن علماء نے بیان کیا کہ اگر ایسا وقت آجائے کہ حق و باطل کے اندر امتیاز
89 نہ رہے تو ایسے وقت میں تلوار کی دھار کو توڑ دے یا پہاڑوں میں چلا جائے ص۶۷۲ و عنہ ۲۱: یتقارب الزمان (۱) اس کا ایک ٢١
مطلب یہ ہے کہ جہالت، عداوت، بغاوت کے اندر لوگ برابر ہیں حسب کے اندر غیر قریب فضائل باقی جاتی رہی اس مطلب
کو امام طحاوی وغیرہ نے بیان کیا (۲) سیل حکام برابر ہوں گے (۳) امام زہری کا زمانہ مراد ہے (۴) مطلب ہے کہ
زمانہ گھٹتا چلا جائیگا حتی کہ ایک مہینہ ایک ہفتہ کے برابر ہوگا کہ ایک حدیث میں اس مضمون کی ص۶۷۲ تصریح آئی ہے
92 عن الزبیر بن عدی ص۶۷۲ ۲۶: لا یأتی زمان الا الذی بعدہ اشر منہ الخ۔ مطلق کہنا صحیح نہیں کیونکہ اس کے بعد جو زمانہ آئیگا وہ ٢٦
اشر ہوگا کیونکہ اس کے بعد حضرت عمر بن عبد العزیز کا زمانہ آیا ہے اور وہ اشر نہیں بلکہ خیر تھا اور ایسے ہی
حضرت امام مہدی کا زمانہ جو آخر میں آئیگا وہ بھی خیر ہوگا لہذا یہ کہا جائیگا کہ اس حدیث کے اندر حکم اکثری ہے
95 الفصل الثانی عن سفینۃ ص۶۷۲ اس حدیث پاک کے اندر حضرت علی کی خلافت کی مدت چھ سال بیان کی گئی ہے ٣٦٣/٦
اس میں ساڑھے پانچ سال حضرت علی کے اور چھ ماہ حضرت حسن بن علی کی خلافت کے ہیں اس حدیث پر
اشکال ہے کہ اس سے معلوم ہوا کہ خلافت تیس ۳۰ سال رہیگی اور اس کے اندر صرف خلفاء چار ہوں گے حالانکہ
حضور فرماتے ہیں کہ لا یزال ہذا الدین عزیزا الی اثنی عشر خلیفۃ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بارہ خلفاء تک
دین نہایت عزت و بلندی کے ساتھ رہیگا دونوں کے اندر تعارض ہو گیا جواب قاضی عیاض مالکی فرماتے ہیں کہ اس
حدیث کے اندر خلافت سے مراد خلافت نبوت ہے جو صرف چار ۴ خلفاء کے پاس رہی اور دوسری حدیث کے اندر
خلافت سے مراد خلافت نبوت نہیں ہے۔ ابن تیمیہ فرماتے ہیں کہ اس کی بعض علماء نے تضعیف کی ہے لیکن امام احمد اور دوسرے
علماء نے اس حدیث کی تقویت کی ہے اب دو مسئلے الگ ہیں ایک یہ کہ خلفاء اربعہ کے اندر ترتیب ہے
یا نہیں۔ دوسرے یہ کہ ان کے درمیان تفضیل ترتیب کے موافق ہے یا نہ۔ تفضیل ضروری ہے اول مسئلہ

م/۲۱

اور جمہور کا اتفاق ہے کہ ترتیب ان حضرات کے مابین ایسے ہی ہے یعنی حضرت ابوبکر صدیق پھر حضرت عمر اور پھر حضرت عثمان
اور پھر حضرت علی خلیفہ ہیں رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔ اور دوسرے مسئلے کے اندر اختلاف ہے کہ آیا افضل ان میں کون ہے
چونکہ بعض نے حضرت امام احمد بن حنبل سے نقل کیا ہے کہ سب سے افضل حضرت ابوبکر پھر حضرت عمر اور پھر حضرت عثمان اور پھر
سکوت کرتے ہیں اور اگر کوئی حضرت علی کو افضل کہے تو علم انتفق۔ لیکن دوسرے علماء نے اگر اسی طرح کا مذہب تفضیل
کے اندر بھی وہ نقل کیا جو ترتیب خلافت کے اندر ہے۔ ص۳۴ ۹ عن حذیفة ... یکون بعد هذا الخیر شر الخ
قتادہ وغیرہ سیف فرماتے ہیں کہ اس کا شر سے مراد فتنہ ارتداد ہے یہی رائے حضرت شاہ ولی اللہ کی ہے۔ اس پر حضرت استاذ کی
مولانا گنگوہی نے اشکال فرمایا ہے مراد لینا صحیح نہیں ہے کیونکہ آگے فرماتے ہیں تکون امارة علی اقذاء اور ارتداد کے
فتنہ مراد لینے کی صورت میں اس سے مراد حضرت صدیق اکبر کی خلافت ہوگی اور وہ ہرگز علی اقذاء نہیں تھی بلکہ خالص
صاف ستھری تھی لہذا ایسا کیا جائے گا کہ بعد السیف کے اندر تقسیم ہے اور اس سے مراد محمد غیر متصل ہے حاصل کلام یہ ہے کہ
اس سے مراد قتل عثمان کے بعد قتال ہے جو علیحدہ فرماتے ہیں کہ اس شر سے مراد حضرت علی اور حضرت امیر معاویہ کے
ساتھ جو لڑائی ہوئی مراد ہے اور اس صورت میں امارة علی اقذاء سے مراد حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی امارة ہے کیونکہ
اس مسئلے کے اندر حضرت علی کرم اللہ وجہہ حق پر تھے اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو اجتہادی غلطی ہوگئی تھی اور [illegible]
کے اندر جو مشاجرات صحابہ ہوئے وہ بھی اس کے اندر داخل ہیں۔ آگے فرماتے ہیں کہ وفیه دخن سے مراد وہ صلح ہے
جو حضرت حسن اور امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے درمیان ہوئی تھی۔ حضرت مولانا خلیل احمد صاحب فرماتے ہیں کہ اس سے وہ
تمام باتیں مراد ہیں جو حضرت علی اور حضرت امیر معاویہ کے درمیان ہوئیں۔ آگے فتنة عمیاء صماء سے مراد وہ فتنہ ہے
5396 حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہ اور یزید بن معاویہ کے درمیان ہوا۔ یا اس سے حجاج بن یوسف ثقفی فاسق هذه الامة
کا فتنہ مراد ہے۔ ص۶۶۳ ۱۸ عن ابی ذر ... سیبلغ البیت العبد الخ اس کے علاوہ تین مطالب بیان فرماتے ہیں (۱) جو ۳۶۳/۱۸
لوگ آباد گھر والے ہیں وہ سب مر جائیں گے اور گھر خالی رہیں گے صرف ایک عبد یا غلام رہ کر گھروں کی حفاظت کرے گا۔
(۲) گھر اتنے سستے ہو جائیں گے کہ ایک غلام کے عوض میں گھر مل جائے گا (۳) فتنے کے اندر لوگ اس قدر مبتلا ہوں گے کہ
دفن کرنے سے غافل ہو جائیں گے۔ ان میں سے اول دو مطلب غلط اور تیسرا مطلب صحیح ہے کیونکہ آگے فرماتے ہیں کہ حتی انه
یباع القبر بالعبد جس سے معلوم ہوگا کہ اول کے دونوں مطلب غلط ہیں۔ اس حدیث سے [illegible] کا
قطع ید ہوگا کیونکہ اس حدیث کے اندر قبر پر بیت کا اطلاق کیا ہے لہذا جیسے بیت کے اندر چوری پر قطع ہے اسی طرح
یہی قبر کا ہے ... کی طرف سے جواب یہ ہے کہ یہاں اطلاق قبر پر بیت کا اطلاق تشبیہاً ہے۔ آگے فرماتے ہیں کہ
تغمر الدماء احجار الزیت۔ احجار الزیت مقام زوراء کے اندر ہے اور دوسرا احتمال یہ ہے کہ اس کا محل حرة
کے قریب ہے بعض علماء کے نزدیک یہاں احجار الزیت سے حرة مراد ہے کیونکہ فتنہ حرة جو کہ مسلم بن عقبہ نے یزید بن
معاویہ کے زمانے میں اسی جگہ برپا کیا عام طور پر گھسے والوں پر عورتوں سے زنا کیا گیا شراب وغیرہ
پائی گئی وغیرہ وغیرہ اور بعض کے نزدیک حرة احجار الزیت مراد ہیں جو مقام زوراء کے اندر ہے کیونکہ محمد المعروف بالنفس الزکیہ
5401 کو اسی مقام پر قتل کیا گیا ہے۔ ص۶۶۴ ۱۳ عن عبداللہ بن عمرو ستکون فتنة تستنظف العرب۔ استنظاف کے معنی استیصال کے ۳۶۴/۱۳
ہیں اور اس فتنہ سے مراد حضرت علی و حضرت معاویہ کا فتنہ ہے لیکن اس کا تعلق عمر ثانی حضرت عمر بن عبدالعزیز

5401 فرماتے ہیں کہ تلک دماء طہر اللہ منہا سیوفنا فلا نلوث بہا السنتنا ۔ آگے چلکر حدیث میں وارد ہوا کہ قتلاها
فی النار یعنی ہر [illegible] وارد ہوا کہ دونوں حضرات مجتہد تھے اور جو صورت پیش آئی ہے دونوں [illegible] الحق جزاء حسن
میں یعنی دونوں جو [illegible] کا گیا وہ مغلوب ہوا اسکا ایک جواب یہ ہے کہ دونوں گروہ کا [illegible] جنگ صفین کی اور دونوں کا
جماعت ان لوگوں کی تھی جو اپنی نفسانی اغراض کے تحت ان کو [illegible] کی جماعت کا تعلق ۔ حضور
علیہ السلام فرماتے ہیں [illegible] حقیقی معنی [illegible] کے تحت [illegible] اسکی تقریر ہے کہ ایسے واقعے سے بچنا چاہئے
آگے فرماتے ہیں اللسان فیہا اشد من وقع السیف الخ اسکے دو مطلب ہیں ۔ (۱) ان گروہوں کی غیبت نہ کرو کیونکہ اکثر
ان میں سے وہی حضرات تھے (۲) ان حضرات کی طعن و تشنیع نہ کرو یہ حضرات صحابہ کرام مجتہد تھے عن عبد اللہ ص ۲۶۲
فتنۃ الاحلاس ۔ احلاس حلس کی جمع ہے یہ کنایہ ہوتا ہے لزوم سے یعنی وہ فتنہ جو لازم ہوگا اور اس کی
وجہ [illegible] حضرت عبد اللہ ابن الزبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کیا تھا ۔ حضرت سہارنپوری فرماتے ہیں کہ اس سے فتنہ
مراد ہے جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے وقت سے چلا ثم فتنۃ السراء ۔ حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ
اس سے مختار بن عبید ثقفی کا فتنہ مراد ہے یا ابو مسلم اصفہانی کا خروج مراد ہے آگے چلکر فرمایا حتی رجل کے
متعلق فرمایا کہ یزید ابن معاویہ مراد ہے یا [illegible] ابو مسلم اصفہانی ہے جو حاکم ہو گیا تھا جس کا نام [illegible] تھا ۲۶۴/۲۷
دور سے مراد ہے ثم فتنۃ الدھیماء یہ دہم سے ہے تاریکی سے مشتق ہے حضرت شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ اس سے
5414 فتنہ چنگیزی مراد ہے جبکہ [illegible] ابن عباس کا خیال ہے کہ [illegible] تھا ۔ عن ثوبان ص ۲۴۳ حتی تلحق قبائل
من امتی بالمشرکین ۔ یہ ارشاد ہے فتنہ کی طرف جو حضرت ابوبکر صدیق کے زمانے کے اندر ہوا ۔ لیکن آگے
[illegible] کے اندر واقع ہو کہ آسمانی [illegible] بعض روایت کے اندر قریب من ثلثین وارد ہوا ہے اور بعض کے اندر
ستائیس کا عدد وارد ہوا ہے [illegible] ہوگی ان روایات کے اندر [illegible] کیا کہ ستائیس کا عدد
حکم ہے لہذا اس کی طرف قریب من ثلثین اور ثلثین کو راجح کہا جائیگا نیز جس روایات کے اندر ثلثین کا ذکر ہے اس میں کسر کا
اعتبار نہیں کیا اسی لئے تیس کو ذکر کر دیا ۔ لیکن جن روایات کے اندر ستائیس کا ذکر ہے [illegible]
ہو جائیگا کہ ان کذابین سے مدعیان نبوۃ مراد نہیں بلکہ وہ عام ہے [illegible] حدیث کے اندر کذابین سے نبوۃ مراد ہے
جواب ۲ یہ ہے کہ [illegible] میں سے تیس [illegible] تمام لوگ [illegible] باقی کا لوگ اشتباہ [illegible] ۲۶۵/۴
٥٦ عن عبد اللہ ص ۲۶۵ تدور رحی الاسلام بخمس و ثلثین [illegible] خطابی فرماتے ہیں کہ رحی کا اطلاق لڑائی کے لئے
پر ہوتا ہے رحی الحرب جو بولا جاتا ہے [illegible] یہاں پر ابتداء حرب [illegible] لہذا یہاں بھی ابتداء حرب مراد ہے
علامہ توربشتی نے اس پر اعتراض کیا کہ یہاں ابتداء حرب مراد لینا صحیح نہیں ہے کیونکہ [illegible]
جنگ [illegible] کا ذکر [illegible] بلکہ یہاں استقامت الامر مراد ہے یعنی ان
تک اسلام کا معاملہ درست رہیگا اس مطلب کی تقریب [illegible] نے بیان فرمایا ۔ خمس وثلثین سے اشارہ ہے
قتل عثمان کی طرف اسکو علامہ خطابی نے بیان فرمایا اور حاکم ابو عبد اللہ نے بھی یہی قول نقل کیا ہے اور حافظ ابن کثیر نے بھی
امام بیہقی سے یہ قول نقل کرکے خود سکوت کیا جس سے معلوم ہوا کہ ابن کثیر کی بھی یہی رائے ہے آگے چلکر او سبع وثلثین
اس سے ثلثین کے متعلق علامہ [illegible] مولانا شاہ ولی اللہ صاحب فرماتے ہیں کہ اس واقعہ کی حضور [illegible] تفصیل [illegible]

(۲۴۳)

۲۶۵

ہوتی بلکہ اجالاً ہو گئی تھی اسلئے آپ نے شک کیا تو اسکو بیان فرمایا۔ علامہ توربشتی فرماتے ہیں کہ خمس و ثلثین سے قتل عثمان کی طرف اشارہ اور ست و ثلثین سے جنگ جمل کی طرف اور سبع و ثلثین سے جنگ صفین کی طرف اشارہ ہے حافظ ابن کثیر فرماتے ہیں کہ یہیں اور شک کیا ہے اسی راوی کو بہرحال واقعہ ہوا دراصل مرف اشارہ ہے مقصد ہے قتل عثمان کی طرف جو ۳۵ھ میں واقع ہوا اور بعض کے نزدیک ۳۶ھ میں ہوا۔ حافظ ابن الاثیر جزری فرماتے ہیں کہ ان تمام سے مراد استقامت اسلام ہے اور حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا آپ نے وفات سے پانچ سال قبل فرمایا تھا اور آپ کی وفات کے تیس سال بعد تک اور دین مستقیم رہا اور نیابت مکمل رہا اور اگر ان خمس و ثلثین سے سنین ہجرت مراد ہیں تو یہ قتل عثمان کی طرف اشارہ ہے دیگر حدیث کے الفاظ و ان یقم لهم سبعین عاما علامہ خطابی فرماتے ہیں کہ اس سے بنو امیہ کے زمانہ خلافت کے اختتام کی طرف اشارہ ہے یعنی مطلب یہ کہ خطیب بغدادی اور امام بیہقی نے بیان کیا اسپر اشکال کیا گیا کہ یہ مصداق بیان کرنا محل نظر ہے کیونکہ بنو امیہ کے خلافت کا اختتام علامہ توربشتی کے قول کے مطابق نوے سال کے اندر اور حافظ کے نزدیک نوے سال سے زیادہ تک ان کی خلافت باقی رہی ہے اب یہ کہ یہ سبعین عام ان خمس و ثلثین کے اندر اتفاق ہی یا ان سے علیحدہ ہیں شاہ ولی اللہ صاحب فرماتے ہیں کہ حضور کے زمانہ سے حضرت معاویہ تک کا زمانہ اسکی اندر داخل ہے اسلئے مقصود ہے حافظ فرماتے ہیں کہ یہ سبعین عام ان کے علاوہ ہیں اور مطلب ہے کہ ان پینتیس سال کے بعد جو ستر سال آئیں گے ان کے اندر اسلام ختم ہو جائیگا لیکن یہ جواب اس حدیث کے اعتبار سے صحیح ہے کیونکہ یہاں مما مضی وارد ہوا ہے لیکن ترمذی وغیرہ کے اندر حضرت کے بجائے فرمایا مما بقی البتہ یہاں یہ تاویل ہو سکتی ہے کہ اسکی مطابق اگر اس تاویل کے بعد لقاء ہی ختم ہو جائیگا۔

5409 الفصل الثالث عن ابن المسیب اس حدیث پر اشکال ہے کہ یہاں فتنہ اول سے قتل عثمان مراد لینا صحیح نہیں ہے کیونکہ آگے فرماتے ہیں کہ اصحاب بدر ان کے بعد مر گئے تھے حالانکہ اس فتنہ کے تو بیاچھ سال بعد تک حضرت علی کرم اللہ وجہہ زندہ اور وہ اصحاب بدر میں سے ہیں اسکا جواب یہ ہے کہ یہاں مطلب یہ ہے کہ قتل عثمان واقع ہوا اور اسکے بعد بھی باقی رہا اصحاب بدر تا آنکہ فتنہ ثانیہ واقع ہوا اور فتنہ ثالثہ سے مراد ابو حمزہ کا خروج ہے ۲۶۵ / ۱۱

باب الملاحم

(الفصل الاول) ۱۲

ملاحم ملحمۃ کی جمع ہے اس سے لڑائی مراد ہے بعض نے کہا کہ یہ لحم سے مشتق ہے جس کے معنی گوشت کے ہیں اور لڑائی کیونکہ جنگ ہے بعض نے کہا کہ اس سے مراد واقعہ عظیم اور بعض کے نزدیک موضع جنگ مراد ہے عن ابی ھریرۃ فئتان عظیمتان اس سے حضرت علی اور حضرت معاویہ کی جماعت مراد ہے دعواھما واحدۃ یعنی جیسے ایک جماعت کا دعویٰ ہے ایسے ہی دوسرا جماعت کا بھی ہے یکثر فیکم المال اس کے اندر اختلاف ہے کہ یہ کونسے زمانہ کے اندر ہوگا (۱) اس سے حضرت امیر معاویہ کا زمانہ مراد ہے اسپر اشکال ہوا کہ اسماعیل بن حاتم نے انکار کیا ہے (۲) ابن بطال فرماتے ہیں کہ قیامت کے قریب ایسا ہوگا امام بخاری نے اسی کی طرف اشارہ فرمایا ہے (۳) علامہ ابن التین فرماتے ہیں کہ کثرت مال حضرت عیسیٰ کے زمانہ میں ہوگا جب وہ نازل ہوں گے (۴) دوسرے علماء جن میں حضرت امام بیہقی بھی ہیں فرماتے ہیں کہ یہ حضرت عمر بن عبد العزیز کے زمانہ میں ہو چکا

ابن الاثیر

ابن التین

5415 ص ۲۶۵ وبعضہ: تخالیہ الشعر اس کے حقیقی معنی مراد ہیں۔ اور بعض کہتے ہیں کہ اس سے مراد یہ ہے کہ وہ اتنے بڑے [illegible] ۲۶۶/۵
بڑے بال رکھیں گے جو جوتے تک پہنچیں گے وعنہ ص ۲۶۶ یخرج رجل من قحطان یہ ایک رجل کا نام ہے یمن کا بادشاہ ہوگا
کا باپ ہے یسوق الناس بعصاہ اس سے مراد ہے اس کی سختی کی طرف کہ وہ اپنے [illegible] اور [illegible]
سختی کے تھوڑے لوگوں سے اپنا اتباع کرائے گا۔ اور ممکن ہے کہ اس کے حقیقی معنی مراد ہوں۔ علامہ قرطبی فرماتے ہیں کہ
اس رجل کا نام جہجاہ ہوگا لیکن اس پر اشکال ہے کہ [illegible] معلوم ہوا کہ یہ رجل ہے اور [illegible] حدیث کے
اندر سوال کی تصریح ہے لہذا اس رجل [illegible] ص ۲۶۶ عن جابر [illegible] الذی فی الابیض یہ [illegible] کا نام ہے ۸
اسکو [illegible] کہتے ہیں۔ اور بعض نے کہا کہ [illegible] جگہ ہے وعنہ [illegible] عن ابی ھریرۃ
[illegible] تحقیق اور تعیین کی وجہ سے [illegible] فرمایا اور [illegible] فرماتے ہیں کہ [illegible]
[illegible] سے کیا ہے بعض لوگوں نے جواب دیا کہ [illegible]
[illegible] مناسبت کی طرف [illegible] اور [illegible]
[illegible] اور [illegible]
ذکر کردیا عن عوف ص ۲۶۶ [illegible] کا نام ہے [illegible] اس سے مراد ہے
[illegible] ص ۲۶۷ الخ [illegible]
22 عن عبد اللہ بن مسعود حتی لا یقسم میراث اس تقسیم [illegible] (۱) [illegible] ۲۶۷/۱
[illegible] میراث [illegible] کا کوئی مستحق نہ ہوگا (۲) مال بہت کثیر ہوگا [illegible] (۳) میراث
کی تقسیم علم فرائض پر موقوف ہے اور علم فرائض کوئی [illegible] (۴) اس کی تقسیم [illegible]
موقوف ہے اور [illegible] نہ ہوگی [illegible] ولا یفرح بغنیمۃ [illegible]
(۱) [illegible] غنیمت [illegible] (۲) [illegible] (۳) [illegible]
کے اسباب [illegible] غنیمۃ [illegible] یعنی وہ لوگ [illegible]
[illegible] شرط [illegible]
[illegible] یعنی وہ موتی [illegible] کی وجہ سے [illegible]
[illegible] (۲) [illegible] کی وجہ سے [illegible]
23 [illegible] عن ابی ھریرۃ ص ۲۶۷ ھل سمعتم بمدینۃ [illegible] قسطنطینیہ [illegible] ۱۳
[illegible] قسطنطینیہ [illegible]
24 الفصل الثانی عن معاذ بن جبل ص ۲۶۷ اس حدیث [illegible] قسطنطینیہ [illegible] ۱۹
[illegible] خروج دجال [illegible]
[illegible]
29 [illegible] عن عبد اللہ بن عمرو ص ۲۶۸ ۲۶۸/۲
[illegible] کنز الکعبۃ [illegible] (۲)

ملا علی قاری کہتے ہیں کہ اس سے ایک لاکھ اسی ہزار سے جو وہاں موجود ہوں گے علامہ نے لکھا ہے کہ قریب قیامت کے ہوگا علامہ قرطبی فرماتے ہیں کہ جب قرآن کو اٹھا لیا جائیگا تب ہوگا سوال اشکال وارد ہوا کہ قرآن پاک کا ارشاد ہے سے معلوم ہوتا ہے کہ حرم شریف ~~[illegible]~~ تو امن ہے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ذو السویقتین اس کے امن کو ختم کر دیگا جواب یہ ہے کہ اس قسم کے لوگ اس آیت سے خارج ہیں دوسرا اشکال یہ ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک روایت کے اندر کہ یاجوج و ماجوج کے بعد بھی اس کا حج کیا جائیگا اس سے معلوم ہوا کہ یہ امن تب تک باقی رہیگا اور اس روایت سے معلوم ہوا کہ ختم ہو جائیگا اس کا جواب دیا کہ اس روایت کے اندر حج کرنے کا مطلب یہ ہے کہ بیت اللہ کا حج ہو جائیگا تیسرا اشکال ہے کہ ایک روایت کے اندر ہے کہ اس خزانہ کو امام مہدی علیہ السلام نکالیں گے اور اس سے معلوم ہوا کہ ذو السویقتین نکالیں گے جواب یہ ہے کہ یہ روایت زیادہ صحیح ہے دوسرا جواب ہے کہ ہو سکتا ہے کہ جو بچ جائے گا اس کو ذو السویقتین نکالیگا اور اس کے بعد جو بچ جائیگا اس کو امام مہدی نکالیں گے ۳۴۸/۴

5430 عن رجل ص۴۶۸/۴ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حبشہ اور ترک سے قتال نہ کرو اور یہ خلاف ہے آیت کریمہ وقاتلوا المشرکین کافۃ حیث وجدتموہم کے اب دونوں کے اندر تعارض ہو گیا جواب۱ یہ ہے کہ یہ آیت اس حدیث کیلئے مخصص ہے جواب۲ یہ ہے کہ یہ اس حدیث کیلئے ناسخ ہے - اور اگر حدیث باقی کو ثابت مانا جائے تو آپ نے ان دونوں سے قتال کرنے سے منع فرمایا کہ حبشہ اور ان کے اندر تہامہ بہت گرم ہے جو ان سے قتال کے اندر زیادہ مشقت ہے اور ترک کے اندر تہامہ سردی اور عرب گرم ملک ہے تو قتال مشکل ہے لیکن اگر ان لوگوں میں سے اگر کوئی عرب پر تسلط کرنا چاہے تو منہ توڑ جواب دیا جائیگا اور ایسے وقت میں قتال ضروری ہوگا 33

عن انس ص۴۶۸/۱۵ ۱۴ھ کے اندر بصرہ آباد ہوا اور اس کے چھ ماہ بعد کوفہ آباد ہوا ۱۵

باب اشراط الساعة

37 (الفصل الاول) ۳۴۹/۷

عن انس ص۴۶۹/۷ یرفع العلم اس کے علماء نے چند مطلب بیان کئے ہیں (۱) رفع علم سے مطلب علماء سے ہوگا یعنی علماء ختم ہو جائیں گے (۲) اس سے مطلب علم پر عمل کرنا ہے یعنی علم باقی رہیگا لیکن اس پر عمل ختم ہو جائیگا (۳) چونکہ اس زمانہ کے اندر عورتیں کثیر ہوں گی اور وہ علم سے محروم ہوں گی ایسے میں علم ختم ہو جائیگا اور اس کے جو وجوہات ہوں گے ویکثر الجہل اس کی بھی مختلف وجوہ ہیں مثلاً علماء کا ختم ہونا - عورتوں کی کثرت اور انسان کا لخمسین امراۃ اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ ایک شخص کی پچاس بیویاں ہوں گی بلکہ مطلب ہے کہ اگر عورتوں اور مردوں کی نسبت قائم کی جائے تو ایک رجل کے مقابلہ میں پچاس عورتیں ہوں گی 42 عن ابی ہریرۃ ص۴۶۹/۱۴ یحسر الفرات عن کنز من ذھب فمن حضرہ فلا یاخذ منہ شیئا علامہ عینی فرماتے ہیں کہ آپ نے لینے سے منع اس لئے فرمایا کہ اس کے اندر تمام مسلمین کا حق ہے (۲) جو اس زمانہ میں زیادہ ہوگی جس کی وجہ سے قتال کا اندیشہ ہے ۱۴

45 وعنہ ص۴۶۹/۲۴ ولیس به الدین الا البلاء یعنی لوگ مصیبت کی وجہ سے مرنے کی تمنا کریں گے دین کی وجہ سے تمنا نہیں کریں گے اور دوسرا مطلب بعض نے یہ بیان کیا کہ دین سے مراد عادۃ ہے کہ عادۃ کی بنا پر وہ تمنا کریگا لیکن یہ مطلب ضعیف ہے ۲۴

46 وعنہ ص۴۶۹/۲۶ بمسلم ابو الشاہ نے بیان کیا کہ ۶۵۴ھ میں یہ آگ نکلی تھی اور اس کے بعد جو حضرت انس کی حدیث میں آگ کا ذکر ہے وہ قیامت کے قریب واقع ہوگی ۲۶

الفصل الثانی

عن عبد اللہ بن حوالۃ ص۴۷۰/۲ الجہد یعنی الجہد مشقت اللہ الجیم طاقت کے معنی میں ہے اور بعض نے اس کا الٹ بیان کیا

5453 ملا علی قاری فرماتے ہیں کہ معلوم ہوا کہ دونوں معنی کے اندر دونوں لغت مستعمل ہوتی ہیں ۔ رواہ ۔ مصنف کی اصل میں بیاض ۲۷۰/۲۲
ص ۲۷۰
ہے اور اسکو امام احمد، ابوداؤد، حاکم، بیہقی وغیرہ نے اسکو روایت کیا ہے عن ام سلمۃ المہدی
من عترتی ۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ امام مہدی حضور کی اولاد میں سے ہیں اور ایک روایت کے اندر ہے کہ آپ نے فرمایا کہ تیرے
چچا حضرت عباس کی اولاد میں سے ہونگے اسکا جواب دیا کہ وہ روایت ضعیف ہے ۔ دوسرا اشکال ہوا کہ ابن ماجہ
حاکم ۔ اور خطیب بغدادی نے حضرت انس سے نقل کیا کہ لا مہدی الا عیسی بن مریم ۔ شیخ الاسلام ابن تیمیہ نے لکھا ہے
کہ اس حدیث کی وجہ سے اکثر نے ان احادیث کا انکار کر دیا جسکے اندر امام مہدی کا ذکر ہے ۔ آگے فرماتے
ہیں کہ یہ حدیث انس ضعیف ہے حافظ ذہبی نے اسکو منکر قرار دیا ہے ۔ حاکم ابو عبداللہ صاحب مستدرک اور
حافظ عسقلانی ۔ حافظ مزی نے اسپر کلام کیا یعنی اسکو ضعیف اور بعض اسکو مرسل کہتے ہیں ۔ اس حدیث کی
سند کے اندر محمد بن خالد جندی مجہول ہے اور قرطبی فرماتے ہیں کہ یہ حدیث ضعیف ہے ۔ ابن کثیر فرماتے ہیں ۲۷۱/۲
ص ۲۷۱
56 کہ یہ حدیث ثابت ہے اور اسکا مطلب ہے کہ لا مہدی کاملا الا عیسی بن مریم ۔ [illegible] عن ام سلمۃ
ابدال بدل کی جمع ہے ایک جماعت اولیاء پر اسکا اطلاق ہوتا ہے جنکے اندر ستر آدمی ہوتے ہیں ان میں
چالیس شام کے اندر اور تیس دوسرے ممالک کے اندر ہوتے ہیں اور انکو ابدال (۱) اسوجہ سے کہتے ہیں کہ
جب ان میں کوئی مر جاتا ہے تو دوسرا اسکے بدلے میں آجاتا ہے (۲) جب کہیں جاتے ہیں تو ~~[illegible]~~ اپنی جگہ ایک
صورۃ مثالیہ بنا دیتے ہیں (۳) اپنی سیئات کو حسنات سے بدلتے ہیں (۴) اخلاق حسنہ سے اخلاق
ص ۲۷۲
58 سیئہ کو بدل دیتے ہیں عن علی ۔ یقال لہ منصور ۔ اس سے مراد خلیفہ منصور عباسی ہیں ۔ بعض کہتے ۱۴
ہیں کہ اس سے ابو منصور ماتریدی مراد ہیں بعض کہتے ہیں کہ اسکا مصداق حضرت خضر علیہ السلام ہیں ۔ حارث حراث الخ
اور اسکو قندوری ۔ ملا علی قاری نے نقل کیا کہ اس سے حضور مراد ہیں کما مکنت قریش ۔ اسپر اشکال ہے کہ حضور کو
قریش نے تمکین کہاں دی بلکہ آپ کو تو مکہ سے نکال دیا تھا اسکا جواب علامہ طیبی نے دیا کہ اس سے افراد امت مراد ہیں
وجب علی کل مومن نصرہ الخ ۔ اس لفظ کا ترجمہ حارث ۔ یا منصور ہے اور ممکن ہے کہ حضرت امام مہدی کی
ص ۲۷۲
60 نصرت مراد ہے کیونکہ منصور کا کلام سے پہلے آتا ہے الفصل الثالث عن ابی قتادۃ ۔ الآیات بعد المائتین ۱۹
اسکے اندر اختلاف ہے کہ اس مائتین کی ابتداء کب سے ہے ۔ بعض کے نزدیک نبوۃ سے اور بعض کے نزدیک ہجرۃ
سے اور بعض کہتے ہیں کہ جب اسلام کا قیام ہوا اور بعض کہتے ہیں کہ اسکا مطلب ہے کہ قیامت کے قریب دو سو سال
قبل ان آیات کا ظہور ہوگا ۔ ابن الجوزی نے اس حدیث کو موضوع قرار دیا کیونکہ ان کے زمانے میں اس کو چھ سو سال
سے زیادہ گذر چکے تھے اور کوئی آیات میں سے واقع نہیں ہوئی لیکن موضوع اسوجہ سے قرار دینا صحیح نہیں ہے کیونکہ ممکن ہے
کہ اس سے مراد مطلق مراد شہور اور بعد المائتین کا مطلب ہوگا قیامت سے پہلے دو سو سال کے اندر یہ علامات ہونگی
ص ۲۷۲
61 عن ثوبان ۔ فان فیہا خلیفۃ اللہ ۔ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب فرماتے ہیں کہ اس سے مہدی عباسی مراد ہیں ۲۰
کیونکہ ان کی ابتداء کی طرف سے ہوئی ہے اور یہی خلیفۃ اللہ ہونے کا مطلب ہے ۔ حافظ ابن کثیر نے گویا اسکو رد کیا
فرمایا کہ اس سے مراد حضرت امام مہدی علیہ السلام ہیں ۔ فقط

۴۷۲/۲

باب العلامات بین یدی الساعۃ وذکر الدجال

اس باب پر اشکال وارد ہوا کہ اس سے قبل جو باب مذکور ہوا اس کے اندر بھی علامات قیامت کو بیان کیا گیا ہے پھر دوبارہ اس باب کو منعقد کرنا تکرار محض ہے اس کا جواب دیا گیا کہ پہلا باب اعم ہے ان علامات سے کہ اس کے اندر قرب قیامت کی علامات کو بیان کیا جائے جو پہلے یا مطلق علامات کو خواہ وہ قرب قیامت کی ہوں یا نہ ہوں اور اس باب کے اندر خاص ان علامات کا ذکر ہے جو قیامت کے قریب واقع ہوں گی۔ دجّال یہ مشتق ہے دجل سے اس کے معنی خلط کرنے کے ہیں چونکہ وہ حق وباطل کے درمیان خلط کرے گا (۲) اس کے معنی تغطیہ کے ہیں اور وہ بھی حق وباطل پر تغطیہ کرے گا۔ بعض لوگوں کے نزدیک وہ اب تک دنیا میں نہیں بلکہ قیامت سے پہلے ہوگا لیکن جمہور کے نزدیک وہ ایک انسان ہے جو اس وقت موجود ہے اور اکثر روایات سے یہی معلوم ہوتا ہے ایسے ہی اختلاف ہے کہ وہ پیدا ہو چکا یا قیامت کے قریب ہوگا اس کے اندر بھی دو اقوال قول ہیں ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ پیدا ہو چکا اور مسلم شریف کی روایت میں ہے کہ وہ ایک جزیرہ میں ~~کی وجہ سے~~ نکلے گا اور اصفہان کے اندر ایک بستی یہودیہ ہے اس سے نکلے گا۔ دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ آگے باب قصۃ ابن صیاد اس کے اندر اختلاف ہے کہ دجال اور ابن صیاد دونوں ایک ہیں یا الگ الگ ہیں۔ حضرت عمر، ابن عمر، جابر وغیرہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے معلوم ہوتا ہے کہ دونوں ایک ہیں۔ دوسرے علماء کے نزدیک دونوں الگ ہیں اسی لوگ کہتے ہیں کہ یہ قول حضرت عمر نے اس وقت تک کہا جب تک آپ کو یہ تحقیق نہ ہوا کہ دونوں الگ ہیں اور جب علم ہو گیا تو اس قول سے رجوع کر لیا اور یہ مسلم ہے کہ وہ دجال من الدجاجلہ ہے۔ اب یہ کہ بعض روایت کے اندر ہے کہ وہ مسلمان ہوگا اس کے اندر بھی کوئی تضاد نہیں ہے کیونکہ مسلمان ہونے کے بعد بھی تو مرتد فاسق بھی ہو سکتا ہے نعوذ باللہ منہ۔ قرآن پاک کے اندر دجال کا ذکر نہیں ہے لیکن ضمناً اشارہ ہے حضرت عیسیٰ سے متعلق قرآن میں ہے کہ لیؤمنن بہ قبل موتہ اور حضرت عیسیٰ کا نزول صرف دجال کے قتل کے لیے ہوگا

الفصل الاول

ص ۴۷۲

عن حذیفۃ: اس حدیث پاک کے اندر عشر آیات میں سے ایک دخان ہے بعض علماء یعنی مفسرین کا کہنا ہے کہ یوم تاتی السماء بدخان مبین کے اندر جو دخان ہے وہی یہاں مراد ہے اب اس آیت کریمہ کے اندر کونسا دخان مراد ہے اس کے اندر اختلاف ہے ابن مسعود فرماتے ہیں کہ اس سے وہ دھواں مراد ہے جو مکہ کے اندر واقع ہوئی تھی اور کفار کی آنکھوں کے سامنے دھواں رہتا تھا۔ جمہور کے نزدیک اس سے وہ دخان مراد ہے جو قیامت کے قریب ہوگا دوسری آیت عشر آیات میں سے دابۃ ہے امام احمد، ابن ماجہ وغیرہ نے حضرت ابوہریرہ سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تخرج الدابۃ معہا عصی موسیٰ وخاتم سلیمان اور عصائے موسیٰ علیہ السلام کا عصا کے ذریعہ مومن کی پیشانی پر ایک نشان لگا دے گی جس سے مسلمان یعنی صاف ہو جائیگا اور خاتم سلیمان علیہ السلام کے ذریعہ کافر کی ناک پر مہر لگا دے گا اس کے محل خروج میں حافظ ابن کثیر نے مختلف قول نقل کئے ہیں (۱) صفا کے اندر کعبۃ اللہ کی درّہ سے ... خروج ہوگا (۲) تہامہ کی بعض وادی سے (۳) مقام جیاد کے اندر ایک پتھر ہے اس سے نکلے گا (۴) ایک مقام ہے ... کے اندر وہاں سے خروج ہوگا (۵) طائف سے نکلے گی۔ تیسری علامت یاجوج ماجوج ہے ان کی تعیین میں اختلاف کس قدر اختلاف ہے (۱) حضرت وہب بن منبہ فرماتے ہیں کہ یہ لوگ حضرت نوح علیہ السلام کے لڑکے یافث کی اولاد میں سے ہوں گے (۲) ضحاک فرماتے ہیں کہ یہ اہل ترک سے ہیں (۳) بعض فرماتے ہیں کہ یاجوج ترک سے اور ماجوج دیلم سے ہوں گے (۴) کعب احبار فرماتے ہیں کہ یہ دونوں آدم کی اولاد سے ہیں لیکن ان کی والدہ حضرت حواء نہیں ہیں بلکہ ایک

۲۴۷/۳۰

جب حضرت آدم علیہ السلام کو احتلام ہوا جو زمین پر گرا اس کے بعد دونوں پیدا ہوئے اس پر اشکال وارد ہوا کہ یہ بات
اتفاقی ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام کو احتلام نہیں ہوتا اس کا جواب دیا گیا کہ وہ نفی ہے اس احتلام کی ہے جو خواب کے
اندر ہو اور یہاں خواب کی حالت کا احتلام مراد نہیں البتہ اس کی سند میں کلام ہے (۵) آج کل کی تحقیق ۲۷۲
5465 کے مطابق یاجوج ماجوج اہل روس یا اہل چین ہیں عن ابی ھریرۃ ۔ ان العبادۃ وخیر لقیت ۔ یہ تعبیر ہے ۱۱
ص۲۷۲
66 خاص کی اور مطلب ہے کہ عام و خاص ہر ایک کو اس سے قبل عبادت کرنی چاہیے عن عبد اللہ بن عمرو ۔ اس ۲۷۳ / ۱۲
حدیث کے اندر بیان کیا گیا ہے کہ اول ساعت طلوع شمس ہے حالانکہ اس کے علاوہ بھی ہے جیسا کہ دجال کا خروج اور دابۃ کا
ہے اس کا جواب دیا گیا کہ ان دونوں کے اندر کوئی تعارض نہیں ہے کیونکہ یہ چیزیں ہیں ایک قیام ساعت اور ایک قرب ساعت
دجال اور دابۃ الارض علامت ہے قرب ساعت کی اور طلوع شمس من مغربہا علامت ہے قیام ساعت کی (۲) اس حدیث کے
ص۲۷۲
68 اندر علامت سے غیر معروف علامت مراد ہے عن ابی ذر ۔ مستقر لہا اس کی ایک تفسیر کی گئی ہے ای لاجل لہا ۱۷
یعنی اللہ تعالیٰ نے اس کے جریان کا جو ایک وقت مقرر کر رکھا ہے وہ اس سے مراد ہے (۲) اس سے غایت بعید مراد ہے
ص۲۷۲
69 عن عمران بن حصین ۔ امر اکبر من الدجال اس سے کیفیت اور کمیت دونوں اعتبار سے عظیم ہونا بیان کرنا ۲۲
ص۲۷۳
70 مقصود ہو سکتا ہے علماء نے دونوں کی رائے دی ہے کہ کیفیت کے اعتبار سے اکبر فرمایا گیا عن عبد اللہ ۔ اس حدیث ۲۴
کا مطلب یہ ہے کہ وہ دجال تم سے کہے گا کہ انا ربکم لیکن تم لوگ یاد رکھو کہ وہ کانا ہوگا اور تمہارا رب اعور نہیں ہے
بڑا اعتراض یہ ہے کہ واقعہ اور دھوکہ میں نہ پڑ جانا اس حدیث کے اندر دجال کو مسیح کہا گیا جس کی وجہ تسمیہ
ما قبل کے اندر گذر چکی ہے کہ وہ ممسوح ای مقطوع عن الخیر والبرکۃ ہوگا اور ایک آنکھ کے اندر پوری زمین کا مسح کی
چکر لگائے گا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مسیح کہنے کی وجہ میں علماء نے مختلف بیان کی ہیں (۱) وہ جس مریض پر ہاتھ پھیر
دیتے تھے تو صحت ہو جاتی تھی (۲) وہ برکت کی جوف کے اندر ممسوح تھے (۳) جس وقت وہ
پیدا ہوئے تو تیل لگا ہوا تھا (۴) ان کے اندر مسح القدمین (۵) اذا مسح الارض ۔ علاوہ ازیں بعض حضرات
ص۲۷۵
نے جب قاموس میں فرمایا ہے اس کی وجہ تسمیہ کے اندر پچاس قول شرح مشارق کے اندر بیان فرمائے ہیں عن النبی
اس حدیث سے معلوم ہوا کہ دجال سے تمام انبیاء نے اپنی اقوام کو ڈرایا ہے اس پر اشکال ہے کہ جب ان کو یہ
معلوم تھا کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے بعد نکلے گا تو ڈرانے سے کیا فائدہ ہوا اس کا جواب
یہ ہے کہ ان انبیاء کرام کو اس کے خروج کا علم تھا لیکن وقت خروج معلوم نہ تھا اس پر حضرت شاہ صاحب مولانا گنگوہی نے
اشکال فرمایا کہ ان کو وقت خروج کا علم قطعی تھا لیکن اس کی اشد کی عظیم فتنہ پر تنبیہ کرنے کے لیے اور ترغیب عبادت
ص۲۷۳
72 کے لیے ایسا فرمایا ہے عن ابی ھریرۃ ۔ اشکال ہوا کہ اس سے قبل ۲۷۳ / ۱
جو حدیث گذری ہے اس کے اندر تمام انبیاء کا ذکر ہے اس حدیث کے اندر حضرت نوح علیہ السلام کی خصوصیت کیوں فرمائی
جواب دیا کہ جو مشہور ہیں اس پر اشکال ہوا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام ان سے زیادہ مشہور ہیں اس کا جواب دیا کہ
چونکہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے خطاب فرمایا ہے کہ شرع لکم من الدین ما وصّی بہ نوحا ۔ اس کے اندر
دین کے ... تو ... لیکن یہاں پھر یہی اشکال ہوگا کہ قرآن کے اندر حضرت نوح کا ذکر کیوں
حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ذکر فرمانا چاہیے لہذا اب جواب ٹھیک رہیگا کہ وہ اول رسل ہوتے ہیں۔

۲۹۵/۲۹

ص ۲۷۳

5474 جواب: ان کی تقریر دراصل پہلے اعتراض کیا ہے تو تنبیہ کیجئے آپ نے ان کا نام ذکر فرمایا ہے **وعنہ** : ــ الدجال اعور العین ۲۷۳/۲

الیسریٰ الخ اس پر اشکال ہے کہ اس کی پہلی جو حدیث حضرت عبداللہ بن مسعود کی گذری ہے اس میں اعور العین الیمنیٰ واقع ہوا ہے

بلکہ دونوں حدیث کے اندر تطبیق کیا ہوگی جواب: یہ ہے کہ چونکہ حضرت ابن مسعود کی حدیث متفق علیہ ہے اور یہ حدیث

ضعیف بخاری و مسلم کی ہے لہذا اولیٰ ہی صحیح ہوگی جواب ۲: دراصل اس کی دونوں آنکھیں معیوب ہوں گی البتہ ایک بالکل غائب ہوگی

ص ۲۷۳

75 اور ایک کچھ کم ہوگی **عن النواس بن سمعان** : ــ ان یخرج وانا فیکم الخ اس پر اشکال ہے کہ بعض علماء تو ارشاد [illegible] ۹

کہ تمام احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ دجال یقیناً نکلے گا بعد ان یخرج کا کیا مطلب ہے جواب: یہ ہے کہ آپ نے احتمال ذہن

کا ترغیب امت کو چوکنا کرنے کیلئے یہ فرمایا جواب ۲: آپ کا یہ فرمانا اس وقت کا ہے جب تک علم نہیں تھا اس لئے ایسا فرمایا

جواب ۳: قطعی ہے [illegible] بعض [illegible] تحقیق ہوتا ہے ایسے ہی اس کی تحقیق کی گئی ہے آپ کا حضور فرماتے ہیں کہ

[illegible] کو مشتبہ [illegible] نقل میں [illegible] ہے (۱) [illegible] فرماتے ہیں کہ یہ اپنی حقیقت پر محمول ہے

(۲) [illegible] فرماتے ہیں کہ [illegible] ساعت [illegible] لگا یعنی رات بھی دن

ہی نظر آئے گا (۳) بعض لوگوں نے بیان کیا کہ مصیبت اتنی سخت ہوگی کہ ایک دن ایک سال کی طرح معلوم ہوگا اور

اور جب اس مصیبت کا خوگر ہو جائیں گے تو ایک [illegible] معلوم ہوگا [illegible]

(۴) بعض لوگوں نے یہ مطلب بیان فرمایا کہ [illegible] جلد ختم ہوتا چلا جائے گا لیکن اس کو

[illegible] ہے کہ اس صورت کے اندر [illegible] تحقیق کی [illegible]

[illegible] حقیقی [illegible] کے اندر [illegible] سے بعض [illegible] حقیقت پر محمول

[illegible] جب [illegible] سوال کیا کہ اللہ [illegible]

[illegible] دن کی نماز میں [illegible] سال [illegible] نماز میں [illegible] دن کی نماز میں [illegible]

[illegible] یعنی اندازہ لگانا [illegible] اندر [illegible]

[illegible] اندازہ لگایا جائے گا [illegible] اندر [illegible]

کے بعد شفق کے غروب [illegible] اندازہ لگایا جائے گا [illegible]

[illegible] جائے گا [illegible] استاذ [illegible] وغیرہ [illegible]

[illegible] کے نزدیک اندازہ [illegible] لگایا جائے گا [illegible] المنارۃ البیضاء

شرقی دمشق [illegible] عبارت [illegible] المنارۃ البیضاء

الشرقیۃ بدمشق ــ ایک روایت کے اندر [illegible] منارہ بیضاء [illegible] بیت المقدس اور ایک روایت کے اندر

اردن اور ایک روایت کے اندر معسکر المسلمین وارد ہوا ہے یعنی ان [illegible] نزول ہوگا اس ان

تمام روایات مختلفہ کے اندر جمع یہ ہے کہ منارہ بیضاء بیت المقدس کے اندر ہے اور معسکر المسلمین [illegible]

[illegible] ہوگا اور اردن بھی بیت المقدس [illegible] قریب ہے [illegible] متصل ہے [illegible] الوہ

اور علامہ [illegible] فرمایا کہ [illegible] ہوگی علامہ ابن الجوزی کی سند [illegible] روایت [illegible] موضوع

قرار دیا ہے [illegible] ہیں کہ [illegible] موضوع قرار دیا ہے [illegible] الطلاء

5475 یہ مطلب قرب قیامت کے سب اہل ایمان پر ریح طیبہ چلے گی فتقبض روح کل مومن الخ اس حدیث میں یہ [illegible] سو سال

کے بعد کوئی شخص زمین پر باقی نہ رہے گا صفحہ ۵۰۳ پر ایک حدیث آئی ہے کہ اس سے سوال ہوتا ہے کہ اس کا اثر ہوگا اور

وہ قیامت تک چلتی رہے گی اسکا جواب دیا کہ اس حدیث کے اندر جتنی باقی اخر الزمان سے مراد ہوا ہے پھر اب دونوں ۴۲۴/۱۶

صفحہ ۴۲۴

5476 موافق ہوگئی **عن ابی سعید** رجل من المومنین اس سے مراد حضرت خضر علیہ السلام ہیں لیکن یہ [illegible] کے

مذہب پر صحیح نہیں ہے جو لوگ خضر کے قائل نہیں ہیں [illegible] اس کا قول ہے مراد امت محمدیہ کا کوئی ایک فرد ہے

صفحہ ۴۲۵ ۴۲۵/۳

78 **عن النبی** من یہود اصفہان امام ابو نعیم اصفہانی فرماتے ہیں کہ اس سے اصفہان شہر مراد نہیں بلکہ اس کے اندر

ایک بستی تھی جسکا نام یہودیہ ہے اور وہاں یہود رہتے تھے [illegible] بخت نصر کا زمانہ [illegible]

اس بستی کو آباد کیا [illegible] معلوم ہوا کہ یہود اصفہان سے یہودیہ بستی مراد ہے علیہم الطیالسۃ

اس سے علامہ ابن قیم نے استدلال کیا کہ طیلسان اور تقنع کا استعمال جائز نہیں ہے لیکن اسکا جواب حافظ نے دیا کہ یہ

یہود کا شعار پہلے تھا اب نہیں رہا بلکہ حضور سے تقنع اور تطلیس ثابت ہے اسکے اندر کوئی اختلاف نہیں ہے

صفحہ ۴۲۵ ۱۴

82 **عن فاطمۃ بنت قیس** قالت انا الجساسۃ یہ جس سے مشتق ہے جاسوسی کرنا [illegible] علامہ نووی فرماتے

ہیں کہ یہ دجال کے واسطے جاسوسی کرتی ہے۔ علامہ نووی نے عبد اللہ بن عمرو سے نقل کیا کہ قرآن کے اندر جس دابۃ الارض کا

ذکر ہے وہ یہی دابہ ہے [illegible] ایک سوال ہے [illegible] حضرت [illegible] علیہ السلام

کی [illegible] نبی الامیین [illegible] کیونکہ آپ کی [illegible]

[illegible] کتابیں [illegible] آپ کی بعثت [illegible]

[illegible] اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی [illegible]

[illegible] معلوم ہوتا ہے کہ حضور نے منبر شریف [illegible]

[illegible] معلوم ہوگیا کہ [illegible]

[illegible] بحر الیمن [illegible] معلوم ہوسکا [illegible]

[illegible] حضور [illegible] تعیین کا علم ہو ۴۲۶

صفحہ ۴۲۶ ۱۱

83 **عن عبد اللہ بن عمر** اس حدیث کے اندر حضرت عیسی علیہ السلام کے طواف کا ذکر ہے [illegible]

[illegible] لیکن یہ دجال کے طواف کرنے کا کیا مطلب ہے اسکا جواب [illegible]

[illegible] کے اندر [illegible] لازم نہیں آیا دوسرا [illegible]

[illegible] معلوم ہے کہ دجال [illegible] مدینہ [illegible] معلوم ہوا کہ [illegible] کے اندر داخل ہوا۔

اسکا جواب دیا کہ [illegible] قرب قیامت میں ہوگا اور [illegible] جس وقت کے اندر [illegible]

[illegible] طافیۃ [illegible] لیکن بعض روایت کے اندر طافیۃ

[illegible] لیکن [illegible] دونوں کے معنی کے اندر [illegible] کیونکہ طافیۃ کے معنی [illegible]

ہوں اور طافیۃ کے معنی [illegible] دونوں صفتیں [illegible] ہوسکتی ہیں [illegible]

اسکا مطلب ہے کہ [illegible] لیکن صحیح [illegible] اب [illegible] صحیح ہوگا کہ

(۳/۵

5485 دلیل ہر ایک اپنی جگہ ظاہر ہے اور ہر ایک کا فیصلہ ہو گیا تو تعارض [illegible] ص ۲۷۶ الفصل الثانی عن عبادة رضی اس کی تفسیر کے اندر علماء کے ۲۷۶ / ۲۲

86 مختلف قول ہیں (۱) جو کہ سابقین کے اندر افضل ہو (۲) جو صدر نشین کے اندر افضل اور مقربین کے اندر افضل ۲۵

ہو (۳) جو کہ نگینہ کی طرح ہو عن ابی الجمیلۃ ص ۲۷۶ اس کے اندر بعض حضرات [illegible] کا مصداق

بعض کے نزدیک حضرت خضر اور بعض کے نزدیک [illegible] کا کوئی ایک فرد ہے ۔ اور ثانی صورت کے اندر روایت [illegible]

باب قصة ابن صیاد

[illegible] ۲۷۸ / ۱

ابن صیاد اس کا نام بعض روایت کے اندر عبد اللہ اور بعض کے اندر صاف وارد ہوا ہے ایک یہودی کا لڑکا ہے بعض روایات سے معلوم ہوا کہ دجال اور ابن صیاد ایک ہے اور بعض کے نزدیک دونوں الگ الگ ہیں حضرت عمر حضرت ابن عمر حضرت جابر قسم کھا کر کہتے تھے کہ دونوں ایک ہیں امام بخاری کا رجحان بھی اسی طرف ہے چنانچہ امام بخاری شریف کے اندر ابن صیاد کی روایات کو کتاب الاعتصام کے اندر ذکر فرمایا ہے حافظ فرماتے ہیں کہ حضرت امام بخاری نے ترجیح کا باب اختیار کیا ۔ جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ دونوں الگ ہیں ان کا استدلال ہے کہ وہ مدینہ کے اندر تھا اور فاطمہ بنت قیس کی حدیث سے معلوم ہوا کہ دجال دوسرے مقام پر جزیرہ میں بندھا ہوا ہے لہٰذا الگ ہے لیکن یہ اور [illegible] کلام نہایت مشتبہ ہے اس روایات بھی بہت مختلف ہیں جو لوگ کہتے ہیں کہ دونوں ایک ہیں ان کی دلیل علامہ عینی نے بیان کی فرماتے ہیں کہ مدینہ کے اندر ایک یہودی کے گھر میں ایک لڑکا پیدا ہوا اور وہ ایک روز میں [illegible] ہوا اور اتنا بڑا ہوا کہ اس کی ماں اور [illegible] ایک طرف ہو گئی یعنی ایک کوٹھڑی کے اندر چھپا دیا گیا اور کبھی وہ [illegible] اتنا ہوا کہ مکان کی چھت تک پہنچ گیا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی اطلاع ہوئی اور [illegible] بعد اس کے پاس گئے تو وہ پڑا ہوا تھا اور گنگنا رہا تھا حضور کو دیکھ کر وہ متوجہ ہوا حضور نے اس سے فرمایا کہ اتشہد انی رسول اللہ اس نے جواب میں کہا اتشہد انی رسول اللہ حضور واپس تشریف لائے حضرت عمر نے تلوار اٹھا کر اس کے سر پر مارا وہ [illegible] کہ جیسے کسی سخت چیز پر [illegible] حضرت عمر [illegible] اس کی وجہ سے حضرت عمر زخمی ہو گئے اور وہ غائب ہو گیا اور وہ [illegible] قریب کوئی [illegible] حضور کو معلوم ہوا آپ آئے اور حضرت عمر سے فرمایا کہ تم نے یہ کیا کیا [illegible] کہ حضور اس کے ہاتھ پر فتح ہو جائے [illegible] فرمایا [illegible] حضور نے فرمایا کہ یہ تم [illegible] اس کو قتل ہو جانے کو چاہتے ہو انہوں نے فرمایا کہ جی ہاں [illegible] حضرت عیسیٰ [illegible] اس کو قتل کریں گے [illegible] اور [illegible] حضرت تمیم داری سے اس کی ملاقات ہوئی [illegible] اس تفصیل حدیث سے معلوم ہوا کہ دونوں ایک ہیں لیکن [illegible] کی سند [illegible] حدیث پایہ ثبوت کو نہیں پہنچتی نیز اس حدیث پر حضرت تمیم داری کی حدیث سے اشکال وارد ہوتا ہے کہ اس کے اندر ہے کہ اس نے حضور کے متعلق سوال کیا کہ نبی الامیین آ گئے تو اگر یہ وہی ابن صیاد ہوتا تو سوال کیا کرتا وہ تو خود مدینہ کے اندر تھا اور اگر یہ جواب دیا جائے کہ اس نے اپنی حیثیت [illegible] کا سوال کیا تھا تو اس پر اشکال ہوگا کہ اس نے جب حضور کے متعلق سوال کیا کہ [illegible] تو انہوں نے جواب دیا کہ [illegible] کہ [illegible] مدینہ کے اندر پایا تھا [illegible] یہ حدیث محل کلام ہے اور وہ دجال اکبر ہے

[illegible]

ص۴۷۸

۴۷۸/۱ بلکہ دجال من الدجاجلہ ہے الفصل الاول عن عبد اللہ: اس حدیث کے اندر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے 5494
فرمایا کہ [illegible] یہ اشکال ہے کہ حضور نے یہ کیوں فرمایا اس کا جواب علامہ طیبی نے دیا کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ
میں اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان لاتا ہوں اور [illegible] بھی ان کے رسولوں میں سے ہے تو [illegible] لیکن اس پر ملا علی قاری
نے اعتراض کیا کہ یہ جواب صحیح نہیں ہے کیونکہ گویا اس کے اندر حضور کو اس کی رسالت کے اندر شک ہے حالانکہ قطعی طور
آپ کو معلوم ہے کہ یہ رسول نہیں ہے لہذا اس کا مطلب [illegible] بلکہ آپ نے مفہوم مخالف کے ذریعہ اشارہ کیا ہے کہ میں تو رسولوں
پر ایمان لاتا ہوں اور تو رسول نہیں ہے لہذا میں کیسے تجھ پر ایمان لاؤں گا اور حضور نے یہ قول اس وقت کہا کہ
جب آپ کو اپنے خاتم النبیین ہونے کا علم نہیں تھا [illegible] آپ پہلے جانتے نہیں تھے اور حضور نے اس کو اس لئے اسی وقت
پر قتل نہیں کیا کیونکہ وہ بچہ تھا یا اس وجہ سے کہ وہ ذمی تھا [illegible] لیکن [illegible] معلوم ہوا کہ حضور کو اس کے
۱۷ دجال ہونے کے اندر شبہ تھا عن ابی سعید: ارے [illegible] صادق و کاذب [illegible] میرے پاس سچی اور جھوٹی 5495
باتیں دونوں آتی ہوں لیکن اکثر [illegible] صدق کا مفہوم زیادہ ہے یا کذب کا مفہوم زیادہ ہے اس صورت کے
اندر تو شک [illegible] گفتگو [illegible] بعض احوال [illegible] صدق کا غلبہ اور بعض احوال
۲۵ کذب کا غلبہ رہتا ہے عن ابی سعید: قال فلبسنی [illegible] اس کا مطلب [illegible] 5498
اس کا [illegible] لیکن اس کی تفصیل [illegible] دوسرا مطلب یہ بیان کیا کہ مجھے خیال
ہوا کہ یہ دجال نہیں ہے لیکن جب اس نے [illegible] تو اب شبہ ہوا کہ یہ دجال ہی معلوم ہوتا ہے

ص۴۷۹

۴۷۹/۵ عن محمد بن المنکدر: [illegible] النبی صلی اللہ علیہ وسلم الخ اس حدیث سے [illegible] کہ جو لوگ 5500
قائل ہیں کہ [illegible] اس کا جواب [illegible] نے دیا کہ آپ کا اقرار اوامر ونواہی کے اندر حق ہونے
کی دلیل ہے اور غیر اوامر ونواہی کے اندر [illegible] حق ہونے کی دلیل نہیں ہے محققین کا [illegible] لہذا اس کا [illegible] استدلال
صحیح نہیں ہے دوسرا جواب اس حدیث کا یہ ہے کہ [illegible] آپ کے سامنے ظاہر ہوا ہو [illegible]
کہ یہ واقعہ تمیم داری کے واقعہ سے پہلے کا ہے اور اس کے بعد [illegible] معلوم ہو گیا کہ یہ دجال نہیں ہے الفصل الثانی

ص۴۷۹

۹ عن ابی بکرۃ: اس حدیث کے اندر [illegible] اعور [illegible] وارد ہوا لیکن ابو داؤد اور ترمذی شریف کے اندر [illegible] 5503
بجائے [illegible] وارد ہوا ہے اور چونکہ [illegible] اس کا ترجیح بھی [illegible] ہے اور اگر [illegible]
[illegible] تنام عیناہ ولا ینام قلبہ یہ اشکال ہے کہ یہ تو حضور کی صفت
ہے لہذا اس صفت [illegible] ہو گا اس کا جواب دیا کہ انبیاء کرام کی صفات
[illegible] اور [illegible] شیطانیہ کی [illegible] اس حدیث سے ابن صیاد
اور دجال کے ایک ہونے پر استدلال کیا ہے لیکن یہ استدلال صحیح نہیں ہے کیونکہ [illegible] ایک حدیث کے اندر
گذرا کہ حضور اس کے پاس گئے [illegible] ابن صیاد [illegible] بالغ ہو گیا تھا اور اس حدیث کے راوی حضرت
ابو بکرہ غزوہ طائف کے اندر ۸ھ کے اندر ایمان لائے [illegible] دو سال حضور کا [illegible] ملتے ہیں
[illegible] جب [illegible] پیدا ہوا [illegible] دو سال کے اندر [illegible] پیدا ہوا اور [illegible] ہونا
[illegible] ہو سکتا ہے لہذا اول حدیث راجح ہے اور یہ [illegible] ہے نیز اس کا راوی علی بن زید بن جدعان

[illegible]

باب نزول عیسیٰ علیہ السلام

5505 ۴۷۹/۲۳ وضاحت ہے چونکہ دجال کے خاتمہ کیلئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول ہوگا اسلئے دجال کے ذکر کے بعد اب حضرت کے

۲۳ نزول کا ذکر فرماتے ہیں **الفصل الاول عن ابی ہریرۃؓ** ان ینزل فیکم ابن مریم الخ یہاں ایک اشکال ہوتا ہے کہ دجال

کے خاتمہ کیلئے حضرت عیسیٰ کے نزول کی کیا تخصیص ہے وہ تو کسی اور کے ذریعے بھی ہو سکتا ہے اسکے علماء نے مختلف جوابات دیئے ہیں

جواب ۱ ۔ حافظ [illegible] ہوگا کہ دجال کا ساتھ یہود کریں گے اور ان یہود کا زعم ہے کہ ہم نے حضرت مسیح کو قتل کر دیا ہے

تو ان کے اس زعم کے ابطال کیلئے نزول ہوگا اور چونکہ وہ یہود کا سردار ہوگا تو اسکی وجہ سے حضرت عیسیٰ کو اسکا قتل

سپرد فرمایا ہے (۲) حضرت عیسیٰ علیہ السلام زمین سے پیدا ہوئے ہیں اور جو شخص [illegible] وہ پیدا

ہوا تو اس قاعدہ کی تکمیل کیلئے ان کو نازل کیا جائیگا (۳) حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے امت محمدیہ میں ہونے کی تمنا کی ہے

فیکسر الصلیب [illegible] کی علامت کو ختم کر دیں گے ویضع الجزیۃ قاضی عیاض مالکی

فرماتے ہیں کہ اسلام کا غلبہ ہوگا اسلئے [illegible] جزیہ [illegible] علامہ نووی فرماتے ہیں کہ وہ جزیہ کو ساقط کر دیں گے

اور صرف اسلام کو قبول کیا جائیگا یا پھر تلوار کے ذریعے کام تمام کر دیا جائیگا اس پر اشکال ہوا کہ حضرت عیسیٰ کے

جزیہ کو ساقط کرنے سے لازم آیا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کا ایک حکم منسوخ ہو جائے حالانکہ حضور کے بعد کوئی شی

شریعت محمدیہ کیلئے ناسخ نہیں بن سکتی اسکا جواب ۱ ابن بطال نے دیا کہ مسلمان جو جزیہ لیتے ہیں وہ قوت حاصل

کرنے کیلئے لیتے ہیں اور اس وقت ضرورت نہ ہوگی تو گویا اس وقت علت ختم ہو جائیگی لہذا حکم بھی ختم ہو جائیگا اور

جواب ۲ حافظ ابو زرعہ عراقی فرماتے ہیں کہ ہم جو جزیہ لیتے ہیں اور ان سے تلوار کے ذریعے کام تمام نہیں کرتے اسکی وجہ

یہ ہے کہ ان کے پاس جو انجیل و تورات ہے اسکے اندر ہم کو شبہ ہے کہ اب بھی شاید اسکے اندر اصل کتاب کی باتیں

موجود ہوں اسلئے ہم قتال نہیں کرتے اور حضرت عیسیٰ کے نازل ہونے کے بعد یہ بات ختم ہو جائیگی لہذا اس وقت ان

سے [illegible] ہو جائیگا اسلئے اب جزیہ ختم اور الا الاسلام والا السیف جواب ۳ علامہ نووی فرماتے ہیں کہ یہ نسخ

جزیہ حضرت عیسیٰ کی طرف سے نہیں ہے بلکہ خود حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ہے آپ نے بتلا دیا کہ اس وقت تک جزیہ لیا

06 ۲۴ جائیگا اور پھر اسکی مدت ختم ہو جائیگی **وعنہ** ۵۵۰۶ ولیترکن القلاص قلوص کی جمع ہے جوان اونٹنی کو کہتے ہیں

فلا یسعیٰ علیہا علامہ نووی فرماتے ہیں کہ مطلب یہ ہے کہ ان کی پرواہ نہیں کی جائیگی اور قاضی عیاض فرماتے ہیں کہ ان

کی زکوٰۃ لینے کیلئے ساعی کو نہیں بھیجا جائیگا [illegible] وامامکم منکم [illegible]

معلوم ہوا کہ امت محمدیہ کا کوئی فرد امام بنیگا اور حدیث ۵۴۶۶ پر ایک حدیث گذر چکی جس کے اندر ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام

[illegible] حضرت عیسیٰ علیہ السلام امامت فرمائیں گے [illegible]

[illegible] کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت امام مہدی امامت کریں گے ملا علی قاری

فرماتے ہیں کہ اسکا مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ حضرت امام مہدی کے بعد حضرت عیسیٰ امامت کریں چنانچہ [illegible]

[illegible] کہ حضرت عیسیٰ ایسے وقت نازل ہونگے جبکہ نماز کی اقامت ہو جائیگی امام مہدی [illegible] نماز پڑھانے

[illegible] حضرت عیسیٰ [illegible]

[illegible] کہ حضرت عیسیٰ نبی ہونے کی وجہ سے افضل ہیں [illegible]

جواب [illegible] امام اسلئے بنایا جائیگا کہ یہ بات معلوم ہو جائے کہ اب شریعت محمدیہ چلے گی اور حضرت عیسیٰ کی نبوت

کی وجہ سے امام بنایا جائیگا

باب قرب الساعة وان من مات فقد قامت قیامته

۲۸۰/۹ ساعت کا اطلاق تین چیزوں پر ہوتا ہے ساعت کبریٰ یعنی تمام عالم کی قیامت جس دن دنیا ختم ہوگی۔ ساعت وسطیٰ اور وہ قرن
کے ختم ہونے کا نام ہے [illegible] قیامت [illegible] ساعت صغریٰ وہ ہر آدمی کی موت ہے اور یہی اس باب کا [illegible] آدمی کی
۳۰ اپنی موت مراد ہے جیسا کہ خود باب کے اندر مصنف نے فرمایا کہ وان من مات فقد قامت قیامته۔ صـ ۲۸۰ **الفصل الاول عن شعبة** 5509
اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جو لوگ اس وقت موجود ہیں وہ سو سال بعد ختم ہو جائیں گے ایک بھی زندہ نہ رہے گا سب سے آخر انتقال ہوا کہ جو
ابو الطفیل ایک صحابی ہیں جن کا انتقال سنہ ۱۰۲ھ میں ہوا تو [illegible] حضرت خضر کے خلاف ہوگا کہ یہ ایک سو سال سے زیادہ رہے
اس کا جواب یہ ہے کہ [illegible] فرمایا [illegible] اعتبار [illegible] وقت [illegible]
یہ جملہ ارشاد فرمایا [illegible] اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جن لوگوں نے دو سو سال کے [illegible] اپنی [illegible] ہونے کا
دعویٰ کیا اور شہرت کی یہ غلط ہے [illegible] ایک اشکال ہوگا کہ حضرت [illegible] کے نزدیک تو حضرت خضر اور حضرت الیاس
علیہما السلام بالحیات ہیں اور اس حدیث کا تقاضہ ہے کہ وہ لوگ بھی ختم ہو گئے ہوں چنانچہ امام بخاری ابراہیم الحربی
کا یہی مذہب ہے لیکن جمہور کے نزدیک یہ دونوں بالحیات ہیں [illegible] نووی نے لکھا ہے کہ [illegible] زندہ ہیں [illegible] اس
حدیث کا جواب یہ ہوگا کہ جس وقت آپ نے فرمایا تھا اس وقت یہ لوگ [illegible] وجہ الارض پر نہیں تھے بلکہ دریا [illegible] ہے
۱۶ صـ ۲۸۰ **عن عائشة** حتی تقوم علیکم ساعتکم [illegible] الساعة [illegible] 12
یعنی ہر شخص کی اپنی موت مراد ہے جیسا کہ اس حدیث کا [illegible] حدیث [illegible]
[illegible] موت [illegible] ساعت [illegible]
یعنی تم [illegible] قیامت [illegible] مصنف نے [illegible] اور ابن [illegible] فرمایا [illegible]
۲۰ [illegible] صـ ۲۸۰ **الفصل الثانی عن سعد** [illegible] حدیث [illegible] پانچ سو سال [illegible] ہوگی 14
اس کا جواب یہ ہے کہ یہ حدیث [illegible]
[illegible] پانچ سو سال [illegible]

باب لا تقوم الساعة الا علی شرار الناس

۲۸۰/۲۵ (الفصل الاول)*

صـ ۲۸۰

16 **عن انس** [illegible] باب کی احادیث کا خلاصہ یہ ہے کہ ایک وقت ایسا آئے گا کہ کوئی آدمی اللہ اللہ کہنے والا نہ ہوگا اور
اس وقت قیامت واقع ہو جائے گی [illegible] اشکال ہے کہ صـ ۵۰۳ [illegible] ایک حدیث [illegible] معلوم ہوا کہ
[illegible] دونوں [illegible] تعارض ہے
جواب یہ ہے کہ [illegible] اکثر [illegible] اعتبار [illegible] اللہ اللہ [illegible] جواب [illegible]
۲۸۱/۱ صـ ۲۸۱ [illegible] اس حدیث کا بیان [illegible] **عن ابی ھریرة** حتی تضطرب الیات نساء 18
علامہ ابن الملک اس حدیث کے مطلب کے ذیل میں تحریر فرماتے ہیں کہ وہ عورتیں [illegible]
اس بت کی عبادت کریں گی [illegible]
اس حدیث کا [illegible] طواف کریں گی [illegible] طواف کرنا [illegible] مطلب بیان کیا۔ ابن الملک فرماتے
کہ [illegible] اسلام کی طرف اشارہ [illegible] اسلام کی طرف اشارہ ہے [illegible]
۹ صـ ۲۸۱ کہ سب [illegible] قیامت کے قریب ہوگا **عن عبد اللہ** [illegible] ثم یمکث فی الناس سبع سنین [illegible] معلوم ہوا کہ جو ۲۰

(۲۸۱

عیسیٰ علیہ السلام سات سال تک دنیا میں رہیں گے۔ اس پر اشکال ہوا کہ اس کے پہلے ایک حدیث کے اندر گزرا کہ چالیس سال قیام فرمائیں گے اب دونوں کے اندر تعارض ہے دفع کرنے کے لئے علماء کے مختلف قول ہیں (۱) حافظ ابن کثیر فرماتے ہیں کہ اس حدیث کے اندر سات سال ہے وہ مدۃ اقامت ہے جو نزول کے بعد ہوگی اور جس کے اندر چالیس سال کا ذکر ہے وہ کل مدۃ اقامت ہے جو حضرت عیسیٰ کی نزول کے بعد اور اس کے قبل ہے کیونکہ آپ کا رفع الی السماء ۳۳ سال کی عمر میں ہوا اور آخر کے اندر سات سال لہذا پورے چالیس ہوگئے (۲) امام بیہقی فرماتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ کا قیام چالیس رہے گا اور سات سال کا مطلب یہ ہے ان کے انتقال کے بعد لوگ سات سال تک روئے زمین کے اندر رہیں گے لیکن یہ جواب امام بیہقی کی روایت پر صحیح ہے کیونکہ ان کے یہاں ایسے وارد ہوا یمکث فی الناس اربعین سنۃ اور ہمارے نسخے کے اعتبار سے صحیح نہیں ہے کیونکہ یہاں لفظ فی زیادہ ہے (۳) علامہ کشمیری فرماتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی عمر کل ایک سو بیس سال کی ہے ۱۲۰ چالیس سال قبل النبوۃ اور چالیس سال اس کے بعد اور پھر رفع ہوا اور اب چالیس سال تک آخر کے اندر رہیں گے فمن قبل الشام الخ مسلم شریف کی ایک روایت حضرت ابو ہریرہ سے جو اول ہے اس کے اندر من قبل الیمن وارد ہوا علامہ نووی نے دو قول جمع کے اندر نقل کئے ہیں (۱) ممکن ہے کہ دو ہوائیں الگ الگ ہوں (۲) ایک ہوا اولاً یمن سے چل کر دوسری جانب پہنچے اس کو دونوں جہاں سے ملا کر چلیں لہٰذا یمن کی ہوا کہیں شام جائے اس کو دونوں جہان سے یمن و شام دونوں ہوائیں ملا کر چلیں تو اس کا تکلف ہو جاتا ہے ۲۸۱/۲۲

باب النفخ فی الصور (الفصل الاول)

صور کے معنی نفخ کے ہیں قرآن و حدیث کے اندر اس کا ثبوت ہے اور اس کی تفسیر میں دو فریق ہیں ایک گروہ کا قول حضرت حسن بصری کا ہے ان کے نزدیک صُوَر بفتح الصاد و فتح الواو ہے اور صورۃ کی جمع ہے اس کا مطلب ہے کہ صورتوں کے اندر روح کو پھونک دیا جائیگا بس اسی کا نام صور ہے یہ قول دوسرا الگ چیز ہے اہل سنت والجماعت اس کے مقابل جمہور کا قول ہے جو اثبات صور کا قائل ہے یعنی یا تعیین یا ثبوت ہے کہ صور ایک بوق کا نام ہوگا اور اس کے اندر ہر شخص کی روح موجود ہے اور جب صور کا نفخ ہوگا تو ہر ایک کے جسد کی طرف وہ روح منتقل ہوگی نفخ صور جمہور کے نزدیک دو مرتبہ ہوگا ایک اس وقت جب کہ لوگ مرنے لگیں گے اور ایک اس وقت جب کہ لوگ حساب و کتاب کے لئے اٹھائے جائیں گے اس وقت زندہ کئے جائیں گے علاوہ ازیں ہوا کہ ایک صور موت کے لئے اور ایک احیاء کے لئے ہوگا اول کی وجہ سے جو لوگ زندہ ہیں وہ مر جائیں گے اور جو میت ہیں ان پر فزع اور بیہوشی طاری ہوگی اور دوسرا نفخ جو احیاء کے لئے ہے دین بعث و حساب وغیرہ کے لئے ہے ابن العربی کی رائے ہے کہ صور تین مرتبہ ہوگا ابن العربی مالکی کی رائے یہی ہے۔ ابن حزم ظاہری کے نزدیک چار مرتبہ نفخ صور ہوگا اول سے موت اور دوسرے سے احیاء تیسرے سے فزع اور چوتھے سے فزع سے بیداری کے لئے لیکن ان کا مسلک قول راجح نہیں ہے جو جمہور کا مذہب ہے وہی راجح ہے

۵۵۲۱ ۲۸۱۵ **عن ابی ھریرۃ** اس حدیث کا مطلب ہے کہ حضرت نے اربعون فرمایا تھا لیکن مجھے معلوم نہیں کہ اربعین سے کیا مراد ہے اور کیا تعین ہے الا عظما واحدا الا عجب الذنب جا ملا ... زمین آدمی کے لئے ہوگی کہ وہ ہڈی ہے دیکھو اسی حدیث سے دو باتیں ۲۲ تحقیق ہوگئی معلوم ہوا کہ تخلیق وغیرہ یہ سب مادہ پر موقوف ہے اور اصل چیز مادہ ہے ہماری طرف سے جواب ہے اس حدیث سے تو صرف یہ معلوم ہوا کہ وہ ابتداء رہتی لیکن اس کے وجود سے اس کی قدیم ہونے پر استدلال کیا گیا ہے

حصہ سوم

5523 ملا علی قاری فرماتے ہیں کہ حدیث کے اندر بالکلیہ دس عدد کی [illegible] کو مرجح نہیں [illegible] ذکر نہیں ہے بلکہ مطلب یہ ہے کہ ۲۸۲/۲
یہ معلوم نہیں کہ کتنے ہوں گے عن عبد اللہ بن عمر ص ۲۹۳ ثم یطوی الارضین بشمالہ اس حدیث کے اندر بائیں
ہاتھ کی نسبت کی گئی ہے دونوں ہاتھ یمین ہیں نیز شمال عیب اور نقص پر دال ہوتا ہے لہذا یہاں بشمالہ کیوں کہا
اس کا جواب دیا کہ یہ راوی کا وہم ہے ورنہ حدیث کے اصل الفاظ وبیدہ الاخری ہیں اب رہا اختلاف روایت
سو کہ اس حدیث کے اندر ذکر کیا گیا کہ آسمان ایک ہاتھ کے اندر زمین دوسرے ہاتھ کے اندر لپٹی ہوں گی
اور اس کے بعد حضرت ابن مسعود کی حدیث ہے اس کے اندر ہے کہ ایک ہی ہاتھ کی پانچوں انگلیوں پر زمین و آسمان ہوں
گے [illegible] تو پشتی نے جواب دیا کہ دونوں حدیث کے اندر اللہ تبارک و تعالی کی عظمت بیان کرنا مقصود ہے
5525 اور فی نفسہ اصل شکل وہی ہے جو [illegible] حدیث کے اندر ہے ص ۲۹۳ عن عائشۃ یوم تبدل الارض الخ اس تبدیل ۶
ارض کے اندر علماء کے تین قول ہیں (۱) یہ کیفیت کے اعتبار سے تبدیل ہوگی مثلاً جہاں پہاڑ جتنا بلند ہے
اس کو اتنا ہی پست کر دیا جائے گا لیکن ذات اس کی وہی رہے گی (۲) یہ ذات کے اعتبار سے تبدیل ہوگی
کہ دوسری زمین ہو جائے گی سفید میدہ کی مانند (۳) قیامت سے پہلے زمین کا تبدل کیفیت کے اعتبار
26 سے ہوگا اور قیامت کے بعد ذات کے اعتبار سے ہوگا ص ۲۹۴ عن ابی ھریرۃ الشمس والقمر مکوران الخ شمس ۶۱
و قمر دونوں لپیٹ دیئے جائیں گے یعنی ان کے انوارات ختم ہو جائیں گے بعض نے کہا کہ ان کو گرا دیا جائے گا

باب الحشر

(الفصل الاول) ۲۸۳/۲

الحشر والجمع علامہ قرطبی نے بیان فرمایا کہ حشر چار قسم پر واقع ہوگا دو دنیا کے اندر ہوا اور دو قیامت
کے اندر ہوگا اول حشر دنیا کے اندر وہ ہوا جو سورۃ الحشر کے اندر ہو الذی اخرج الذین کفروا من اہل الکتاب
من دیارہم لاول الحشر کے تحت بیان کیا گیا ہے اور دوسرا حشر وہ ہے جو نار مشرق سے نکل کر مغرب کی طرف
چلے گی جس کا ذکر ماقبل کے اندر آ چکا تیسرا حشر آخرت کے اندر الاموات کا ہوگا ان کی قبور سے اور چوتھا حشر
34 جنت کی طرف اہل جنت کا اور جہنم کی طرف اہل جہنم کا ہوگا ص ۲۹۴ عن ابی ھریرۃ یحشر الناس علی ثلث الخ علامہ خطابی ۲۸۳/۲
علامہ [illegible] قاضی عیاض فرماتے ہیں کہ اس حشر سے مراد حشر فی الدنیا ہے [illegible] علامہ توربشتی فرماتے ہیں کہ حشر فی الآخرۃ
مراد ہے [illegible] مطلب [illegible] ہے جو لوگ [illegible] [illegible]
35 [illegible] عن ابن عباس انکم محشورون حفاۃ عراۃ غرلا ۵
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] اول من یکسی یوم القیامۃ ابراہیم [illegible] حضرت ابراہیم علیہ السلام کو [illegible]
[illegible] (۱) [illegible] (۲) [illegible]
[illegible]

5535 رب کے بعد پہنچے گی لہذا یہاں پر اولیت سے ظاہر یہ ہے کہ اولیت حقیقیہ مراد ہے اس پر اشکال ہوتا کہ حضرت ابراہیم
حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے کیسے افضل ہو گئے حالانکہ حضور سب سے افضل ہیں اس کے علماء نے مختلف
جواب دیے ہیں جواب ۱ یہاں اولیت سے حقیقیہ مراد نہیں بلکہ اولیت اضافیہ مراد ہے جواب ۲ المتکلم
لا یدخل فی عموم کلامہ والا جواب ہے اس پر اشکال ہے (۱) یہ قاعدہ مسلم نہیں جیسا کہ علامہ محمود آلوسی نے
روح المعانی میں اس کو ذکر کیا ہے (۲) یہ قول کا جواب نہیں ہو سکتا کیونکہ حضور نے فرمایا کہ سب سے پہلے ابراہیم
علیہ السلام کو اور مجھ کو لباس پہنایا جائے گا لہذا اس دوسرے اشکال کی وجہ سے جواب ۳ ثابت ہوا کہ
کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام چونکہ اللہ کے راستے میں سب سے پہلے ننگے کر دیے گئے جواب ۴ آپ کو لباس حضرت
ابراہیم علیہ السلام کے لباس سے بیش قیمت ہوگا جس میں پہلے پہنایا جائے گا جواب ۵ ممکن ہے کہ فضیلت جزئیہ
مراد ہو اور یہ فضیلت کلیہ کے منافی نہیں ہے انہم لن یزالوا مرتدین الخ اگر یہاں ارتداد سے مراد ارتداد مطلق
ہے تو پھر اشکال ہوگا کہ آپ کا اصحابی اصحابی کہنا غلط ہے اس کا جواب ۱ دیا گیا کہ اصحاب کا اطلاق عرفی معنی
ہے اور اصل جواب ۲ یہ ہے کہ آپ نے ظاہر اصحاب فرما دیا ارشاد اور بعد کا آپ کو علم نہیں تھا جواب ۳
یہ ہے کہ یہاں اصطلاحی ارتداد مراد نہیں ہے بلکہ ارتداد سے مراد ترک اخلاق حسنہ اور سنت میں حدث ہے

صفحہ ۲۸۳ / ۱۹

39 وعنہ: اس حدیث میں قیامت کے روز لوگوں کے پسینے کا حال بیان کیا گیا ہے کہ پسینہ ترقی ۲۸۳ / ۲۸

ص ۲۸۳ / ۲۳

41 ہوگا چند وجوہ سے (۱) کثرت مجالست (۲) شمس کا قریب ہونا (۳) جہنم کا قریب ہونا **عن ابی سعید** ۲۳
ارجو ان تکونوا ثلث اہل الجنۃ الخ یہاں پر حضور نے اختصار پر تعلق کیا پہلے ثلث اور پھر نصف اور پھر اس کے
زیادہ ہو اہل جنت میں ہونے کی خوشخبری دی اس کے علماء نے اس تدریجاً خوشخبری کی کئی حکمتیں بیان کی ہیں
(۱) تاکہ ان لوگوں کے قلوب پر خوشی کی وجہ سے بوجھ نہ پڑے (۲) مزید خوشی کیلئے آپ نے تدریجا ارشاد فرمایا

ص ۲۸۴ / ۳

42 (۳) حضور کو بھی پہلے ایک دفعہ صورت زیادتی کی معلوم ہوئی **وعنہ:** یکشف ربنا عن ساقہ الخ یہ حدیث ۲۸۴ / ۳
مقتبس ہے آیت کریمہ یوم یکشف عن ساق ویدعون الی السجود سے متقدمین کے نزدیک کشف ساق متشابہ
ہے اور متاخرین کے نزدیک اس کی چند تاویلات ہیں (۱) بعض علماء کے نزدیک اس کا معنی شدت امر ہے
کیونکہ ساق کا لفظ ایسے ہی موقع پر استعمال ہوتا ہے (۲) اس سے نور عظیم مراد ہے (۳) حقیقی معنی مراد ہیں جو اللہ کی شان کے

ص ۲۸۴ باب الحساب والقصاص والمیزان ۲۸۴ / ۲۴

میزان اس کی اصل موزان ہے اور اس کی جمع موازین آتی ہے ابو اسحاق زجاج فرماتے ہیں کہ اہل سنت والجماعت کا
اجماع ہے کہ یہ موجود ہے اور اس پر ایمان لانا ضروری ہے اور قیامت کے روز اس کے دو پلڑے اور ایک لسان
ہوگی معتزلہ کے نزدیک اس سے مراد انصاف کرنا ہے درحقیقت میزان کوئی شی نہیں ہے ابو الحسن ماوردی
نے ایسا ہی نقل کیا ہے اور معتزلہ کے انکار کی وجہ یہ ہے کہ اعمال من قبیل الاعراض ہیں اور ان کا وزن کرنا محال ہے
لہذا جس جگہ بھی میزان کا ذکر ہے اس سے عدل مراد ہے پھر اس میں اختلاف ہے کہ صرف ایک میزان ہوگی یا چند
بعض لوگوں کے نزدیک جو ایک ہی ہے کیونکہ الگ میزان ہوں گی اور قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے میزان کو جمع فرمایا ہے کہ ونضع
الموازین القسط الخ اور بعض لوگوں کے نزدیک میزان ایک ہی ہے اور جمع کا لانا بطور عظمت کے ہے ۔ پھر اس کے

۳۸۵

۲۸۴ اندر اختلاف ہے کہ کس چیز کا وزن ہوگا بعض لوگ کہتے ہیں کہ اعمال کا وزن ہوگا اور وہ اجسام کی شکل میں ہونگے بعض لوگوں کے نزدیک صحیفۂ اعمال کا وزن ہوگا جو لوگ نفس اعمال کے وزن کے قائل ہیں ان کے پاس مشہور دلائل استدلال کیلئے ہیں اور جو لوگ کہتے ہیں کہ اعمال نامہ کا وزن ہوگا وہ فصل ثانی کی عبد اللہ بن عمرو کی حدیث البطاقہ سے استدلال کرتے ہیں۔ ابن کثیر نے علماء سے نقل کیا کہ خود صاحب اعمال کا وزن ہوگا اور ایک روایت سے استدلال کرتے ہیں۔ حافظ ابن کثیر فرماتے ہیں کہ ممکن ہے کہ تینوں صورتیں پیش آئیں یعنی بعض اشخاص کے نفس اعمال کا وزن

5552 ہو اور بعض کے اعمال نامے کا اور بعض اشخاص ایسے ہوں جن کا خود وزن کیا جائیگا ص ۲۸۵ **الفصل الاول عن ابی موسیٰ** ۲۸۵/۷
اس حدیث کے اندر وارد ہوا کہ مسلمان کے بدلے یہودی اور نصرانی کو جہنم کے اندر بھیجا جائیگا اس پر اعتراض ہوا کہ یہ تو ولا تزر وازرۃ وزر اخریٰ آیت کریمہ کے خلاف ہے اسکا ایک جواب ہے کہ یہ ضعیف ہے اور دوسرا جواب یہ ہے کہ ہر مومن کا ایک مقعد جنت کے اندر ایک جہنم کے اندر ہوگا تو ان دونوں کو بطور عوض کے جہنم والے مقعد کے اندر ڈالا جائیگا

56 ص ۲۸۶ **الفصل الثانی عن ابی امامۃ:۔** اس حدیث کے اندر جو ثلاث حثیات کے اندر ہوگا اسکے متعلق حضور ۲۸۶/۲
فرمایا کہ وہ ثلث حثیات ہونگی علامہ توربشتی فرماتے ہیں کہ اس سے کثرۃ مراد ہے۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں کہ اس تجلی صوری کی طرف اشارہ ہے۔ حافظ ابن قیم فرماتے ہیں کہ یوم القبضتین کے اندر قبضہ اولیٰ میں جو لوگ واقع ہوئے تھے ان ثلث حثیات کے اندر وہ تمام لوگ ہوں گے اس پر اشکال ہوا کہ اس دن تو وہ اللہ تعالیٰ کے ایک قبضہ کے اندر آگئے تھے آج ثلث حثیات کی کیوں ضرورت پیش آئی اس کا جواب یہ ہے کہ اس دن وہ

59 لوگ ذر کی شکل میں تھے اور آج اپنی اصلی شکلوں اور اجسام کے ساتھ ہونگے ص ۲۸۶ **عن عبد اللہ بن عمرو** اس ۹۰
حدیث کے اندر وارد ہوا ان لک عندنا حسنۃ الخ اس حسنہ سے مراد وہ آخری کلام ہے جو اس نے دنیا سے نکلتے وقت کیا ہے اور اگر اس کلمہ ایمان مراد لیا جائے اور اول وقت پر محمول کیا جائے تو اب مطلب یہ ہوگا کہ خواہ آخرت کے اندر دونوں قسم کے اعمال لائے جائیں گے لیکن اس پر اشکال ہوگا کہ کلمہ ایمانیہ کا مقابل تو کلمہ کفریہ ہے تو لازم آئیگا کہ وہ اس دن کلمہ ایمانیہ بھی لائیگا اور کلمہ کفریہ بھی حالانکہ کلمہ کفریہ کی صورت میں مغفرت کا کیا سوال ہے اسکا جواب علماء نے دیا کہ وہ آخرت کے اندر اعمال سیئہ اور حسنہ دونوں لائے جائیں گے لیکن اعمال سیئہ کثیر ہونگے اور اعمال حسنہ کم ہونگے جب اس کلمہ حسنہ کا وزن کیا جائیگا تو وہ بڑھ جائیگا اور اسکی مغفرت ہو جائیگی

60 ص ۲۸۶/۱۹ **عن عائشۃ:۔** اس حدیث کے اندر وارد ہوا کہ میزان کے پاس اور پل صراط پر کوئی کسی کو یاد نہیں کریگا اور ص ۴۹۳ پر ایک حدیث آرہی ہے حضرت انس فرماتے ہیں کہ میں نے آپ سے سوال کیا کہ قیامت کے روز میری شفاعت فرمائیے گا آپ نے فرمایا کہ میں شفاعت کروں گا حضرت انس نے فرمایا کہ میں آپ کو کس جگہ تلاش کروں آپ نے فرمایا اطلبنی اول ما تطلبنی علی الصراط الخ آپ نے تین مواضع بتلائے کہ مجھے ان مقامات میں سے کسی ایک جگہ طلب کرنا اس میں صراط اور میزان بھی ہے تو اب دونوں حدیثوں کے اندر تعارض ہو گیا اس کا جواب یہ ہے کہ حضور نے یہاں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی وجہ سے فرمایا کہ کوئی یاد نہیں کریگا ورنہ آنحضور اپنی پوری امت کو یاد رکھیں گے کما قال الشاعر ۱۵

ے ہو الحبیب الذی ترجی شفاعتہ ٭ لکل ہول من الاہوال مقتحم
(مولانا عبد الحق محدث دہلوی)

جواب ۲ حضرت اقدس مولانا گنگوہی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ اس حدیث کے اندر ملائکہ کا ذکر اتفاقاً آگیا ہے ورنہ حضور اقدس صلی اللہ
دونوں نہیں ہیں بلکہ آپ کے علاوہ دوسرے لوگ مراد ہیں جواب ۳ یہ حدیث اجازت شفاعت سے قبل پر محمول ہے اور انس
حضرت انس والی حدیث کا محل وہ وقت ہے جبکہ آپ کو اجازت شفاعت مل گئی تھی۔ یہ جواب ضعیف ہے جواب ۴ اس
حدیث کے اندر ذکر کی نفی ہے اور ایسے حدیث کے اندر طلب کا اثبات ہے اور طلب کیلئے ذکر ضروری نہیں فلا تعارض ۲۸۷/۱۳

باب الحوض والشفاعة

حوض کے معنی مجتمع الماء کے ہیں اس سے مراد وہ حوض ہے جس کے شرف کے قائل ہیں اور خوارج اور بعض معتزلہ نے اس کا انکار کیا ہے اور ان لوگوں کے پاس کوئی دلیل عقلی و نقلی نہیں ہے ہمارے پاس صحیحین کی تیس سے زیادہ احادیث اور غیر صحیحین کی تیس ۳۰ سے زیادہ احادیث استدلال کیلئے موجود ہیں۔ علامہ عینی حنفی مالکی نے لکھا ہے کہ حوض پر ایمان لانا واجب ہے۔ باب کا دوسرا جزء شفاعت ہے یہ بھی عقلاً و نقلاً ثابت ہے اور خوارج اور معتزلہ نے اس کا انکار کیا ہے ان کا استدلال ہے فما تنفعهم شفاعة الشافعين سے اور ایسے ہی ما للظالمين من حميم ولا شفيع يطاع۔ ہماری طرف سے ان دونوں آیات کا جواب یہ ہے کہ یہ کافروں پر محمول ہیں اور ہمارا استدلال ہے ولا تنفع الشفاعة عنده إلا من أذن له الرحمن ورضي له قولا اور احادیث اتنی کثرت سے ہیں جو قدر مشترک کے تواتر کو پہنچتی ہیں۔ علامہ نووی نے شفاعت کی پانچ قسمیں بیان کی ہیں (۱) جو لوگ قیامت کے دن اور موقف کی ہولناکیوں میں ہوں گے تو اس ہول سے بچانے کیلئے سفارش کریں گے (۲) کچھ لوگوں کیلئے بغیر حساب کے جنت کے اندر دخول کیلئے سفارش کریں گے (۳) کچھ لوگ جہنم کے مستحق ہوں گے ان کیلئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سفارش کریں گے (۴) بعض لوگ اپنے اعمال بد کی وجہ سے جہنم میں جائیں گے ان کیلئے سفارش ہوگی۔ (۵) ترقی درجات کیلئے بعض لوگوں کیلئے سفارش ہوگی۔ قاضی عیاض مالکی فرماتے ہیں کہ چھٹی سفارش ابو طالب کیلئے عذاب کی تخفیف کی ہوگی اور بعض لوگوں کیلئے اعراف سے نکلنے کی سفارش ہوگی ان کے اندر اہل اعراف ہوں گے ان کیلئے خاص طور سے شفاعت ہوگی۔ اس کے علاوہ اور بہت سی قسمیں نکل سکتی ہیں۔ معتزلہ ترقی درجات اور موقف کی سفارش کے تو قائل ہیں اس کے علاوہ کا انکار کرتے ہیں۔ ایک جماعت کے نزدیک سفارش کی دعا کرنا مکروہ ہے کیونکہ اس کے اندر گناہ کا طلب کرنا لازم آتا ہے لیکن اسکو رد کر دیا گیا کہ گناہ کی معافی کیلئے ہی سفارش نہیں ہوگی بلکہ ترقی درجات کیلئے بھی ہوتی ہے ۲۸۸/۲

حدیث ۵۹۸

72 الفصل الاول عن انس

فیتوسل الناس آج اس کے اندر مسئلہ علیٰ سبیل بیان فرمائے (۱) میں اس شفاعت کے لائق نہیں ہوں (۲) مقام شفاعت دوسروں کا مقام ہے ویذکر خطیئته التی اصاب اکل الشجرة سے معلوم ہوا کہ انبیاء کرام سے گناہ سرزد ہوتے ہیں اس کی مکمل تفصیل ماقبل کے اندر گذر گئی ہے۔ ائتوا نوحا فانه اول نبي الخ حضرت نوح علیہ السلام کو اول نبی قرار دیا گیا اس اعتبار سے کہ یہ اول رسول تھے اب یہ اعتراض ہوگا کہ حضرت آدم بھی نبی اور رسول تھے جیسا کہ ابن حبان کی ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے ایسے ہی حضرت شیث علیہ السلام پر انزال صحف ہوا لہٰذا یہ کہنا کہ نبی اور رسول صرف نوح تھے غلط ہے اسکا جواب یہ دیا گیا کہ حضرت نوح علیہ السلام کی بعثت کفار کی طرف عام سب کی طرف تھی اور حضرت آدم کی بعثت صرف اپنی اولاد کی طرف تھی جواب ۲ حضرت نوح علیہ السلام نبی اولوا العزم تھے یغفر اللہ له ما تقدم من ذنبه وما تأخر الخ یعنی ان پر ما تقدم سے

مراد قبل النبوۃ کے گناہ اور ما تأخر سے بعد کے مراد ہے (۲) بعض لوگوں نے کہا کہ ما تقدم سے قبل النبوۃ اور ما تأخر سے وہ گناہ مراد ہیں جو سہواً اور قصداً ہوئے (۳) بعض لوگوں نے بیان کیا کہ ما تقدم سے آدم کے گناہ اور ما تأخر

5573 امت کے گناہ مراد ہے (۴) بعض لوگوں نے کہا کہ یہ کنایہ ہے عدم صدور معاصی سے ص ۲۸۸/۲۲ **وعنہ:** اس حدیث ۲۸۸/۲۲

کی ابتدا کے بارے میں ہے کہ لوگ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جائیں گے تاکہ موقف کے ہول و اضطراب سے نجات دلائیں اور حضور آخر میں فرماتے ہیں کہ میں جہنم سے نکالوں گا اور جو مختلف افواج کی سفارش کروں گا اسکا جواب قاضی عیاض نے یہ دیا کہ راوی نے یہاں اختصار کر دیا ورنہ اصل حدیث میں ہے کہ حضور موقف کے ہول سے نجات دلائیں گے اور لوگ پل صراط پر چلیں گے اور جو جہنمی ہیں وہ جہنم رسید ہو جائیں گے اور جو جنتی ہیں وہ جنت میں جائیں گے اس کے بعد حضور ان لوگوں کے افواج کی سفارش کریں گے جو جہنم میں گر گئے ہیں اسی کا ذکر یہاں کیا گیا ہے فاقول یا رب امتی امتی الخ حضرت مولانا عبد الحق صاحب محدث دہلوی فرماتے ہیں کہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ یہ شفاعت حضور کی اپنی ہی امت کے لئے خاص ہے جیسے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کی شفاعت تمام امم کے لئے عام ہے لیکن شیخ عبد الحق صاحب فرماتے ہیں کہ اول

و رحمہم اللہ معلوم ہوں گے یعنی پہلے سب کی اور پھر اپنی امت کی کریں گے۔ یا شفاعت کی ابتداء جمیع امم کیلئے اور انتہا خاص امت محمدیہ کیلئے کریں گے یا یہ ممکن ہو کہ ابتداء شفاعت اپنی امت سے اور پھر دیگر امم کیلئے شفاعت کی انتہا ہوگی علامہ ضعیف کہتا ہے کہ حضرت شیخ دہلوی نے جو کہا وہ حدیث سے ثابت ہے جیسا کہ حضور پہلے امم کیلئے سفارش کریں گے اور جب لوگ پل صراط پر گذریں گے اور جہنمی جہنم میں گر جائیں گے تو اب خاص طور سے اپنی امت کیلئے سفارش فرمائیں گے من کان فی قلبہ مثقال شعیرۃ الخ اس حدیث میں خردل۔ ذرہ۔ مثقال حبۃ وغیرہ الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ ایمان کے اندر تجزی ہوتی ہے اس کا جواب علماء نے یہ دیا ہے کہ اصل اور نفس ایمان ایک ہے اس کے اندر تجزی نہیں ہوتی البتہ اس کے ثمرات اور اعمال وغیرہ ایسے ہیں کہ ان کے اندر تجزی ہوتی ہے اور وہی یہاں مراد ہیں یعنی من کان الخ یعنی جن لوگوں کے پاس ذرہ برابر اعمال صالحہ ہوں گے ان کو تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اپنی سفارش کے ذریعہ نکالیں گے اور جن لوگوں کے پاس اعمال صالحہ کچھ نہیں ہیں تو ان کو اللہ تعالیٰ خود نکالیں گے

76 ص ۲۸۹/۱۹ **عن حذیفۃ:** وترسل الامانۃ والرحم الخ کے اندر یہ ہے کہ امانت اور رحم اس لئے ہوں گے تاکہ ان کا اندر ۲۸۹/۱۹

78 ص ۲۸۹/۲۶ تسائلون بہ والارحام الخ **عن ابی سعید:** هل تضارون فی رؤیۃ الشمس الخ اس پر اشکال وارد ہوا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف دو کی مثال پر اکتفاء کیوں فرمایا اور دیگر کو کیوں فرمایا کہ هل تضارون فی رؤیۃ القمر اسکا جواب یہ ہے کہ شمس کے اندر ذرا حدت العین کو تکلیف ہوتی ہے اور قمر کے اندر تکلیف نہیں ہوتی جو اب ہے یہ ہوا کہ شمس کا دیکھنا ایک حال کرتا ہے بخلاف قمر کے من الاصنام والانصاب فیتساقطون فی النار الخ اس پر اشکال ہوتا ہے کہ شیاطین کا جہنم کے اندر جانا تو ٹھیک ہے لیکن بتوں اور پتھروں کا جہنم کے اندر کیوں ڈالا جائیگا اسکا جواب یہ ہے کہ ان کی تعذیب کیلئے ڈالا جانا نہیں ہے بلکہ ان کو دیکھ کر ان کے پوجنے والوں کو غم ہوگا اسکا جواب یہ ہے کہ ان معبودوں کی وجہ سے آگ کا اندر زیادتی ہوگی

(تا) ھم رب العالمین الخ اس سے مراد (۱) یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ تجلی فرمائیں گے (۲) اس سے امر رب العالمین مراد ہے

(۳) ملائکہ رب العالمین میں سے کوئی ایک مراد ہے اور بعض روایات سے اشارہ ہے کہ اتاہم رب العالمین فی صورۃ

5581 یہاں صورۃ سے صفت مراد ہے ص۲۹۰ ۲۵ **عن ابی ھریرۃ**: فاکون اول من یجوز الخ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ۲۹۰/۲۵

حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کے سب سے پہلے گزریں گے بعض نے کہا کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ صرف حضور گذریں گے تمام

انبیاء سے پہلے اور بعض لوگوں نے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کے سب سے پہلے گزریں گے اس پر اشکال ہوتا ہے کہ ارشاد

تو پھر دوسرے انبیاء سے پہلے کیسے گذریں گے اس کا جواب ۱ یہ ہے کہ حضور کے تابع ہو کر گذریں گے اس کا جواب ۲ یہ ہے کہ

مقصد یہ ہے کہ غیر رسل کی مراد ہے ولا یتکلم یومئذ الا الرسل الخ اس پر اشکال ہوا کہ ایک حدیث سے معلوم ہوتا ہے

کہ تمام مومنین ~~[illegible]~~ کلام کریں گے اور اس سے معلوم ہوا کہ صرف رسل کلام کریں گے اس کا جواب یہ ہے کہ یہاں

مومنین ~~[illegible]~~ کی طرف نسبت کلام کی مجازی ہے فی جہنم کلالیب الخ کلاب اور کلوب کی جمع

ہے جس کے معنی "آنکڑا" کے ہیں۔ ابن العربی مالکی فرماتے ہیں کہ یہ کلالیب وہ چیز شہوات ہیں جن کا

ذکر حدیث کے اندر ہے کہ حفت النار بالشہوات۔ تاکل اثر السجود الخ اس سے معلوم ہوا کہ سجدہ والے

اعضاء عذاب سے محفوظ رہیں گے علامہ نووی فرماتے ہیں کہ مومنین کے عذاب میں فرق یہ ہوگا کہ ان کے اعضاء

سجود جہنم کی آگ سے محفوظ ہوں گے اور قاضی عیاض مالکی فرماتے ہیں کہ صرف پیشانی محفوظ ہوگی [illegible]

82 اس کا حیلہ ان ہی کے قول کی طرف نقل کیا ہے ص۲۹۱ ۱۹ **عن ابن مسعود**: اس حدیث کے اندر جو ارشاد ہوا کہ اللہ ۲۹۱/۱۸

تعالیٰ ان سے فرمائیں گے کہ ما یصرینی منک الخ اس کا لفظی ترجمہ یہ ہوا کہ کون سی چیز اے آدمی مجھ کو تجھ سے

روکتی ہے یہ بات اللہ تعالیٰ کی شان کے لائق نہیں ہے اس بنا پر علامہ تورپشتی فرماتے ہیں کہ یہ غلط ہے اور اصل

میں تھا ما یصرینک یعنی کون چیز اے بندے تجھ کو روکتی ہے اب ترجمہ صحیح ہوا۔ علامہ طیبی فرماتے ہیں

کہ یہ غلط نہیں ہے بلکہ من باب القلب ہے علامہ نووی فرماتے ہیں کہ ما یصرینی منک اور ما یصرینک بھی

دونوں صحیح ہو سکتا ہے کیونکہ جب ایک چیز ایک شے سے چھوٹے گی تو دوسری شے بھی اس سے چھوٹ جائے گی

قال ای رب اتستہزئ بی الخ یہ استہزاء تعجب کے اعتبار سے ہے اور یہ تعبیر از قبیل [illegible] ہوتا ہے

اور یہ قول تعبیر سے پاک ہے بندہ استہزاء کی نسبت اللہ جل جلالہ کی طرف محال ہے اس کا جواب ۱ یہ ہے کہ یہ

عادی منی فرمایا یہ مقابلہ کے طور پر ہے جواب ۲ علامہ ابو بکر صیرفی نے فرمایا کہ یہاں ہمزہ استفہام محذوف ہے

یعنی اے رب کیا مجھ سے مذاق کر سکتے ہیں جواب ۳ قاضی عیاض مالکی فرماتے ہیں کہ یہ جملہ اس نے [illegible] اور اس حالت کو

84 دیکھ کر [illegible] ص۲۹۲ ۱۲ **عن انس**: اس حدیث کے اندر بیان کیا گیا کہ جو لوگ جہنم سے جنت کے اندر ۲۹۲/۱۲

جائیں گے ان کو جہنمی کہہ کر پکارا جائے گا اور یہ ان کا تسمیہ ہے کہ اس کی ابتداء ایسی ہوئی ہے حالانکہ جنت

کے اندر ایذا نہیں ہوگی اس کا جواب یہ بھی دیا گیا ہے کہ تنقیص کے لئے نہیں ہے بلکہ تذکرہ کے لئے

88 ہے یعنی تاکہ وہ لوگ اللہ کی نعمتوں کا شکر ادا کریں ص۲۹۳ ۱ **عن انس**: علامہ عینی شارح فرماتے ہیں کہ اس حدیث ۲۹۳/۱

کے اندر چار لوگوں کا ذکر کیا گیا ہے کہ ان کو جہنم سے نکالا جائے گا اور بعد جہنم رسید کیا جائے گا لیکن

ان لوگوں کی فہرست میں جو لوگ [illegible] ان کا ہوگا وہ صرف ایک شخص کا متعلق ذکر کیا گیا ہے کیونکہ باقی

صـ ۱۹۳

۲۹۳/۳ تعین کا ارادہ ظاہر ہے عن ابی سعید فیحبسون علی قنطرۃ الخ یہاں قنطرہ سے مراد یا تتمہ صراط مراد ہے 5589

۱۸ یا کوئی دوسرا پل صراط کے علاوہ مراد ہے الفصل الثانی عن سمرۃ ان لکل نبی حوضا الخ [illegible] 94

فرماتے ہیں کہ ہر نبی کا حوض ہے [illegible] اور روایت ہے کہ انبیاء فخر کریں گے کہ کون لوگ ان کے [illegible]

[illegible] حاصل کرنے والے ہیں [illegible] اپنی حقیقت پر

۲۰ محمول ہے [illegible] عن انس اس حدیث کے اندر حضور نے فرمایا کہ [illegible] 95

میں تجھ سے [illegible] ملاقات کروں [illegible] معلوم ہوا کہ [illegible]

حالانکہ [illegible] مشہور ہے اس کا جواب یہ ہے کہ یہ ترتیب ذکری کے اعتبار سے ہے اور ترتیب ذکری

کا ترتیب واقعی کے مطابق ہونا ضروری نہیں ہے اس سے [illegible] حضور نے ان شرطوں اور فاء تعقیب

[illegible] ہوگیا کہ چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم [illegible]

۲۳ بار بار [illegible] کبھی [illegible] اس اعتبار سے آپ نے فرمادیا عن ابن مسعود 96

اس حدیث کے اندر ذکر ہے کہ اللہ تعالیٰ جب اپنی کرسی [illegible] تو وہ آواز کرے گی اور [illegible]

[illegible] آواز [illegible] جسمانیت کا اثر ہے [illegible] مقصود ہے [illegible]

۲۹۴/۷ اور [illegible] کی طرف [illegible] عن عبد اللہ بن ابی الجدعاء یدخل الجنۃ بشفاعۃ رجل الخ 5601

۲۹۵/۱ اس رجل سے مراد یا تو حضرت عثمان غنی یا [illegible] الفصل الثالث عن ابن عمر آپ حدیث 56

کے اندر [illegible] پانی پئے گا [illegible] کبھی پیاسا نہیں لگے گا [illegible]

ہوا کہ [illegible] پانی [illegible] وہ جہنم کے اندر [illegible] جہنم [illegible]

[illegible] اس حدیث کے اندر جن لوگوں کے پانی پینے کا ذکر ہے اس سے وہ لوگ مراد ہیں جو اول داخل ہوں گے

۲۹۵/۱۸

باب صفة الجنة واهلها (الفصل الاول)

جنت [illegible] جن سے مشتق ہے ڈھانکنے کے معنی [illegible] ڈھانک لیتا ہے

اس وجہ سے [illegible] جنت [illegible] اور

دوسری وجہ یہ ہے کہ [illegible] ایمان با لغیب کا

[illegible] ہوتا ہے [illegible] کہ جنت کے معنی باغ کے ہیں [illegible]

صـ ۱۹۵

۲۱ وعنہ موضع سوط فی الجنۃ خیر من الدنیا الخ [illegible] 13

[illegible] دستور تھا کہ جب وہ کسی جگہ [illegible] تو [illegible]

صـ ۱۹۵

۲۵ [illegible] عن ابی ہریرۃ ان فی الجنۃ شجرۃ الخ [illegible] 15

[illegible] شجرہ [illegible] شجرہ مراد [illegible]

[illegible] کا درخت مراد ہے [illegible] ہوتی ہے اور یہی [illegible]

[illegible] درخت [illegible] مراد ہے [illegible] فی ظلہا الخ [illegible]

5615 ما یلقی بن الشمس سے کیا ہیں اور جنت کے اندر شمس یعنی سورج کا نہیں ہے لہذا اس طلوع سے کیا مراد ہے؟ جواب۱: اس سے اللہ تعالیٰ کی تجلی
اور انوارات مراد ہیں۔ جواب۲: بعض نے کہا کہ یہ بطور فرض بیان کیا اور اس کے انوارات کا سایہ مراد ہے۔ ضعیف
کتاب ہے اس طلوع سے مراد اتنی جگہ ہے جہاں تک اس درخت کا سایہ اور اس کی شاخیں پھیلی ہوئی ہیں
16 **عن ابی موسیٰ** اس حدیث کے اندر بیان کیا گیا کہ مومن کیلئے دو جنتیں ہوں گی ایک سونے کی ایک چاندی کی ٢٩٥/٢٧
اور ایک حدیث کے اندر گزرا کہ اس کی دیوار ایک سونے کی ہوگی سونے چاندی سے اس کا جواب ہے کہ یہاں جنت
کے اندر والی اشیاء مراد ہیں کہ وہ خالص سونے یا چاندی کی ہوں گی اور ماقبل کے اندر دونوں کے ترکیب
19 ہونا معلوم ہوا وہ محلات اور بناوٹ کے متعلق ہے **عن ابی ہریرۃ** اس حدیث کے اندر وارد ٢٩٦/١٠
ہوا کہ لکل امرئ منہم زوجتان اثنتان سے پتہ چلا اس حدیث سے یہ بات معلوم ہوگی کہ زوجۃ کا لفظ آتا
ہے بعض لوگوں نے یہ کہا کہ زوجۃ کا لفظ ثابت نہیں بلکہ لفظ زوج ہی مرد و عورت پر بولا جاتا ہے
ان کے خلاف اس حدیث سے استدلال کیا جا سکتا ہے دوسری بات اس حدیث سے معلوم ہوئی کہ ہر آدمی
کیلئے کم از کم دو بیویاں حوروں میں سے ہوں گی اور ص١٩٩ پر ایک حدیث ابو سعید خدری کی آ رہی ہے
کہ ہر شخص کیلئے بہتر بیویاں ہوں گی اور ایک روایت کے اندر ہے کہ حوروں میں سے بہتر بیویاں ہوں گی
دونوں کے اندر تعارض ہو گیا اس کا جواب۱: بعض علماء نے یہ دیا کہ زیادہ والی حدیث قابل قبول نہیں ہے
جواب۲: بعض نے یہ کہا کہ اختلاف رجال پر مبنی ہے لیکن یہ صحیح نہیں ہے کہ اختلاف رجال پر مبنی ہے یعنی بعض
لوگوں کو دو ملیں گی اور بعض کو بہتر ملیں گی کیونکہ جس حدیث کے اندر بہتر کا ذکر ہے وہاں ادنیٰ
ادنیٰ کا اضافہ ہے کہ ادنیٰ کو بہتر ملیں گی لہذا جواب۳ یہ ہوگا کہ وہ بہتر بیویاں باندیوں کے
حکم میں ہوں گی اور دو حوروں بیویاں سے مراد یہ ہیں کہ ان کو بیویوں کی حیثیت حاصل ہوگی۔ حافظ ابن حجر عسقلانی نے
اپنی کتاب فتح الباری کے اندر ایک روایت ابن ابی الدنیا کی نقل کی ہے جس کے اندر ہے کہ جنت کے اندر ہر شخص کے
پاس پانچ سو حوریں، چار ہزار باکرہ عورتیں اور آٹھ ہزار ثیبہ بیویاں ہوں گی۔ تو یہاں فتح الباری
میں پانچ سو حوروں کا ذکر ہے اور حافظ عراقی نے سو حوروں ذکر کی ہیں ایسی ہی ابن قیم نے [illegible]
کے اندر اور [illegible] اس بات پر متفق ہیں کہ جنت کے اندر سو حوریں ملیں گی بعد [illegible]
حافظ [illegible] اور [illegible] پانچ سو نقل کریں یا [illegible] ہے۔ [illegible] حدیث کے اندر
وقود مجامرہم الالوۃ اور جنت والوں کی انگیٹھیوں کا ایندھن خوشبو دار لکڑی ہوگی اب یہ کہ وہ
مجامر (انگیٹھیاں) کیسے جلیں گی بعض نے کہا کہ بغیر آگ کے ذریعے جلیں گی اور یہ آگ کی قسم کا لوگوں کو
ضرر نہیں پہنچائے گی۔ بعض نے کہا ہے انوارات کے ذریعے جلیں گی۔ اسماعیلی فرماتے ہیں کہ لفظ [illegible] تو
25 ہے گی **عن ابی ہریرۃ** اس حدیث کے اندر ایک قوم کے قلوب کو پرندوں کے قلوب کے ساتھ تشبیہ دی ہے ٢٥
رقت [illegible] کے اعتبار سے یا وجہ تشبیہ خوف و خشیت کے اندر ہے یا توکل کے اعتبار سے تشبیہ ہے
31 **الفصل الثانی** [illegible] جنت کے [illegible] درجوں کے درمیان [illegible] فاصلہ میں ٢٩٧/١٥
حدیث کے اندر بیان کیا گیا ہے اور دوسری روایت کے اندر کا بین السماء والارض [illegible] فاصلے کی [illegible]

563 بیان کی گئی ہے۔ اب یہ کہ آسمان اور زمین کے اندر کتنا فاصلہ ہے اس کے اندر اختلاف ہے ایک روایت کے اندر
پانچ سو سال اور ایک روایت کے اندر اکہتر سال اور مختلف روایات میں بہتر، تہتر وغیرہ اعداد
کا ہر روایت کے اندر علماء نے جمع یہ کیا کہ چلنے والے کی سپیڈ کے اعتبار سے ہے بعض اپنی سپیڈ رفتار کی وجہ
سے اکہتر دن کے اندر اور بعض اس کو زیادہ کے اندر طے کریں گے۔ علامہ کشمیری فرماتے ہیں کہ
در اصل فاصلہ پانچ سو سال کا ہے لیکن راوی نے اختصار کیا اس لیے کچھ کمی بیشی بیان کر دیا اور مسئلہ اس کا
یہ ہے کہ علامہ بغوی نے عباس بن عبد المطلب کی روایت نقل کی ہے اس کے اندر پانچ سو سال کا ذکر ہے
اس کی تفصیل سے معلوم ہو گیا کہ پانچ سو سال کا فاصلہ ہے ایک درجے سے دوسرے درجے تک اور یہ جو
کے اندر صرف سو سال کا ذکر ہے اب ان دونوں کے اندر جمع کی صورت ہے علماء نے دو جمع بیان کیے
(۱) سپیڈ رفتار اور سلوپنیس کے اعتبار سے ایسا ہے (۲) صفت کے اعتبار درجات کے درمیان فاصلہ پانچ سو سال
35 کا اور منازل درجات کے درمیان سو سال کا فاصلہ ہوگا وغیرہ۔ اس حدیث کے اندر فرش مرفوعہ ۳۹۷/۲۰
کے اندر ارتفاع کا جو ذکر ہے اس کی مقدار بیان کی گئی ہے اب یہ کہ فرش مرفوعہ سے مراد کیا ہے بعض لوگوں
نے کہا کہ اس سے حقیقی معنی مراد ہیں یعنی ان لوگوں کے سر پر تخت رکھے ہوں گے نہایت بلند ہوں گے بعض لوگوں نے
اس کو مجاز قرار دیا ہے بعض لوگوں نے کہا کہ فرش سے مراد درجات ہیں اور مرفوعہ سے مراد رفیع القدر ہے
بعض لوگوں نے کہا کہ فرش یعنی بستر کے اندر جو عورت ہوگی وہی مراد ہے جو بستر پر یا زوجہ کی صفت مراد ہے

40 **عن انس** :- قوله لما انتهى سدرة المنتهى الخ سدرہ بیری کے درخت کو کہتے ہیں اس کی کل وقوع کے اندر ۳۹۸/۵
اختلاف ہے شریک کی روایت کے اندر ہے کہ چھٹے آسمان کے اندر ہوگا اور جمہور کی روایت کے
اندر ساتویں آسمان کا ذکر ہے بعض علماء نے جمع کیا کہ اس کی جڑ تو چھٹے آسمان کے اندر اور شاخیں
ساتویں کے اندر ہیں اور منتہی اس کو اس وجہ سے کہتے ہیں کہ ملائکہ کی پرواز اور ان کا علم وہیں پر
ختم ہو جاتا ہے نیز جو احکامات اللہ تعالیٰ کی طرف سے اترتے ہیں وہ اس درخت پر آکر اترتے ہیں۔

44 **عن بریدة** :- اس حدیث کے اندر ہے کہ امت محمدیہ کی اسی صفیں ہوں گی اور باقی امتوں کی چالیس صفیں ۲۰
کے اندر ہوں گی اس سے معلوم ہوا کہ امت محمدیہ کثیر ہوں گی۔ حالانکہ اس سے پہلے معلوم ہو چکا کہ امت محمدیہ
نصف ہوں گے دونوں کے اندر تعارض ہو گیا بعض علماء نے جمع یہ کیا کہ نصف اور اس کی صفوں کے اندر
ہوں گے اور باقی وہ اللہ کا فضل ہوگا جو چالیس صفوں کے اندر ہوں گے لیکن اس صورت کے اندر
دو تہائی باقی نہیں رہے گی حالانکہ اس حدیث کے اندر صفوں کو بیان کیا ہے اس کا
جواب مولانا شیخ عبد الحق محدث دہلوی نے دیا کہ اللہ تعالیٰ کو جب اطلاع ہوئی یعنی پہلے مرحلے میں نصف کا علم ہوا

46 بعد میں زیادتی کی خبر ہوگئی ہوگی تو اس کو بیان فرما دیا۔ **عن علی** :- قوله اذا اشتهى الرجل صورة الخ ۲۵
اس کے علماء نے دو مطلب بیان کیے (۱) جنت کے اندر اگر کسی کو دوسرے کی صورت پسند آگئی تو وہ اس کی
اندر اگر شبیہ کو بدلنا چاہے گا تو اس کی صورت اسی جیسی ہو جائے گی (۲) اس کے مطابق زینت مراد ہے
48 کہ جیسی شکل کی زینت ویسے ہی ہو جائے گا **عن ابی سعید** :- قوله الف خادم الخ اس حدیث ۳۹۹/۲۲

کے اندر اگر اولاد ہوا ہے طبرانی نے انس بن مالک کی حدیث کے اندر جس میں صراحت کا ذکر ہے اور ابن ابی الدنیا کی حدیث کے اندر پیدائش صراحۃً کا ذکر ہے۔ حافظ منذری فرماتے ہیں کہ اندر روایت کے اندر ہوگی استدلال نہیں ہے کیونکہ ممکن ہے کہ اس سے مراد تو ہو کہ بالکل روحیں اندر پیدا ہوں مراد پیدا ہوں گی۔ دوسری حدیث کے اندر ہے لایزیدون علیہا ابداً یعنی ان کی ایک جگہ حدیث آگے نہیں رکھیں گی یعنی نقصان ہوگا سو دور نہیں ہے اس وجہ سے عمر کے اندر زیادتی نہیں ہوگی دوسری جگہ حدیث کے اندر ہے المؤمن اذا اشتہی الولد فی الجنۃ کان حملہ [illegible] اس حدیث کے لفظ سے معلوم ہوا کہ جنت کے اندر اولاد وغیرہ ہوگی لیکن مسئلہ کے اندر علماء کی آراء مختلف ہیں [illegible] کے نزدیک جنت کے اندر جماع تو ہوگا لیکن توالد تناسل نہیں ہوگا۔ امام بخاری نے اسحاق بن راہویہ سے یہ قول نقل کیا اور یہ فرماتے ہیں کہ ابو رزین عقیلی کی حدیث کے اندر وارد ہوا ہے کہ توالد نہیں ہوگا اس سے معلوم ہوا کہ [illegible] ہے۔ حاکم نے سہل بن سعد سے ایک قول نقل کیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ولادت ہوگا اور یہ لوگ کہتے ہیں کہ اہل عرب لفظ اذا کا استعمال بھی تحقیق الوقوع کے لئے کرتے ہیں اور یہاں بھی اذا اشتہی الولد وارد ہوا ہے لہٰذا معلوم ہوا کہ ہوگا۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ دونوں [illegible] اس طرح کہ [illegible] تو الد تناسل ہوگا۔

۵۰۰
۲۱

باب رؤیۃ اللہ تعالیٰ

رؤیت باری تعالیٰ کے دو محل ہیں ایک دنیا اور ایک آخرت۔ دنیا کے متعلق امام نووی کہتے ہیں کہ ممکن ہے اور [illegible] کے اندر دونوں قول ہیں ایک یہ کہ واقع ہے اور ایک یہ کہ واقع نہیں۔ متکلمین جمہور سلف و خلف کے نزدیک دنیا میں واقع نہیں ہے اور اس کی دلیل ہے قرآن کی آیت لن ترانی الخ۔ آخرت کے اندر جمہور صحابہ تابعین سلف و خلف کے نزدیک رؤیت باری ممکن ہے اور عقلاً کوئی استحالہ نہیں ہے لہٰذا واقع ہوگی۔ اس کے برخلاف معتزلہ خوارج بعض مرجئہ کے نزدیک آخرت کے اندر رؤیت باری واقع نہیں ہوگی معتزلہ کا استدلال ہے لا تدرکہ الابصار الخ سے اور استدلال حضرت موسیٰ کے واقعہ سے ہے کہ رب ارنی انظر الیک قال لن ترانی الخ تو جب نبی ہی [illegible] تو عام لوگ کیسے دیکھیں گے۔ اور [illegible] ہے کہ اگر دیکھنا ممکن ہوتا تو دنیا کے اندر دیکھتے اور دنیا کے اندر نہیں دیکھتے ہیں لہٰذا رؤیت عقلاً ناممکن ہے۔ اہل سنت والجماعت کے نزدیک رؤیت ثابت ہوگی آخرت کے اندر اور استدلال کرتے ہیں وجوہ یومئذ ناضرۃ الی ربہا ناظرۃ ایک جگہ ارشاد ہے کلا انہم عن ربہم یومئذ لمحجوبون اور اس کی ضمیر کفار کی طرف راجع ہے اس سے معلوم ہوا کہ کفار نہیں دیکھیں گے اہل اسلام دیکھیں گے [illegible] کی [illegible] سنت کے اندر بیس صحابہ سے زیادہ احادیث مروی ہیں ابن قیم نے [illegible] نقل کی ہیں [illegible] سے نقل کیا ہے کہ [illegible] صحابہ کی رؤیت باری کے اندر موجود ہیں ابوبکر، صہیب، عبداللہ بن مسعود، ابو موسیٰ، جریر بن عبداللہ وغیرہ سے ثابت ہیں لہٰذا رؤیت کا انکار کتاب و سنت کا انکار ہے اور معتزلہ [illegible] ان کا جواب [illegible] ہے کہ [illegible]

۵۰۰ ادراک کی نفی کی گئی ہے (۲) شبہ الاول ۲ کا جواب یہ ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دنیا کے اندر رویت نہیں ہوئی یہ لازم
نہیں آتا کہ آخرت کے اندر بھی رویت ممکن نہیں ہے بلکہ اللہ تعالیٰ نے جواب میں لن ترانی فرمایا ہے لا ترانی نہیں فرمایا
کیونکہ لا کے اندر استمرار ہوتا ہے اور لن ترانی کے اندر استمرار نہیں ہوتا بلکہ ایک [illegible] کی شکل ہوتی ہے
نیز حضرت موسیٰ کا سوال کرنا دلیل ہے کہ رویت باری ممکن ہے کیونکہ اگر ناممکن ہوتی تو نبی ایسی چیز کا سوال کرتا
اور [illegible] سے کیسے جاہل ہوتا [illegible] شبہ الثانی ۳ کا جواب یہ ہے کہ دنیا کے اندر رویت نہیں ہو
نہیں آتا کہ آخرت کے اندر بھی ممکن نہیں ہے۔ شبہ الثالث کا یہ ہے کہ رائی اور مرئی کے درمیان تقابل ہوتا
ہے اور تقابل جسم و جہت کا خاصہ ہے اور اللہ تعالیٰ اس سے منزہ ہے اسکا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس
بات پر قادر ہے کہ ہم اسکو بغیر جسم و جہت کے دیکھیں۔ اب رہی رویت کی کیا حقیقت ہے اسکے اندر
اختلاف ہے (۱) بعض کہتے ہیں کہ رائی جب مرئی کو دیکھیگا تو اسکا رائی کے قلب کے اندر ایک کیفیت
پیدا ہوگی جو شعور بالعلم ہوگی ہے بس یہی رویت ہے (۲) رویت سے مراد علم ہے (۳) اس کی کیفیت
نامعلوم ہے۔ اب اسکے اندر اختلاف ہے کہ رویت کن کن لوگوں کو حاصل ہوگی اسکے اندر مختلف اقوال ہیں
(۱) ایک فرقہ مشبہہ کہتا ہے ان لوگوں کے نزدیک ہر شخص کو خواہ کافر ہو یا مسلم تمام کو رویت
حاصل ہوگی (۲) جمہور کے نزدیک صرف مسلمانوں کو رویت حاصل ہوگی (۳) بعض لوگوں کے نزدیک موقف
کے اندر تمام کو رویت حاصل ہوگی مسلمان۔ منافق۔ کافر وغیرہ اور اسکے بعد صرف مسلمانوں کو ہوا
کرےگی۔ اب یہ کہ حضورؐ نے لیلۃ المعراج کے اندر بھی اللہ تبارک و تعالیٰ کو دیکھا یا نہیں اسمیں بھی اختلاف
ہے۔ حضرت عائشہؓ انکار فرماتی ہیں کہ حضورؐ کو رویت باری لیلۃ المعراج کے اندر نہیں ہوئی یہی مذہب
حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا ہے۔ حضرت ابوہریرہ۔ حضرت ابن عباس وغیرہ فرماتے ہیں کہ آپ کو
رویت ہوئی ہے یہی مذہب امام احمد کا اور یہی ابن مسعود کا ایک قول ہے۔ حضرت ابن عباس کی حدیث میں
جس [illegible] اس کی بابت راجح ہوگی امام نووی نے اکثر علماء سے اسی مذہب کو نقل کیا۔ حضرت عائشہ
کا استدلال لا تدرکہ الابصار سے ہے حالانکہ یہاں ادراک کی نفی کی گئی ہے۔ [illegible] کتاب التوحید
کے اندر یہی لکھا ہے [illegible] اسکے علاوہ حضرت عائشہ کے پاس کوئی دلیل نہیں
[illegible] کے اندر ایک حدیث ہے [illegible] فرمایا کہ جبرئیل کو دیکھا [illegible] اسکے اندر بھی
اختلاف ہے کہ [illegible] رویت کی یا قلبی [illegible] کتاب [illegible] کے اندر
لکھا ہے کہ [illegible] رویت باری سے

الفصل الثالث عن ابی ذر

۵۰۱ / ۸ 5657

قال نور انی اراہ [illegible] نور ہے یعنی [illegible] کیفیت ہے [illegible]
[illegible] ہوتی کی [illegible] اللہ تعالیٰ پر اطلاق صحیح نہیں [illegible] نور سے مراد [illegible]
وغیرہ [illegible] انی اراہ [illegible] اگر نور سے حجاب مراد لیا جائے تو
مطلب ہوگا کہ حجاب کی وجہ سے نہیں دیکھ سکتے اور بعض نے اسکو نورانی اراہ پڑھا ہے [illegible]
[illegible] کہ یہ تصحیف ہے اور [illegible]

5661 الا الی محذوف مانیں گے عن الشعبی ـــ ثم دنیٰ فتدلّٰی الخ دنیٰ کی ضمیر حضرت عائشہؓ کے نزدیک حضرت جبرئیل ٥٠١/١٣

علیہ السلام کی طرف اور حضرت ابن عباسؓ کے نزدیک حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف راجع ہے اور جو اللہ تعالیٰ کی
تقابل کا ہوتا ہے جس سے جسمانیت کا ایہام ہوتا ہے اسکا جواب دیا کہ یہاں دنو مکانی جسمانی نہیں ہوگا
بلکہ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت اور قدرت سے بغیر جسم و جسمانیت کے ہی دنو [illegible] قرار دیں گے ـــــ

65 باب صفة النار واهلها (اعاذها الله منها) ٥٠٢/٨

٨ الفصل الاول عن ابی هریرة ـــ اس حدیث پاک کے اندر دنیا والی نار کو جہنم کی آگ کا سترواں حصہ قرار
دیا اور ایک حدیث کے اندر سترواں کا ایک جزء قرار دیا گیا ہے حافظ نے اس کے دو جواب دیئے (۱) مطلق تکثیر
مقصود ہے (۲) اگر دونوں کو اپنی حقیقت پر محمول کیا جائے تو پھر ترجیح زائد کو دی جائیگی قال فضلت علیهن
جب صحابہ نے کہا کہ حضور دنیا کی آگ کی تپش ہی بہت کافی ہے تو فرمایا [illegible] اسکا جواب زیادہ مناسب
یہ ہے کہ دنیا کی آگ بہت تھوڑی دنیا کے اندر عذاب دیا جاتا ہے اور آخرت کے اندر اللہ تعالیٰ کی جانب سے عذاب دیا
جائیگا اور اس کا عذاب چونکہ اشد ہے اسلئے جہنم کی نار بھی اشد ہے وفیہ علیها وکلها بدل علیهن وکلهن الخ
فضلت سے عبارت کو پڑھا کر ایک اعتراض کا جواب دیا کہ فضلت علیهن کے اندر جو فضلت کی ضمیر آگ کی طرف
راجع ہے اور علیهن سے بھی آگ مراد ہے تو تفضیل الشیء علی نفسه لازم آئی اسکا جواب دیا کہ مسلم کی روایت میں
علیها اور کلها وارد ہوا ہے جس سے معلوم ہوا کہ علیها کی ضمیر نار کی طرف راجع ہے اور یہاں علیهن جمع کی ضمیر اجزاء
70 کے اعتبار سے لائے تو ایک جگہ مطلق نار اور دوسری جگہ اجزاء واقسام نار مراد ہیں عنه ـــ اس ٥٠٣/٢١ ٢١
حدیث سے معلوم ہوا کہ وہ جہنمی غیر جنسی دیکھا اور کیا بنا پر سوال ہے کہ فریق کا کیا ہوگا حالانکہ قرآن کی آیت سے معلوم
ہوتا ہے کہ وہ غیر دنیا جیسا ہوگا اسکا جواب دیا کہ غیر کا سوال رہتا ہے اسلئے [illegible] کہ وہ دنیا میں [illegible]
بلکہ تکلیف کیلئے ہوگا دوسری بات حدیث کے اندر ہے [illegible] یخرج من النار [illegible] الخ سے معلوم ہوا کہ
اللہ تعالیٰ جن کا ارادہ کرتا ہے [illegible] کا ارادہ کرتا ہے اور یہی معتزلہ کا مذہب ہے اسکا جواب دیا کہ یہاں ارادہ
75 ارادت کے معنی میں ہے الفصل الثانی عنه ـــ اس حدیث کے اندر علماء کا [illegible] [illegible] ٥٠٣/٦
کیا گیا ہے بیہقی نے ایک روایت نقل کی [illegible] الجبار کی [illegible] کی ہے [illegible]
[illegible] کیا ہے [illegible] ہے [illegible] ہے اسکا جواب [illegible]
[illegible] دیا [illegible] القلوب [illegible] ہے [illegible] ہے کہ [illegible] اتنا ہوگا
92 الفصل الثالث عن الحسن ـــ الشمس والقمر ثوران مکوران الخ [illegible] کو مکوران [illegible] ٥٠٥/١
[illegible] ہے [illegible] فی النار [illegible] اسلئے [illegible] ان لوگوں کو [illegible]
کیا جاتا ہے جو ان کی عبادت کرتے ہیں [illegible] ان کو آگ کے اندر ڈالنے [illegible] آگ سے [illegible]
[illegible] ہے [illegible] ہے [illegible] الاجابة [illegible]
ان کی حیثیت [illegible] ہے [illegible] حدیث [illegible] ہے حضرت حسن نے حضرت ابو ہریرہ
[illegible] فی النار [illegible] حضرت ابو ہریرہ [illegible] جواب دیا اسکا [illegible]

5692

یہ ہے کہ دلائل عقلیہ کے ذریعہ مسئلہ ایمان و خصومت کو بس جو لمبا یا عرصہ لگا ہو۔ اس کا حاصل یہ کہ قریب قریب بدیہی ہی

سے بیان کیا۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں کہ حضرت حسن کے سوال کی غرض ان کے بلکہ وہی اللہ ہونے کی وجہ اور

حکمت کو معلوم کرنا ہے اور جواب کا حاصل یہ ہے کہ مجھے حکمت کا علم نہیں جو حدیث میں نے سنی وہ بیان کر دی

اس کے بعد ملا علی قاری فرماتے ہیں کہ اسناد الی الحسن حسن و جو اسناد الی عمر و مستحسن

باب خلق الجنة والنار ص ٥٠٥

٥٠٥ / ٦

جنت اور نار کے مخلوق اور موجود ہونے میں علماء کا اختلاف ہے۔ جمہور کے نزدیک جنت اور نار مخلوق اور

موجود ہیں۔ معتزلہ کے نزدیک نہ مخلوق ہیں اور نہ موجود ہیں۔ جمہور کی ایک فرقہ ہے ان کا مذہب یہ ہے کہ یہ

دونوں موجود ہو کر معدوم ہو جائیں گے۔ معتزلہ کی دلیل یہ ہے کہ ان دونوں کے موجود ہونے کی صورت میں

جنت ~~ان دونوں~~ کی نعمتیں بے سود اور بیکار ہوں گی۔ کیونکہ ان کا استعمال مخلوق قیامت کے بعد کرے گی اس لیے

پہلے ان دونوں کی تمام اشیاء عبث ہوں گی۔ اس پورے استدلال کا جواب یہ ہے کہ اگر کسی کے یہاں کوئی

معزز مہمان آنے والا ہو تو اس کے لیے کچھ عرصہ قبل ہی تیاری شروع کی جاتی ہے اتنی مدت تک وہ تیاری کیا

عبث ہو جاتی ہے۔ دوسری دلیل معتزلہ کی یہ ہے کہ ایک آیت کے اندر تو قرآن پاک میں ہے کہ اکلها دائم اور

دوسری آیت کریمہ ناطق ہے کہ کل شئ هالك الا وجهه ان دونوں کے اندر تعارض ہوتا ہے لہذا معلوم ہوا کہ

موجود نہیں ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ کل شئ هالك الا وجهه کے تحقق کے بنا پر ایک آن کے لیے جنت کی ہر چیز

فنا ہو جائے گی اور پھر ہر شئ کی تجدید ہو گی یہی حضرت اقدس مولانا گنگوہیؒ کے کلام سے معلوم ہوتا ہے۔ حضرت علامہ

ابن قیم کے کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ جنت کی اشیاء پر فنا طاری ہو گی اور کل شئ هالك الخ کا مطلب یہ ہے کہ

ان اشیاء کے اندر ہلاکت کی استعداد ہے۔ تیسری دلیل معتزلہ کی حدیث پاک ہے کہ الجنة قیعان الخ

حافظ ابن قیم فرماتے ہیں کہ اسکی عمدہ اور ان الجنة کے موجود ہونے کو تسلیم کرنا بس یہی کافی ہے۔ جمہور کہتے ہیں کہ

اب معدوم ہیں اور موجود ہو کر معدوم ہو جائیں گے ان کا استدلال کل شئ هالك الا وجهه سے ہے علماء کی طرف

سے جواب یہ ہے کہ اگر معدوم ہونے سے ان کے لیے عدم آنی مراد ہے تو ہم کو تسلیم ہے کوئی منافات نہیں اور اگر وہ

لوگ عدم سے عدم دوامی مراد لیتے ہیں تو جواب یہ ہے کہ آیت کے اندر ہلاکت کا مطلب یہی ہے کہ وہ تمام اشیاء ہلاک

94 ہونے کے بعد موجود کی جائیں گی۔ **الفصل الاول عن ابی ھریرة** ص ٥٠٥ تحاجت الجنة والنار الخ یہاں تحاجت سے ٦

مراد ہے یا حقیقی محاجہ مراد ہے دونوں احتمال ممکن ہیں۔ اس حدیث کے اندر وارد ہوا فاما النار فلا تمتلئ حتی یضع اللہ

رجله اور ایک روایت کے اندر رجل کے بجائے قدمہ وارد ہوا ہے اور اس کی نفی کے اندر دو جماعتیں ہیں اہل تفویض

اس کا کوئی معنی بیان نہیں کرتے اور اہل تاویل کہتے ہیں کہ اس سے مراد مخلوق ہے کہ کا رجل ہے اور اضافت تشریف

کے لیے ہے بعض نے کہا کہ اس رجل سے الطائفة من جراد مراد ہے۔ بعض لوگوں نے کہا کہ یہاں ایک جماعت انسان

کی مراد ہے جو اللہ کے علم میں جہنمی ہیں۔ ایک تنبیہ سنو یہ مشہور ہے کہ جہنم کے لیے اللہ تعالی ایک مخلوق کو پیدا کریں گے

تاکہ جہنم کو پر کیا جا سکے یہ غلط ہے اور کسی کو وہم ہوا بلکہ جہنم کے بجائے جنت کے لیے اللہ تعالی ایک مخلوق کو پیدا کریں گے

97 تاکہ جنت کو پر کیا جائے اور یہی اس حدیث کے الفاظ سے معلوم ہوا **الفصل الثالث عن النبی** ص ٥٠٥ ٢٣

5699 اس حدیث پاک کے اندر حضور نے فرمایا کہ مجھے ابھی جنت اور جہنم فی قبل هذا الجدار دکھلائی گئی ہیں - دیوار اتنا چھوٹا
اس دیوار پر پوری جنت اور جہنم کیسے دکھلائی گئی اس کا جواب ۱ ہے کہ مثل آئینہ کے دکھلائی گئی ہوں گی
جواب ۲ ممکن ہے کہ ان دونوں کے ایک ایک گوشہ دکھلا دیا گیا ہو

باب بدء الخلق وذكر الأنبياء

ص ٥٠٥ ٢٧

عن عمران بن حصين : - اذ جاءه قوم من بني تميم الخ ان قوم بنی تمیم کے اندر عیینہ بن حصن اور
98 اقرع بن حابس شامل تھے ان لوگوں نے آکر کہا کہ اقبلوا البشرى اس بشری سے جنت کی خوشخبری ٢٧
مراد ہے اور جنت کیلئے تفقہ فی الدین وغیرہ کی ضرورت پڑتی ہے اسی لئے انہوں نے فرمایا کہ
جئناك لنتفقه في الدين الخ قالوا بشرتنا فاعطنا الخ یہ لوگ چونکہ دنیا کے اندر مشغول تھے اسلئے
طبعی تقاضہ ہی کے مطابق جواب میں فاعطنا کہہ دیا اور دوسری وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ ان
لوگوں نے بشارت سے سمجھا کہ روپیہ پیسے کی بشارت ہے اور روپیہ پیسہ طلب کا اس لئے جلدی
اسکو طلب کرنے لگے - وكان عرشه على الماء اس سے ابو العلی حرانی نے عرش اور ماء کے اول
خلق ہونے پر استدلال کیا ہے اور اس حدیث سے ماء کا سبقت لئے ہوئے ہونا معلوم ہوتا ہے
اور عرش على الماء کے تحت شیخ عبدالحق صاحب دہلوی فرماتے ہیں کہ ان دونوں کے اندر اتصال لازم
نہیں ہے یعنی یہ ضروری نہیں ہے کہ حقیقۃً عرش کے نیچے پانی بہہ رہا ہو بلکہ مطلق فوقیت على الماء ٥٠٦
99 بیان کرنی مقصود ہے عن عمر : - اس حدیث کے مطلب کے متعلق حافظ ابن حجر فرماتے ہیں ٦
کہ اسکا مطلب یہ ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اول آفرینش سے لیکر جنت میں داخل ہونے
5700 تک کے تمام حالات بیان فرما دیئے عن ابي هريرة : - ان الله لما كتب كتابا الخ ایک مطلب یہ ہے کہ 8
قلم کو کتابت کا حکم دیا فقال للقلم اكتب دوسرا مطلب یہ ہے کہ لوح محفوظ کے اندر اپنی قدرت سے لکھا
اس روایت کے اندر سبقت اور بعض روایت کے اندر غلبت وارد ہوا ہے اور مطلب ۱ یہ ہے کہ
مقدار رحمت زیادہ ہے بمقدار غضب کے اور مطلب ۲ یہ ہے کہ رحمت تو میری ذات کا مقتضی ہے اور
غضب کیلئے سبب کی ضرورت ہے فهو مكتوب عنده فوق العرش یہاں فوق کو بعض نے زائد اور بعض
نے فوق کو تحت کے معنی میں اور بعض نے اسے حقیقی معنی میں رکھا ہے حافظ کی رائے ہے کہ زائد ماننا
02 صحیح نہیں ہے کیونکہ اس کے اندر خلل ہو جاتا ہے عن انس : - علامہ تورپشتی فرماتے ہیں کہ یہ حدیث مشکل ہے 11
کیونکہ آدم علیہ السلام کی تصویر وغیرہ صرف جنت میں ہوئی ہے لما صور الله آدم في الجنة کا
مطلب مشکل ہے - ملا علی قاری نے قاضی بیضاوی سے نقل کیا ہے کہ جنت میں یا جو خمیر تیار کیا گیا
اور پھر جنت کے اندر صورت مکمل کی گئی ہے نیز قرآن پاک میں آدم و حوا کو خطاب ہے کہ اسکن انت
وزوجك حضرت حوا کی پیدائش جنت کے اندر ہوئی اور دونوں نکلنے کے وقت جنت کے اندر تھیں لہذا
معلوم ہوا کہ سکونت سے لازم نہیں آتا کہ تصویر وغیرہ باہر بنائی گئی ہو بلکہ تصویر جنت کے اندر
بنائی گئی ہوگی - اذ خلق خلقا لا يتمالك الخ ملا علی قاری نے اس کا مطلب بیان فرمایا کہ ایسی مخلوق ہے

5703 جو دفع وساوس کا تو شرات اور دفع نقص پر مقدم ہیں ۔ صـ ۵۰۶ / ۱۳ عن ابی ھریرۃ : اختتن ابراھیم النبی وھو ابن ثمانین سنۃ ایک روایت کے اندر ابن ثمانین کے بجائے ایک سو بیس سال کا ذکر ہے اب دونوں کے اندر تعارض ہوگیا بعض لوگوں نے جواب دیا کہ اسّی والی روایت صحیحین کی ہے وہی راجح ہوگی اور بعض لوگوں نے بجائے ترجیح کے دونوں احادیث میں جمع کیا کہ اسّی والی روایت میں ان کی عمر کے سال کو شمار کیا گیا جو نبوت سے قبل کا ہیں اس حدیث سے ایک مسئلہ ثابت ہوا کہ بڑھاپے کے اندر ختنہ کی جا سکتی ہے علماء نے بیان فرمایا کہ ختنہ مسنون ہیں اگر ہلاکت کا خوف ہو تو حضرت مالک کے نزدیک واجب ہے بالقدوم اس کے متعلق امام بخاری کا ابن ادب المفرد کے اندر تحریر فرمایا ہے کہ یہ ایک جگہ کا نام ہے ۔ ابن حبان نے عبد الرزاق سے نقل کیا ہے کہ قدوم سے مراد بسولہ ہے علامہ قرطبی اور حافظ نے اسی کو راجح قرار دیا ہے اور اس مطلب کی صورت میں بتخفیف کہیں تو ہوگا ۔ اور بعض نے تشدید کہیں تو قدّوم پڑھا گیا ہے

صـ ۵۰۶ / ۱۵ حدیث ۔ لم یکذب ابراھیم الا ثلث کذبات ان الفاظ میں بالکل فرمایا ہے کہ یہ حقیقۃً کذب نہیں تھا بلکہ توریہ ہے اور کذب سے تعبیر اس لیے کیا گیا کہ صورۃً کذب ہے اول کذب ہے انی سقیم فرمانا ہے ۔ اب اس کا معنی میں علماء کی مختلف توجیہات ہیں (۱) اس کے معنی سأسقم کے ہیں (۲) انی سقیم کا قدر علی الموت کے معنی میں ہے (۳) انی سقیم بالحجۃ (۴) انی سقیم القلب بالحزن بکفرکم (۵) بعض علماء نے یہ توجیہ کی ہے کہ ان لوگوں کے بت خانے جانے کے وقت ابراھیم علیہ السلام کو بخار آجایا کرتا تھا یہ قول ضعیف ہے دوسرا کذب ابراھیم علیہ السلام کا ان کا قول ہے بل فعلہ کبیرھم ھذا اس کی تحقیق کے اندر علماء کے مختلف قول ہیں (۱) آپ نے فاعل اللہ کو فرما دیا تھا (۲) یہ جملہ شرط پر موقوف ہے اور وہ ان کانوا ینطقون ہے (۳) کبیرھم کی طرف نسبت سبب کے اعتبار سے فرمائی اس کا مطلب ہوگا کہ چونکہ ان تمام بتوں کی عبادت تم اس بڑے بت کی وجہ سے کرتے تھے اور میں نے ان تمام بتوں کو تمہاری اس عبادت کی وجہ سے ختم کیا ہے اور عبادت کا سبب وہ بڑا ہے تو گویا میرے ان تمام کو توڑ دینے کا سبب یہ بڑا بت ہے اس لئے اس کی طرف نسبت فرمادی (۴) علامہ کسائی فرماتے ہیں کہ بل فعلہ پر ابتداءً وقف کر دیا گیا اور پھر پڑھا گیا کبیرھم ھذا فسئلوھم الخ حافظ نے کہا کہ اس کے اندر تکلف ہے اذ اتی علی جبار من الجبابرۃ اس جبار بادشاہ کے نام میں مختلف قول ہیں (۱) عمرو بن امرأ القیس (۲) سفیان بن علوان (۳) سادوق ۔ اب ایک اشکال اس حدیث پاک پر یہ ہوگا کہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ صرف کذب کا حصر تین میں ہے حالانکہ حضرت ابراھیم کا ایک اور کذب بھی قرآن کے اندر موجود ہے وہ وہ ستارہ کے متعلق فرمایا تھا کہ ھذا ربی اس کا جواب ۱ یہ ہے کہ مجمع کے اندر انہوں نے فرمایا تھا جواب ۲ فی الحجۃ کے طور پر ابراھیم علیہ السلام نے فرمایا تھا کہ کیا یہ بھی رب ہو سکتا ہے اس صورت میں گویا ھذا ربی میں ہمزہ استفہام الف کا محذوف ہوگا لیس علی وجہ الارض مومن غیری وغیرک اس پر اشکال ہوگا کہ اس جملے سے معلوم ہوا کہ کوئی بھی مسلمان ان دونوں کے علاوہ زمین پر نہیں تھا حالانکہ حضرت لوط علیہ السلام قوم بنی سدوم کی طرف اسی زمانہ میں مبعوث تھے اس کا جواب دیا کہ وجہ الارض کے اندر

5704 ارض سے وہ مقام مراد ہے جہاں حضرت ابراہیم علیہ السلام تھے فاخدمھا ھاجر۔ یہ ھاجر حضرت اسماعیل
ذبیح اللہ علیہ السلام کی والدہ ماجدہ ہیں اور دوسری لغت ھاجر کے اندر آجر بھی ہے اب یہ کہ
اس بادشاہ نے حضرت ابراہیم کو خدمت کیلئے باندی کیوں دی اسکا جواب¹ ملا علی قاری نے دیا
کہ حضرت سارہ کی فضیلت اس پر ظاہر ہوئی تو اس نے بطور ہدیہ کے اور حضرت سارہ کو بڑا
اور بزرگ سمجھتے ہوئے پیش کی۔ لیکن آگے چلکر سیاق حدیث اس جواب کی موافقت نہیں
کرتا کیونکہ اس بادشاہ نے حضرت سارہ کے متعلق اپنے دربانوں سے کہا تھا کہ انما اتیتنی بشیطان
اس سے معلوم ہوا کہ اس کو ان کی خصوصیات کا علم نہیں تھا بلکہ اس نے باندی بطور خدمتگار کے دیدی
دی تاکہ وہ کوئی اور عمل کرکے اسکو نقصان نہ پہنچا سکیں۔ آگے چلکر آخر حدیث میں وارد ہوا
حضرت ابوہریرہ کے قول میں یا بنی ماء السماء اس کا مصداق اہل عرب ہیں کیونکہ ان لوگوں
کا گذر اوقات جنگلوں پر ہوتا ہے یا ان کو بنی ماء السماء اس وجہ سے کہا کہ ان ہی کی برکت سے
چاہ زمزم ہوا اور دنیا کے لوگوں کیلئے ایک بابرکت نہر اللہ تعالی کی جانب سے عطا ہوئی یا اس سے اشارہ
کیا اہل عرب کے خلوص نسب کی طرف کہ جیسے پانی خالص ہوتا ہے ویسے ہی ان کا نسب شک و شبہ سے
ص ۵۰۶/۲۵ عہ
05. عہ اخرجہ مسلم ۸۵/۱ خالص ہے۔ وعنہ: نحن احق بالشک من ابراہیم علیہ السلام۔ بعض علماء نے کہا ہے کہ ۵۰۶/۲۵
جب آیت کریمہ اذ قال ابراہیم رب ارنی کیف تحی الموتی الخ نازل ہوئی تو بعض اصحاب نے کہا کہ شک کیا
ابراہیم ولم یشک نبینا صلی اللہ علیہ وسلم تو حضور نے ان کا زعم کو ختم کرنے کیلئے یہ حدیث ارشاد
فرمائی جس کا مطلب یہ ہے کہ ہم لوگ حضرت ابراہیم سے زیادہ اس بات کا مستحق ہیں کہ ہم شک کریں لیکن
جب ہم نے شک نہیں کیا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بدرجہ اولی اس میں شک نہیں کیا تھا اس
مطلب کو بیان کیا ابو الخطابی۔ ابو ابراہیم اور علامہ مزنی نے۔ دوسرا مطلب یہ بیان کیا گیا کہ
یہ جملہ آپ نے تواضعاً فرمایا تھا یا مطلب اس جملہ کا یہ ہے کہ یہ آپ نے اس وقت فرمایا تھا جبکہ
آپ کو اپنی فضیلت کا علم نہیں ہوا تھا بعد میں آپ کو اپنے افضل الانبیاء ہونے کا علم ہوا۔
اب آیت کریمہ پر اشکال ہوتا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے یہ سوال کیوں فرمایا تھا اس کے
علماء نے چند جوابات دیئے ہیں۔ جواب¹ سوال کا مقصود کیفیت احیاء کا معلوم کرنا ہے نفس
احیاء کا یقین ان کو تھا لیکن چونکہ احیاء کی مختلف صورتیں ہیں ان صورتوں میں کسی ایک کی تعیین کا
سوال تھا جواب² اپنی نبوت کو معلوم کرنے کیلئے سوال کیا تھا جواب³ سوال کا مقصد یہ تھا کہ
علم الیقین ترقی ہو جائے عین الیقین تک تو جواب⁴ حضرت ابراہیم علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام
کنارے پر سے ایک مردہ کو دیکھا کہ جانور کھا رہے ہیں تو سوچا کہ اب اسکا احیاء کیسے ہوگا
تو خاص اس کے متعلق سوال تھا جواب⁵ اپنی قوم کو دکھانے کیلئے سوال فرمایا تھا۔ آگے چلکر
حدیث پاک میں حضرت لوط علیہ السلام کے متعلق فرمایا لقد کان یأوی الی رکن شدید یعنی جب ان
کے پاس اللہ تعالی کے بھیجے ہوئے فرشتے مہمان کی صورت میں آئے اور ان کی قوم نے سوال کیا تو انہوں نے

اپنے عجز کا اظہار فرمایا اور رکن شدید سے مراد ان کا اپنا قبیلہ ہے۔ اب یہ کہ انہوں نے اپنا قبیلہ کیوں مراد لیا اللہ تعالیٰ کی پناہ کیوں نہ لی (اس کے علماء نے جواب دیا کہ عجلت کی وجہ سے بھول گئے ہیں) وغیرہ خلاصہ اس حدیث کا یہ ہے کہ موسیٰ علیہ السلام کی قوم ننگے غسل کیا کرتی تھی یا تو یہ سوچ کر کہ ان کی شریعت میں جائز تھا یا یہ سوچ کر کہ وہ لوگ شریعت پر عمل نہیں کرتے تھے اول وجہ راجح ہے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی حیاء کی وجہ سے ننگے غسل نہیں کرتے تھے تو ان کی قوم نے سمجھا کہ ان کو کوئی بیماری ہوگی اسی لئے یہ ننگے غسل نہیں کرتے تو اللہ تعالیٰ نے ان کی براءت کے لئے یہ سبب فرمایا کہ جب وہ ایک مقام پر غسل کرنے لگے اور کپڑے اتار کر ایک پتھر پر رکھ دیئے تو وہ پتھر ان کے کپڑے لے کر بھاگ گیا اور ان کی قوم میں پہنچ گیا حضرت موسیٰ اس کے پیچھے پیچھے آواز دیتے چلے حتی کہ قوم نے موسیٰ کو دیکھ لیا کہ ان کو کسی قسم کی تکلیف نہیں ہے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس پتھر کو مارنا شروع کیا ایک تو اس وجہ سے کہ اس نے ذوی العقول جیسا کام کیا لہذا اس اعتبار سے وہ ذوی العقول والی ضرب کا مستحق تھا اور ۵۰۷/۹

۵۸ دوسری وجہ یہ تھی اپنا معجزہ دکھانا تھا ص ۵۰۶ **قولہ** اس حدیث کے اندر فرمایا گیا کہ فان الناس یصعقون فاصعق الخ صعقہ سے مراد ایک قسم کی غشی ہے۔ اب یہ کہ قیامت کے اندر صعقہ کتنی مرتبہ ہوگا جمہور کے نزدیک دو مرتبہ ہے۔ حضرت انور شاہ کشمیری اور علامہ ابن حزم کا ہوں نے چار صعقے نقل کئے ہیں۔ جمہور کے نزدیک چونکہ دو صعقے ہیں یہ واقعہ اول صعقہ کے اندر ہوگا۔ آگے آپ نے فرمایا لا تخیروا بین الانبیاء اب یہ اشکال ہوتا ہے کہ یہ آیت کریمہ تلک الرسل فضلنا بعضہم علی بعض الخ کے معارض ہے اس کے علماء نے مختلف جواب دیئے ہیں (۱) یہ جملہ آپ نے اپنی امت کو فرمایا کہ تم لوگ کسی کو دوسرے پر فضیلت نہ دو اور آیت کریمہ کے اندر تفضیل دی گئی وہ اللہ تعالیٰ کا اپنا فعل ہے کہ جس کو چاہے جتنی چاہے فضیلت عطا فرمائیں (۲) تفضیل سے مراد وہ فضیلت ہے جس کے اندر دوسرے کی تنقیص لازم ہو گئی (۳) نفس نبوت کے اندر تفضیل سے منع فرمایا کیونکہ نفس نبوت میں سب برابر ہیں۔ ایسے ہی حضرت موسیٰ کے متعلق فرمایا کہ لا تخیرونی علی موسیٰ یہ آپ نے دفع تنازع کے لئے فرمایا یا تواضعاً فرمایا یا یہ نفس

۱۰ نبوت کے اعتبار سے فرمایا ص ۵۰۸ **عن ابی ھریرۃؓ** یونس بن متی یہ نسبت یا والد کی طرف ہے اور احتمال ہے کہ والدہ کی طرف ہو اور انا خیر کے اندر انا کا مصداق حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اگرچہ آپ ان سے خیر اور افضل ہیں لیکن عاجزی کے اندر جواب یہ کہ دیتا ہیں وہی لوگوں کو مراد ہیں۔ اور یہ بھی احتمال ہے کہ انا سے مراد مطلق قائل ہو کیونکہ وہ نبی تھے لہذا کوئی شخص ان سے خیر نہیں ہو سکتا۔۔۔ ۱۸

۱۱ ص ۵۰۵ **عن ابی بن کعبؓ** مستدل الخضر الخ حضرت خضر کے متعلق علماء کا کافی اختلاف ہے۔ اکثر محدثین کے نزدیک نبی ہیں بعض کے نزدیک ولی ہیں۔ جمہور اور صوفیاء کرام کے نزدیک اب بھی زندہ ہیں حافظ ابن الصلاح اور علامہ نووی کا یہی مسلک ہے اور امام بخاری، علامہ ابن الجوزی وغیرہ کے نزدیک اب موجود نہیں ہیں اور ان لوگوں کا استدلال اسی حدیث سے ہے جمہور کی طرف سے جواب یہ ہے کہ ... صوفیاء فرماتے ہیں کہ بعض نے ان سے ملاقات کی ہے۔ ان کا نام بلیا بن ملکان ہے یا بلیا بن فرعون یا ارمیاء الخ ہے ۲۱

ص۵۰۷/۲۲

5713 بعض نے ان کا نام الیاس بتلایا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ یہ الیاس علیہ السلام کے بھائی ہیں وغیرہ۔ ۵۰۷/۲۲
فلطم موسیٰ عین ملک الموت الخ علامہ سیوطی فرماتے ہیں کہ ان ملک الموت کا نام معلوم نہیں ملتا البتہ وہب بن منبہ
فرماتے ہیں کہ ان کا نام عزرائیل علیہ السلام ہے۔ ایک فرقے نے اس حدیث پاک کا انکار فرمایا ہے کیونکہ
یہ ممکن نہیں ہے کہ انسان فرشتہ کو مارے۔ بعض علماء نے فرمایا کہ ہم سکوت کرتے ہیں۔ لیکن علماء سلف
اور جمہور کی رائے یہ ہے کہ یہ حدیث ثابت ہے اور موسیٰ علیہ السلام نے ملک الموت کو اسلئے مارا کہ وہ انسان
کی شکل میں آئے تھے تو سمجھ نہ سکے کہ یہ چور ہے یا ڈاکو ہے یا کون ہے اسلئے مار دیا۔ دوسری وجہ
علماء نے یہ بیان کی کہ فرشتہ جب انبیاء کی روح نکالنے آتا ہے تو ان سے اجازت طلب کرتا ہے اور اس نے
اجازت نہیں طلب کی اسلئے مارا۔ اب ایک اشکال وارد ہوا کہ جب فرشتے نے آکر فرمایا کہ اجب ربک
تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس کا جواب کیوں نہیں دیا۔ علامہ سندھی فرماتے ہیں کہ موسیٰ علیہ السلام اللہ کے
ذکر کے مراقبے میں تھے ملک الموت نے آکر درمیان میں خلل ڈالدیا تو غصہ کی وجہ سے جواب نہیں دیا
اور ایک چپیٹ مارا۔ اب یہ کہ وہ فرشتہ انسان کی شکل میں آیا تھا اور اسکی آنکھ پھوڑ دی
تو اسکا قصاص واجب ہونا چاہئے؟ اسکا جواب دیا کہ فرشتے اس قصاص کے حکم میں داخل نہیں
اور دوسرا جواب دیا کہ اگر کوئی گھر کے اندر نظر کرے اور اسکی آنکھ پھوڑ دی جائے تو کچھ قصاص
ص۵۰۸/۱۱
16 واجب نہیں ہے عن ابی ہریرۃ ؓ ولقیت عیسیٰ ربعۃ احمر الخ اس جگہ پر احمر کہا گیا کہ ۵۰۸/۱۱
ص۵۰۷ میں ایک حدیث آرہی ہے اس سے معلوم ہوا کہ حضرت عیسیٰ کا رنگ گندمی گون تھا اور یہاں
احمر کا ذکر ہے دونوں میں تعارض ہوگیا اسکا جواب دیا کہ دونوں حدیثوں کے صحیح مان لینے کے
بعد یہ کہا جائیگا کہ نہ خالص احمریت تھی اور نہ خالص گندم گون بلکہ دونوں کے درمیان رنگ تھا
یہ جواب علامہ نواوی نے دیا ہے۔ آگے چلکر آپ نے فرمایا کہ جب میرے پاس ایک شراب کا اور ایک
دودھ کا پیالہ لایا گیا تو میں نے دودھ کے پیالہ کو لیا اسپر مجھ سے فرمایا گیا کہ ھدیت الفطرۃ الخ
اس فطرۃ سے اسلام مراد ہے یا تہیا للاسلام مراد ہے یعنی اسلام کے سیدھے طریقے کی ہدایت
دی گئی ہے اور جیسے دودھ فطری شئی ہے کہ پیدا ہونے کے وقت سے لیکر مرنے تک وہ آدمی
ص۵۰۸/۱۵
17 کیلئے غذا اور دوا کا کام دیتا ہے ایسے ہی اسلام بھی فطری شئی ہے عن ابن عباس ؓ اس ۱۵
حدیث کے اندر ہے کہ جب کسی سفر میں آنحضرت ﷺ کا گذر وادی الازرق پر ہوا تو آپ نے فرمایا کانی انظر
الی موسیٰ الخ اب یہ کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو آپ نے دیکھا کیسے اور کیسا دیکھا۔ اسکا جواب ۱ یہ کہ
حضرت موسیٰ علیہ السلام کی صورت مثالیہ اسوقت آپ کے سامنے پیش کی گئی ہوگی جواب ۲ اس انظر کے
اندر نظر سے نظر حقیقی ہی مراد ہے اور آپ نے اسوقت حقیقۃ حضرت موسیٰ کو دیکھا اور دیکھا جواب ۳ وحی
کے ذریعہ آپکو یہ تمام احوال اور صورتیں بتلادی گئی تھیں اسی لئے کانی انظر فرمایا جواب ۴ آپ نے خواب
ص۵۰۸/۲۰
18 دیکھا ہوگا اس مقام کے متعلق اور جب اس وادی پر گذر ہوا تو آپ نے فرمایا عن ابی ہریرۃ ۲۰
صوفیاء کے یہاں تین چیزیں ہوئی ہیں ایک ۱ طی اللسان۔ ایک ۲ طی المکان۔ اور ایک ۳ طی الزمان۔ اول کا

5718 مطلب یہ ہے کہ ایک دو گھنٹے کی بات صرف ایک دو منٹ میں کہہ لی جائے اور گھوڑوں کا ذکر اس حدیث پاک میں ہے
کہ حضرت داود علیہ السلام کو طی اللسان حاصل تھا۔ دوسری شق کا مطلب یہ ہے کہ ایک دو دن کا راستہ
19 ایک دو منٹ میں طے ہو جائے اور طی الزمان کا مطلب ہے کہ تھوڑی دیر کے اندر اندر بہت زیادہ کام

ص ۵۰۸/۲۲

19 ہو جائے **وعنہ** :- یہاں حضرت داود علیہ السلام نے بڑی کے لئے فیصلہ فرمایا بعض نے اس کی وجہ بیان ۵۰۸/۲۲
کی کہ ان کی شریعت میں بڑی اور چھوٹی کے تنازع کی صورت میں بڑی کے لئے فیصلہ ہوتا تھا اور بعض نے
یہ وجہ بیان کی کہ چونکہ بڑی کی گود میں تھا اس لئے فیصلہ فرمایا۔ لیکن حضرت سلیمان علیہ السلام نے یہ
فیصلہ توڑ دیا اور دوسرا فیصلہ فرمایا اور توڑ دینے کا اشکال نہیں ہے کیونکہ یہ فیصلہ وحی کے ذریعہ
نہیں ہوا تھا۔ اب اعتراض ہوگا کہ یہ تو ایک نبی ہے ثانی۔ والد کا فیصلہ تھا اس کو نقض کرنا کیسے جائز ہوا
اس کا بعض نے جواب دیا کہ ایسی نقض نہیں ہوا بلکہ یہ سمجھو کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے لطف تاکید فرما کر حکم

ص ۵۰۹/۲۶

20 حل کیا **وعنہ** :- علی تسعین امرأۃ الخ اس روایت کے الفاظ ہوتے ہیں لیکن اس کے اندر روایات مختلف ۲۶
ہیں ایک میں ساٹھ ستر نناوے سو تک روایات میں آیا ہے۔ حافظ سیوطی نے ہر روایت کا
توفیق کیا ہے کہ ایک ہزار عورتیں حضرت سلیمان علیہ السلام کے گھر میں تھیں۔ اب یہ کہ سلیمان علیہ السلام نے یہ کیسے
فرمایا کہ کلھن تأتی بفارس یجاھد فی سبیل اللہ الخ اس کا جواب دیا کہ چونکہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے دعا کی تھی
رب ھب لی ملکا لا ینبغی لاحد الخ لیکن سلیمان علیہ السلام نے انشاء اللہ نہیں کہا اس وجہ سے یہ بات نہیں
پائی گئی اور چونکہ سلیمان علیہ السلام کو ان کی دعا پر بادشاہ بنا دیا گیا تھا اس وجہ سے خود اعتمادی ہو گئی
تھی۔ اور ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا کی قبولیت کے لئے انشاء اللہ کہنے کو شرط قرار دیا ہو اور انہوں نے
کہا نہیں اس لئے دعا قبول نہیں ہوئی ہے۔ اس حدیث سے بعض علماء نے استدلال کیا کہ استثناء کے
بعد انفصال جائز ہے لیکن جمہور علماء کے نزدیک انفصال جائز نہیں بلکہ اتصال ضروری ہے الا امرأۃ واحدۃ
جاءت بشق رجل الخ اور شق سے مراد بعض نے آیت کریمہ والقینا علی کرسیہ جسدا الخ میں جسد سے یہی شق رجل مراد
لیا ہے ملا علی قاری اور بیضاوی نے اسی قول کو راجح قرار دیا ہے۔ حافظ نے ایک قول نقل کیا کہ اس میں جسد سے مراد

ص ۵۰۹/۸

24 جنی ہے لیکن یہ قول غلط ہے حافظ ابن کثیر فرماتے ہیں کہ یہ سب قول اسرائیلیات ہے **عن ابی موسیٰ** ۵۰۹/۸
ولم یکمل من النساء الا مریم الخ ابن حزم ظاہری فرماتے ہیں کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ حضرت مریم کو مرتبہ نبوۃ تک پہنچا
نوازا گیا تھا کیونکہ نبوت کے بعد صدیق اور شہید کا مرتبہ ہے تو اگر نبوۃ کا مرتبہ یہاں مراد نہیں بلکہ صدیقیت والا
مراد لیا جائے تو لازم آئے گا کہ امت کے اندر عورتوں میں کوئی بھی صدیقہ نہیں حالانکہ حضرت عائشہ بھی الاکمل

ص ۵۰۹/۱۱

25 صدیقہ تھیں۔ لیکن جمہور کے نزدیک حضرت مریم نبی نہیں تھیں **الفصل الثانی عن ابی رزین** :- کان ۱۱
فی عماء الخ اس عماء کا مطلب یہ ہے کہ اپنی ذات کے اندر تھے اور اپنے اوصاف کا اس وقت تک ظہور نہیں ہوا تھا
عماء کے معنی لغت میں مختلف آتے ہیں سحاب رقیق سحاب غلیظ۔ پہاڑوں کی چوٹیوں پر ایک دھواں
ہوتا ہے لیکن ان معانی میں سے کوئی بھی یہاں مراد نہیں ہے بلکہ یہاں تو مقصود مکان کی نفی کرنا ہے

ص ۵۰۹/۱۴

26 یعنی ہر چیز تھے **عن العباس** :- حدیث پاک کے اندر اس کا ذکر ہے کہ عرش کے متعلق ارشاد فرمایا کہ اس ۱۴

۵۰۹

5726 بعد ما بینهما إما واحدة وإما اثنتان أو ثلاث وسبعون سنة لیکن اس مقدار کے اندر احادیث میں تعارض ۵۰۹
ہے اس حدیث میں تو ۷۱، ۷۲، ۷۳ بیان کی گئی ہے لیکن ایک حدیث کے اندر پانچ سو سال
کا دونوں کے درمیان فاصلہ ہے۔ اب اس تعارض کو علماء نے چند جوابات کے ذریعہ رفع فرمایا ہے
جواب ۱: امام بیہقی اور قاضی ثناء اللہ صاحب پانی پتی فرماتے ہیں کہ ضعف سیر اور سرعت سیر پر مبنی ہے
جواب ۲: آسمان و زمین کے درمیان چونکہ مختلف مقامات ہیں تو ان کے اعتبار سے اختلاف ہے بعض
مقام کے اعتبار سے کم اور بعض کے اعتبار سے طول زیادہ ہے۔ جواب ۳: ان احادیث کے اندر
تحدید کثرت بیان کرنی مقصود ہے جواب ۴: شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ اس حدیث کے اندر چار سو
اور ستر کے علاوہ باقی کو حذف کر دیا گیا ورنہ خود اس روایت کو علامہ بغوی نے معالم
التنزیل کے اندر پانچ سو ذکر کیا ہے اس صورت میں احادیث کے اندر تعارض ختم ہو جائیگا۔
أوعال بین أظلافهن الخ اس سے مراد تو فرشتے ہیں۔ امیہ بن الصلت کے ایک شعر سے معلوم ہوا
کہ حاملین عرش چار ہیں اور وہ شعر جب حضور کے سامنے پڑھا گیا تو آنحضرت نے فرمایا کہ صدق۔ اب اشکال
ہوگا کہ جب آپ نے اس شعر کی تصدیق فرمائی تو پھر اس حدیث کے اندر آپ نے حملۃ العرش کی تعداد آٹھ کیوں
بیان فرمائی اس میں تو بظاہر تعارض آتا ہے۔ اسکا جواب حافظ نے دیا کہ چار کے ذکر سے آٹھ کی نفی
27 لازم نہیں آتی۔ صـ۵۰۹ **عن جبیر بن مطعم**: وانہ لیئط بہ أطیط الرحل بالراکب الخ اس حدیث کا دارومدار ۵۰۹/۲۱
محمد بن اسحاق بن یسار پر ہے اس کے متعلق بعض نے کہا کہ وہ راوی ضعیف ہے لیکن دوسرے بعض
علماء نے اس حدیث کی تصحیح کی اور اس حدیث کو ثابت مانا ہے اب یہاں پر ایک اشکال ہوتا ہے کہ اس سے
کیسے جسمانیت کا شبہ ہوتا ہے کہ اللہ کی وجہ سے چرچراہٹ ہوتی ہے ایسے ہی الراکب کی وجہ سے
عرش چرچر کرتا ہے امام ابوبکر فورک نے اس کا جواب دیا کہ اس سے عظمت باری کی طرف اشارہ فرمایا ہے
جواب ۲: یہاں اس کے چرچر کرنے اور اطیط سے مراد ملائکہ کا تسبیح کرنا ہے جواب ۳: ملا علی قاری
فرماتے ہیں کہ خود عرش اگر تسبیح کرتا ہو اور اس کی آواز مراد لی جائے تو کیا اشکال ہے۔
صـ۵۱۰ **عن جابر**: نفخت فیہ من روحی الخ روح کی اضافت یا تو تشریف کیلئے ہے یا تخلیق کے اعتبار سے ہے
اس حدیث سے معلوم ہوا کہ انسان افضل ہیں فرشتوں سے۔ اس مسئلہ کے اندر علماء کے دونوں قول
ہیں کہ حقیقۃ انسان افضل ہے یا حقیقۃ ملائکہ۔ بعض نے کہا کہ اختلاف روایات کے اندر توقف کرتے ہیں
افضل ہیں یا ملائکہ۔ معتزلہ اور متکلمین کے نزدیک ملائکہ افضل ہیں۔ جمہور کے نزدیک انسان افضل
ہیں۔ محققین کے نزدیک عوام انسان افضل ہیں عوام ملائکہ سے اور خواص انسان افضل ہیں خواص
37 ملائکہ سے۔ صـ۵۱۱/۳ **عن ابی ذر**: قال ثلثمائۃ وخمسۃ عشر الخ ایک روایت کے اندر تین سو تیرہ ہے ۳۱۳ ۵۱۱/۳
مراد ہیں یہی قول صحیح ہے اور الخمسۃ عشر سے گویا ثلثۃ عشر مراد ہے۔ بعض علماء نے بیان
38 فرمایا کہ تمام انبیاء پر اجمالا ایمان لانا فرض ہے ان کی تعیین پر ایمان لانا ضروری نہیں ہے صـ۵۱۱ **عن ابن عباس** ۷
القی الالواح فانکسرت الخ چونکہ موسیٰ علیہ السلام غصہ کے اندر تھے اور غصہ کے اندر باوجود ادب کی کوشش کے بے ادبی ہو جاتی ہے اس لئے
پھینکدی۔ اور دوسری وجہ پھینکنے کی یہ ہے کہ وہ غصہ حق بات پر تھا فقط

باب فضائل سید المرسلین صلوات اللہ وسلامہ علیہ وآلہ

5746 الفصل الاول وعنہ: ما من الانبیاء من نبی الا قد اعطی الخ اس حدیث کا [illegible] مطلب ۵۱۱ ۹/۲۶
بیان فرمایا ہے جس کا مطلب یہ ہے تمام انبیاء کو جو معجزات دیئے گئے ہیں وہ ایسے ہیں کہ ان کو دیکھ کر آدمی
ایمان لا سکتا ہے [illegible] مطلب یہ ہے دوسرے انبیاء کو جو معجزات عطا کئے گئے ہیں ان پر تو
آدمی شبہ کر سکتا ہے برخلاف اس کے میرا معجزہ قرآن پاک ہے جس میں شبہ کی گنجائش نہیں [illegible] کہ
47 کوئی شبہ نہیں کر سکتا۔ عن جابر: اس حدیث پاک کا اندر حضور نے فرمایا کہ مجھے پانچ چیزیں ۵۱۲ ۱
ایسی عطا کی گئی ہیں جو مجھ سے قبل اور کسی نبی کو نہیں دی گئی ہیں ان میں سے ایک آپ نے یہ ذکر فرمائی کہ اعطیت
الشفاعۃ، اس میں دو قول ہیں کہ اس سے کونسی شفاعت مراد ہے (۱) بعض نے کہا کہ جو لوگ
میں جو چھوٹے اور ضعیف ہوں گے ان کی نجات [illegible] کے لئے شفاعت فرمائیں گے (۲) ایسے شخص کی
شفاعت مراد ہے جس کے قلب میں صرف ایک ذرہ ایمان کا ہو (۳) [illegible] وہ خاص شفاعت مراد ہے
جو [illegible] ہوگی۔ حکیم ترمذی فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] لوگوں کے [illegible]
[illegible] گئی تھی [illegible] آپ کو [illegible] دیا گیا کہ [illegible]
حاجت اور ضرورت تھی۔ ایک خصوصیت آپ نے یہ ارشاد فرمائی کہ واحلت لی الغنائم الخ یعنی پہلے انبیاء کی
امتوں کو آگ [illegible] آکر کھا لیتی تھی لیکن میرے [illegible] اندر [illegible] جو غنیمت ہوگی [illegible]
استعمال کرنے [illegible] دوسرا مطلب اس کا یہ ہے کہ پہلے انبیاء کو غنیمت [illegible] خاص حصہ
لینا جائز نہیں تھا اور میرے لئے [illegible] ایک مخصوص حصہ لینا جائز کیا ہے اور اس حصہ کا نام صفی تھا
یہ [illegible] یاد رکھنا چاہئے کہ اس حدیث کے اندر پانچ [illegible] اور [illegible] حدیث کے اندر
چھ ذکر فرمائی [illegible] پہلے پانچ کا علم تھا [illegible] اللہ [illegible] نے عطا فرمایا
58 الفصل الثانی عن ابی ہریرۃ: قالوا یا رسول اللہ الخ اس قالوا کے مصداق میں [illegible] ۵۱۳ ۱۲
الجرباء اور میسرۃ وغیرہ داخل ہیں۔ اس حدیث کے معنی میں علماء کا اختلاف ہے۔
(۱) اس کا مطلب یہ ہے کہ علم الٰہی کے اندر یہ بات آچکی تھی کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول
ہیں اور نبی ہیں اس مطلب پر اشکال ہو گیا کہ اس کے اندر حضور کی کیا خصوصیت ہے تمام انبیاء
کی نبوۃ اللہ کے علم میں تھی لہذا دوسرا مطلب بیان کرنا پڑ گیا (۲) اللہ تعالی نے ملائکہ کے
اندر خبر دیدی تھی کہ میں نبی بنا کر بھیجوں گا اگرچہ یہ مطلب ہے لیکن [illegible] فرماتے ہیں کہ
اس کے اندر حضور کی خصوصیت باقی نہیں رہتی۔ ملا علی قاری نے اس مطلب کی طرف اشارہ فرمایا کہ
حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو عالم ارواح کے اندر پیدا فرمایا اور وصف نبی کے اندر متصف
کیا جیسے وہ آپ ہی پیدا فرمائے تھے [illegible] ملا علی قاری نے اس کو قریب قریب بیان فرمایا۔ اب
سوال پیدا ہوا کہ نبوۃ تو وصف ہے اور وصف ذات کو طلب کرتا ہے اور وہاں ذات
کہاں تھی۔ [illegible] نے اس کا جواب دیا کہ اللہ تعالی نے اجسام سے قبل ارواح کو پیدا
فرمایا تھا لہذا اس روح کو پہلے ہی نبوۃ والے اوصاف و کمالات کے ساتھ [illegible] دیا تھا

5758 علامہ سہروردی فرماتے ہیں کہ قرآن پاک کی آیت ائتیا طوعا او کرھا قالتا اتینا طائعین کے اندر سب سے پہلے جواب کعبہ مقدسہ کے نیچے کی زمین کے ذرہ نے دیا جیسا کہ ابن عباس کی روایت سے فرماتے ہیں کہ حضور کی خلقت اسی ذرہ سے ہوئی ہے اور پھر اسی ذرہ کا دوسرے تمام لوگوں کے ذروں نے اتباع کیا تو گویا جیسے نبی کا اتباع کیا جاتا ہے ایسے ہی ان ذروں نے حضور کے ذرہ کا اتباع ~~کیا~~ کیا۔ اس کے بعد پانی نے اس کو کعبہ کے نیچے سے ادھر کو جس جگہ حضور کی خلقت ہوئی ہے مدینہ میں اس جگہ پھینک دیا جہاں آپ کی قبر اطہر ہے اور حضرات کی جگہ ہوئی ہے آپ پیدا فرمائے گئے لہذا اسی احتمال کرنا کہ آدمی جہاں کی مٹی سے پیدا ہوتا ہے اسی جگہ دفن ہوتا ہے اور حضور مکہ کی مٹی سے پیدا ہوئے تھے واضح ہوگا

۵۱۳ / ۱۷ — 61 صـ ۵۱۳ ۱۴ **عن ابی سعید:-** ولا فخر اس کا ایک مطلب تو یہ ہے کہ لا اقول فخرًا یعنی میں یہ بات کوئی فخر سے نہیں کہہ رہا ہوں اور دوسرا مطلب بعض لوگوں نے لکھا ہے کہ حضور نے یہ بیان کیا کہ یہ کوئی فخر کی بات نہیں بلکہ اس سے بڑھ کر فخر کی باتیں موجود ہیں شیخ اکبر نے ولا فخر کو اسی پر محمول کیا ہے تو بیان فرمایا اس کی شرح میں اس کے سین تکرار ہے ہیں

۲۰ — 62 صـ ۵۱۵ **عن ابن عباس:-** اس حدیث پاک میں ابراہیم علیہ السلام کو خلیل فرمایا ہے خلیل خلت سے ماخوذ ہے اس محبت کو کہتے ہیں جو خلال قلب کے اندر سرایت کئے ہوئے ہو۔ اب اس کے اندر اختلاف ہے کہ مرتبہ خلت افضل ہے یا مرتبہ محبت۔ ایک جماعت کے نزدیک اول افضل ہے اور ایک جماعت کے نزدیک مرتبہ خلت افضل ہے لیکن اکثر کے نزدیک مرتبہ محبت افضل ہے اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی حبیب اللہ تھے۔ ملا علی قاری نے بعض علماء کے قول مرتبہ محبت کے افضل ہونے کو ارجح قرار دیا ہے اور چونکہ خلت کے اندر احتیاج خلیل کی جانب سے ہوتی ہے اور محبت کے اندر محبوب کی طرف سے میلان محبوب کی طرف ہوتا ہے اس بنا پر بھی محبت افضل ہے۔ اور جو لوگ کہتے ہیں کہ خلت افضل ہے تو ان پر اعتراض ہوگا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تو خلیل نہیں تھے بلکہ حبیب تھے اور حضرت ابراہیم خلیل تھے لہذا وہ افضل ہوئے اس کا جواب وہ لوگ یہ دیتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو مرتبہ محبت کے ساتھ مرتبہ خلت بھی عطا ہوا تھا

۵۱۵ / ۳ — 73 صـ ۵۱۵ **الفصل الثالث عن ابن عباس:-** ان اللہ فضل محمدا علی اھل السماء الخ۔ اب یہ کہ فضیلت کس چیز میں ہے اس کا جواب علامہ طیبی نے دیا کہ چونکہ حضور کے کلام اور خطاب نرم لہجہ میں تھے اور اہل سماء کو خطاب سخت لہجہ کے اندر ہے اس وجہ سے فضیلت ہے۔ ملا علی قاری نے اس کو رد کر دیا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو بعض جگہ سخت کلام و خطاب فرمایا ہے لہذا یہ کہا جائے گا کہ حضور کی فضیلت کی وجہ یہ ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ملائکہ کی طرف مبعوث ہوئے تھے۔ علامہ سیوطی، علامہ تقی الدین سبکی کے نزدیک آپ ملائکہ کی طرف بھی مبعوث تھے۔ اور بعض کے نزدیک صرف ثقلین (جن و انس) کی طرف آپ مبعوث ہوئے تھے

۵۱۵ / ۱۶

باب اسماء النبی صلی اللہ علیہ وسلم وصفاته

اسماء اسم کی جمع ہے حافظ ابن قیم فرماتے ہیں کہ آپ کے جو نام ہیں ان کے اندر معنی علمی و وصفی پائے جاتے ہیں صفات صفت کی جمع ہے وہ الفاظ مراد ہیں جو آپ کے اخلاق اور اطلاق پر ~~حاوی~~ ہیں اور اسماء سے وہ الفاظ مراد ہیں جو آپ کی ذات پر دال ہیں۔ ابن فارس لغوی نے لکھا ہے کہ آپ کے بائیس ۲۲ نام ہیں۔ بعض نے ننانوے ۹۹

بیان کیے ہیں۔ ابن العربی مالکی۔ ابن سید الناس۔ قاضی عیاض مالکی۔ علامہ سخاوی [illegible]

چار سو اسماء شمار کرائے ہیں۔ علامہ سیوطی نے پانچ سو ذکر فرمائے ہیں۔ کثرت اسماء

ص۵۱۵ ۱۷

5776 مسمی کی شرافت و کمال کی دلیل ہے **عن جبیر بن مطعم**: انا محمد۔ آپ کو ۵۱۵/۱۷

محمد اس وجہ سے کہا گیا کہ محمد کا معنی ہیں بہت تعریف کیا ہوا۔ آپ کی تعریف آسمانوں میں [illegible]

بیان کی [illegible] انا احمد۔ یہ بھی مفعول کے معنی میں ہوتا ہے جیسے اشہر مشہور کے

معنی میں ہے اور اکثر فاعل کے معنی میں ہوتا ہے دونوں معنی درست ہیں۔ انا الماحی الذی یمحو اللہ بی الکفر

اگر اس کا حقیقی معنی مراد لیا جائے تو مراد [illegible] عرب سے ہوگا۔ اور [illegible] مقصود ہو تو

[illegible] ظاہر ہے یحشر الناس علی قدمی [illegible] دوسرا قول اس کا مصداق

[illegible] اور گرد [illegible] لوگ

ص۵۱۵

66 [illegible] **عن ابی موسی**: اس حدیث پاک کے اندر [illegible] ایک ۲۰

نام آپ کا المقفی ذکر کیا گیا۔ یہ تقفیہ سے ماخوذ ہے جس کا معنی ہے پیچھے [illegible] چونکہ

آپ کی بعثت سب سے آخر ہوئی ہے [illegible] اور ایک نام آپ کا نبی التوبۃ ذکر فرمایا

کیونکہ آپ کی [illegible] آپ خود بھی توبہ [illegible]

ص۵۱۶

82 **عن انس**: اس حدیث پاک کے اندر آنحضرت کی عمر شریف کا تذکرہ ہے [illegible] سال ذکر ۵۱۶/۷

کیا گیا ہے [illegible] کے اندر روایات مختلف ہیں ایک میں ۶۳ اور ایک کے اندر ۶۵ اور

ایک کے اندر ساٹھ سال وارد ہوا ہے۔ حافظ ابن حجر نے [illegible] کو راجح قرار دیا ہے

[illegible] ۶۵ والی روایت کو ضعیف قرار دیا ہے نیز ساٹھ والی روایت میں جبر کیا

ص۵۱۶ ۲۳

86 [illegible] کا اعتبار کیا ہے **عن ثابت**: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ۲۳

آپ نے خضاب نہیں فرمایا [illegible] اس حدیث سے [illegible] انکار کیا ہے بعض

لوگوں نے کہا کہ آپ نے خضاب فرمایا ہے اور وہ ام سلمہ کی حدیث [illegible]

[illegible] قاضی عیاض مالکی کا رجحان اسی بات کی طرف ہے

ص۵۱۶ ۲۴

87 کہ آپ نے خضاب نہیں کیا [illegible] کو بھی خضاب فرمایا ہے **عن انس**: ۲۴

تکفاء [illegible] (۱) [illegible] (۲) [illegible] (۳) [illegible]

ص۵۱۷ ۲

88 [illegible] **عن ام سلیم**: [illegible] الطیب [illegible] حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا پسینہ ۵۱۷/۲

[illegible] اس حدیث میں الطیب [illegible] حضور کا

پسینہ مبارک خود اتنا [illegible] خوشبودار ہوتا تھا تو [illegible]

[illegible]

ص۵۱۷ ۶

89 [illegible] **عن جابر بن سمرۃ** صلوۃ الاولی [illegible] فرماتے ہیں کہ اس ۶

جمہور کے نزدیک صلوۃ الظہر مراد ہے۔ ملا علی قاری کے نزدیک اس سے صلوۃ الفجر مراد ہے

5789 کیونکہ دعا وغیرہ کا وقت لمبا کر دیتے تھے = سند ضعیف ہے نزدیک امام نووی کا قول اسود سے صحیح ہے

بچے عام طور سے ظہر کی نماز میں ہوتے تھے صبح کی نماز میں بچے کم ہوتے تھے واللہ اعلم

۱۸ باب فی اخلاقہ وشمائلہ صلی اللہ علیہ وسلم

الفصل الاول ۵۱۸/۱۵

5801 عن انس ۔ عشر سنین الخ اس حدیث پاک کے اندر دس سال خدمت کی صراحت بیان کی گئی ہے اور ایک ۱۵

روایت کے اندر نو سال وارد ہوا ہے تطبیق دونوں میں یوں ہے کہ کسر کو حذف کر دیا گیا کیونکہ ان کی خدمت کرنے کی

02 مدت نو سال اور کچھ ماہ ہیں تو کسی نے کسر کا لحاظ کر کے پورا دس سال گنا اور کسی نے کسر کو حذف کر دیا وعنہ ۱۶

یا انیس ذھبت الخ یہ استقبال ہوا کہ حضرت انس کا ایک نام انیس بھی تھا [illegible] ذھبت حاضر کا

صیغہ [illegible] صحیح ہوا بعض نے جواب دیا کہ ذھبت تو جملہ [illegible] بعض نے جواب دیا کہ کام کرنے کا علم تھا

وعدہ [illegible] ذھبت فرمانا صحیح ہو گیا عن انس ان اعرابیا جبذہ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

نے ان کو ان کے سوال پر [illegible] جو دیکھا [illegible] سے حیران [illegible] سے آپ

09 کی [illegible] نیت پر استدلال فرمایا [illegible] قرابت اور رشتہ داری کو دیکھا وعنہ کانت آخذتہ من اعلاہ ۵۱۹/۷

اس [illegible] اندر [illegible] تشکیک [illegible] ہے [illegible] کا [illegible] سکتی ہے یہ استدلال ہوا کہ آپ

تو اجنبی عورت [illegible] ہاتھ نہیں لگا سکتے تھے [illegible] ہونے کی وجہ سے [illegible] کی [illegible] صحیح

[illegible] جواب دیا کہ [illegible] اگر [illegible] ہوا [illegible] جواب [illegible] فرمانا

میں کہ اس حدیث سے بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے [illegible] شفقت [illegible] کی طرف اشارہ کرنا

16 مقصود ہے عن عائشۃ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے نفس کیلئے کبھی انتقام ۱۸

نہیں لیا بلکہ جب حرمات اللہ کی بے حرمتی ہوئی تو انتقام لیا ہے یہ استدلال ہوا کہ عقبہ بن ابی معیط اور

ابن خطل [illegible] آپ کی ہجو کرتے تھے آپ نے ان کو قتل کرا دیا تھا اسکا جواب دیا کہ ان دونوں کی ہجو

انتہاک حرمت اللہ کو پہنچ گئی تھی اسوجہ سے آپ نے انتقام لیا ۔ بعض نے کہا کہ حدیث کے اندر

19 انتقام بنفسہ کی جو نفی ہے اس سے انتقام مالی مراد ہے الفصل الثانی عن انس اس حدیث ۲۶

پاک کے اندر آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی تین قسم کے اندر ایک جملہ وارد ہوا کہ یجیب دعوۃ المملوک الخ اس کی شراح

محققین مطالب بیان فرماتے (۱) اگر کسی کی حاجت ہوتی تو آپ اسکو پورا فرماتے تھے (۲) اگر کوئی مملوک آپ کی

دعوت کرتا تو آپ اسکو قبول فرما لیتے تھے اب یہ کہ مملوک کا مال تو مولیٰ کا مال ہے آپ اسکی دعوت کیسے قبول فرماتے

اسکا جواب دیا کہ مملوک ماذون کے اعتبار سے فرمایا گیا [illegible] ہے [illegible] فرار دیا

کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اختیار اور حق تھا دوسرے کے مال میں تصرف کر سکتا (۳) دعوت سے اذان

مراد ہے کہ آپ اذان کا جواب دیتے تھے یعنی البعد [illegible] روایت یوم خیبر علی حمار الخ اس پر تعرض فرماتے ہیں کہ

بخاری شریف کی روایت سے [illegible] ہوتا ہے کہ آپ فرس پر سوار تھے خیبر کے دن اور اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ ۵۲۰/۱

22 حمار پر تھے دونوں کو [illegible] کو [illegible] یہ کہ تعدد پر محمول کیا جائے عن عائشۃ یفلی ثوبہ اس پر

اعتراض ہوا کہ آپ تو نہایت پاک صاف تھے پھر جوں آپکے کپڑے میں کیسے پڑ جاتی تھی اسکا جواب دیا گیا کہ

۵۲۰/۶ کہ رہے تھے کہ ہم [illegible] جو صحابی تھیں عن انس ولم یر مقدما رکبتیہ الخ یعنی آپ [illegible] 5824

۱۵ بیٹھتے کہ جا [illegible] اور متکبر لوگوں کی طرح آگے کو ہو کر نہیں بیٹھتے تھے عن عبد اللہ بن سلام [illegible] 30

کہ آپ اکثر آسمان کی طرف سر اٹھاتے تھے اور ایک روایت کے اندر الخ [illegible] اکثر آپ سر نیچے رکھتے

تھے جواب دیا کہ دونوں کے اندر تعارض نہیں کیونکہ آپ آسمان کی طرف بسوقت [illegible] آنکھیں اٹھاتے تھے جب

۱۷ وحی کا انتظار ہوتا ورنہ آپ ہمیشہ نیچے نظر رکھتے تھے صلی اللہ علیہ وسلم الخ 31

الفصل الثالث

عن محمد بن سعید [illegible] ابراہیم ابن الخ ایک روایت کے اندر [illegible] ہے لو عاش لکان صدیقا نبیا ابن ماجہ [illegible] وغیرہ نے اس کی تضعیف فرمائی ہے اور [illegible] کہا کہ [illegible] حدیث کا [illegible] آپ نے حافظ ابن حجر [illegible] فرماتے ہیں کہ [illegible] نہیں کیونکہ [illegible] قضیہ شرطیہ کے طور پر [illegible] فرمایا

۵۲۱/۱۰ نیز [illegible] فرمایا کہ مطلب یہ ہے کہ ان کے اندر [illegible] نبوت کی استعداد تھی عن عائشة جالسة [illegible] 35

اس حدیث سے حضرت اسرافیل مراد ہیں اور واقعہ یوں ہے [illegible] ایک دفعہ حضرت جبرئیل علیہ السلام آپ کے پاس [illegible] فرمایا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] ایک [illegible] آسمان کی [illegible] اور [illegible] آواز [illegible] حضرت جبرئیل علیہ السلام سے پوچھا [illegible] فرمایا کون ہے [illegible] حضرت جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا کہ [illegible] ایک فرشتہ [illegible] ہیں اور [illegible] نبیا عبدا [illegible] اس کو اختیار فرماویں چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اختیار فرمایا۔

۵۲۱/۱۶

باب المبعث وبدء الوحی

(الفصل الاول)

اس باب کے اندر [illegible] ابتداء وحی کو ذکر کیا جائے گا [illegible] اور [illegible] بدء الوحی [illegible] بدء کو بدو واو سے [illegible] اور ہمزہ [illegible] دونوں طرح پڑھا جاتا ہے [illegible] کے اندر دونوں احتمال ہیں بخاری کے ایک نسخہ کے اندر بدو الوحی ہے [illegible] ابتداء الوحی [illegible] حافظ [illegible] فرماتے ہیں کہ [illegible] لفظ وحی [illegible] کلام خفی کو کہتے ہیں اور اصطلاح کے اندر ہو الکلام المنزل علی الرسول من اللہ تعالی [illegible] نے وحی کی نو قسمیں بیان فرمائی ہیں (۱) وحی منام یعنی خواب کے اندر کوئی دیکھے (۲) مثل صلصلة الجرس جیسے گھنٹی کی آواز ہوتی ہے اس قسم کی ایک آواز ہوتی ہے (۳) القاء فی القلب (۴) ان یتمثل لہ الملک رجلا (۵) اپنی اصلی شکل کے اندر حضرت جبرئیل علیہ السلام تشریف لائیں (۶) حضرت اسرافیل علیہ السلام کے ذریعہ ہو (۷) بلا واسطہ اللہ تعالی کلام فرماویں (۸) ایک وہ شکل ہے جو لیلۃ المعراج کے اندر پیش آئی تھی (۹) [illegible] کلام ہو اور [illegible] سات کے اندر [illegible] اگرچہ [illegible] محققین نے فرمایا کہ [illegible] بلا واسطہ [illegible] منام والی یہ تین قسمیں اصل ہیں باقی سب فروع ہیں۔ حضرت شیخ الحدیث [illegible] فرماتے [illegible] القاء فی القلب [illegible] بلا واسطہ یہ چار اصل ہیں۔

5837 عن ابن عباس اس حدیث پاک کے اندر آپ کے صورت ہونے کی طرح ایسی حالت ذکر فرمائی گئی ہے اور اس روایت کے ۵۲۱/۱۶

اندر تثنیتا الیہ سبیل ہے ۔ بعض علماء نے اس روایت کو علی اثبات قرار دیا اور بعض نے ان دونوں کو جمع کرتے ہوئے جواب

5841 دیا کہ آپ کی سنت ہدایت السبیل کے اندر اور وصالت آپ کو تثنیتا الیہ سبیل کے اندر ملی ۔ عن عائشة ۲۳

الرؤیا الصادقة فی النوم الخ سب سے اول [illegible] کو دیا تو نبیذ کے اندر بھی ہوتا ہے پھر النوم کی قید کی

کیا ضرورت ؟ اس کا جواب ۱ دیا کہ زیادتی تاکید کے لئے یہ قید لگائی گئی ۔ جواب ۲ رویا کا اطلاق کبھی

بیداری پر بھی ہوتا ہے فیتحنث فیہ وھو التعبد الخ تحنث کے معنی حدیث پاک کے اندر تعبد ذکر کئے گئے

ہیں اس لئے ہیں اس کے معنی تحنث کے ہی ہیں ۔ وھو التعبد یہ تفسیر بعض علماء کے قول کی بناء پر امام زہری

کی طرف سے ہے ۔ حافظ فرماتے ہیں کہ ممکن ہے کہ حضرت عائشہ کی جانب سے ہو اور اگر ہو ۔ اس روایت

سے معلوم ہوا کہ آپ عبادت غار میں بھی فرماتے تھے اب رہی یہ بات کہ اس عبادت کے اندر اختلاف ہے کہ وہ کون سی عبا

دات کے اندر ہوتی تھی بعض نے بیان کیا کہ وہ صرف تفکر الی القوم ہوتا تھا ۔ اور بعض نے کہا کہ ذکر خلوت اور

اب یہاں سے ایک مسئلہ کے اندر اختلاف ہے کہ بعثت سے قبل صلی اللہ علیہ وسلم کسی شریعت کے پابند تھے یا نہیں ؟

جمہور کے نزدیک آپ کسی شریعت کے پابند نہیں ۔ اور بعض کے نزدیک پابند تھے اب پھر اس کے اندر

مختلف قول ہیں کہ کس کی شریعت کے پابند تھے (۱) حضرت آدم کی شریعت کے پابند تھے (۲) حضرت نوح

(۳) حضرت ابراھیم (۴) حضرت موسیٰ (۵) حضرت عیسیٰ (۶) مطلقاً انبیاء کی شریعت کے پابند تھے

(۷) توقف ہے ۔ یہ تمام تفصیل قبل الوحی زمانے کے اندر ہے اور بعد الوحی کے اندر بھی دو قول ہیں

جو لوگ کہتے ہیں کہ وحی آنے کے بعد [illegible] شروع ہو گیا لیکن پھر بھی اور دوسروں کی شریعت کے بھی پابند تھے

ان کا مستدل فبھداھم اقتدہ ہے ۔ اور جو لوگ کہتے ہیں کہ پابند نہیں تھے ان کی طرف سے اس مستدل

کا جواب یہ ہے کہ یہاں اقتداء سے مراد یہ ہے کہ اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل ہو تو دوسرے نبی کی تفصیل اور اقتداء کریں

فقال ما انا بقاری الخ ۔ ما بعض لوگوں کے قول کی بناء پر استفہامیہ ہے اور بعض کے نزدیک نافیہ ہے اب اشکال

یہ ہوا کہ فرشتے نے آپ کو اقراء کہا تو خطاب امر کا ہے اور یہ خطاب اسی وقت ہوتا ہے جبکہ وہ مامور

اس پر قادر بھی ہو اور آپ تو علم ہی نہیں رکھتے تھے اس کا جواب ان لوگوں کی طرف سے جو تکلیف ما لا یطاق کے قائل ہیں

یہ ہے کہ اقرا کے یہاں اوجد القراءة کے معنی ہیں ۔ حتی بلغ منی الجھد ۔ جھد پر نصب اور رفع دونوں جائز ہے

اگر اس پر رفع پڑھا جائے تو اس کے اندر دو احتمال ہیں اور یہ فاعل ہو جاتا بلغ کا ۔ اور اگر نصب پڑھیں تو بلغ

کا فاعل فرشتہ ہو گا اب اس صورت میں مطلب ہو گا کہ فرشتہ نے اپنی قوت بھر [illegible] فرشتہ اگر اپنی قوت کی

پوری خرچ کر دیتا تو وہ ھلاک ہی ہو جاتے ۔ اس کا جواب علماء نے یہ دیا کہ وہ جب بشر کی صورت کے اندر آتا ہے تو اس کے

اندر اپنی قوت نہیں رہتی فغطنی الثانیة الخ اس حدیث پاک کے اندر تین مرتبہ غط کا ذکر ہے کہ حضرت جبرئیل نے دبایا اور

یہ تین مرتبہ غط فرمایا اس کی صورت [illegible] الثلاث کیا کہ [illegible] تاب میں جو صوفیاء

کرام کے یہاں مشہور ہیں [illegible]

[illegible]

کہ جب تک چہرہ کے سامنے رکھتا اپنی صورت اس میں نظر آتی رہتی اور جب وہ آئینہ سامنے سے ہٹا دیا گیا تو صورت کا نظر آنا بھی ختم ہو گیا اسی وجہ سے یہ تشبیہ بہت ضعیف ہے کہ اس تشبیہ کا وجود ہی ختم ہو گیا اصلاح تو رہتا ہے دوسری تشبیہ القندیل ہے جیسا مشہور ہے مثال ایک چراغ کی طرح ہے کہ اس میں تیل اور بتی ڈال کر آگ ذکر جلتی کی ذریعہ ہو گا اسی تیل ڈالتا رہے اور ایسا اس چراغ کو شیخ کا چراغ ہے جلاتے ہیں یہ تشبیہ اول سے اقوی ہے کہ تیل ڈالتا رہے گا تو جلتا رہے گا تیسرا تشبیہ اعلی ہے جس کی مثال دریا کی سی ہے جس میں ایک بڑا نالا ہی کہ ہر طرف سے اس کے اندر پانی آتا رہے گا اور چھوٹی سی نہر سے ختم ہو جائے گی البتہ اگر کوئی بڑا اعتراض ہو آ جائے تو وہ پانی رک جائے گا اور استفادہ ختم ہو جائے گا چوتھی تشبیہ انگارہ ہے جو سب سے اقوی ہے کہ جب اوپر کا پانی ختم ہو جائے تو جو نیچے کی جانب ہے وہ اوپر سے ہی ابلتا رہے گا اوپر ظاہر ہوتا ہے اب صوفیاء کرام فرماتے ہیں کہ اس حدیث سے چاروں تشبیہیں ثابت ہوتی ہیں جبرئیل علیہ السلام کی ملاقات سے تشبیہ انعکاسی اور باقی تین تشبیہات سے باقی تین تشبیہیں ثابت ہوتی ہیں۔ یہ کہ آپ کو حرارت کا حاصل ہونا سو کہ فرمایا ہے اس کا جواب ہے کہ چونکہ یہ مقام حرارت ہے تو اصطلاح قرات بیان کر دیا گئے اقرأ اس سے شروع کر دیا دوسرا جواب علامہ عینی دیتے ہیں کہ اصل عبارت ایسی ہے اقرأ باسم ربک الخ فرجع بها ترجف بوادره الکلمات ای بوادرہ القوت۔ لقد خشیت علی نفسی الخ علماء میں اس بات کے اندر اختلاف ہے کہ آپ کو خوف خشیت کس چیز ہوا ہے اس میں چند قول ہیں (۱) آپ جنون اور کہانت سے ڈرے کہ کہیں یہ تو پیدا نہیں ہوا۔ علامہ ابن العربی نے اس وجہ کو رد کر دیا (۲) علامہ ابوبکر اسماعیلی فرماتے ہیں کہ آپ کو وقتی طور پر علم الغیب کا حصول ہو جانے کی وجہ سے یہ کیفیت پیدا ہوئی (۳) آپ کو مرض کا خوف ہوا (۴) اس بات کا خوف ہوا کہ میں اعباء رسالت کو کہیں برداشت کرنے سے عاجز ہو جاؤں (۵) میں کہیں دائمی طور پر مغلوب ہو جاؤں (۶) اس بات کا ڈر ہوا کہ فرشتہ کی طرف نہ دیکھ سکوں اور عاجز ہو جاؤں (۷) میں اپنی قوم کی اذیت پر صبر نہ کر سکوں (۸) قتل کا خوف ہوا۔ (۹) وطن سے نکس اور بے جا ہو جاؤں (۱۰) تکذیب قوم کا خوف ہوا (۱۱) لوگ تعییر اور تشنیع کریں۔ ان وجوہ میں حافظ ابن حجر نے موت کو علامہ ابن ابی جمرہ نے مرض کو اور حضرت گنگوہی نے عجز عن احمال النبوۃ کو راجح قرار دیا ورقہ بن نوفل ہذا الناموس الذی انزل الخ اور یہ حضرت عیسی کو مانتے تھے لیکن انہوں نے حضرت موسی علیہ السلام کا ذکر کیا حضرت عیسی علیہ السلام کا ذکر نہیں فرمایا اس کے اندر چند وجوہ ہیں (۱) حضرت عیسی علیہ السلام کے اندر لوگوں کو اختلاف ہے اور حضرت موسی علیہ السلام کے اندر لوگوں کو اختلاف نہیں (۲) حضرت موسی علیہ السلام پر تورات نازل ہوئی اور اس کے اندر احکام تھے اور حضرت عیسی پر جو انجیل نازل ہوئی تھی اس کے اندر مواعظ تھے تو انہوں نے موسی علیہ السلام کا نام لیکر اشارہ کر دیا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی انہی کی طرح نبی مرسل ہیں اور آپ پر بھی انہی کی طرح احکام نازل ہوں گے (۳) ایک روایت کے اندر حضرت عیسی کا نام ہے وہ اس وقت کا تھا جب ورقہ ابن نوفل اس حدیث کے بعد مسلمان ہوا کہ یہ مر گئے تھے اور ابن اسحاق کی روایت کے اندر ہے کہ حضرت بلال کو اس نے دیکھا ہے اور ان پر گرم پتھر رکھا ہے اب دونوں حدیثوں کے اندر تعارض ہو گیا اب اس کو رفع کرنے کے لئے جواب تو یہ ہے کہ یہ روایت صحیح کی ہے اور یہی صحیح ہے اور دوسرا یہ ہے کہ راوی کو اختصار آدمیان کا واقعہ ذکر کیا

۶۴۳

۵۲۲ / ۱۹ وفتر الوحی الخ یعنی جبرائیل امین کے بعد وحی منقطع ہوگئی اس لیے کہ منقطع ہونا ہوگئی تھی اصل ... تاکہ حضور 5841
اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طبیعت مشقتوں کو برداشت کرنے لگے اور دوسری وجہ یہ تھی کہ آپ کا اشتیاق بڑھ
جائے اور فترۃ کی مدت بعض نے تین سال بیان کی ہے۔ ۵۲۲ قولہ کیف یاتیک الوحی الخ علامہ سیوطی علامہ 5844
سندی ۔ حافظ ابن حجر اور امام بخاری نے ... کیفیت وحی کی کیفیت ۔ یا حامل وحی کی کیفیت یا دونوں
کی کیفیت کے متعلق سوال کا احتمال ہے ۔ علامہ سندی فرماتے ہیں کہ اول حدیث کا تقاضہ تو یہ ہے کہ سوال
وحی کی کیفیت کے متعلق ہو اور آخر حدیث کا تقاضا کیفیت حامل وحی کا سوال ہے اور اس کے مقتضی
کے مطابق میں وحی کی کیفیت کا سوال ہی آگیا۔ یاتینی مثل صلصلۃ الجرس۔ ماقبل کے اندر صلصلۃ الجرس
ایک وحی کی قسم قرار دی گئی ہے لیکن اس کی تفسیر بیان نہیں کی گئی تھی اب اس کی تفسیر کے متعلق کچھ تفصیل ہے
بعض نے اس کی تفسیر چھنچھناہٹ کی سی آواز کی ہے اور بعض نے کہا کہ حدیث مشارک کو بجنے میں جو گھنٹی کی سی آواز ہو
وہ کان میں جانے کے بعد پیدا ہوتی ہے اب یہ کہ اس کا مصداق کیا ہے بعض نے کہا کہ اس سے فرشتے کی آواز اور
بعض نے کہا کہ فرشتے کے پروں کی آواز اس سے مراد ہے اور بعض لوگوں نے کہا کہ اس سے وہ کیفیت مراد ہے
جو انسان کو حاصل ہوتی ہے اور غیر مدرک ہوتی ہے جیسے کان بند کرنے سے ایک آواز محسوس ہوتی ہے
حضرت نے اس کیفیت کو اختیار فرمایا کیونکہ مقصد اور تشبیہ کے اندر مناسبت کا ہونا ضروری ہے۔ ہاں یہ تو
حضرت جبرئیل علیہ السلام اور مشبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جو ایک بشر اور انسان ہیں۔ اب انسان کیسے آواز
صحیح وہ ملک ہے نہ مناسبت پیدا کرنے کے لئے ملک ہے۔ یا ملک کو چاہیے کہ وہ انسان بنے۔ اور وحی
کی اس قسم کے اندر حضور کو حضرت جبرئیل کی طرف مائل ہونا پڑتا ہے اور انسان کا ملکیت کی طرف مائل ہونا اشد ہے
اس لئے کہ ملک انسان کی صورت میں آتا ہے اس لئے اس کیفیت کو اشد قرار دیا گیا۔ اب یہ کہ ملک کے
انسان کی شکل میں آنے کی کیا صورت ہے بعض علماء فرماتے ہیں کہ اس کے اعضاء زائل ہو جاتے ہیں اور
بعض کہتے ہیں کہ اعضاء سمٹ جاتا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ اس کی مثال روئی کی طرح ہے کہ دیکھنے میں وہ
خوب زیادہ معلوم ہوتا ہے لیکن جب اس کو کسی چیز سے دبا دیا جاتا ہے تو ذرا سی ہو جاتی ہے۔ حافظ
فرماتے ہیں کہ وہ رہتے اپنی تمام اعضاء کے اندر ہوتا ہے لیکن انسان کو چھوٹا سا نظر آتا ہے۔

عہ قولہ ینہی عبداً اذا صلی الخ علامہ عینی اور ... نے استفہام کا مصداق ہیں ابوجہل ۔ عقبہ بن ابی معیط دونوں قول نقل ۵۳۲
کئے ہیں اور حافظ نے عقبہ بن ابی معیط کو متعین طور پر لکھا ہے ۔ اور حدیث سے معلوم ہوا کہ الحفر ...
اس حدیث ناپاک کے سامنے رکھتے ہوئے کیا نماز پڑھ لی حالانکہ وہ ناپاک تھی اس کا جواب دیا گیا کہ
کی ابتداء اسلام کی تھی اور وہ پہلی ہوئی تھی ۔ اب یہ کہ وہ تو نجس تھی اور وہ ناپاک ہے اس کا
جواب دیا گیا کہ یہ احکام اس وقت تک نازل نہیں ہوئے تھے ۔ بعض نے جواب دیا کہ آپ کو استغراق نماز کی وجہ سے
آپ کو علم نہیں ہوا ۔ اب یہ کہ جب بعد میں آپ کو معلوم ہوا تو آپ نے اعادہ کیوں نہیں فرمایا اس کا جواب دیا
کہ یہ واقعہ نوافل کا ہے جو کہ اعادہ ضروری نہیں ہے ۔ محی السنۃ نے جواب دیا کہ طہارت کے حکم سے قبل کا واقعہ ہے
فوالذی نفسی بیدہ لقد رأیتہم صرعی یوم بدر الخ یہاں اشکال ہوتا کہ رأیتہم کی ضمیر سب کی طرف راجع کرنا صحیح نہیں کیونکہ عقبہ

عہ عن عبد الرزاق صفحہ ۲۰

584 ابن ابی معیط اور عمارہ بن الولید دونوں بدر کے اندر قتل کیے ہوئے تھے امیہ بن خلف کو کنویں کے اندر نہیں ڈالا گیا

اسکا جواب دیا کہ اکثر کے اعتبار سے فرمادیا گیا [illegible] القلیب [illegible] الخ [illegible] بدر [illegible] تھا ۵۲۳/۲۵

51 اور ممکن ہے کہ [illegible] الفصل الثالث عن یحیی بن ابی کثیر اول ما انزل من القرآن الخ [illegible]

مختلف اقوال نقل کیے ہیں کہ اولاً [illegible] نازل کیا ہے (۱) حضرت جابر رضی اللہ تعالی عنہ کے نزدیک سورہ مدثر ہے

(۲) حضرت عائشہ، ابن عباس [illegible] کا قول ہے کہ سورہ علق (اقرأ باسم ربک) ہے یہ اکثر ائمہ کا قول ہے

ابن حجر، ابن کثیر نے اسکو راجح قرار دیا ہے بعض علماء نے ان دونوں میں تطبیق دی کہ [illegible] اختیار فرمایا

اولیت [illegible] اقرأ کو [illegible] ہے اور سورہ مدثر کے اندر اولیت اضافیہ ہے یعنی فترۃ وحی کے بعد سب سے پہلے

جو نازل ہوئی (۳) اول ما نزل سورہ فاتحہ ہے علامہ نووی نے اسکو باطل قرار دیا (۴) اول ما نزل

سورہ مزمل ہے (۵) سورہ [illegible] ہے ۵۲۴/۵

52 باب علامات النبوۃ (الفصل الاول)

علامات علامۃ کی جمع ہے بمعنی [illegible] النبی کو کہتے ہیں اور نبوۃ [illegible] ہے جو کہ نبی کی [illegible] مہموز ہے اور

اگر نبأ سے اسکو مشتق قرار دیا جائے تو [illegible] خبر دینے [illegible] ہیں کیونکہ نبی بھی خبر دیتا ہے ۵۲۴ عن النبی

ھذا حظ الشیطان منک الخ [illegible] یا تو وہ شیطانی [illegible] ہے جو [illegible] ممکن ہے کہ تعلق شیطانی مراد ہو

54 عن النبی ان اہل مکۃ سألوا الخ اس حدیث پاک کے اندر شق قمر کا ذکر ہے ایک مرتبہ ہوا احادیث متواترہ ۱۰

ثابت ہے اور بعض نے دو مرتبہ بیان کیا کہ شق قمر ہوا [illegible] واقعہ ہوا [illegible] اسکو صحیح قرار

دیا اور بعض نے کہا کہ اسکا مطلب یہ ہے کہ [illegible] تو آپ نے [illegible] فرمایا کہ انظروا الی [illegible]

[illegible] یہ سحر [illegible] فرمایا اسکا جواب یہ ہے کہ اہل مکہ آپ کو ساحر سمجھتے تھے اور سحر کا اثر ۵۲۵/۵

59 عالم [illegible] کے اندر نہیں ہوتا [illegible] ان کفار نے یہ معجزہ طلب کیا تھا ۵۲۵ عن النبی [illegible]

کا نام [illegible] ہے [illegible] واقع ہوا [illegible] نام [illegible]

ہے [illegible] کا مطلب ہے کہ وہ لوگ [illegible] بعض کے نزدیک [illegible] کا استغناء مراد ہے

اول مطلب راجح ہے [illegible] کہ حضرت [illegible] دوبارہ [illegible] کی درخواست [illegible] کی [illegible] اول مرتبہ میں دعا فرمادی تھی

اسکا جواب دیا کہ اول مرتبہ [illegible] بالیقین نہیں تھا [illegible] طلب کرنے گئے [illegible] درخواست کی تھی [illegible]

[illegible] ان کی [illegible] خلافت کا زمانہ مراد ہے [illegible]

اور حضرت [illegible] حضرت عثمان رضی اللہ عنہ [illegible] جہاد کی [illegible] یہ بھی تقسیم ۲۹ کا واقعہ ہے ۵۲۶/۲۲

باب فی المعراج (الفصل الاول)

معراج بکسر المیم [illegible] معنی سیڑھی [illegible] ہے معراج [illegible] العروج [illegible] ہے اسکی [illegible] کے زمانے کے اندر اختلاف

ہے بعض کے نزدیک قبل البعثت واقع ہوا لیکن علماء کرام نے اسکو رد کر دیا [illegible] ہے کہ بعد البعثت واقع ہوا

اب یہ کہ کب واقع ہوا اس میں اقوال مختلف ہیں (۱) امام نووی نے [illegible] ہجرت سے ایک سال

پہلے واقع ہوا (۲) ہجرت سے آٹھ ماہ قبل (۳) چھ ماہ قبل (۴) گیارہ ماہ قبل (۵) ایک سال تین ماہ قبل

۵۲۶

(۳) اس حدیث کے اندر اسریٰ کی تشریح فرمائی اور یہ کلام ایسے موقع پر ارشاد ہوتا ہے جہاں اجسام کو دخل ہو جو لوگ کہتے ہیں کہ بیت المقدس تک آپ کو یقظۃ اور پھر مناماً ہوئی ان کا استدلال قرآن پاک کی آیت سے ہے کہ اسریٰ کے اندر صرف مسجد اقصیٰ تک کا تذکرہ ہے اس کا جواب دیا کہ قرآن پاک کے اندر خطاب تو قریش کو ہے اور ان لوگوں کے دیکھنے اور ان کی تحقیق بیت المقدس تک ہے ~~[illegible]~~ ان کو نیز آپ نے وہاں کی علامات سے متعلق سوال کیا کہ مسجد اقصیٰ کے اندر کتنے طاق ہیں وغیرہ وغیرہ وہ بھی ان کو حاصل ہو اس لئے یہیں تک ذکر فرمایا۔ جو لوگ کہتے ہیں کہ دو مرتبہ معراج ہوئی وہ کہتے ہیں کہ روایات مختلف ہیں بعض سے منام اور بعض سے یقظۃ ثابت ہوتی ہے تو دونوں کے اندر جمع کرنا یہ کیا ہو گیا کہ ایک مرتبہ یقظۃ اور ایک مرتبہ مناماً ہوئی اور پہلے مناماً ہوئی تاکہ پہلے سے انسیت ہو جائے اور بعض لوگوں نے تین اور چار کا قول کیا وہ بھی احادیث سے استدلال کرتے ہیں کہ کسی میں دو اور کسی میں تین ۔ چار کا ذکر ہے۔ صوفیائے کرام کے نزدیک ۳۴ مرتبہ معراج ہوئی ایک مرتبہ یقظۃ اور باقی مرتبہ مناماً۔ شیخ عزالدین ابن عبد السلام کہتے ہیں کہ آپ کو متعدد مرتبہ معراج ہوئی یقظۃ مناماً۔ مکہ۔ مدینہ میں وغیرہ وغیرہ۔ اب ایک دو سوالات ہیں جن کا جواب ہو رہا ہے۔ پہلا تو سوال یہ ہوگا کہ معراج رات کو کیوں کی گئی ہے اس کا جواب (۱) یہ ہے کہ یہ محبت کی بات تھی جس میں (پردہ) رات میں ہوتی ہے جواب (۲) اگر دن میں ہوتی تو پھر یہ ایمان بالغیب نہ رہتا۔ دوسرا سوال یہ ہے کہ آپ کو پہلے بیت المقدس کیوں لے گئے سیدھے مکہ سے آسمانوں کی طرف کیوں نہیں لے گئے اس کا جواب (۱) یہ ہے کہ آسمان کا دروازہ بیت المقدس کی محاذات میں ہے تو سیدھا یہیں نہ لے جایا گیا۔ جواب (۲) وہاں پہنچ کر اشارہ فرمایا آپ کو ارض مقدس کی طرف جواب (۳) بیت المقدس میں آپ کے پہلے دوسرے انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کا وطن ہے جواب (۴) تمام انبیاء کرام چونکہ وہاں موجود تھے تو ان کی ملاقات کے لئے وہاں لے گئے۔ ۵۲۶ / ۲۵

قتادہ (۱) انا فی الحطیم اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ حجر کو حطیم کہنا جائز ہے ابن عباس کی ایک روایت امام بخاری نے نقل کی کہ حطیم مت کہو دونوں کے اندر تعارض ہو گیا اس کا جواب دیا کہ یہ حدیث بیان جواز کیلئے ہے دوسری بات یہ ہے کہ ایک روایت کے اندر ہے کہ میں حطیم میں ام ہانی کے گھر میں تھا اور ایک روایت کے اندر ہے کہ شعب ابی طالب میں تھا ان احادیث کے اندر جمع علماء نے ایسے کیا کہ آپ پہلے گھر میں تھے پھر شعب ابی طالب میں اور پھر آپ مسجد میں آئے تو انا فی الحطیم فرمایا۔ دوسری بات اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ آپ کا شق صدر کرایا گیا۔ معراج کی طرح یہیں بھی علماء کا اختلاف ہے۔ قاضی عیاض۔ ابن حزم ظاہری نے شق صدر کی لیلۃ المعراج کا انکار کیا اور کہا کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حلیمہ سعدیہ کے یہاں تھے تب ہوا اور معراج کے اندر نہیں ہوا۔ اکثرین کے نزدیک دو مرتبہ شق صدر ہوا ایک مرتبہ بچپن کے اندر حلیمہ کے یہاں اور ایک مرتبہ معراج میں۔ بعض کے نزدیک تین مرتبہ اور بعض کے نزدیک چار مرتبہ ہوا۔ ایک مرتبہ تو حلیمہ کے یہاں اور دوسری مرتبہ جب کہ آپ کی عمر دس سال کی تھی تیسری مرتبہ وحی نازل ہونے کے وقت اور

5862

(۶) ایک سال پانچ ماہ قبل (۷) ہجرۃ سے تین سال قبل۔ دوسرا اختلاف اس بات کے اندر ہے کہ معراج نوم میں ہوئی یا حالت یقظہ میں۔ اس میں بھی اقوال کئی ہیں۔ حضرت عائشہؓ۔ حضرت معاویہؓ حسن بصریؒ کے نزدیک ایک مرتبہ منام میں ہوئی ہے۔ حافظ ابن قیم۔ ابن کثیر نے حضرت عائشہ کی روایت کا محمل یہ قرار دیا کہ روحانی اسرا ہے۔ محققین کے نزدیک حالت یقظہ کے اندر مع الروح والجسد آپ کو معراج ہوئی۔ مکہ سے لیکر بیت المقدس تک یقظۃً اور اسکے بعد اسرار قلبی و منامی ہوئی ہے۔ عرش اعظم تک حالت یقظہ کے اندر اور پھر روحانی ہوئی۔ علامہ جامی کے کلام سے یہی معلوم ہوتا ہے۔ تیسرا اختلاف اس بات کے اندر ہے کہ معراج کتنی مرتبہ ہوئی۔ ابن العربی۔ علامہ سہیلی۔ مہلب وغیرہ کے نزدیک دو مرتبہ معراج ہوئی۔ علامہ ابو الشامہ کا مختار یہ ہے کہ حضورؐ کو تین مرتبہ معراج ہوئی ایک بیت المقدس تک اور پھر واپس تشریف لے آئے دوسری مرتبہ مکہ سے براہ راست آسمان تک اور تیسری مرتبہ بیت المقدس اور پھر وہاں سے آسمان تک۔ بعض علماء کی رائے ہیکہ چار مرتبہ معراج ہوئی۔ جو لوگ کہتے ہیں کہ معراج منامی ہوئی حالت یقظہ کی حالت کے اندر نہیں ہوئی ان کا استدلال آیۂ کریمہ وما جعلنا الرؤیا التی اریناک الخ سے ہے کہ رویا کا اطلاق معراج پر کیا گیا ہے اور رویا خواب پر بولا جاتا ہے رویت بصری پر اس کا اطلاق نہیں ہوا کرتا۔ لیکن یہ استدلال ان کا صحیح نہیں دو وجہ سے اول یہ کہ رویا کا اطلاق رویت بصری پر بھی ہوتا ہے دوسرے اس وجہ سے کہ جیسے خواب تھوڑی دیر کا ہوتا ہے ایسی ہی معراج کو رویا سے تعبیر کر کے اشارہ فرما دیا کہ یہ بہت ہی قلیل اور مختصر زمانہ کے اندر ہوگی۔ دوسرا استدلال ان لوگوں کا حدیث پاک سے ہے جو شریک کی روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ میں سو رہا تھا اور یہ واقعہ پیش آیا اس کا جواب دیا کہ اس کا مطلب تو یہ ہو سکتا ہے کہ جب یہ واقعہ پیش آیا تو بیدار کر دیئے گئے ہوں گے اور اس حدیث سے یہ تو سمجھ میں نہیں آتا کہ اس واقعہ کے پیش آنے کے وقت میں بھی حالت نوم میں تھے لیکن چونکہ حدیث کے آخر میں ہے کہ فاستیقظت الخ لہذا یہ جواب صحیح نہیں ٹھہرا۔ جواب وہ ہوگا جو دوسرے علماء نے دیا کہ شریک کو وہم ہوگیا یہ آخر کا جملہ اس حدیث کا ٹکڑا نہیں ہے۔ نیز بعض مرتبہ محض لیٹنے کے بعد اٹھنے پر بھی استیقاظ کا اطلاق ہوجاتا ہے۔ یہ حدیث پاک کا ایک جواب ہوا۔

جواب ۲ اس حدیث کا یہ ہے کہ آپ معراج کے بعد آکر سو گئے اور پھر آپ نے اس کا ذکر فرمایا کہ فاستیقظت الخ

جواب ۳ آپ حالت استغراق کے اندر تھے اس کے بعد آپ کو افاقہ ہوا تو اسکو آپ نے فاستیقظت سے تعبیر کر دیا

اب یہ کہ معراج منامی و روحانی کے اندر کیا فرق ہے۔ علماء نے بیان فرمایا کہ منامی کے اندر تو تخییل ہوتی ہے اور معراج روحانی کے اندر روح کو کشف ہوتا ہے تخییل نہیں ہوتی۔ یہ استدلال اور جواب تھا اس فرقہ کا جو کہتے ہیں کہ معراج منامی و روحانی تھی۔ لیکن محققین کا مذہب ہے کہ حالت یقظہ کے اندر معراج ہوئی ان کا طریق استدلال بھی چند طرح ہے (۱) سبحان الذی اسری بعبدہ لیلاً الخ (۲) آپ کو براق پر سوار کرایا گیا اور یہ اجسام کے خواص میں سے ہے (۳) اگر خواب کا قصہ ہوتا اور معراج روحانی ہوتی تو پھر کفار کے استعجاب کا کیا مطلب خواب کے اندر تو محالات کی بھی رویت ہوتی ہے جیسے کوئی خواب میں دیکھے کہ اس کے گھر میں سورج اتر آیا ہو وغیرہ

5862 یعنی ہر شب معراج کے اندر شق صدر ہوا۔ بعض نے پانچ مرتبہ کے شق صدر کا قول کیا۔ حافظ نے اسکو رد کر دیا ہے کہ آپ کا چار مرتبہ شق صدر کیوں کیا گیا۔ علماء نے بیان فرمایا کہ پہلی مرتبہ شق صدر اسلئے فرمایا کہ لہو و لعب وغیرہ سے دل صاف ہو جائے اور دس سال کی وقت شق صدر ہوا کیونکہ وہ جوانی کے قریب اور شہوات کا وقت تھا اور وحی کے وقت شق صدر ہوا تاکہ آپ القاء وحی کو برداشت کر سکیں اور چوتھی دفعہ شق صدر اسلئے ہوا تاکہ عالم ملکوت کے مناظر کی استعداد پیدا ہو جائے اسکے بعد آگے شق صدر معنوی غیر حسی ہوا جس کا ذکر الم نشرح لک صدرک الخ کے اندر ہے اور یہ اسلئے ہوا کہ آپ میں علوم و حکمت وغیرہ کی استعداد پیدا ہو جائے۔ قوله ثم اتیت بطست من ذهب الخ اس پر یہ اشکال ہوا کہ ذهب کا استعمال تو مردوں کیلئے جائز نہیں لہذا یہ کیوں استعمال کیا گیا؟ اسکا جواب ۱ یہ ہے کہ یہ واقعہ پہلے کا ہے اور تحریم ذهب مدینہ کے اندر ہوئی۔ جواب ۲ ذهب کا استعمال کرنے والے یہاں حضرت جبرئیل علیہ السلام ہیں اور وہ مکلف نہیں۔ جواب ۳ چونکہ یہ واقعہ عالم ملکوت کے اندر ہوا اور یہ احکام دنیا کے متعلق ہیں اور ذهب و حکمت چونکہ گلتا سڑتا نہیں تو اسکی اشارہ کر دیا کہ جو چیز آپکے پاس ہے وہ دائمی ہیگی اور نیز وہ دھاتوں کے اندر بہترین دھات ہے۔ ماء زمزم اسکی علماء نے استدلال کیا کہ ماء زمزم افضل ہے ماء کوثر سے۔ علامہ سیوطی فرماتے ہیں کہ ماء زمزم علی الاطلاق افضل نہیں کیونکہ زمزم فانی ہے اور ماء کوثر باقی ہے لیکن اس کی افضلیت کو باقی ہونا نہ ہونا میں کوئی دخل نہیں ہے۔

قوله بالبراق الخ اسکی وجہ تسمیہ کے اندر چند قول ہیں (۱) بمعنی سفید کا برق (۲) برق و بجلی کی طرح چمکدار ہے (۳) برق سے ماخوذ ہے یقال شاة برقاء چتلی بکری کو کہتے ہیں تو اس کا سفیدی کے اندر بھی سیاہی ملی ہوئی تھی۔ اب یہ کہ حضور کے خصائص میں سے ہے براق کی سواری یا اور تمام انبیاء بھی اس پر سوار ہوتے تھے اسکے دونوں قول ہیں۔ ایسے ہی اس میں بھی دو قول ہیں کہ شق صدر صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ہوا یا اور دوسرے انبیاء کرام علیہم السلام کو بھی ہوا۔ اس حدیث سے استدلال کیا کہ یہ وہ معراج ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مکہ سے سیدھا آسمان کی طرف ہوئی۔ لیکن دوسرے لوگوں نے جواب دیا کہ یہاں راوی نے اختصار کیا ہے۔ وقد ارسل الیه الخ اسکا مطلب ۱ یہ ہے کہ کیا آپکے پاس رسالت بھیجی گئی ہے لیکن یہ مطلب صحیح نہیں ہے۔ مطلب ۲ کیا معراج کیلئے ان کے پاس بھیجا گیا ہے۔ فسلمت علیه الخ یعنی حضور نے حضرت آدم کو سلام کیا۔ اس پر اشکال ہوا کہ حضور تو حضرت آدم سے افضل ہیں اور قاعدہ ہے کہ چھوٹا بڑے کو سلام کرے لہذا حضرت آدم کو سلام کرنا چاہئے تھا۔ اسکا جواب ۱ یہ ہے کہ اگرچہ آپ افضل ہیں لیکن نسباً آدم علیہ السلام بڑے ہیں کیونکہ وہ جد امجد ہیں۔ جواب ۲ حضور صلی اللہ علیہ وسلم آنے والے تھے اور وہ لوگ مستقل صاحب خانہ تھے اور قاعدہ ہے کہ آنے والا سلام کرے صاحب خانہ کو۔ دوسرا اشکال ہوا کہ انبیاء کرام سے آسمانوں پر آپ نے کیسے ملاقات کی جبکہ ان کے اجسام ان کی قبروں میں زمین پر ہیں۔ جواب ۱ چونکہ ان کی ارواح آسمانوں پر تھیں تو آپکے تشریف لیجانے پر ان کے اجسام میں ان کی ارواح کو لوٹا دیا گیا۔ جواب ۲ ان لقائهم

5862 ان کے اجسام و ارواح کو دوبارہ ملا لیا گیا تو جیسے قرآن پڑھا جاتا ہے ان آیتوں کو پہلے پہل [illegible] سے میں نے ان کو جمع کر لیا ۵۲۶

مرحبا بالابن الصالح الخ حضرت آدم علیہ السلام نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے الابن والنبی کو چھوڑ کر دوسرے لفظ وصف صالح اختیار کیا کیونکہ علماء کہتے ہیں [illegible] جامع ہے یعنی وہ شخص جو حقوق العباد و حقوق اللہ کو ادا کرے تو اس میں [illegible] اس وصف کی طرف اشارہ فرمایا۔ تنبیہ: [illegible] الانبیاء کا یہ ان مشہور ہے کہ حضرت ادریس علیہ السلام داخل ہیں حضور کے اجداد میں۔ لیکن اس حدیث سے معلوم ہوا وہ داخل نہیں ہیں کیونکہ انہوں نے ابن کے لفظ کے بجائے اخ کا لفظ استعمال کیا۔ فلما جاوزت بکی الخ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا رونا کسی حسد کی وجہ سے نہیں تھا بلکہ اپنی امت کے قلیل ہونے پر تھا۔ ایک بات اس حدیث میں معلوم ہوئی کہ موسیٰ علیہ السلام چھٹے آسمان پر ہیں اور ابراہیم علیہ السلام ساتویں آسمان پر ہیں اور لیکن شریک بن ابی نمر کی روایت میں اس کا عکس وارد ہوا ہے کہ [illegible] جواب۱: یہ حدیث صحیح کی ہے جواب۲: اس حدیث کے اندر آخر کا ذکر ہے اور حضرت شریک کی روایت کا محمل یہ ہے کہ اولاً موسیٰ علیہ السلام اوپر تھے ثم رجعت [illegible] اس روایت کے اندر تین برتنوں کا ذکر ہے ایک خمر دوسرا لبن تیسرا عسل کا بعض روایت کے اندر دو کا ذکر اور بعض کے اندر چار کا ذکر ہے چوتھا برتن پانی کا تھا اور ان مختلف روایات کا جواب یہ ہے کہ یہ روایات حفظ و نسیان پر مبنی ہیں اس روایت میں جو ہے یہ برتن [illegible] اور دوسری یہ کہ ایک روایت کے اندر ہے کہ بیت المقدس میں بھی کچھ برتن پیش کئے گئے ان دونوں کے اندر جمع یہ ہے کہ دونوں جگہ پیش کئے گئے ہوں گے [illegible] آپ نے لبن کو اختیار فرمایا تو یہ کیوں کہا گیا کہ ھی الفطرۃ [illegible]

جواب: یہ ہے کہ اس سے اشارہ فرمایا اس بات کی طرف کہ جیسے دودھ انسان کی غذا ابتداء اور بعد میں [illegible] ایسے ہی فطرت [illegible] آپ کی امت ابتداء اور بعد [illegible] حضرت موسیٰ [illegible] ضعف کی طرف سے تو اندازہ ہے [illegible] فرمایا [illegible] اس حدیث کے اندر تو دس دس کا نزول کا ذکر ہے [illegible] اور بعض روایت کے اندر پانچ پانچ [illegible] کا ذکر ہے۔ محققین کرام کہتے ہیں کہ یہ پانچ والی روایت صحیح ہے اور [illegible] دس والی روایت کا جواب یہ ہے کہ اس میں راوی نے اختصار کیا [illegible] کہ اللہ تعالیٰ نے پانچ نمازیں فرض فرمائیں [illegible] ہے کہ اپنے احسان کی [illegible] کا اظہار فرمایا جواب۲: اگر [illegible] تو پھر پانچ [illegible] جواب۳ [illegible] جواب۴ [illegible]

۵۲۶۵ ۵۲۸ ۱۰

63 **عن ثابت البنانی** قد اعطی شطر الحسن الخ [illegible] مراد ہے تو پھر دو صورتیں ہیں یا تو جنس حسن مراد ہے یا حسن زمانہ مراد ہے اگر اس زمانہ والوں کا حسن مراد ہے تو پھر کوئی اشکال نہیں اور اگر پہلی صورت کے اندر اشکال ہے کہ حضور سے افضل ہونا لازم آئیگا [illegible] جواب۱: [illegible] حسن کا اندر ایک ملاحت ہوتی ہے اور ایک صباحت ہوتی ہے [illegible] فرق ہوگا جواب۲: [illegible] اللہ تعالیٰ نے جب حسن کو تقسیم کیا تو [illegible] حضور کے حسن کا حصہ [illegible] حضرت یوسف کا [illegible] جواب۳: شطر الحسن میں حسن سے حسن آدم مراد ہے [illegible]

5863 دیا گیا جواب ۲ یہ ہے کہ یہاں حضور کا حسن مراد ہے کہ اس کا نصف عطا کیا گیا اور اگر مطلق حسن مراد ہے تو ۵۲۹ / ۱

64 پھر کوئی اشکال نہیں عن ابن شہاب ۵۲۹ قولہ فی سقف بیتی الخ اس سقف کے کھولنے کی وجہ یہ ہے کہ دینے میں اشارہ فرما دیا کہ آج خرق عادت امور پیش آئیں گے اور ایسے ہی اقرار وغیرہ بار بار اس بات کی طرف کہ آج اوپر کی سیر کرائی جائیگی قلت لجبرئیل من ھذا الخ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سوال فرمایا اور ایک حدیث جو پہلے گذر چکی اس سے معلوم ہوا کہ حضرت جبرئیل نے پہلے ہی بتلا دیا لہذا جب پہلے ہی بتلا دیا تو سوال کا کیا مطلب ہے اس کا جواب ۱ یہ ہے کہ پہلی حدیث اثبت اور صحیح ہے اور جواب ۲ یہ ہے کہ یہاں ھذا سے حضرت آدم علیہ السلام کی طرف اشارہ نہیں بلکہ ھذہ الاسودۃ الخ کی طرف اشارہ ہے۔ اس پر کہ ایک حدیث سے معلوم ہوا کہ کافر سجین کے اندر ہونگے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضرت آدم علیہ السلام کے پاس ہونگے اس کا جواب ۱ یہ ہے کہ کبھی کبھی ان پر پیشی ہوتی ہے تو یہ وقت ان لوگوں کا حضرت ابراہیم پر پیشی کا ہوگا جواب ۲ ایک جانب جنت ہوگی اور ایک جانب جہنم ہوگی ان کی طرف ابراہیم علیہ السلام دیکھتے ہونگے جواب ۳ یہاں وہ اسودہ مراد ہیں جن کی ارواح اجساد کے اندر داخل نہیں ہوئیں اور سجین کے اندر وہ لوگ ہونگے جن کی ارواح اجساد کی طرف لوٹ چکی ہیں ۵۲۹ عن عبد اللہ الخ واعطی خواتیم سورۃ البقرۃ اس پر اشکال ہوا کہ معراج تو مکہ کے اندر ہوئی اور سورۃ بقرۃ مدینہ میں نازل ہوئی لہذا اس کے خواتیم کیسے ملے اس کا جواب یہ ہے کہ وحی ایک مرتبہ نازل ہوگی تھی پھر دوسری مرتبہ مدینہ میں نازل ہوئی

۵۳۰ / ۶

باب فی المعجزات

(الفصل الاول)

معجزہ عجز سے ماخوذ ہے پانچ اشیاء ہیں معجزہ۔ ارہاص۔ کرامت۔ استدراج۔ سحر۔ معجزہ کی تعریف سنئے الامر الخارق للعادۃ المقرون بدعوۃ الرسالۃ لشرط التحدی مع الامن عن المعارضۃ یعنی وہ امر جو عادت کے خلاف ہو اور رسالت کے دعوی کے ساتھ مقرون ہو اور اس کو یقین ہو کہ میرے جیسا فعل نہیں کر سکیگا اب تعریف کے فوائد قیود سنئے: خارق للعادۃ کی قید سے تجرباتی اشیاء وغیرہ کو نکال دیا۔ المقرون بدعوۃ الرسالۃ سے کرامت نکل گئی اور ارہاص نکل گیا یعنی وہ کرامات جو دعوی نبوۃ سے پہلے نبی سے صادر ہو اور تحدی کی قید سے سحر بھی نکل گیا کیونکہ تحدی کا مطلب یہ ہیں وہ کامیاب نہیں ہوگا کیونکہ سحر سے قلب ماہیت نہیں ہوتا اور ایک جماعت کے نزدیک قلب ماہیت ہوتی ہے لیکن چونکہ تحدی نہیں اس اعتبار سے اس جماعت کے نزدیک فرق ہو جائیگا۔ تحدی کے معنی ہیں کہ دعوی کرے کہ اگر میرے جیسا کرکے لاؤ تو ایمان لاؤ ورنہ ضروری ہے ابو ہاشم الشعرانی نے اعتراض کیا کہ قرآن کے علاوہ تحدی کی شرط نہیں ایسے ہی بہت سے معجزات بغیر تحدی کے ہوئے ہیں اس کا جواب علماء نے دیا کہ تحدی ہر وقت ضروری نہیں ہے مع الامن عن المعارضۃ اس سے بھی سحر نکل گیا

69 عن البراء فاخذ شاۃ فحلبت الخ اعتراض ہوا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ نے بغیر اجازت کے اس کی بکری کا دودھ کیسے دوھا اس کا جواب ۱ یہ ہے کہ اہل عرب کے یہاں عادۃ جائز ہے جواب ۲ دار الحرب کا مال جائز ہے اسلئے استعمال فرمایا جواب ۳ وہ بکری حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ کے دوست کی تھی ۵۳۵ / ۶

5869 عن سعد بن ابی وقاص ص ۵۳۱/۲ اس حدیث کا ابتدائی حصہ جنگ احد میں حضور کے دائیں بائیں حضرت جبرئیل میکائیل علیہم السلام ۵۳۲/۱۲

78 سخت قسم کا قتال فرما رہے تھے جس سے استدلال ہوا کہ یہ دونوں [illegible] ہوتے ہیں کہ اکرم [illegible] لہذا حضور کیسے تھے

ملائکہ آتے ہیں کیا فائدہ ہوا اسکا جواب یہ ہے کہ تاکہ یہ جہاد حضور کے نامہ اعمال میں لکھا جائے ص ۵۳۲/۱۲ عن ابی قتادۃ

اس حدیث کے متعلق حافظ ابن عبد البر فرماتے ہیں کہ اس حدیث کو [illegible] متواترہ میں امام احمد فرماتے ہیں کہ

رکھا تیس لوگوں سے مروی ہے اور حضرت علی کے اندر [illegible] ہے اور علماء نے خوب کلام کیا اور اس کی تمام روایات بخاری کی

کے علاوہ ہیں اور بعض میں تقتلک الفئۃ الباغیۃ یہ حضرت علی کے لشکر میں تھے اس لئے لوگوں نے استدلال کیا کہ

حضرت علی حق پر ہیں لیکن حضرت معاویہ نے اس باغیہ کا جواب دیا کہ اس سے مراد الطالبۃ اور عثمان سے

دوسری توجیہ حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ کی کہ ان کو ہم نے قتل نہیں کیا بلکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ

نے قتل کیا کیونکہ انہوں نے ان کو بھیجا تھا حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو جب یہ بات پہنچی تو انہوں نے

فرمایا کہ پھر حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو حضور نے (نعوذ باللہ) قتل کیا کیونکہ وہ بھی لڑنے گئے تھے یہ سنکر حضرت

84 امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ خاموش ہو گئے ص ۵۳۳/۲۷ عن عوف اس حدیث پاک کے ابتدائی حصہ میں حضور نے چھ معجزہ ۲۷

کا ذکر کیا ہے کہ ان میں [illegible] تو آپ کے [illegible] بیان کیا کہ [illegible]

نہ بیان کیا کہ حضور نے معجزہ اس حدیث کے ابتدائی حصہ [illegible] جنگ [illegible] تھا یہ [illegible]

89 [illegible] کی طرف اشارہ فرما دیا کہ اسباب کو اختیار کرنا چاہئے یہ ۵۳۳/۲

توکل کے منافی نہیں ص ۵۳۴/۲ عن ابی اسحاق [illegible] آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] ہوگا اور اس

[illegible] حضرت [illegible] سوال کیا [illegible] جواب دینا چاہئے تھا اسکا جواب

93 [illegible] کی طرف اشارہ فرمایا [illegible] حضور [illegible] تو حقیقۃ [illegible] ۱۹

ہی نہیں گیا ص ۵۳۵ عن عائشۃ [illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] اس حدیث پاک [illegible] فرمایا کہ حضور

[illegible] لیکن اس [illegible] کیونکہ [illegible] دونوں [illegible]

[illegible] روایات [illegible] میں [illegible]

[illegible] میں [illegible] روایات میں [illegible] فرمایا [illegible]

94 زیادہ [illegible] ص ۵۳۵/۲۵ عن ابی سعید [illegible] ۲۵

[illegible] حضرت [illegible] رضی اللہ عنہ کو قتل [illegible] فرمایا کہ [illegible]

[illegible] حدیث کے ابتدائی حصہ [illegible] اور کہتے [illegible] اگر پاؤں تو قتل کرونگا

[illegible] بغاوت کے سبب [illegible]

5900 [illegible] فرمایا اور آخر میں [illegible] ص ۵۳۶ عن جابر [illegible] النبی صلی اللہ علیہ ۵۳۶/۳۰

[illegible] اختلاف ہے [illegible]

کہ یہ غزوہ [illegible] ہے [illegible] غزوہ بنو المصطلق [illegible]

اور [illegible] فرماتے ہیں [illegible] المنافقین [illegible] سے مراد [illegible] ہے [illegible]

۱۷۱

5900 ص ۵۳۶ عن انس اس حدیث کے شروع سے معلوم ہوتا ہے کہ دونوں کو حضور کے پاس بھیجا گیا کیونکہ ام سلیم کے متعلق ارشاد ہے ۵۳۶

فرمایا گیا فانطلقت الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فوجدته الخ اور آگے چلکر فقال لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

ارسلک ابو طلحۃ قلت نعم الخ سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور کو بلانے بھیجا گیا تھا۔ اسکا جواب[1] دیا گیا ہے کہ دونوں

بھیجی تھی لیکن آپ مجمع دیکھا تو کھانا دینے کے بجائے یہ سمجھے کہ کھانا لیکر کثیر لوگ کہاں سیر ہو جائیں گے

تشریف لے آئیں۔ دوسرا جواب[2] دیا کہ ام سلیم نے حضرت انس سے فرمایا تھا کہ اگر حضور تنہا ہوں تو کھانا دیدینا

اور اگر تنہا نہ ہوں بلکہ مجمع ہو تو خود واپس چلے آنا تو وہ واپس آرہے تھے حضور نے سمجھا کہ بلانے آیا تھا لوگوں

کو لیکر تشریف لے آئے۔ اب یہ دونوں کی اجازت کے بغیر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کو لیکر ان کے مکان پر کیوں

لیکر تشریف لے آئے؟ جواب[1] چونکہ وہ سب کیلئے یقیناً کافی نہیں تھی لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم

کی برکت سے وہ تمام کو کافی ہو گئی گویا حضور کی اپنی جانب سے ان لوگوں کو دعوت ہوئی پھر یہاں کی

طرف سے بھی تھی اور ان کی ملکیت تھا۔ جواب[2] بعض لوگوں نے کہا کہ دونوں میاں بیوی آنحضرت علیہ السلام کو ہبہ

کر ڈالی تھیں لہذا وہ آپ کی ملکیت تھی۔ اس پر اشکال کیا کہ حضور کی ملکیت کیسے ہو سکتی ہے جبکہ

10 ۵۳۸/۱ وہ قبضہ میں نہ آئی تھی اور بغیر قبضہ کے ہبہ صحیح نہیں۔ اس کا جواب دیا کہ عرف بالعقد تھا۔ ص ۵۳۹/۱ عن

11 عبد اللہ بن مسعود قال کنا نعد الآیات برکۃ الخ اس جملے کے مطالب علماء نے کئی بیان فرمائے ہیں (۱) ہمارے نزدیک

وہ تمام آیات جو حضور کے زمانے میں ظاہر ہوئیں وہ برکت کا باعث تھیں اور تمہارے لئے تخویف کی تھیں۔

(۲) ہم تو اللہ تعالیٰ کی آیات کو شمار کرتے تھے احسان سمجھتے ہوئے اور تم لوگ ان کو تخویف کے طور پر ذکر

کرتے ہو (۳) ہم لوگ آیات بشارت و عذاب پر خوش ہوتے ہیں اور تم ان کو خوف سمجھتے ہو اور

یہ وجہ کا سبب تھے اور ہمارا ان آیات پر خوش ہونا اور ان کو احسان شمار کرنے کا سبب ہے کنا مع

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی سفر الخ اس کی تعیین بعض کے نزدیک غزوہ حنین اور بعض کے نزدیک غزوہ حدیبیہ ہے

ص ۵۳۹ عن ابی قتادۃ فتوضأ منہا وضوءً دون وضوء الخ اسکا ایک مطلب یہ ہے کہ آپ نے خفیف سا وضو فرمایا

دوسرا مطلب ہے کہ آپ نے مٹی سے استنجاء فرمایا پانی سے نہیں کیا اسکو امام نووی نے غلط قرار دیا اور اول

13 ۳۶ کو صحیح قرار دیا۔ ص ۵۳۹/۲۶ عن انس حتی اکلوا کلہم الخ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا کا ولیمہ حلوے

سے ہوا تھا اور اس کی تعیین ایک حدیث گذر گئی کہ آپ کا ولیمہ خبز و لحم سے ہوا تھا اب دونوں میں تعارض

ہو گیا۔ اسکا جواب[1] قاضی عیاض مالکی نے یہ دیا کہ یہ حلوے والی حدیث صحیح نہیں بلکہ راوی کو کچھ وہم ہو گیا

جواب[2] بعض علماء نے جواب دیا کہ دراصل اس حدیث کے اندر اختصار ہے اور واقعہ یوں ہے کہ کھانا کھلا

کر دعوت فرمائی اور جب حلوہ آیا تو جو لوگ رہ گئے تھے ان کو حلوہ ہی کھلا دیا۔ جواب[3] ... فرماتے ہیں

کہ اس میں اندر کیا اشکال ہے کہ دونوں حلوے کے ساتھ کھلائی گئی ہو۔ جواب[4] ملا علی قاری فرماتے ہیں

16 ص ۵۳۹/۲۰ کہ ایک دن ولیمہ اور دوسرے دن حیس (حلوہ) کھلایا ہوگا۔ عن ابی ذر وعن عبد الرحمن لیس فیہا القرآن ۵۳۹/۲۰

اسکا ایک مطلب[1] یہ ہے کہ وہ لوگ معاملے کے اندر سختی کرتے ہیں۔ دوسرا مطلب[2] ان کے ... کا لفظ ... کا اندر

استعمال ہوتا ہے اس مطلب کو امام نووی نے بیان فرمایا ... رحمہ اللہ ... حضرت ام المومنین ...

صفحہ ۵

5918 ۵۴۰/۱ رضی اللہ عنہ سے [illegible] سے متعلق نہیں اور قوم قبط سے متعلق نہیں۔ **الفصل الثانی عن ابی موسیٰ**
اس حدیث پاک کے اندر حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے علامات نبوت [illegible] اور سے [illegible] بیان فرمایا کہ
اس وقت آپ کی عمر شریف بارہ سال کی تھی۔ علامہ ابن قیم نے نو سال بیان فرمائی فخرج الیہم الراھب الخ
ان راھب کا نام بحیرہ بتلایا گیا ہے [illegible] الخ [illegible]
خاصۃً حضرت اقدس مولانا گنگوہی کا فرمانا ہے کہ اس درخت کا جسم [illegible] تھا لیکن ان کا جو
ادراک میں [illegible] ساجد نہیں [illegible] جو لوگ آپ کے [illegible] دیکھتے [illegible] کے نزدیک
حقیقۃً سجدہ تھا [illegible] ابوطالب [illegible] ابوبکر بلالا الخ [illegible] جزری فرماتے ہیں کہ یہ حدیث [illegible]
کیونکہ حضرت بلال اس وقت موجود ہی نہیں تھا اور نیز حضرت ابوبکر حضور سے دو سال چھوٹے تھے لیکن
دو سال [illegible] اس عمر میں [illegible]۔ حافظ ذہبی نے بھی اس حدیث کو اسی جز کی وجہ سے
غلط قرار دیا ہے۔ حافظ ابن حجر فرماتے ہیں کہ اس جز کی وجہ سے پوری حدیث غلط قرار نہیں دی
جا سکتی بلکہ یہ جز مدرج ہے۔ حضرت اقدس مولانا گنگوہی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ شاید کوئی دوسرے

صفحہ ۵

20 ۵۴۰/۱۲ بلال ہوں۔ عن انس ان النبی [illegible] اس حدیث سے [illegible] براق [illegible] آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم [illegible] آپ [illegible] سوار ہوئے [illegible] فاستصعب علیہ
اس براق نے کودنا شروع کیا [illegible] اس نے کودنا کیوں شروع کیا [illegible] علامہ [illegible]
فرماتے ہیں (۱) چونکہ [illegible] سواری [illegible] اس لیے وہ [illegible]
[illegible] ایک [illegible] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے [illegible]
[illegible] (۲) [illegible] (۳) [illegible]
[illegible] (۴) چونکہ [illegible] اور [illegible]
[illegible] (۵) [illegible]

صفحہ ۵۴۱/۲۶

31 ۵۴۱/۲۶ [illegible] عن جابر [illegible] اس حدیث [illegible]
[illegible] حضرت [illegible] رضی اللہ عنہ [illegible]
کے متعلق روایات مختلف ہیں [illegible] عبد الرزاق [illegible] روایت نقل کی ہے
[illegible]
ایک روایت [illegible]
[illegible] روایات مختلف ہیں [illegible] ان روایات [illegible]
[illegible] شکل و صورت [illegible] لیکن جب
[illegible] حضرت [illegible] کا انتقال ہو گیا تو ان کی وراثت [illegible] لیا [illegible]

صفحہ ۵۴۲

42 ۵۴۲/۳ [illegible] صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] عن عاصم بن کلیب عن رجل من الانصار [illegible]
ابن [illegible] لکھتے ہیں کہ [illegible] ~~[illegible]~~ [illegible]
استقبلہ داعی امرأتہ الخ

5942 ص۲۰۳

تب یہ وارد ہوا ہے علامہ عینی بخاری کی شرح میں بھی اسی پر ہے لیکن سنن ابی داود کے اندر ایسے ہی علماء بلکہ حضرت اقدس مولانا سہارنپوری فرماتے ہیں کہ تمام نسخ ابی داود کے اندر ایسا ہی ہے علماء اور حدیث میں کتابوں کے ایسی ہی ہے اور ایک کے اندر اذا قرأتہ من قریش واقع ہوا ہے۔ اس جملے سے استدلال کیا گیا کہ حدیث کو پڑھنا جائز ہے کیونکہ اذا قرأتہ کی ضمیر حدیث کی طرف راجع ہے لیکن ہمارے حنفیہ کے نزدیک یہ مکروہ ہے کیونکہ وضوء وغیرہ تو سرور کے وقت ہوتی ہے اور سرور کا وقت نہیں اور اس حدیث کا جواب یہ ہے کہ اذا قرأتہ کی ضمیر بات ہے جیسا کہ ابھی بیان کیا گیا کہ سنن ابی داود کے کسی نسخہ میں کہ [illegible] فاستعملت لا جاریۃ الخ ان جاریۃ کا نام [illegible] ہے۔ اس حدیث سے علماء نے ایک مسئلہ یہ مستنبط فرمایا کہ اگر کسی کی کوئی چیز بلا اجازت بلا نفع حاصل کیا تو اگر وہ شئے باقی ہے تو اسکو واپس کرنا چاہئے

۵۴۴
۲۰

باب الکرامات

(الفصل الاول)

کرامۃ کی جمع کرامات ہے اور کرامۃ اس امر خارق للعادۃ کو کہتے ہیں جو کسی ایسے ولی کے ہاتھوں پر صادر ہو جو ہو جو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لایا ہو۔ جمہور کے نزدیک کرامۃ ثابت ہے معتزلہ کے نزدیک ثابت نہیں کیونکہ پھر نبی اور غیر نبی کے اندر فرق نہیں ہوگا علماء کی طرف سے جواب یہ ہے کہ نبی کا معجزہ تو اس تحدی ہوتا ہے اور نیز وہ مقرون بدعوی النبوۃ ہوتا ہے اور یہ دونوں کرامۃ کے اندر نہیں ہوتی اور تیسرا فرق یہ ہے کہ ولی کی کرامت کے ساتھ یہ قول بھی ہوتا ہے کہ ہم حضور پر ایمان لائے ہیں اور علماء استدلال کرامۃ کے ثبوت پر یہ ہے کہ حضرت مریم علیہا السلام کو بغیر خاوند کے حاملہ بنایا۔ ایسے ہی احادیث کے اندر کثیر دلائل ہیں

ص۳۰۶

۲۷ عن عبد الرحمن ابن ان اصحاب الصفۃ الخ ان کی تعداد میں بھی علماء کے چند قول ہیں (۱) حافظ ابو نعیم نے سو ذکر فرمائے (۲) ایک روایت کے اندر ستر ہیں (۳) علامہ سہروردی نے چار سو ذکر فرمائے فلیذہب بثالث الخ ای فلیذہب من یتم عندہ [illegible] بثالث الخ ھکذا اقوال النووی بعض نے اس روایت کو غلط قرار دیا ہے حتی تعشی النبی صلی اللہ علیہ وسلم الخ اس جملہ کے اندر تکرار ہے اس لیے کہ ان ابابکر تعشی عند النبی صلی اللہ علیہ وسلم اندر آگے چلکر دوبارہ یہی ہے کہ ثم رجع فلبث حتی تعشی الخ ۴۶

جواب ۱: علامہ کرمانی فرماتے ہیں کہ اول والا تعشی النبی سے مطلب یہ ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کھانا کھا لیا تھا اور دوسرے کا ذکر بیان واقعہ ہے جواب ۲: تعشی اول کا فاعل حضرت ابوبکر ہیں اور ثانی کا فاعل حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جواب ۳: اول تعشی سے مراد کھانا اور ثانی سے مراد عشاء کی نماز پڑھنا ہے جواب ۴: حافظ ابن حجر فرماتے ہیں کہ اگلا مطلب یہ ہے کہ [illegible] حضور کا [illegible] اتنا توقف کیا کہ آپ نے کھانا کھا لیا اور عشاء کی نماز پڑھ لی ۵ حافظ ابوبکر [illegible] نے اس روایت کو نقل کیا [illegible] کے بجائے ثم رکع الخ نقل کیا اس صورت میں مطلب ہوگا کہ آپ گھر آئے اور مشغول رہے [illegible] مسلم شریف کے اندر بجائے تعشی کے فنعس الخ وارد ہوا ہے اس صورت میں کوئی اشکال نہیں ہے وقرۃ عینی الخ علامہ داودی فرماتے ہیں کہ اس سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم مراد ہیں حافظ فرماتے ہیں کہ اس کے لغوی معنی مراد ہیں

5950 ص ۵۲۵ الفصل الثانی عن ابی الجوزاء فاجعلوا منہ کوی الخ جب مدینہ منورہ کے اندر قحط پڑا تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ۵۲۵/۱۹

نے مشورہ دیا کہ ایک روشن دان الخ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ اطہر میں کھولو اس کی دو وجہ [illegible] نے بیان

فرمائی (۱) آسمان جب اس قبر اطہر کو دیکھے گا تو دیکھ کر رو پڑے گا اور پھر یہ بارش ہو گی (۲) اس میں اشارہ

53 ہے حضور علیہ السلام سے دعا کی درخواست کی طرف ص ۵۲۶ الفصل الثالث عن عروۃ لا اصالح بینت [illegible] ۵۲۶/۱

تم نے بیان فرمائی اس مدینہ کا [illegible] (۲) یا یہ کہ اس کے حقیقی معنی کی طرف [illegible] ایسا اشکال ہو گا کہ بیت

[illegible] اور [illegible] سے [illegible] اور [illegible] بیت اس کو [illegible] کا جواب

جواب دیا کہ چونکہ الرؤیا [illegible] حدیث کے ذریعہ ثابت فرمایا کہ میں نے [illegible] بلکہ وہ [illegible] تو گویا [illegible]

ملک کا دعوی پایا گیا اس اعتبار سے [illegible] بن گئے فلا اشکال

باب الفصل الاول ۱۲

56 مشکوۃ کے اکثر نسخوں میں یہ باب بلا ترجمہ کے واقع ہوا ہے البتہ بعض نسخوں میں یہ باب وفاۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم

ص ۵۲۶ عن البراء حتی قرأت سبح اسم ربک الخ اس حدیث پاک سے یہ معلوم ہوا کہ سبح اسم ربک مکہ میں نازل ہوئی ۱۲

کیونکہ حضور کے مدینہ آنے سے پہلے ہی [illegible] پڑھ لیا تھا حالانکہ [illegible]

[illegible] الخ [illegible]

[illegible] جواب دیا کہ [illegible] دونوں آیتیں اس سورت [illegible] میں [illegible]

57 [illegible] کا حکم [illegible] نازل ہوا [illegible] ص ۵۲۶/۲۲ عن ابی سعید فبکی ابوبکر [illegible] ۲۲

وہ سمجھ گئے کہ اس کا مصداق حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور قرینہ یہ تھا کہ حضور [illegible]

بعض نے کہا کہ چونکہ حضور سید الاولیاء والانبیاء ہیں [illegible] دنیا کو پسند نہیں کریں گا

تو حضور [illegible] دنیا کو پسند نہیں کریں گے [illegible] کہتے ہیں کہ حضور نے فرمایا تھا

کہ ان لقیتنی [illegible] اس حدیث پاک کو حضرت ابوبکر نے سن رکھا تھا [illegible]

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ [illegible] وکان ابوبکر ہو اعلمنا الخ اعلم اسم تفضیل کا صیغہ ہے

یعنی [illegible] اور ممکن [illegible] کا صیغہ [illegible] حدیث میں مطلب ہو گا کہ

58 اپنی [illegible] کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی انتقال کی خبر دی عن عقبۃ ۲۷

ص ۵۲۶ بن عامر [illegible] حدیث [illegible]

[illegible] کا جواب دیا [illegible] حدیث [illegible]

ص ۵۲۷ عن عائشۃ توفی [illegible] یعنی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات [illegible]

[illegible] الرفیق الاعلی [illegible]

اولیاء [illegible]

63 ص ۵۲۷/۲۲ الفصل الثانی عن عائشۃ [illegible] ابن الجوزی [illegible] ۵۲۷/۲۲

[illegible]

۵۵۰/۷ 5966 صـ ۵۴۸/۶ ۵۴۸/۶

الفصل الثالث عن ابن عباس جب حضور کے وصال کا وقت قریب آیا اور پنجشنبہ کا دن تھا ہوا
تو آپ نے اپنے صحابہ کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا ھلموا اکتب لکم کتابا الخ حضرت عمر نے معروض فرمایا کہ
حضور کو سخت تکلیف اور مرض کی شدت ہے اور ہم کو یہ کتاب اللہ کافی ہے لہذا لکھوانے کی ضرورت
نہیں۔ اب یہ کہ حضور کیا لکھوانا چاہتے تھے اس کے اندر اختلاف ہے بعض کے نزدیک مسئلہ
خلافت پر تنبیہ کرنا چاہتے تھے سفیان بن عیینہ کا یہی قول ہے دوسرا قول ہے کہ نزدیک آپ چند
احکام لکھنا چاہتے تھے تاکہ بعد میں اختلاف نہ ہو۔ لیکن ان تمام کے لکھنے سے حضرت عمر نے تو منع فرمایا
اور جو بھی صحابہ کی رائے ہوئی کہ نہ لکھیں۔ اب یہاں شیعہ لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ حضرت عمر نے
لکھنے نہیں دیا کیونکہ حضور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو خلافت دینا چاہتے تھے لیکن اس کا جواب یہ ہے کہ
حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نہیں دن تک حیات رہے ہے اگر خلافت حضرت علی کو دینی ہوتی تو اس وقت
فرما دیتے۔ ہمارے حضرت شیخ الحدیث صاحب مدظلہ العالی فرماتے ہیں کہ حضرت ابوبکر کی خلافت لکھوانا
چاہتے تھے کیونکہ ابھی ۵ حدیث کے اندر حضرت عائشہ کی روایت ادعی لی ابا بکر اباک لیکن حضور نے حضرت
ابوبکر کی خلافت کیوں نہ لکھی اس کا جواب خود اس حدیث کے اندر موجود ہے۔ اب اشکال ہوگا اگر جب
حضور نے لکھنے کا حکم دیا تو حضرت عمر نے کیوں منع فرمایا اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت عمر نے یہ بات دیکھی کہ
ما فرطنا فی الکتاب من شیء الخ پس کوئی [illegible] ہوئے یہ سمجھا کہ حضور تکلیف کی وجہ سے کہہ رہے
ہیں خاص کوئی بات نہیں ہے اور یہ کہ قرآن پاک کے اندر ہر چیز کو بیان کر دیا ہے جس کو چھوڑا ہے نیز اگر
حضور ضروری امور واجب سمجھتے تو خود فرما دیتے یہ بھی ایک وجہ ہوئی (۲) نیز اگر آپ لکھ دیتے
تو یہ ضروری واجب ہو جاتا اور ترک کی وجہ سے عذاب کے مستحق ہوتے (۳) نیز اجتہاد کا دروازہ بند ہو جاتا
لیکن اس سے یہ کہ مسئلہ [illegible] (۴) حضرت عمر نے چاہا کہ حضور کو بولنے کی وجہ سے تکلیف نہ ہو
(۵) ممکن تھا کہ اگر حضور لکھ دیتے تو منافق کہتے کہ یہ انہوں نے اپنی طرف سے گھڑ لی ہے ما شانہ اھجر
اس کے معنی ہذیان بکنے کے ہیں اور حضور کی طرف اس کی نسبت صحیح نہیں ہے اس کا جواب یہ ہے کہ یہ استفہام
انکاری ہے کہ کیا بعد حضور ہذیان فرما رہے ہیں جواب ۲: یہ کلام حقیقۃً مجہول ہے لیکن کو احمد
کی حدیث نقل ہوا جواب ۳: چند ایسے مسلمان تھے جو نئے نئے تھے ان سے یہ کلام نقل ہوا۔ لیکن یہ
صحیح نہیں ہے کیونکہ [illegible] اگر ایسا ہوتا فالذی انا فیہ خیر الخ یعنی جن چیزوں کو
آخرت کے اندر میرے لئے تیار کر رکھا گیا ہے وہ افضل ہیں (۲) ترک کتابت کا عزم افضل ہے (۳)
[illegible] کتابت کا عزم افضل ہے (۴) میں اس وقت جس مراقبہ الہی و آخرت کے اندر
ہوں وہ تم لوگوں کے اس تنازع سے افضل ہے۔ واللہ اعلم۔

باب الفصل الاول ۵۵۰/۴

۶۹ عن ابی هریرة [illegible] (۱) [illegible] (۲) [illegible] (۳) [illegible] ۸
[illegible] (۵) [illegible] الی [illegible]

۲۰۶/۱۱

5979 جمہور نے اس حدیث سے استدلال کرتے ہوئے فتویٰ دیا کہ انبیاء کے مال میں توریث نہیں چلے گی۔ شیعہ لوگ توریث کے قائل ہیں اور کہتے ہیں کہ ما ترکناہ میں ما موصولہ ہے اور صدقۃ منصوب ہے۔ دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ عدم توریث آنحضور اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خصوصیت ہے یا تمام انبیاء کرام اس میں داخل ہیں۔ جمہور کے نزدیک تمام انبیاء کے لئے عام ہے۔ حسن بصری کے نزدیک عدم توریث آپ کے ساتھ خاص ہے۔

باب مناقب قریش وذکر القبائل ۵۵۰/۱۵

مناقب منقبۃ کی جمع ہے فضیلت کے معنی میں ہے۔ اس لفظ کا مطلب یہ ہے کہ ایسی جس کی وجہ سے شرف اور علو شان انسان کو حاصل ہو۔ قریش قرش کی تصغیر ہے اور قرش ایک مچھلی کو کہتے ہیں جو نہایت طاقتور ہوتی ہے اور نہایت خوفناک ہوتی ہے تو چونکہ ان کے یہاں کے رجال بھی نہایت قوت والے ہوتے تھے اسی وجہ سے ان کو قریش کہتے تھے۔ دوسری وجہ تسمیہ یہ ہے کہ تقرش سے ماخوذ ہے جس کے معنی کمانے کے اور تفرق کے ہیں اور اسی طرح اجتماع کا معنی بھی آتا ہے تو چونکہ یہ لوگ تجارتی تھے اور تفرق کے بعد مجتمع ہو گئے تھے اسلئے ان کو قریش کہتے ہیں

79 الفصل الاول عن ابی ہریرۃ ص ۵۵۰ وکافرہم تبع ١٦

83 لکافرہم الخ یعنی اقتداء یا تو اسلام کے اعتبار سے ہے یا امارت کے اعتبار سے۔ عن جابر ص ۵۵۰ الی اثنی ۲١
عشر خلیفۃ الخ شیعہ حضرات فرماتے ہیں کہ اس اثنی عشر خلیفۃ سے مراد ائمہ اثنی عشرہ مراد ہیں لیکن یہ قول ان حضرات علماء کا نہایت بوجہ غلط، فاسد، باطل ہے کیونکہ ان کے بارہ ائمہ ہونے کے بعد تو امیر نہیں رہے۔ بعض نے کہا کہ اس سے حضرت ابوبکر سے لیکر ... تک بارہ خلیفہ ہوئے وہی مراد ہیں اور بعض نے کہا کہ اس سے علی التسلسل مراد نہیں بلکہ خلفاء اربعہ، عمر بن عبدالعزیز، امام مہدی وغیرہ اس سے مراد ہیں۔ حضرت ملا علی صاحب فرماتے ہیں کہ ایک زمانہ ایسا ہے جس کے اندر بارہ خلفاء اکٹھے ہوں گے لیکن اسکو حافظ نے رد قرار دیا کیونکہ ان کے زمانے میں ... بعض نے کہا کہ اس سے امام مہدی کے بعد بارہ خلفاء ہیں۔ ابن الجوزی نے نقل کیا کہ شروع ... اسلام الخ اس کی مراد ہے لیکن اس کے اندر بارہ سے زیادہ ہو جاتے ہیں

باب مناقب الصحابۃ ۵۵۴/۸

(الفصل الاول)

صحابہ جمع ہے صحابی کی۔ جمہور کے نزدیک صحابی کی تعریف یہ ہے کہ جو وہ مومن جس نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو بحالت ایمان ملاقات کی ہو ولو ساعۃ ثم مات علی الایمان۔ بعض لوگوں نے یہ تعریف کی کہ صحابی وہ ہے جس نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو بحالت ایمان دیکھا ہو [illegible] لیکن اس تعریف سے اعمیٰ نکل جائیگا اسکا جواب یہ دیا گیا کہ یہاں رویت سے حقیقی رویت مراد نہیں بلکہ رویت ... مراد ہے۔ دوسرا اشکال یہ ہے کہ جو لوگ مرتد ہو گئے تھے وہ بھی اس تعریف میں داخل ہو جائیں گے۔ اسکا جواب یہ ہے کہ ثم مات علی الایمان کی قید جو لگائی ہے اسی لئے تعریف میں یہ قید بڑھائی ہیں گی۔ اب یہ کہ اگر کسی شخص نے بحالت اسلام آپ کی زیارت کی اور پھر نعوذ باللہ مرتد ہو گیا اور دوبارہ مسلمان ہوا لیکن حضور کو نہیں دیکھا اور مر گیا تو وہ بھی صحابی ہے یا نہیں۔ جمہور کے نزدیک

٥٥٨/١٧ اسکی ایک قسم کا جواب اور خوف محسوس ہوتا ہے ص ٥٥٨/١٧ الفصل الثالث عن انس :- وافقت ربی فی ثلاث الخ 6050

اس حدیث کے اندر تین کا ذکر ہے حافظ نے پندرہ اور علامہ سیوطی نے بیس موافقات عمر ذکر کی ہیں

اور موافقت کا مطلب یہ ہے کہ حضرت عمر نے کسی چیز کی تمنا کی تو قرآن نے وہی حکم نازل کر دیا ان موافقات

میں سے ایک مقام ابراہیم بھی ہے اب اس کے مصداق میں علماء کے قول مختلف ہیں (۱) اس سے تمام

حرم مراد ہے (۲) اس سے خاص وہ پتھر مراد ہے جس پر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کھڑے ہو کر کعبہ کو تعمیر فرمایا 55

٥٥٩/٧ (۳) کعبہ مراد ہے ص ٥٥٩/٧ عن المسور بن مخرمة :- وانا ما نری من جزعی الخ یعنی میرے اندر جو

صدمہ [illegible] معلوم ہو رہا ہے اور اگر ... دوسرا مطلب یہ بیان کیا گیا کہ معلوم نہیں میرے بعد کون خلیفہ ہوگا

٥٥٩/١٤ ص ٥٥٩ باب مناقب ابی بکر و عمر رضی اللہ عنہما (الفصل الاول)

١٥ عن ابی هریرة ١٥ :- فانی اومن به انا وابوبکر وعمر الخ ایمان لانے کا مطلب حضورؐ کے یہ ہے کہ یہ کلام شیطان کی

طرف سے نہیں بلکہ حقیقۃً بلا قوۃ کلام کر رہا ہے اور چونکہ حضرت ابوبکر وعمر وہاں موجود نہ تھے اور آپ

کو ان دونوں کے ایمان پر وثوق تھا اس لیے آپ نے ان دونوں کا نام بھی ساتھ میں لیا ہے اور بعض نے یہ

وجہ بیان کی کہ چونکہ عجیب الشان کو کسی شخص نے گائے کو بولتے ہوئے [illegible] اور معیشت صحبت کی

تو اس نے اوروں کی بنا پر اس کی زبان پر اسما نام (... من لها یوم السبع الخ) اس

سبع کو اگر بضم الباء پڑھا جائے تو یہ کہا ہے کہ ایک ایسے زمانے کے آنے کا اندر لوگ نہایت سخت

پریشان ہوں گے اور بعض نے کہا کہ زمانہ جاہلیت کے اندر ایک عید ہوا کرتی تھی جس میں لوگ کھیل

کود میں مشغول ہوتے تھے اور اپنی بکریوں وغیرہ کو چھوڑ دیا کرتے تھے ان کو درندے کھا جاتے تھے تو اس

دن کا نام یوم السبع رکھا تھا وہ اس سے مراد ہے اور بعض نے کہا کہ اگر یہ بجائے بضم الباء کے بسکون

الباء ہو تو اس سے قیامت کا دن مراد ہے لیکن اس کے متعلق ملا علی قاری نے حاشیہ مشکوٰۃ پر تحریر فرمایا کہ

٥٦٠/١ یہ موضوع [illegible] ۱۲ ص ٥٦٠/١ الفصل الثانی عن انس :- اس حدیث 59

پاک کے اندر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کے متعلق فرمایا کہ اہل جنت کے

کہول کے یہ دونوں سردار ہوں گے - کہل تیس چالیس سال یا پینتیس سے پچاس سال تک کے

عمر کے شخص کو کہتے ہیں اب اشکال ہوگا کہ جنت کے اندر تو کوئی کہول نہیں ہوگا وہاں تو

سب جوان ہی جوان ہوں گے لہذا جب کہول وہاں نہیں ہوں گے تو سردار کن لوگوں کے بنیں گے

٩ اسکا جواب دیا کہ یہ دنیا کے اعتبار سے فرمایا گیا ص ٥٦٠/٩ عن عبد اللہ بن حنطب اس حدیث شریف میں حضرت 64

ابوبکر وعمر کے متعلق فرمایا کہ ھذان السمع والبصر الخ اب یہ کیسے سمع وبصر ہیں اسکے اندر کئی قول ہیں

(۱) یعنی دین کے سمع وبصر ہیں (۲) مسلمانوں کے سمع وبصر ہیں یعنی جیسے مسلمان کو ان دونوں چیزوں کی

ضرورت ہے ایسے ہی وہ لوگ ان کے کام ان دونوں حضرات سے نکلتا ہے (۳) دین کے سمع وبصر

ہیں کہ اگر دونوں مجموعہ سمع وبصر ہیں تو کوئی اشکال نہیں لیکن اگر ان میں ایک سمع اور دوسرا بصر

ہے تو اب اشکال ہوگا کون سمع ہے اور کون بصر ہے تو بعض نے کہا حضرت عمر سمع اور بعض نے ان کا

۹۰

6019 علم میں جیسا کہ بعض امتوں کے اندر ہو چکا تھا (۲) مطلب یہ ہے کہ پچھلی امتوں کے اندر تو علم کی ضرورت ہوتی
تھی اور اب میری امت کے اندر ضرورت نہیں اور اگر بالفرض ضرورت ہوتی تو میری امت کا ملہم

36 حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں عن سعد ۵۵۶ ۔۔۔ ما لقیک الشیطان الخ اس جملہ سے مراد ۵۵۶/۲۴
یہ ہے کہ وہ عورتیں حضور کے سامنے چونکہ مزاق وغیرہ کر رہی تھیں اور حضرت عمر کے سامنے وہ رک گئیں
تو گویا حضرت عمر کے آنے پر شیطان بھاگ گیا اور نعوذ باللہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس شیطان آ رہا
تھا اس کا جواب دیا کہ حضور کا یہ ارشاد گرامی کہ ما لقیک الشیطان الخ اس خاص واقعہ سے متعلق
نہیں بلکہ محض رنگ اظہار کے طور پر حضور نے ان سے یہ فرما دیا ۔ اب یہ کہ اس جملہ کے حقیقی معنی مراد ہیں
یا کسی دوسرے مطلب کی طرف کنایہ ہے جس میں دونوں قول ہیں کہ اس کے حقیقی معنی مراد ہیں اور بعض کے نزدیک یہ

40 کنایہ ہے اس بات سے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہمیشہ راہ راست پر رہیں گے عن ابی ہریرۃ ۵۵۷ ۔۔۔ ۵۵۷/۱۵
نزعہ ضعف واللہ یغفر لہ ضعفہ الخ یعنی نزعہ ضعف سے اشارہ ہے اس بات کی طرف کہ ان کی خلافت
کے زمانے میں فتوحات بہت قلیل ہوں گی اور خود خلافت بھی ان کی بہت قلیل اور تھوڑے دن کیلئے ہوگی
اور واللہ یغفر لہ الخ کا مطلب یہ ہے کہ ان کے ضعف کو جو کہ قلت فتوحات کے اندر کوئی دخل نہیں ہے کیونکہ
حضرت طلبہ کی ۔ اور بعض نے کہا کہ یہ جملہ ~~[illegible]~~ من قبیل تحسین کلام کے جیسا کہ استغفر اللہ ہے

46 الفصل الثانی عن جابر ۵۵۷ ۔۔۔ ما طلعت الشمس علی رجل الخ شبہ ہوا کہ یہ نکرہ ہے اس کے اندر عموم کی وجہ سے ۲۶
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت صدیق اکبر بھی داخل ہوگئے حالانکہ وہ یقیناً حضرت عمر سے خیر ہیں لہٰذا اس جملہ
کا کیا مطلب اس کا جواب یہ ہے کہ حضور اکرم علیہ السلام اس کے تحت یا تو اصولاً سے داخل نہیں کہ متکلم اپنے کلام کے
عموم میں داخل نہیں ہوتا اور یا اصولاً سے کہ یہ آپ نے اپنی امت کے متعلق ارشاد فرمایا تھا ۔ اور حضرت ابوبکر

47 صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اصولاً سے نکل گئے کہ یہ جملہ حضرت عمر کے زمانہ خلافت پر محمول ہے عن عقبۃ بن عامر ۵۵۸ ۵۵۸/۲
لو کان بعدی نبی الخ اس سے بعض نادان اور ابطال فرقہ قادیانیہ نے استدلال کیا کہ نبوۃ کا دروازہ اب بھی کھلا ہوا ہے
حالانکہ یہ بات ظاہر ہے کہ یہ جملہ شرطیہ کے طور پر حضور نے فرمایا تھا جس کا نفس الامر میں واقع ہونا ضروری

48 نہیں ۔ نیز اس جملہ سے مقصود حضرت عمر کی استعداد کو بیان کرنا ہے عن بریدۃ ۵۵۹ ۔ ۳
اس حدیث پر اشکال یہ ہے کہ دف کا بجانا من عمل الشیطان ہے یا نہیں اگر عمل شیطانی نہیں تو حضرت عمر سے
یہ فرمانا کہ ان الشیطان لیخاف منک یا عمر الخ کیسے صحیح ہے اور اگر عمل شیطانی ہے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے اس کا حکم کیوں دیا اس کا جواب دیا کہ عمل شیطانی الگ شی ہے اور معصیت الگ شی ہے کیونکہ جو عمل شیطانی
کا معصیت ہونا ضروری نہیں ہے البتہ ہر معصیت کا عمل شیطانی ہونا ضروری ہے لہٰذا اگر یہ عمل شیطانی ہے تو
بھی اس کا معصیت ہونا ضروری نہیں اور جب معصیت ہونا لازم نہ ہوگا تو اب یہ مباح ہوگیا اور چونکہ اس نے
نذر مانی تھی اس لئے آپ نے اس کو اجازت دیدی ۔ اب یہ کہ وہ عورت اکابر سے نہیں ڈری اور حضرت عمر سے
ڈر گئی اس کی کیا وجہ ہے اس کا جواب یہ ہے کہ شیطان اور نفس ایک دوسرے کا ساتھی ہوتا ہے کہ
خوف شیطان ہو جاتا ہے خواہ وہ اکابر میں ہو جب کہ آنحضرت بھی آ گئے اور حضرت ابوبکر اور جب کہ حضرت عمر آئے تو

ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو بتایا ہے دونوں واقعے باوجود ایک ہونے کے متعارض نہیں ہیں 6048

۵۵۴/۲۷ عن عبد اللہ بن مسعود ۔۔ اس حدیث سے معلوم ہوا ابن قیم نے رسول کریم کا [illegible] معلوم ہوا [illegible] کیونکہ 20 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت صدیق اکبر کو بھی خلت سے نہیں نوازا ۔ اور اللہ کی محبت [illegible] کی یہ مسئلہ اختلافی ہو گیا کہ حضور [illegible] نے فرمایا الا حبیب اللہ و ابراہیم خلیل اللہ [illegible] ابراہیم علیہ السلام کی افضلیت لازم آتی ہے اس کا جواب ابن قیم نے دیا کہ پہلے آپ مقام محبت سے نوازے گئے تھے اس کے بعد آنحضرت کو بھی مقام خلت سے نوازا گیا لہذا ابراہیم و آنحضرت علیہما السلام دونوں خلیل اللہ ہیں ۔ ۵۵۵/۸ 20

ص ۵۵۵ عن عمرو بن العاص ۔۔ حضرت عبد اللہ بن عمر کی ایک روایت کے اندر [illegible] ثم عثمان ثم علی اور بعض روایات میں [illegible] کا نام نقل کیا ہے لیکن ابن الجوزی نے اس حدیث کو ضعیف قرار دیا ہے اور بعض علماء نے دونوں حدیثوں کے اندر جمع کی صورت اس طرح بیان فرمائی کہ یہ حدیث مجمل ہے اور [illegible] والی حدیث مفصل ہے ۱۴ 25

ص ۵۵۵ عن ابن عمر ۔۔ مسئلہ میں ایک خلافت کی ترتیب کا اور ایک تفضیل کا ہے جن الخلفاء کا اول مسئلہ میں کوئی اختلاف نہیں بلکہ سب کا اتفاق ہے کہ جو ترتیب خلافت کی اندر تھی کہ اول حضرت صدیق اکبر پھر حضرت فاروق اعظم اور پھر حضرت عثمان غنی اور پھر حضرت علی حیدر [illegible] یہ صحیح ہے البتہ دوسرا مسئلہ ہے جس کے اندر حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کے بعد [illegible] خلیفہ ہونے کی ترتیب متفق علیہ ہے اس کا اختلاف ہے جمہور اہل سنت کے نزدیک حضرت عثمان اور پھر حضرت علی ہیں مجدد الف ثانی نے جمہور ائمہ [illegible] یہی مذہب نقل کیا ہے [illegible] بعض علماء سے نقل کیا کہ حضرت علی پہلے ہیں ان کے بعد حضرت عثمان ہیں یہی مذہب سفیان ثوری کا ہے حافظ ابن حجر نے لکھا ہے کہ سفیان ثوری نے اپنے اس مذہب سے رجوع کر لیا تھا ۔ تیسرا مسئلہ امام مالک سے نقل کیا گیا کہ ان دونوں کے بارے میں توقف کیا ۔ قاضی عیاض مالکی نے لکھا ہے کہ امام مالک نے رجوع کر لیا تھا ۔ امام [illegible] رحمہ اللہ سے بھی توقف نقل کیا گیا ہے لیکن مجدد الف ثانی نے اس توقف کی وجہ بیان فرمائی کہ اس زمانہ کے اندر انتشار زیادہ تھا اس وجہ سے فرما دیا تھا امام احمد بن حنبل کی دو روایتیں ہیں ایک مثل جمہور اور دوسری روایت سکوت کی ہے ۔ آگے حدیث کے اندر وارد ہوا ثم نترک اصحاب النبی حافظ ابن حجر فرماتے ہیں کہ یہ سند کے اعتبار سے اگرچہ صحیح ہے لیکن معنی کے اعتبار سے غلط ہے اور اجماع کے خلاف ہے لہذا یہ حدیث صحیح نہیں ہے لیکن حافظ نے کہا کہ [illegible] حدیث صحیح ہے کیونکہ اجماع بعد میں منعقد ہوا ۔

ص ۵۵۶ عن عائشۃ ۔۔ انت عتیق اللہ من النار اس کے اندر مختلف قول ہیں کہ ان کا نام عتیق کیوں رکھا گیا (۱) حسین زیادہ تھے (۲) قدیم الاسلام تھے (۳) ان کا نسب بہت زیادہ صاف تھا ۵۵۶/۲۲

باب مناقب عمر رضی اللہ عنہ (الفصل الاول)

امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کنیت ابو حفص اور لقب فاروق ہے لانہ فارق بین الحق والباطل

ص ۵۵۶ عن ابی ہریرۃ ۔۔ محدثون یہ محدث کی جمع ہے اور اس کے معنی بعض نے ملہم کے بیان کئے اور بعض نے کہا کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ جس کی زبان پر فرشتہ بولتا ہے اور بعض نے کہا کہ وہ شخص جس کی نظریات صحیح ہوں ۔ اس حدیث پاک کا کیا مطلب ہے اس کے اندر علماء کے دو قول ہیں (۱) مطلب یہ ہے کہ ہماری امت کے اندر ہم ۲۳ 35

وہ صحابی نہیں اور شافعیہ کے نزدیک اس کی صحبت باقی ہے کیونکہ شوافع کے نزدیک ردۃ [illegible]

عمل اس وقت ہے جبکہ وہ مقترن بالموت ہو اور احناف کے نزدیک اقتران بالموت ردۃ

۵۵۳ / ۲۵ کی حالت [illegible] ہونے میں شرط نہیں عن عمران بن حصین ویظہر فیہم السمن اس کا مطلب یہ ہے کہ 6010

وہ لوگ کھانے کے اس قدر عادی ہوں گے [illegible] مشرق [illegible]

۵۵۴ / ۱۴ مطلب یہ بعض لوگ [illegible] حقیقی معنی مراد ہیں الفصل الثالث عن عمر بن الخطاب ۱۶

رسول [illegible] اختلاف [illegible] متعلق فرمایا گیا کہ وہ سب ہدایت پر ہیں [illegible]

فرمایا کہ اقتدیتم [illegible] اور [illegible] ہے اور [illegible]

۲۳ باب مناقب ابی بکر رضی اللہ عنہ (الفصل الاول) ۱۱۹

۲۴ عن ابی سعید الخدری [illegible] ابا بکر [illegible]

[illegible] ابا بکر [illegible]

صورت میں [illegible] ابوبکر [illegible] صورت [illegible]

[illegible] ابوبکر [illegible] الناس علی [illegible]

[illegible] حضرت ابابکر خلیلا [illegible] خلیل [illegible]

[illegible] اخوۃ الاسلام [illegible]

حضرت صدیق اکبر کو خلیل نہیں بنایا [illegible]

[illegible] خلیل [illegible]

[illegible] حضرت ابوبکر [illegible]

[illegible]

[illegible] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم [illegible]

[illegible] حضرت [illegible]

حضرت ابوبکر [illegible]

[illegible] روایت [illegible]

حدیث [illegible]

[illegible]

[illegible] حضرت امام [illegible]

[illegible]

[illegible] حضرت ابوبکر

[illegible]

[illegible]

6064 نزدیک حضرت ابوبکر افضل ہیں اور جن لوگوں کے نزدیک ابو افضل ہے صحیح ہے ان کے نزدیک حضرت ابوبکر افضل ہیں ۵۶۰/۳

66 صحیح قول یہی ہے کہ حضرت ابوبکر اول اور حضرت عمر صحیح ہیں عن ابی بکرۃ ص ۵۶۰/۱۳ ثم رفع المیزان کا مشاہدہ ہوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ اس میزان کے اٹھ جانے سے غمگین ہوئے اس کی تین وجہ علماء نے بیان فرمائی (۱) اس لیے میزان سے فتنہ کی طرف اشارہ ہے اس وجہ سے غمگین ہوئے (۲) آپ چاہتے تھے کہ خلافت کا سلسلہ جاری رہے منقطع نہ ہو اور اس کے منقطع ہونے کی طرف اشارہ ہو گیا اس لیے غمگین ہوئے (۳) آپ یہ چاہتے تھے کہ خلافت کے اندر خلفاء کی فضیلت ظاہر ہو گی اس کا ظہور نہ ہوا اور میزان اس فتنہ کی وجہ سے اٹھا ہو جائے گا اس لیے رنجیدہ ہوئے تھے آپ نے فرمایا خلافت نبوۃ ہوگی اللہ الملک من یشاء الخ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ خلافت کا سلسلہ حضرت عثمان تک رہے گا اور پھر ملک چلے گا حالانکہ خلافت کے اندر حضرت سفینہ کی ایک روایت اس کی کہ خلافت تیس سال تک رہے گی اور وہ تیس سال حضرت علی بلکہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں پورے ہوئے؟ اس کا جواب ہے کہ حضرت ابوبکر و عمر کے زمانہ میں تو خلافت کے اندر ملک کا شائبہ تک نہیں تھا اور حضرت عثمان کے زمانہ میں کچھ خلافت راشدہ اور ملک کا فتنہ مشکل تھا لیکن حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے زمانہ میں فتنہ کا فتنہ پھیلا اور ان کی جانب اگرچہ ملک کا غلبہ نہیں تھا ۵۶۰/۲۳

باب مناقب عثمان رضی اللہ عنہ (الفصل الاول)

69 ض ۵۶۰/۲۲ عن عائشۃ اس حدیث پاک کے اندر کشف فخذ کا ذکر ہے اور اس حدیث سے ثابت ہے کہ ران عورۃ نہیں اس کا جواب یہ دیا گیا کہ حضور کا اس بارہ روایات مختلف ہیں بعض میں فخذین ہے اور بعض میں ساقین ہے لہٰذا جس روایت کے اندر ہے کہ وہ ثابت اور صحیح ہے لیکن یہ جواب ضعیف ہے جواب ۲ یہ دیا گیا ہے امام نووی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ یہاں پر چونکہ فخذین اور ساقین کے اندر شک ہے لہٰذا یہ شک کی وجہ سے ثابت نہیں ہو گا۔ اس پر کہ ایک روایت کے اندر تو بلا شک کے ثابت ہے لہٰذا اب جواب ۳ یہ دیا جائے گا جو علامہ عینی قاری کا فرمانا ہے کہ آپ نے تہبند پہنا ہوا تھا اس پر شال ڈال لیا اور ان کے اوپر تہبند اس تہبند ہی کے کنارہ کو اٹھا لیا تھا اسی کو کشف سے تعبیر فرما دیا لیکن چونکہ عام طور سے عرفا اس شخص پر تہبند کو باندھے کا اطلاق نہیں ہوتا لہٰذا جواب ۴ مولانا علیہ الرحمۃ کی طرف سے یہ ہے کہ فخذ ران کے قریب کے حصے کو کہا لیکن بطور مجاز اس کو یعنی فخذ کے کشف سے تعبیر فرما دیا ۵۶۱/۱۹

65 الفصل الثانی عن ثمامۃ ص ۵۶۱/۱۹ فانشر بتھا من صب عالی یہ بخاری شریف کے اندر کتاب فانشر بتھا کے ضمن ہے اور ان کی جواب یہ ہے کہ یہ سنن کی حدیث ہے اور یہی صحیح ہے جواب اس کو چونکہ امیر کے خرید لیا تھا [illegible] ۵۶۳/۲

باب مناقب ہؤلاء الثلثۃ رضی اللہ عنہم اجمعین (الفصل الثانی)

۱۱ ص ۵۶۳/۱۱ عن ابن عمر اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ ہم حضور کی حیات کے زمانہ میں خلافت کی ترتیب کو ایسے ہی بیان فرماتے کہ اور مطلب ۲ یہ ہے کہ ان تینوں کو کسی پر ترجیح (رضی اللہ عنہم) کرتے تھے ۵۶۳/۱۷

باب مناقب علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ

امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی کنیت ابو الحسن اور ابو تراب ہے۔ امام [illegible] ان کا لقب [illegible]

6080 اور دوسری یہ بات ارشاد فرمائی ہے کہ ان کے مناقب اتنے ہیں کہ اور کسی صحابی کے اتنے نہیں کیونکہ ان کی محبت کا رواج

87 اکثر تھا اور لوگ چونکہ ان کی مخالفت زیادہ کرتے تھے حتی کہ بعض خوارج نے ان کی تکفیر کی تھی تو حفاظ اہل سنت نے ٥٦٣ / ١٧

ص ٥٦٣ / ١٧

علماء نے جن جن کو ان کے مناقب کو جمع کیا ہے اور اس میں تصنیف کی ہیں۔ **الفصل الاول عن سعد بن ابی وقاص**

اس حدیث پاک سے شیعہ لوگوں نے استدلال کیا ہے کہ حضرت علی حضور کے خلیفہ بلا فصل ہیں جیسے کہ حضرت موسی کے خلیفہ حضرت ہارون علیہ السلام ہوئے۔ ہماری طرف سے جواب یہ ہے کہ حضرت ہارون تو حضرت موسی کی وفات سے قبل ہی وفات پا چکے تھے وہ حضرت موسی کے خلیفہ کیسے بن سکتے ہیں اور جب تشبیہ ہی باطل ہو گئی تو استدلال کیسے صحیح ہے

ص ٥٦٣ / ١٩

88 **عن حبشی بن جنادة** اس حدیث سے شیعہ حضرات نے استدلال کیا ہے کہ حضرت علی کی [illegible] ١٩

حضرات شیخین کی فضیلت [illegible] ان کا جواب یہ ہے کہ [illegible]

یہ حضرت علی کی [illegible] حضرت علی سے بھیجا گیا کیونکہ [illegible] ان کا رواج

ص ٥٦٤ / ٧

93 تھا کہ [illegible] **الفصل الثانی عن ابن عمر** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضور نے مہاجرین کے ٥٦٤ / ٧

درمیان بھی مواخاۃ قائم کی تھی [illegible] دونوں قول ہیں بعض نے اس مواخاۃ کا انکار کیا اور بعض دوسرے علماء فرماتے ہیں کہ مواخاۃ دو مرتبہ ہوئی ہے [illegible] حافظ نے بھی اس مواخاۃ کا اقرار کیا ہے

ص ٥٦٤

96 علامہ ابن تیمیہ فرماتے ہیں کہ مواخاۃ علی کی احادیث موضوع ہیں۔ **عن علی** انا دار الحکمۃ وعلی بابها الخ اس ١٤

حدیث کے بارے میں علماء کا اختلاف ہے حافظ ابن تیمیہ اور علامہ قزوینی کے نزدیک یہ حدیث موضوع ہے علامہ سیوطی، حافظ سخاوی اور حافظ ابن حجر کے نزدیک یہ حدیث ثابت ہے حاکم بن عبد اللہ نے بھی اس حدیث کی تصحیح فرمائی ہے۔ قاضی ثناء اللہ صاحب پانی پتی اس کا مطلب [illegible] فرماتے ہیں کہ یہاں حکمت سے علم صوفیاء مراد ہے کہ آپ دار الحکمۃ ہیں اور حضرت علی اس علم صوفیاء کا باب ہیں کیونکہ علم فقہ وغیرہ حضرت علی سے مروی نہیں

ص ٥٦٤ / ١٩

98 بلکہ [illegible] سے مروی ہے۔ **عن ابی سعید** ابن الجوزی کے نزدیک یہ حدیث ثابت نہیں ہے اور علامہ ١٩

سیوطی اور دیگر حضرات محدثین کے نزدیک ثابت ہے فی هذا المسجد غیری وغیرک الخ کا مطلب یہ ہے اگرچہ مسجد نبوی کی طرف

ص ٥٦٥

6103 [illegible] حضور اکرم اور حضرت علی [illegible] **الفصل الثالث عن البراء** ٥٦٥ / ٤

من کنت مولاه فعلی مولاه الخ اس سے بھی شیعہ نے استدلال کیا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ تمام مسلمین کے اولی بالامامۃ تھے کیونکہ مولی کے معنی ہیں اولی بالامامۃ [illegible] اور اس حدیث کے اندر حضور نے ان کو مولی ہونے کو فرمایا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ لفظ مولی مشترک ہے کئی معانی کے اندر مستعمل ہوتا ہے مثلاً محب، ناصر، تابع، پڑوسی، چچازاد بھائی، حلیف، آزاد کردہ [illegible] منعم علیہ، آزاد کنندہ وغیرہ وغیرہ یہ بیس سے زیادہ معانی ہیں دلائل میں ممکن ہے کہ یہاں ان معانی میں سے کوئی مراد ہو۔ جواب ۲ یہ ہے کہ اگر یہاں ہم مولی کا معنی وہ مراد لے جو آپ بیان کرتے ہیں یعنی اولی بالامامۃ تو [illegible] اولی بالامامۃ ہوں گے۔ ابن حزم فرماتے ہیں کہ یہ حدیث طرق ثقات سے ثابت نہیں ہے لیکن یہ محل نظر ہے کیونکہ حافظ ابن تیمیہ فرماتے ہیں کہ یہ ٹکڑا متعدد طرق سے ثابت ہے البتہ اگلا جملہ اللهم وال من والاه الخ کذب ہے لیکن حافظ ذہبی نے اول جملہ کو متواتر اور ثانی جملہ کے متعلق یہ ارشاد فرمایا کہ ثانی کی اسناد بھی جید ہے حافظ نے بھی حسن قرار دیا

باب مناقب العشرة رضی اللہ عنہم (الفصل الاول)

عشرہ مبشرہ حضرات حسب ذیل ہیں: حضرت ابو بکرؓ۔ حضرت عمرؓ۔ حضرت عثمانؓ۔ حضرت علیؓ۔ حضرت سعد بن ابی وقاصؓ۔ ۵۶۵/۱۸
حضرت سعید بن زیدؓ۔ حضرت ابو عبیدہ بن الجراحؓ۔ حضرت عبد الرحمن بن عوفؓ۔ حضرت طلحہ بن عبید اللہؓ۔ حضرت زبیر بن العوامؓ
محی السنۃ نے ابو منصور بغدادی سے نقل کیا ہے کہ ہمارے اصحاب کا اجماع ہے کہ خلفاء اربعہ کے بعد اہل بدر پھر اہل احد
6110 پھر بیعۃ الرضوان والے پھر اہل عقبتین رضوان اللہ علیہم اجمعین۔ عن جابرؓ ص ۵۶۵/۲۲: حواری الزبیر (۱) حواری کو حواری ۲۲
اس لیے کہتے ہیں کہ الاحمر الثیاب ہوتے کہ ان کے صاف دھوبی ہیں (۲) ان لوگوں کے قلوب صاف تھے اس حدیث
سے معلوم ہوا کہ حضرت زبیرؓ حواری ہیں۔ محمد نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا کہ خلفاء اربعہ بھی حواری ہیں
12 حضرت حمزہ۔ حضرت جعفر۔ حضرت عثمان بن مظعون وغیرہ بھی حواری ہیں عن علیؓ ص ۵۶۵/۲۶: اس حدیث پر اشکال ہے کہ ۲۶
اس سے صرف حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کے متعلق معلوم ہوا حالانکہ حضورؐ نے بعض دوسرے صحابہ کے متعلق بھی فداک ابی وامی
فرمایا ہے۔ اس کا جواب (۱) یہ ہے کہ حضرت علیؓ چونکہ اس حدیث کو روایت کرتے ہیں ان کو حضرت سعدؓ کے علاوہ دوسروں کا
کا علم نہیں ہوگا۔ جواب (۲) یہ ہے کہ ان کا یہ قول یوم احد پر محمول ہے کہ خاص اس دن یہ کلمہ صرف حضرت سعدؓ کے متعلق
16 فرمایا عن ابی ہریرۃؓ ص ۵۶۶/۸: حضورؐ نے اس پہاڑ سے فرمایا کہ تجھ پر نبی اور صدیق اور شہید ہیں۔ اعتراض ہوتا ۵۶۶/۸
ہے ان لوگوں میں حضرت سعد بن ابی وقاصؓ بھی ہیں حالانکہ وہ شہید نہیں ہوئے۔ اس کا جواب (۱) یہ ہے کہ تغلیباً کہہ دیا وہ اکثر ہیں
جواب (۲) یہ ہے کہ ان کی وفات ایسے مرض میں ہوئی تھی جس کی بناء پر ان کو شہادت کا ثواب ملا۔ جواب (۳) شہید سے مراد
سے کہیں یا ہو شہید ولو فی الحکم۔ جواب یہ قاضی عیاض مالکی نے دیا ہے کہ حدیث میں [illegible] یہ کہ [illegible] ۵۶۷/۲۲
34 حضرت علیؓ کا نام ہے الفصل الثالث وعنہ ص ۵۶۷/۲۲: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضرت علیؓ معصوم ہیں کیونکہ
آپ نے ان کے متعلق فرمایا اللہم ادر الحق معہ اور اس کا ادر الحق بالاضافت ہونا معلوم ہوتا ہے حضرت
اقدس کے مولانا شاہ ولی اللہ صاحب فرماتے ہیں کہ حق کی دو قسمیں ہیں ایک حق دائر اور ایک حق ثابت
حق دائر وہ ہے جو تحری کے اندر واقع ہو اور وہی یہاں مراد ہے یہ مطلب نہیں کہ وہ حق ثابت ہے
اور ان کے علاوہ تمام خطا پر ہیں ۵۶۷/۲۶

باب مناقب اهل البيت

35 الفصل الاول عن سعد بن ابی وقاص ص ۵۶۷/۲۷: ایک مرتبہ نجران سے کچھ لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت ۲۷
میں آئے اور آپ سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق کچھ مناظرہ کیا جس کا اثر ان لوگوں پر کیا کہ عیسیٰ علیہ السلام
خدا ہیں کیونکہ وہ اکمہ ابرص کو شفا دیتے تھے اور بعض کہتے ہیں کیونکہ ان کا کوئی والد نہیں اور ان کے
بعض کہتے ہیں ثالث ثلثہ ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنے متعلق کلام پاک میں اکثر جگہ جمع کا صیغہ استعمال فرماتا
ہے اور جمع کا اطلاق تین پر ہوتا ہے معلوم ہوا کہ وہ تین ہیں ایک خدا دوسرے مریم علیہا السلام
سوم حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب اس قسم کی طویل گفتگو ہوئی تو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے مباہلہ
کے لیے وقت مقرر کیا لیکن وہ لوگ بعد میں صلح پر راضی ہو گئے اس کا ذکر قرآن پاک کی آیت ندع ابناءنا ۵۶۸/۲
36 وابنائکم ونساءنا ونساءکم میں ہے اسی قصے کی طرف اس حدیث پاک میں اشارہ ہے عن عائشۃؓ ص ۵۶۸
ویطہرکم تطہیرا اہل بیت کے [illegible] شیعوں نے مسئلہ [illegible] کیا کہ حضرت علیؓ بلا فاصلہ [illegible] ہیں کیونکہ حضورؐ نے

6136 کو حضرت علی کی طرف منسوب کیا ہے اس کا مطلب ہوا کہ وہ معصوم ہیں اور معصوم افضل ہوتا ہے لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ای الرجس اس کے مختلف مصداق بیان کیے گئے ہیں مصداق۔ مشتمل ہیں شرک بخل وطمع۔ ہوا۔ ابتداء ج۶ وغیرہ وغیرہ اور اھل البیت سے شیعہ کے نزدیک حضرت علی، حضرت فاطمہ، حضرت حسن وحسین رضی اللہ عنھم مراد ہیں لیکن اس کے مصداق کی تعیین میں اقوال مختلف ہیں بعض نے اس کا مصداق ازواج مطہرات رضوان اللہ علیھن اجمعین کو بتلایا ہے۔ اور تحقیقی اصل بات تو یہ ہے کہ حضرت فاطمہ وغیرہ اور ازواج مطہرات وغیرہ سب ہی اس اھل بیت کے اندر داخل ہیں لہذا اب یہ استدلال بھی لغو ہے۔ عن 37 ۵۶۸/۵

صفحہ ۵۶۸

البداء: ۔ لا تروی ابراھیم الخ ان کی عمر میں علماء کے مختلف قول ہیں (۱) اٹھارہ ماہ (۲) سولہ ماہ (۳) ستاون عشر (دس) کل عمر تقریباً کی ہی صاحبزادے کی طرف سولہ ماہ کی طرف ہے الی امر مشتاق الی الجنۃ اس کا مطلب ہوا کہ وہ انتقال کے فوراً بعد جنت کے اندر داخل ہو گئے علماء نے بیان فرمایا کہ حضرت ابراھیم علیہ السلام کی خصوصیت ہے۔ اب اشکال ہوگا کہ ایک حدیث کے اندر ہے کہ جنت کے اندر تمام بچوں کے دودھ پلانے کا انتظام جنت کے اندر ایک درخت کے ذریعہ ہوتا ہے لہذا حدیث کو دودھ پلانے والی ہو تو خصوصیت کا مقصد جواب ہے حضرت ابراھیم کی خصوصیت بیان کرنا کیسے صحیح ہوا وہاں تو سب کے لئے ہو تو وہ اس کا جواب دیا کہ خصوصیت اس اعتبار سے ہے کہ تمام بچے دودھ پلانے والا درخت ہے اور حضرت ابراھیم کے لیے ایک انسان مرضعہ ہے

صفحہ ۵۶۸

38 عن عائشۃ: ۔ ان جبرئیل کان یعارضنی القرآن الخ معارضہ کا مطلب تکرار ہے جب صحابہ آپس میں دور اور تکرار کرتے ہیں قرآن پاک کا ایسے ہی حضور سے بھی حضرت جبرئیل علیہ السلام دور کیا ہر سال آخری سال اس سال انہوں نے دو مرتبہ دور فرمایا۔ اور اس دور کرنے کی وجہ سے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو علم ہو جاتا کہ کونسی آیت منسوخ ہے اور کونسی منسوخ نہیں اور اس مرتبہ دو مرتبہ معارضہ کرنے سے حضور نے یہ سمجھ لیا کہ اب میری اجل قریب ہے۔ اسکا جواب حضرت مولانا گنگوہی نے دیا کہ جب دوسری مرتبہ اسی طرح معارضہ ہوا تو حضور نے سمجھ لیا کہ اب دین مکمل ہو گیا اور میری ضرورت باقی نہیں رہی اب یہ اشکال ہوگا کہ جب آیت کریمہ الیوم اکملت لکم دینکم نازل ہوئی اس وقت حضور نے یوں نہ سمجھا کہ اب دین کی تکمیل ہو گئی ہے میری ضرورت نہیں اسکا جواب دیا گیا کہ ممکن ہو کہ صرف معارضہ بھی اس سمجھنے کا سبب نہیں بلکہ اور دوسرے اسباب بھی ایک آیت یہ بھی ہو اذا جاء نصر اللہ وغیرہ۔ تو قسم کے متعدد اسباب جمع ہو گئے ہوں نہ یہ آیت یہ کہا ہو۔ اب دوسری بات یہ ہے کہ حضرت فاطمہ کا ایک دم ہنسنا اور ایک دم رونا ثابت ہے اس حدیث سے۔ اور جو اختلاف حدیث کے اندر مذکور ہیں ان میں ایک تو حضور کے انتقال کی خبر ہے۔ اور دوسری خبر حضرت فاطمہ کے سیدۃ النساء اھل الجنۃ ہونے کی ہے اور تیسری خبر یہ ہے کہ حضور کے انتقال کے کچھ ہی دن بعد حضرت فاطمہ بھی آپ سے جا ملیں گی اب سوال یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال کی خبر تو بالیقین رونے کا سبب اور ان کا سیدۃ النساء اھل الجنۃ ہونا یقیناً ہنسی کا سبب ہے اب رہ گئی تیسری خبر اسکے اندر پوچھنا کہ یہ ہنسی کے سبب میں داخل ہے یا رونے کا سبب ہے دونوں قسم کی روایات میں ابتداء یا علم ۶

۵۶۸/۱۶ جمع کی کہ اس کی وجہ سے عنسی بھی ہوں گی اور روئی بھی ہوں گی عن المسور بن مخرمۃ :۔ اس 6139

حدیث کا شان ورود یہ ہے کہ حضرت علی نے ایک مرتبہ ابو جہل کی لڑکی سے شادی کرنے کی خواہش کی۔

اس پر آپ کو رنج ہوا اس پر یہ فرمایا۔ علماء نے بیان فرمایا کہ حضور کی یہ خصوصیت ہے کہ آپ کی صاحبزادی

۱۸ پر کوئی دوسرا نکاح نہیں کر سکتا عن زید بن ارقم :۔ وانا تارک فیکم الثقلین الخ حضور نے قرآن 45

پاک اور اپنے اہل بیت کے متعلق ثقلین کا لفظ استعمال کیا ان دونوں کے عظیم المرتبت اور عظیم الشان

ہونے کی وجہ سے اور بعض نے کہا کہ ان پر عمل کرنا ثقیل اور دشوار ہے اہل بیت سے مراد یا تو

آپ کے گھر والے ہیں یا بزرگ علماء مراد ہیں لیکن بعض روایات کے اندر بجائے بیت کے سنتی وارد ہوا

۵۶۹/۲۱ الفصل الثانی عن جابر :۔ وعترتی اہل بیتی الخ عترۃ پر عمل کرنا یہ ہے کہ ان سے جو احادیث مروی 52

۲۴ ہیں ان پر عمل کیا جائے اور دوسرا مطلب یہ ہے کہ ان کی مراعاۃ کی جائے عن زید بن ارقم :۔ لن یتفرقا 53

یعنی وہ لوگ قرآن سے تفرق نہیں کریں گے لیکن یہ اشکال ہے کہ خود ان کے خلاف ہے بعد ایک جواب تو یہ ہے کہ

یہ ٹکڑا روایت کے اندر ضعیف ہے اور دوسرا جواب یہ ہے کہ ان تمام عترت کے اندر ایک دو ضرور ایسے ہوں گے

۵۷۰/۱۹ جو تفرق نہیں کریں گے بلکہ عامل کتاب ہوں گے عن ابی سعید :۔ اس حدیث کے اندر حضرت حسن 6163

اور حضرت حسین کے متعلق فرمایا کہ سیدا شباب اہل الجنۃ اس کا ایک مطلب یہ ہے کہ اس سے وہ لوگ مراد

ہیں جو جوانی کی حالت میں مر جائیں اور اگر تمام لوگ مراد لئے جائیں تو حضرات انبیاء کو دوسرے فضل کی وجہ

۵۷۱/۳ مستثنی ہوں گے عن بریدۃ :۔ علیہما قمیصان احمران الخ سرخ دھاری دار کرتے پہنے ہوں گے اس سے یہ نتیجہ نکلا 68

لیکن بعض علماء کے نزدیک بچوں کو بھی وہ کپڑا نہ پہنانے چاہئیں جو خود نہ پہنے لیکن مسئلہ کے اندر توسع ہے

یمشیان ویعثران کا مطلب یہ ہے کہ چونکہ دونوں بیٹے چھوٹے چھوٹے تھے اپنے کپڑوں کی وجہ سے گر رہے تھے

یا ان دونوں کے کرتے لمبے لمبے تھے اس وجہ سے گر رہے تھے۔ آپ نے فرمایا کہ صدق اللہ انما اموالکم

اور حضور نے ان کی وجہ سے خطبہ چھوڑ دیا کیونکہ مقصود حاصل ہو گیا کیونکہ حاضرین سامعین بلکہ خود

حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا دھیان ادھر ہو گیا تھا اور اموال و اولاد کے اندر فتنہ ان

ہر شخص کا اس کے اعتبار سے ہوتا ہے خدانخواستہ حضور کو فتنہ میں ان کی وجہ سے مبتلا نہیں ہوئے

۵۷۲/۶ تھے بلکہ ذرا سا بھی آپ کا اشتغال بغیر نیت کے ہو اس لئے آپ نے فرمایا کہ بالکل ہی غفلت

ہو جاتی ہے الفصل الثالث عن عقبۃ بن الحارث :۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں کہ اس حدیث سے

فرقہ غرابیہ کا رد ہو گیا وہ لوگ یہ بکواس کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ حضور کے بالکل مشابہ تھے

من الغراب بالغراب تو حقیقۃً حضرت جبرئیل علیہ السلام حضرت علی کے پاس آتے تھے لیکن بھول کر حضرت کے

پاس چلے گئے نعوذ باللہ منہ تو اس حدیث سے ان کا رد ہو گیا کیونکہ یہاں حضرت ابو بکر نے حضرت حسن کے

حضرت علی کے ساتھ مشابہ ہونے کا انکار کر دیا اور حضرت حسن حضور کے مشابہ تھے تو اس کا نتیجہ نکلا کہ

حضرت علی حضور کے مشابہ نہیں تھے تاکہ حضرت جبرئیل بجائے حضور کے حضرت علی کے پاس جاتے۔

٥٢٣ ص ۲۶ ۴

باب مناقب ازواج النبی صلی اللہ علیہ وسلم

6184 الفصل الاول عن علی ص ٥٢٣: خیر نسائها مریم الخ علامہ قرطبی فرماتے ہیں کہ ضمیر راجع ہے دنیا کی طرف اور ٥
86 حافظ کے نزدیک مریم کی طرف راجع ہے اور اس کی تفصیل گزر چکی ہے عن عائشۃ ص ٥٢٣: یہاں ایک مسئلہ ہے ٩
کہ حضرت خدیجہ افضل ہیں یا حضرت عائشہ، دوسرا مسئلہ ہے کہ حضرت فاطمہ افضل ہیں یا حضرت خدیجہ۔ ایک
جماعت کے نزدیک حضرت عائشہ افضل ہیں خدیجہ سے کیونکہ حضور کا ارشاد ہے فضل عائشۃ کفضل الثرید علی
الطعام الخ اور ثرید بہت عمدہ طعام ہے اور نیز حضرت عائشہ کے پاس حضرت جبرئیل علیہ السلام نے سلام
کہلوایا نیز حضرت عائشہ کی دیگر فضیلت دینی بھی بہت ہے۔ دوسری جماعت کے نزدیک حضرت خدیجہ افضل ہیں
عائشہ سے اور ان کا مستدل یہی حدیث ہے نیز حضرت خدیجہ کو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے بشارت دی اور
اللہ تعالی نے سلام کہلوایا ہے ایسے ہی حضرت جبرئیل علیہ السلام نے بھی سلام کہلوایا۔ سب سے پہلے اسلام میں
داخل ہوئیں اپنا تمام مال آپ پر قربان کر دیا۔ حافظ ابن تیمیہ فرماتے ہیں کہ ہر ایک کیلئے فضائل موجود
ہیں اس سے معلوم ہوا کہ ابن تیمیہ نے ان دونوں کے بارے میں توقف کیا ہے۔ حافظ ابن حجر فرماتے ہیں کہ سبقت الی الاسلام
میں حضرت خدیجہ کا کوئی ہمسر نہیں اور حضرت عائشہ کا علم میں کوئی ہمسر نہیں لہذا ہر ایک کو فضیلت حاصل ہے
پھر اس کے اندر بھی علماء کا اختلاف ہے کہ عورتوں میں سب سے افضل کون ہے بعض علماء نے سب سے افضل حضرت آسیہ
اور حضرت مریم کو قرار دیا کیونکہ ان کے نبی ہونے کا اختلاف ہے ابن حزم ظاہری فرماتے ہیں کہ چھ عورتیں نبی ہیں
ان میں حضرت آسیہ، حضرت مریم، حضرت حواء، حضرت سارہ وغیرہ ہیں جمہور علماء کا اس میں مختلف اقوال ہیں
88 عن عائشۃ ص ٥٢٣: ایک روایت کا اشکال ہے کہ وہ تصویر لائے تھے اس پر اشکال ہوا کہ تصویر بنانا تو جائز نہیں ہے ١۴
اس کا جواب ۱ یہ ہے کہ تحریم تصویر سے قبل کا واقعہ ہے جواب ۲ یہ ہے کہ عالم مثال کا قصہ ہے جہاں احکام متعلق نہیں ہیں
مکشوفۃ عن وجہک الثوب الخ اس پر بھی اشکال ہے کہ حضور کی جب شادی ہوئی نہ تھی تو ان سے منہ کو کپڑا
آپ نے کیسے اٹھایا اس کا جواب ۱ دیا کہ چونکہ یہ عالم غیب ایک تصویر تمثیلی تھی اس لئے جائز ہے جواب ۲ یہ ہے کہ اس وقت کا
مطلب یہ ہے کہ جب میں نے اس کو اپنا سمجھا اس پر دوپٹہ اٹھایا تو یقیناً یہ وہی صورت تھی جو مجھے خواب میں دکھائی دی
ان یکن ھذا الخ: آپ نے تردد کا کلمہ جو یہاں استعمال کیا اس کی وجہ یہ ہے کہ اس قسم کے کلمات تاکید و تقویت کیلئے مستعمل ہوتے ہیں ٥٢۴ / ١١

باب جامع المناقب

(الفصل الاول)

6204 عن انس ص ٥٢٥: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضور کے زمانے میں چار آدمیوں نے قرآن پاک کو جمع کیا اور جمع سے مراد ٥٢٥ / ٦
حفظ کرنا ہے تو گویا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں چار حافظ تھے۔ اس پر ابن عبد البر نے اعتراض کیا
کہ اس سے معلوم ہوا کہ صرف چار حفاظ تھے حالانکہ اس کے زیادہ تھے اس کا جواب ۱ دیا کہ مفہوم عدد معتبر نہیں جواب ۲ اس
حدیث کا اندر حصر اضافی ہے خزرج کے لوگوں میں سے چار افراد ہیں جواب ۳ یہ کہ کل قرآن کا حفظ ہوا تو ان چار کو
اس لئے ان چار کا ذکر ہے دوسرا اشکال ہوا کہ جب حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ حافظ تھے تو انہوں نے قرآن پاک
کو جمع کرتے وقت دیگر صحابہ کی تلاش کیوں کی؟ اس کا جواب یہ ہے کہ تواتر کو ثابت
06 کرنے کیلئے ایسا کیا۔ عن جابر ص ٥٢٥: یہ حدیث متشابہات کی قبیل سے ہے اہتز العرش سے بعض نے کہا کہ ١٢
عرش سے مراد ہے اور بعض روایات میں ہے اہتز لموت سعد اس لئے اہتز العرش سے مراد اہل عرش مراد

ص ۵۷۵

6209 اور افضل ہونے کی فرحت و خوشی کے ساتھ عن سعد ابن ابی وقاص :۔ اس حدیث سے حضرت عبداللہ بن مسعود کا ۵۷۵/۱۸
جنتی ہونا معلوم ہوتا ہے حالانکہ عشرہ مبشرہ میں نام نہیں ہے [illegible] جنتی ہونا دنیا ہی میں معلوم ہو گیا تھا اب اس اشکال کا جواب
یہ ہے کہ ان کا نام عشرہ مبشرہ میں [illegible] آگے یہ حدیث بیان فرمائی اور خود اپنے آپ کو تو افشا نہیں کیا
ص ۵۷۶
عن انس :۔ اس حدیث کے اندر آیت کریمہ یا ایھا الذین آمنوا لا ترفعوا اصواتکم الخ کا تذکرہ ہے اب اشکال
ہوگا کہ قرآن پاک کے اندر ان تحبط اعمالکم میں حبط عمل کو جہر اور رفع الصوت علی صوت النبی پر مرتب کیا
حالانکہ حبط عمل ردة پر ہوتا ہے اسکا جواب دیا کہ رفع صوت چونکہ سبب ہے ایذاء رسول کا اور ایذاء رسول
ص ۵۷۶
18 سبب ہوتا ہے خروج اسلام کا اسلیے اس پر حبط عمل کو مرتب فرمایا عن ابی هریرة :۔ فسلکت وادی الانصار ۵۷۶/۲۳
اسکا مطلب یہ بیان کیا گیا کہ ہجرت اگر نبوی نہ ہوتی تو میں انصار میں ہوتا لیکن چونکہ ہجرت فرض ہو گئی اور [illegible]
اسلیے میں مہاجرین میں ہو گیا بعض لوگوں نے اسکا یہ مطلب بیان کیا کہ حضور نے اس جملے سے اپنی تواضع اور انصار
کی فضیلت بیان کی کہ میں انصار سے ممتاز اس وجہ سے ہوں کہ میں نے ہجرت کی ورنہ اگر ہجرت نبوی نہ ہوتی تو ہم مساوی ہوتے
ص ۵۷۷
22 عن ابن عباس :۔ فان الناس یکثرون ویقل الانصار الخ علامہ توربشتی نے اسکا مطلب بیان کیا کہ انصار ۵۷۷/۱۰
کا مادہ وہ لوگ ہیں جو حضور کی مدد کریں اب اس پر اشکال ہوگا کہ یہ تو [illegible] صادق آتی ہے دوسری
بات کہ اس لفظ [illegible] انصار کم ہوں [illegible] دوسرا مطلب یہ بیان کیا کہ لوگ جوق در جوق اسلام کے
اندر داخل ہوں گے [illegible] انصار کم [illegible] بعض لوگوں کا [illegible]
ص ۵۷۷
25 [illegible] عن علی :۔ اضرب عنق هذا المنافق الخ اس پر اشکال ہوا کہ حضور نے [illegible] کے متعلق ١٤
صدق هذا الرجل اور حضرت عمر اس کو قتل کرنے کی اجازت مانگ رہے ہیں [illegible] اسکا جواب دیا کہ حضرت عمر پر
غیرت اسلام اور جوش زیادہ غالب تھا اسلیے فرما دیا جواب حضرت اقدس مولانا گنگوہی فرماتے ہیں کہ حضرت عمر
نے سیاست کی اجازت مانگی تھی جواب :۔ علامہ سندی فرماتے ہیں کہ حضرت عمر نے [illegible] کی وجہ سے
حضور کا کلام نہیں سنا اسلیے فرما دیا لیکن اس پر اشکال ہوگا کہ یہ صحیح نہیں کیونکہ بخاری کے اندر ہے کہ حضرت عمر
نے [illegible] اجازت طلب فرمائی اس سے معلوم ہوا کہ انہوں نے سن لیا تھا جواب علامہ سندی نے دوسری توجیہ یہ کی
حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تالیف فرمائی تو حضرت عمر کے [illegible] کا مطلب یہ ہے کہ حضور نے تالیف کا وقت
ختم [illegible] کا وقت ہے اعملوا ما شئتم فقد وجبت لکم الجنة الخ یعنی اعمال خیر میں کسی خاص عمل کی قید نہیں ہے مثلاً
ص ۵۷۸
28 [illegible] اعمال خیر [illegible] بقبول [illegible] عن جابر :۔ والقاء ۵۷۸/۵
بجماعتہ الخ اس روایت کے اندر چار سو کا ذکر ہے اور ایک روایت میں تین سو اور ایک میں پانچ سو اور ایک
روایت کے اندر [illegible] چار سو [illegible] پانچ سو والی روایت کا جواب [illegible] (۵) اور پانچ سو
[illegible] کا اعتبار [illegible] اعتبار نہیں کیا اور تین سو والی روایات کا جواب ہے
[illegible] تین سو [illegible] روایات [illegible] اختلاف [illegible]
ص ۵۷۹
45 [illegible] ذکر کر دیا الفصل الثانی عن عقبة :۔ [illegible] الناس [illegible] ۵۷۹/۱۴
[illegible] الفتح [illegible] کیونکہ وہ لوگ [illegible] ایمان [illegible] حضرت عمرو بن العاص طوعا و رغبة ایمان لائے [illegible]

6255 ۵۸۰/۸ الفصل الثالث عن علی :- ص۵۸۰ اس حدیث کے اندر جن لوگوں کے اسماء گرامی شمار کرائے گئے ہیں ان میں حضرت عثمان غنی کا
نام نامی نہیں ہے اس کی وجہ علماء نے بیان فرمائی کہ رقیب و نجیب کیلئے شجاعت کی ضرورت ہوتی ہے اور حضرت عثمان
با حیاء و حلیم تھے جس کی وجہ سے شجاعت کا ظہور ان سے نہیں ہوتا تھا اس لئے ان کو رقیب و نجیب میں شمار نہیں کیا گیا
بعض حضرات کے نزدیک دوسرا جواب یہ ہے کہ ایک روایت کے اندر حضرت عثمان کا ذکر ہے فلا اشکال بعض حضرات
نے بیان فرمایا کہ نبی کے اندر مختلف قسم کے علوم و فنون اور صفات ہوتی ہیں جن کا ظہور مختلف مقامات پر مختلف شکل
سے ظاہر ہوتا ہے چنانچہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف صحابہ کے اندر بھی ہیں جو کسی صفات کا ظہور ہے
مثلاً حضرت ابوبکر الصدیق و صدق کا حضرت عمر عدل کا حضرت عثمان حیاء کا حضرت علی شجاعت کا وغیرہ وغیرہ
لیکن یہ تمام ہوتے ہوئے بھی جو بھی کمال تمام صحابہ کے اندر آئے اوصاف کا ثبوت پایا جاتا تھا ان حضرات کا
58 ۱۴ ذکر اس لئے ہے کہ ان کے اندر ان اوصاف کی مجموعی حالت زیادہ تھی عن بریدۃ :- ص۵۸۰ اس حدیث کے شان ورود
کے متعلق ملا علی قاری لکھتے ہیں کہ حضرت علی کو یمن کا گورنر بنا کر بھیجا گیا تو اس وقت لوگوں نے ان کی شکایت کی
بناء پر کچھ ان میں غلط فہمی ہو گئی تھی اس وقت حضور نے یہ حدیث ارشاد فرمائی

۵۸۱/۱۰ ص۵۸۱ تسمیۃ من سُمّی من اھل بدر فی الجامع البخاری

حافظ فرماتے ہیں کہ من سُمّی سے مراد وہ لوگ ہیں جن کا ذکر آیا ہے کہ وہ بدر کے اندر ہیں خواہ وہ حضور کی زبان سے
یا کسی روایت کے اندر صراحۃً آیا ہو اور ان کے اندر تین سو تک روایات متفق ہیں اور کچھ روایات مختلف ہیں
کان فی النظارۃ الخ گرچہ امام مصنف نے حارثہ بن الربیع ذکر کیا ہے اور ان کا اہل بدر میں ہونا حارثہ
بن سراقہ میں جو نظارہ میں تھے کیونکہ لڑائی دیکھنے گئے ہوئے تھے قتل کئے گئے تھے۔ ظہر ان الاقرع
اللهم الخ امام بخاری علیہ الرحمۃ نے ان کے بھائی نام کا ذکر نہیں فرمایا البتہ دوسرے لوگوں نے ذکر کیا ہے
مرارۃ بن الربیع ان کے بدری ہونے کے اندر اختلاف ہے امام بخاری کی رائے ہے کہ یہ بدر میں حاضر
ہوئے ہیں امام زہری نے بھی ایسا ہی لکھا ہے حافظ دمیاطی کی رائے ہے کہ یہ بدر میں حاضر نہیں ہوئے تھے

۲۵ باب ذکر الیمن والشام وذکر اویس القرنی

یمن اس کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ یہ یمین کعبہ میں واقع ہے اور شام یسار کعبہ میں ہے اور اس کو حضرت نوح
کے لڑکے شام بن نوح نے آباد کیا تھا اویس قرنی علامہ جوہری فرماتے ہیں کہ یہ قرن المنازل کی طرف
منسوب ہے علامہ مجد الدین فیروز آبادی اور جمہور کے نزدیک یہ قرن بن ردمان بن ناجیہ بن مراد کی طرف
66 ۲۶ منسوب ہے اور جمہور نے جوہری کی تغلیط کی ہے ص۵۸۲ الفصل الاول عن عمر بن الخطاب :- فمن کان بہ بیاض الخ
ملا علی قاری فرماتے ہیں کہ ان کے بیچ میں یہ بیاض [illegible] البقاء للعلامت یعنی علامت کو باقی رکھنے کیلئے
بیاض رہ گئی تھی دوسری وجہ یہ بیان کی گئی کہ جسم کے اندر عیب ہوتا ہے تو وہ چھپا ہوا ہے تاکہ
یہ بھی لوگوں کے سامنے ظاہر نہ ہو تیسری وجہ بیان کی گئی ہے کہ علامہ خفاجی نے لکھا ہے کہ انہوں نے
دعا کی تھی کہ اے اللہ یہ مرض برص کا ہے زائل ہو جائے اور ایک درہم باقی رہ جائے تاکہ اس کی
نعمت کا شکر ادا کروں فمن لقیہ منکم فلیستغفر لکم الخ چونکہ انہوں نے زمانہ آنحضرت کا پایا تھا لیکن اپنی والدہ کا

6266 صفت کی وجہ سے بشارت میں مشرف ہو سکے تو دستاقی اور ان کو تسلی تھا تو تسکین قلب کے لیے یہ دعا آپ نے
بشارت کی کہ ان سے دعا کو کہنا ان خیر التابعین الخ تابعی کی جمع ہے وہ شخص جس نے صحابی سے ملاقات کی ہو
ایمان کی حالت میں ایک قید اور لگائی کہ جو ملاقات کرے وہ اللہ کا سامع بھی ہو۔ ابن کثیر نے حاکم سے نقل کیا ہے کہ ایک
شرط یہ ہے کہ اخذ بھی ہو لیکن حدیث سے حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کا خیر التابعین ہونا معلوم ہوا اور ایک
روایت امام احمد سے منقول ہے کہ سید التابعین سعید بن المسیب رضی اللہ عنہ ہیں ان دونوں کے اختلاف میں تطبیق
یہ بھی ابن کثیر نے نقل کیا کہ علقمہ اور اسود سب تابعین میں افضل ہیں بعض نے جمع کیا کہ ان لوگوں کو حضرت
اویس والی حدیث کا علم نہیں تھا۔ دوسرا جمع یہ ہے کہ ہر شخص کا اپنا اجتہاد ہے [illegible] علم اور فقہ کی رو سے اور
66 حضرت اویس کا افضل ہونا بسبب [illegible] کے ہے ص ۵۸۲/۲ عن ابی ہریرۃ: ہم ارق افئدۃ والین قلوبا الخ فواد اور ۵۸۲/۲
قلب دونوں ایک ہی ہیں اور دونوں جملے مترادف ہیں بعض نے کہا کہ فواد غشاء رقۃ القلب کو کہتے ہیں اور قلب کا
مغز اس کو کہتے ہیں اگر افئدہ سے مراد قلب ہے تو الین قلوبا تاکید ہوگی [illegible] اور اگر غشاء رقۃ القلب
مراد ہے تو مطلب یہ ہے کہ ان کا ظاہر بھی رقیق ہے اور قلوب نرم ہیں۔ بعض نے کہا کہ فواد ہوتا ہے قلب کو [illegible]
الایمان یمان الخ اس جملہ کی تفسیر میں علماء کا اختلاف ہے (۱) بعض علماء فرماتے ہیں کہ یمان سے
مراد مکہ ہے کیونکہ مکہ تہامہ کا شہر ہے اور تہامہ یمن میں ہے گویا کہ جانب یمن میں ہے (۲) اس کی
مکہ اور مدینہ دونوں مراد ہیں اور یہ حدیث آپ نے تبوک میں بیان فرمائی تھی اور تبوک سے یہ دونوں
جانب یمن کے اندر ہیں (۳) قاسم بن عبید بن سلام فرماتے ہیں کہ اس سے حضرات انصار مراد ہیں کیونکہ
یہ لوگ اپنی اصل کے اعتبار سے یمنی ہیں (۴) حضرت امام نووی کے استاد ابو عمرو بن الصلاح فرماتے ہیں کہ
قاسم بن عبید اگر حدیث کے اندر غور کر لیتے تو یہ فرماتے کیونکہ مخاطب تو انصار ہی ہیں لہذا اس کا اصلی
مراد ہیں اور وہ کامل الایمان کے اندر ممتاز حیثیت رکھتے ہیں جیسے حضرت اویس قرنی وغیرہ اور یمن والے ہیں۔
(۵) حافظ فرماتے ہیں کہ اس کا مصداق یمن والے ہیں اور یہ حکم [illegible] ہے والحکمۃ یمانیۃ حکمت
سے مراد یہ ہے کہ القرآن السنۃ والعمل اور بعض نے تفسیر کی ہے العلم المشتمل علی معرفۃ اللہ [illegible]
66 **الفصل الثالث** ص ۵۸۲/۲۵ عن شریح: الابدال یکونون بالشام الخ ایک جماعت نے کہا کہ الابدال والی حدیث ثابت ۲۵
نہیں ابن تیمیہ بھی انکاری ہیں۔ ابن عساکر نے اس حدیث کو منقطع قرار دیا اور علامہ سیوطی نے اس
پر مفصل کلام کیا ہے اور دس طرق سے تواتر تک الشواہد ثابت کرنا چاہا۔ ابن عساکر نے ایک روایت نقل کی کہ
اللہ تعالیٰ نے تین سو اولیاء کو پیدا کیا جن کے قلوب آدم کے قلوب کی طرح ہیں اور ان میں چالیس
موسیٰ کے قلب پر اور سات ابراہیم کے قلب پر اور پانچ جبریل کے قلب پر اور تین میکائیل کے قلب پر
اور ایک اسرافیل کے قلب پر پیدا کیا اور حضور کے قلب پر کسی کو پیدا نہیں کیا حافظ ذہبی نے اس
69 کو کذب قرار دیا ہے والشام ص ۵۸۳/۵ عن ابی ہریرۃ: الخلافۃ بالمدینۃ والملک بالشام یعنی خلافت کا ۵۸۳/۴
مرجع مدینہ پاک ہے اور ملک کا مرجع شام ہے فقط

ص ۳۰۵

6285 ## باب ثواب ہذہ الامۃ (الفصل الاول)

۵۸۳ ۱۹ ص ۵۸۳ ۱۹ عن معویة ۔ اس حدیث سے ایک جماعت نے استدلال کیا کہ اجتہاد آخر زمانہ تک چلے گا لیکن بعض
لوگوں کے نزدیک آخر زمانہ تک نہیں چلے گا ۔ امۃ قائمۃ ۔ اس سے امام بخاری کے نزدیک اہل حدیث
مراد ہیں ۔ بعض کے نزدیک اہل حدیث ۔ اس کی مراد میں علامہ نووی کے نزدیک کہ محدثین مجاہد
86 زہاد ، فقہاء ، محدثین ، قرآء وغیرہ سب اسی میں داخل ہیں ۔ الفصل الثانی عن انس ص ۵۸۳ ۲۲ ۲۲
اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ اس امت کے اول و آخر اچھے لوگ ہوں گے اس پر اعتراض وارد ہوا کہ ایک دوسری
روایت میں ہے خیر القرون قرنی ثم الذین یلونہم ثم الذین یلونہم ۔ اس کی ان تین قرون کا افضل ہونا معلوم
اسکا جواب ۱ یہ دیا کہ اس حدیث کا اشارہ قرون کی افضلیت ہے وہ افراد کے اعتبار سے ہے دوسرا
جواب ۲ ہے کہ مجموعہ کا اعتبار ہے یعنی مجموعہ صحابہ و تابعین و تبع تابعین افضل ہیں اور مجموعہ کا
افضل ہونا لازم نہیں آتا کہ اسکا ہر کوئی افضل ہو انہوں ۔ جمہور کے نزدیک اول مطلقا افضل ہے
علامہ تورپشتی فرماتے ہیں کہ اس حدیث سے یہ لازم نہیں آتا کہ صحابہ سے افضل آخر زمانہ میں کوئی
93 پیدا ہوں گے ۔ الفصل الثالث عن ابن عباس ص ۵۸۴ ۱۴ ۔ شراح کے نزدیک اس حدیث کی بنا پر ۵۸۴ ۱۴
اگر اس کی صورت میں طلاق واقع ہوگی نہ حنفیہ کہتے ہیں کہ قصد چونکہ یہاں موجود ہے لہذا اس پر متو
94 متفرع ہوگا اور اعتبار نیت کی بنا پر اس پر متفرع ہو جائیگا لہذا طلاق واقع ہوگی ۔ عن بہز بن ص ۵۸۴ ۱۵ ۱۵
حکیم ۔ کنتم خیر امۃ ۔ کنتم یا تو حرکت کے معنی میں ہے ۔ یا علم الہی یا لوح محفوظ کے اعتبار سے
کنتم ماضی کے صیغہ کے ساتھ تعبیر فرمادیا خیر امۃ ۔ کے ضمیر یا تو جمیع امت داخل ہے بعض کے نزدیک
اس میں صحابہ ہی داخل ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ اس کی تشبیہ اور مراد میں انتم تتمون سبعین امۃ انتم
اس جملہ کے اندر لفظ سبعین یا تو مطلق تکثیر کیلئے ہے یا اس سے مراد پوری امت مراد ہیں نبیوں
انبیاء کے اعتبار سے اور ستر سے زیادہ ہوتی ہیں لہذا ابن حجر کہتے ہیں کہ کل امتیں ستر ہوں گی
اور ایک حدیث کے اندر آیا ہے کہ امت کی اسی صفیں ہوں گی اس میں اور اس حدیث میں تعارض
معلوم ہوتا ہے دونوں کے اندر جمع یہ ہے کہ یہاں ستر امتیں مراد ہیں اور وہاں اسی صفیں اور
ایک روایت کے اندر ایک سو بیس وارد ہوا اسکا جواب ابن عبد البر نے دیا کہ وہ غلط ہے

تمت

الحمد للہ کہ آج بعد ظہر ۱۰ شوال المکرم ۱۳۸۵ھ بروز شنبہ بوقت شب اس کتاب کی جلد
ثالث جو آخری شمارہ ہے اللہ تعالی کے فضل و کرم سے بخیر و خوبی ختم ہو گئی ۔ اس تقریر میں جو
غلطیاں واقع ہوئی ہیں وہ اس ناکارہ کی بے تعلقی یا سوء حفظ کی طرف منسوب ہیں حضرت استاذ کی
جہت اس کی نسبت نہیں اور جو آپ میں ۔ نیز اگر کسی جگہ غلطی واقع موجود ہو تو اہل ذوق حضرات
اس کی تصحیح حاشیہ پر خوبصورت تحریر میں فرمادیں فقط والسلام

العبد احمد سلمان الہاشمی

متعلم جامعہ مظاہر علوم سہارنپور

دليل الطالب الى عنوان المطلوب

نمبر شمار		نمبر صفحہ
۱۲۱	باب الفرائض	۲۶۷
۱۲۲	باب الوصايا	۲۷۱
۱۲۳	كتاب النكاح	۲۷۲
۱۲۴	باب النظر الى المخطوبة	۲۷۳
۱۲۵	باب الولى فى النكاح	۲۷۵
۱۲۶	باب اعلان النكاح والخطبة	۲۷۷
۱۲۷	باب المحرمات	۲۷۹
۱۲۸	باب المباشرة	۲۸۳
۱۲۹	باب الفصل الاول	//
۱۳۰	باب الصداق	۲۸۴
۱۳۱	باب الوليمة	۲۸۶
۱۳۲	باب القسم	۲۸۷
۱۳۳	باب عشرة النساء ومالكل	۲۸۹
۱۳۴	باب الخلع والطلاق	۲۹۱
۱۳۵	باب المطلقة ثلثا	۲۹۵
۱۳۶	باب الفصل الاول	۲۹۷
۱۳۷	باب اللعان	۲۹۸
۱۳۸	باب العدة	۳۰۱
۱۳۹	باب الاستبراء	۳۰۳
۱۴۰	باب النفقات وحق المملوك	۳۰۴
۱۴۱	باب بلوغ الصغير الخ	۳۰۵
۱۴۲	كتاب العتق	۳۰۷
۱۴۳	باب اعتاق العبد المشترك	//
۱۴۴	باب الايمان والنذور	۳۰۸
۱۴۵	باب فى النذور	۳۱۰
۱۴۶	كتاب القصاص	۳۱۲
۱۴۷	باب الديات	۳۱۵
۱۴۸	باب مالا يضمن من الجنايات	۳۱۶
۱۴۹	باب القسامة	۳۱۷
۱۵۰	باب قتل اهل الردة	۳۱۸
۱۵۱	كتاب الحدود	۳۱۹
۱۵۲	باب قطع السرقة	۳۲۲
۱۵۳	باب الشفاعة فى الحدود	۳۲۳
۱۵۴	باب حد الخمر	۳۲۴
۱۵۵	باب مالايدعى على المحدود	//
۱۵۶	باب التعزير	۳۲۵
۱۵۷	باب بيان الخمر ووعيد شاربها	//
۱۵۸	كتاب الامارة والقضاء	۳۲۷
۱۵۹	باب العمل فى القضاء	۳۲۸
۱۶۰	باب رزق الولاة وهداياهم	۳۳۰
۱۶۱	باب الاقضية والشهادات	//
۱۶۲	كتاب الجهاد	۳۳۴
۱۶۳	باب اعداد آلة الجهاد	۳۳۸
۱۶۴	باب آداب السفر	۳۴۱
۱۶۵	باب الكتاب الى الكفار الخ	۳۴۲
۱۶۶	باب القتال فى الجهاد	//
۱۶۷	باب حكم الاسراء	۳۴۳
۱۶۸	باب الامان	۳۴۵
۱۶۹	باب قسمة الغنائم الخ	//
۱۷۰	باب الجزية	۳۵۰
۱۷۱	باب الصلح	۳۵۱
۱۷۲	باب اخراج اليهود	۳۵۲
۱۷۳	باب الفئ	//
۱۷۴	كتاب الصيد والذبائح	۳۵۳
۱۷۵	باب ذكر الكلب	۳۵۵
۱۷۶	باب ما يحل اكله وما يحرم	۳۵۶
۱۷۷	باب العقيقة	۳۵۸
۱۷۸	كتاب الاطعمة	۳۶۰
۱۷۹	باب الضيافة	۳۶۳
۱۸۰	باب الفصل الثانى	۳۶۴

دليل الطالب الى عنوان المطلوب

نمبر شمار		صفحه	نمبر شمار		صفحه
١٨١	باب الاشربة	٣٦٢	٢١١	باب الغضب والكبر	٤٠٦
١٨٢	باب النقيع والانبذة	٣٦٦	٢١٢	باب الامر بالمعروف	//
١٨٣	**كتاب اللباس**	//	٢١٣	**كتاب الرقاق**	٤٠٨
١٨٤	باب الخاتم	٣٦٨	٢١٤	باب فضل الفقراء	٤١٠
١٨٥	باب الترجل	٣٧٠	٢١٥	باب الامل والحرص	٤١٣
١٨٦	باب التصاوير	٣٧٢	٢١٦	باب استحباب المال الخ	٤١٤
١٨٧	**كتاب الطب**	٣٧٢	٢١٧	باب التوكل والصبر	٤١٥
١٨٨	باب الفال والطيرة	٣٧٦	٢١٨	باب الرياء والسمعة	٤١٦
١٨٩	باب الكهانة	٣٧٦	٢١٩	باب البكاء والخوف	//
١٩٠	باب الرؤياء	//	٢٢٠	باب تغير الناس	٤١٨
١٩١	**كتاب الآداب**	٣٨١	٢٢١	باب الانذار والتحذير	//
١٩٢	باب السلام	//	٢٢٢	**كتاب الفتن**	٤١٩
١٩٣	باب الاستيذان	٣٨٥	٢٢٣	باب الملاحم	٤٢٣
١٩٤	باب المصافحة والمعانقة	٣٨٦	٢٢٤	باب اشراط الساعة	٤٢٥
١٩٥	باب القيام	٣٨٨	٢٢٥	باب العلامات بين يدى	٤٢٧
١٩٦	باب الجلوس والنوم	٣٨٩	٢٢٦	باب قصة ابن صياد	٤٣١
١٩٧	باب العطاس والتثاؤب	//	٢٢٧	باب نزول عيسى عليه السلام	٤٣٣
١٩٨	باب الضحك	٣٩٠	٢٢٨	باب قرب الساعة	٤٣٤
١٩٩	باب الاسامى	//	٢٢٩	باب لا تقوم الساعة الا الخ	//
٢٠٠	باب البيان والشعر	٣٩٣	٢٣٠	باب النفخ فى الصور	٤٣٥
٢٠١	باب حفظ اللسان الخ	٣٩٤	٢٣١	باب الحشر	٤٣٦
٢٠٢	باب الوعد	٣٩٧	٢٣٢	باب القصاص والحساب	٤٣٧
٢٠٣	باب المزاح	//	٢٣٣	باب الحوض والشفاعة	٤٣٩
٢٠٤	باب المفاخرة والعصبية	//	٢٣٤	باب صفة الجنة واهلها	٤٤٢
٢٠٥	باب البر والصلة	٣٩٨	٢٣٥	باب رؤية الله تعالى	٤٤٥
٢٠٦	باب الشفقة والرحمة	٤٠٠	٢٣٦	باب صفة النار واهلها	٤٤٧
٢٠٧	باب الحب فى الله الخ	٤٠١	٢٣٧	باب خلق الجنة والنار	٤٤٨
٢٠٨	باب ما ينهى عنه من التهاجر	٤٠٢	٢٣٨	باب بدء الخلق وذكر الانبياء	٤٤٩
٢٠٩	باب الحذر والتأنى	٤٠٤	٢٣٩	باب فضائل سيد المرسلين	٤٥٦
٢١٠	باب الرفق والحياء	//	٢٤٠	باب اسماء النبى صلى الله عليه وسلم	٤٥٧

دليل الطالب الى عنوان المطلوب

نمبر شمار		نمبر صفحہ	نمبر شمار		نمبر صفحہ
٢٤١	باب في اخلاقه وشمائله صلى الله عليه وسلم	٢٥٩	٢٥٣	باب مناقب ابي بكر وعمر رضي الله عنهما	٢٨٠
٢٤٢	باب المبعث وبدأ الوحى	٢٦٠	٢٥٤	باب مناقب عثمان رضي الله عنه	٢٨١
٢٤٣	باب علامات النبوة	٢٦٤	٢٥٥	باب مناقب هؤلاء الثلثة	//
٢٤٤	باب في المعراج	//	٢٥٦	باب مناقب علي بن ابي طالب رضي الله عنه	//
٢٤٥	باب في المعجزات	٢٦٩	٢٥٧	باب مناقب العشرة رضي الله عنهم	٢٨٣
٢٤٦	باب الكرامات	٢٧٣	٢٥٨	باب مناقب اهل البيت	//
٢٤٧	باب الفصل الاول	٢٧٤	٢٥٩	باب مناقب ازواج النبي	٢٨٦
٢٤٨	باب الفصل الاول	٢٧٥	٢٦٠	باب جامع المناقب	//
٢٤٩	باب مناقب قريش الخ	٢٧٦	٢٦١	تسمية من سمي من اهل بدر	٢٨٨
٢٥٠	باب مناقب الصحابة رضي الله عنهم	//	٢٦٢	باب ذكر اليمن والشام وذكر اويس	//
٢٥١	باب مناقب ابي بكر رضي الله عنه	٢٧٧	٢٦٣	باب ثواب هذه الامة	٢٩٠
٢٥٢	باب مناقب عمر رضي الله عنه		٢٦٤	حمد وشكر	//

دلیل الطالب الی عنوان المطلوب

نمبر شمار		نمبر صفحہ
۲۴۱	باب فی اخلاقه وشمائله صلی اللہ علیہ وسلم	۲۵۹
۲۴۲	باب المبعث وبدأ الوحی	۲۶۰
۲۴۳	باب علاماة النبوة	۲۶۲
۲۴۴	باب فی المعراج	//
۲۴۵	باب فی المعجزات	۲۶۹
۲۴۶	باب الکرامات	۲۷۳
۲۴۷	باب الفصل الاول	۲۷۴
۲۴۸	باب الفصل الاول	۲۷۵
۲۴۹	باب مناقب قریش الخ	۲۷۶
۲۵۰	باب مناقب الصحابة رضی اللہ عنهم	//
۲۵۱	باب مناقب ابی بکر رضی اللہ عنہ	۲۷۷
۲۵۲	باب مناقب عمر رضی اللہ عنہ	

نمبر شمار		نمبر صفحہ
۲۵۳	باب مناقب ابی بکر و عمر رضی اللہ عنهما	۲۸۰
۲۵۴	باب مناقب عثمان رضی اللہ عنہ	۲۸۱
۲۵۵	باب مناقب هولاء الثلثة	//
۲۵۶	باب مناقب علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ	//
۲۵۷	باب مناقب العشرة رضی اللہ عنهم	۲۸۳
۲۵۸	باب مناقب اهل البیت	//
۲۵۹	باب مناقب ازواج النبی	۲۸۶
۲۶۰	باب جامع المناقب	//
۲۶۱	تسمیة من سمی من اهل بدر	۲۸۸
۲۶۲	باب ذکر الیمن والشام وذکر اویس	//
۲۶۳	باب ثواب هذه الامة	۲۹۰
۲۶۴	حمد و شکر	//